دکنی زبان کا آغاز اور ارتقا

از

ڈاکٹر شری رام شرما

مترجمہ

مولوی غلام رسول

مؤلف

اردو املا، رہنمائے کتاب داری، اردو قواعد
و نصابی کتب وغیرہ و مصلح اردو رسم خط و املا

۱۹۶۷ء

ساہتیہ اکیڈمی آندھرا پردیش حیدرآباد

اِنتخاب پریس
نظام شاہی روڈ۔ حیدرآباد - آ۔پی)

قیمت دس روپے

فہرستِ عنوانات

÷ ÷ ÷

پیش نامہ

ڈاکٹر مسعود حسین خاں صدر شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی

دکھنی ہندی کا اُدبھو اور وکاس' کے نام سے ڈاکٹر شری رام شرما نے دراصل قدیم اُردو کی تاریخی قواعد تصنیف کی ہے' قدیم اُردو' دکن میں ہندی' ہندوی' دکنی' دکھنی' مسلمانی اور نثر کا ماٹا کے مقامی ناموں سے یاد کی جاتی رہی ہے۔

قدیم اردو کا مولد و منشار حضرت امیر خسرو کی "حضرتِ دہلی" اور اس کے نواح کا علاقہ ہے۔ جہاں یہ اپنے ارتقا کی ایک صدی گزارنے کے بعد فتوحات علائی اور تغلق کے ذریعے چودھویں صدی کے نصف اول میں دکن پہونچتی ہے۔ دکن میں اس کا پہلا مرکز دولت آباد تھا جو مرہٹی کے علاقہ میں واقع ہے۔ ۱۳۴۷ء میں بہمنی سلطنت کے قیام کے بعد تقریباً تین سو سال تک یہ زبان ہندی کے نام سے' اپنے منبع اور سرچشمے سے علاحدہ ہو کر سرزمین دکن میں پروان چڑھتی رہی پندرھویں اور سولھویں صدی میں گلبرگہ اور بیدر اس کے اہم مراکز تھے جو کنڑ کے علاقہ میں واقع ہیں۔ سترھویں صدی کے اختتام تک بیجاپور اور گولکنڈہ کی سلطنتوں کے قیام کے بعد اس کا ایک نیا مرکز کنڑ کے علاوہ تلگو کے علاقے میں بھی قائم ہو جاتا ہے۔ دکن میں دستیاب اس زبان کا تمام تر سرمایہ اُردو رسم خط میں محفوظ ہے اور ابتدا سے کیا باعتبار صوتیات' کیا باعتبار صرف و نحو اور کیا باعتبار لغت عروض' اس میں عربی فارسی کے وہ عناصر ترکیبی شامل رہے ہیں جو اردو' ہندی میں مابہ الامتیاز ہیں۔ تاریخی نقطۂ نظر سے بھی اس عہد کا سرمایۂ ادب قدیم اردو کا پہلا نقش ہے نہ کہ ہندی کا۔ یہ اور بات ہے کہ اس دور کے لسانیاتی مواد پہ ہندی والوں کا بھی

اسی قدر حق ہے جس قدر کہ اردو والوں کا۔ دراصل دکن میں اردو کا یہ سرمایہ "جدید ہند آریائی" کی سب سے اہم زبان (اردو یا ہندی) کی قدیم ترین شکل کی نمائندگی کرتا ہے۔ غالباً یہی جذبۂ تحقیق ہندی کے ایک محقق، ڈاکٹر شرما کو کشاں کشاں اس مواد کی جانب لے گیا ہے اور انھوں نے اس زبان کو "دکھنی ہندی" کا نام دینا پسند کیا ہے۔

دکنی اردو پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے ایک مخصوص علمیت اور صلاحیت کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے اس کے محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہندی اور سنسکرت سے کماحقہٗ واقف ہو کیوں کہ دکنی اردو کے متن کے مشکل مقامات وہ الفاظ ہیں جو "تت سم" یا "اردھ تت سم" یا "تدبھو" کی شکل میں اس وقت کی زبان میں رائج تھے لیکن اب متروک ہو گئے ہیں۔ چوں کہ اردو کا مولد و منشا دہلی کا علاقہ ہے جو مغربی ہندی کی ایک سے زائد بولیوں کا سنگم ہے اور رہا ہے، اس لیے قدیم اردو جیسی کہ چودھویں اور پندرھویں صدی عیسوی میں سرزمین دکن میں پروان چڑھی، اس کے عناصر ترکیبی کو سمجھنے کے لیے نواحِ دہلی کی اہم بولیوں مثلاً کھڑی، ہریانی، برج بھاشا اور میواتی کی قواعد کا علم بھی ازبس ضروری ہے۔ یہ سب بولیاں پکتی اردو کے ارتقائی مراحل میں آنکھ مچولی کھیلتی نظر آتی ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ ڈاکٹر شرما قدیم اردو (یا ہندی) کے محقق کی حیثیت سے ان تمام شرائط کو پورا کرتے ہیں۔ وہ ہندی اور سنسکرت کے عالم ہیں اور دہلی کے نواح کی بولیوں اور ان کے نازک اختلافات کا انھیں بخوبی علم ہے۔ قدیم اردو کی مطبوعات اور مخطوطات سے مواد جمع کرنے میں انھیں اردو محققین کا بھرپور تعاون حاصل رہا ہے۔ اس علمی تعاون کی وجہ سے وہ اس مواد سے خاطر خواہ استفادہ بھی کر سکے ہیں۔ لسانیاتی نقطۂ نظر سے ڈاکٹر شرما کی یہ تصنیف، تاریخی قواعد نویسی کی اس اہم روایت کا تسلسل ہے جس کا آغاز مشہور فرانسیسی ماہر السنہ پروفیسر ژول بلوک کی

معرکتہ الآرا تصنیف "لامراتھ" (مرہٹی زبان) اور ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی کی "اوریجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف دی بنگالی لنگویج" سے اس صدی کے ربع اوّل میں ہوا تھا۔ اس سلسلے کی دوسری اہم تصانیف۔ ڈاکٹر بابو رام سکسینہ کی "ایوبیوشن آف اودھی" اور ڈاکٹر دھیریندر ورما کی "ہندی بھاشا کا اتہاس" ہیں۔ ان محققین کی تحقیقی کاوشوں سے ہند آریائی زبان کے مشترک مواد پر خاصہ لسانیاتی ادب فراہم ہو گیا تھا۔ جس سے ڈاکٹر شرما نے زیر نظر تصنیف میں مکمل طور پر استفادہ کیا ہے۔ دکنی اُردو کا لسانیاتی مواد انھوں نے منتخب اور جدید مطبوعات اور مخطوطات سے حاصل کیا ہے۔ اس سلسلے میں وہ بعض اہم اور نایاب مخطوطات مثلاً اشرف بیابانی کی "نوسرہار" اور نظامی بیدری کی مثنوی پدم راؤ کدم راؤ کو نظر انداز کر گئے ہیں۔ ان میں سے اول الذکر اُس وقت تک تحقیقی روشنی میں نہیں آئی تھی اور موخر الذکر کا مخطوطہ ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے ان کی دست رس سے باہر تھا۔ حال میں دکنی اُردو کے بعض دیگر نایاب مخطوطات کی ترتیب و تہذیب کی گئی ہے۔ جن میں قواعد کی ایسی شکلیں محفوظ ہیں جن کا اس تصنیف میں شامل کیا جانا ضروری ہے۔ ظاہر ہے اس اعتبار سے ڈاکٹر شرما کی یہ تصنیف حرفِ آخر نہیں کہی جا سکتی۔ تاہم انھوں نے حتی الامکان تمام اہم مواد کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ بعض مقامات پر بول چال کی موجودہ دکنی کے مواد کو بھی وہ استعمال میں لائے ہیں۔ تاریخی لسانیات کے موضوع میں توضیحی لسانیات کا یہ تداخل، میرے خیال میں، کسی طرح مناسب نہیں بلکہ ایک طرح کا خلطِ بحث ہے۔ اس لیے کہ موجودہ دکنی، کلاسیکی دکنی کی اکثر خصوصیات کھو چکی ہے۔ موجودہ دکنی کا لسانیاتی جائزہ تحقیق کا ایک علاحدہ وسیع اور وقیع موضوع ہے۔ جس کی جانب پہلی کاوش ہیں ڈاکٹر زور کے انگریزی رسالہ "ہندوستانی فونیٹکس" میں ملتی ہے۔

ڈاکٹر شرما کی یہ تاریخی قواعد ہندی والوں سے کہیں زیادہ اردو محققین کی

توجہ کی محتاج ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر موصوف نے جب اپنی اس تصنیف کا ایک نسخہ مجھے تحفتہً عنایت فرمایا تو میں نے اس خیال کا اظہار کیا اور توجہ دلائی کہ اس کے اُردو ترجمہ کا جلد از جلد بندوبست ہونا چاہیے۔ اُردو ترجمے کے لیے ان کی نظر انتخاب مولوی غلام رسول صاحب پر پڑی جن سے بہتر مترجم اس تصنیف کے لیے ملنا ممکن نہ تھا۔ مولوی صاحب عرصہ دراز سے اردو زبان اور رسم خط کے مسائل پر سوچتے اور لکھتے رہے ہیں۔ ایک طرف ان کی ہندی سے اچھی واقفیت، دوسری طرف اُردو قواعد کی اصطلاحی زبان پر کامل عبور، دونوں نے مل کر سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔

مجھے یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ پچھلے چند دہوں میں ڈاکٹر شرما کی یہ تصنیف سب سے اہم کام ہے جو دکھنی اُردو کے سلسلے میں انجام پایا ہے۔ اس کی اہمیت اس اعتبار سے اور زیادہ ہے کہ تاریخی لسانیات اُردو محققین کا کمزور ترین پہلو ہے۔ ایک لحاظ سے یہ ایک تحقیقی کام ہے جو ایک ہندی کے اسکالر نے اردو محققین کے واسطے انجام دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دکنی اُردو پر کام کرنے والے اُردو کے طالب علم اور استاد دونوں کے لیے ڈاکٹر شرما کی یہ اہم تصنیف، عرصے تک علمی ہدف اور ہدایت کا کام دیتی رہے گی۔

حیدرآباد
۳۰ مارچ ۱۹۶۷ء

مسعود حسین خاں
صدر شعبۂ اُردو، عثمانیہ یونیورسٹی

مُقدمہ

دریائے گوداوری اور کرشنا کے درمیان جو خطہ واقع ہے، اُس کا سیاسی، سماجی اور ثقافتی حالات کے مدنظر ہند سے گہرا تعلق ہے۔ اگرچہ ملکی اور غیر ملکی علماء نے چھ سو سال سے ہندوستان کو دو بڑے حصوں یعنی شمال (آریائی) اور دکن (دراوڑی) میں تقسیم کیا، مگر قدیمی ادب اور عوامی زندگی میں ہر دو متحد اور یکساں ہیں۔ قدیمی ادب (ویدوں) میں دکشنا پتھ اور دکن کے نام پائے جاتے ہیں، لیکن دکشنا پتھ سے سمت مراد نہیں ہے، بلکہ وہ راستہ ہے جو وندھیاچل سے دکن کی طرف جاتا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد دکشنا پتھ صوبے کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ ابتدا ہی سے دریائے نربدا کی شمالی سرحد دکشنا پتھ ضرور کہلاتی تھی، پر دکن میں اُس کی حد مقرر نہیں تھی۔ زمانۂ قدیم سے دکن، آندھرا، کرناٹک، تامل ناڈ، اور کیرالا علاقوں پر مشتمل ہے۔

۵۰۰ ق۔م سے ۶۰۰ ق۔م تک شمال کے باشندے بڑی تعداد میں دکشنا پتھ میں آباد ہوئے، پھر کچھ خاندان دکن چلے گئے، جہاں انھوں نے گیارہ سو سال تک اقامت اختیار کی۔ یہ زمانہ ہند آریائی زبان کے لحاظ سے عہد آفریں کہلاتا ہے، اس لیے کہ مختلف پراکرتوں کے میل ملاپ سے ایک عمدہ اور شستہ پراکرت مہاراشٹری نے جنم لیا جو سارے ہندوستان میں عرصۂ دراز تک جاری و ساری رہی۔

تیرھویں صدی سے مسلمانوں کے دکن پر حملے شروع ہوئے، چنانچہ علاءالدین خلجی نے ۱۲۹۵ء میں دیوگری پر یورش کی اور اس کے سپہ سالار

ملک کافور نے ورنگل پر قبضہ کیا۔ محمد تغلق کے زمانے میں کل ہند کو ایک حکومت کے تحت لانے کا منصوبہ بندھا۔ اس نے ۱۳۲۷ء میں دلّی سے دیوگری کو اپنا پایہ تخت منتقل کرنے کا عزم بالجزم کیا اور نقل آبادی کا حکم دیا جس کی بنا پر فوجی افسروں، شرفا، تاجروں اور محنت کشوں کے ہزاروں خاندانوں کو دیوگری جانا پڑا۔ حمل و نقل میں لاکھوں روپے صرف ہوئے بعد میں ارادہ بدل گیا پھر پایہ تخت دلّی چلا گیا۔

علاؤالدین خلجی سے لے کر آصف جاہ اوّل تک دکن پر جتنے بھی حملے ہوئے۔ ان مہموں میں فوجی عہدہ دار اکثر مسلمان ہوتے تھے، جن کا تعلق معزز خاندانوں سے ہوتا تھا۔ ان کمانداروں کی قیادت میں ہزاروں خاندان دکن پہنچے، جن میں ہندو اور مسلمان شامل تھے۔ یہ لوگ زیادہ تر سپاہی پیشہ اور محنت کش تھے۔ یہ مختلف مقامات کے باشندے تھے، کوئی بہار کا تھا تو کوئی اودھ کا اور کوئی راجستھان کا۔ فوجی افسر عموماً دلّی کے تھے وہ ایسی زبان بولتے تھے جس پر پنجابی، ہریانی، اودھی اور برج بولیوں کے اثرات تھے جب دکن میں ان کا غیر ملکی عہدہ داروں سے جن کی مادری زبانیں عربی، فارسی اور ترکی تھیں سابقہ پڑا اور اُن سے ربط ضبط پیدا ہوا اور فوجیوں کو عوامی لوگوں سے تبادلہ خیالات کی نوبت آئی اور بازاروں میں خرید و فروخت کی ضرورت پیش آئی تو صورت حال کے اعتبار سے مختلف بولیوں کی ملاوٹ قبول کرنے سے جس نئی زبان کی نیو پڑی، وہ دکھنی یا دکنی کہلاتی ہے۔ یہ نام اس کو علاقائی طور پر دیا گیا۔ جہاں جہاں یہ پھیلی اس پر مقامی بولیوں کے اثرات پڑے۔ آگے چل کر دکنی نے گجراتی، مرہٹی، کنڑی اور تلگو لفظوں کے ادخال قبول کیے۔ گویا دکنی کئی زبانوں کا آمیزہ ہے جو مختلف

بولیوں کے خمیر سے تیار ہوا پہلے پہل ۱۳۴۷ء میں بہمنی سلطنت دولت آباد (دیوگری) میں قائم ہوئی۔ اس کا پایۂ تخت گلبرگہ منتقل ہوگیا۔ ایک عرصے کے بعد جب بہمنیوں نے مغلوں کے مقابلے میں اپنی خودمختاری کا اعلان کیا تو دکن اور شمالی ہند سیاسی و انتظامی حیثیت سے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ بہمنیوں نے مغلوں کے علی الرغم فارسی کی بجائے دکھنی کی سرپرستی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لسانی ارتقا کے لحاظ سے شمالی ہند کی زبان اور دکھنی کے درمیان پانسو برس کا فصل ہوگیا۔ یہ آگے ہی بڑھتی چلی گئی، یہاں تک کہ اس نے ادبی زبان کا درجہ حاصل کر لیا اور وہ اپنی جگہ رکی رہی اور بول چال کی زبان سے آگے بڑھ نہ سکی۔ کہیں گیارھویں صدی ہجری میں جا کر ادبی صورت اختیار کی۔ رفتہ رفتہ جنوبی ہند کی علاقہ وار دیسی زبانوں کے اثرات سے دکھنی کی نشو و نما میں بڑی مدد ملی۔ بالآخر شاعروں کی دلچسپی صوفیائے کرام کی تبلیغ دین اور بادشاہانِ وقت کی سرپرستی سے۔ وہ ایک سرمایہ دار زبان بن گئی۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز نے دکنی میں نثر کی پہلی کتاب "معراج العاشقین" لکھی۔ شیخ عین الدین گنج العلم، میراں جی شمس العشاق اور شاہ برہان الدین جانم جیسے صاحبانِ طریقت نے دکنی زبان کی نظم و نثر میں اضافے کیے۔ نظامی، فیروز، عبدل، وجہی، غواصی، نصرتی اور ابن نشاطی وغیرہ نامی شعرا نے دکنی ادب کی اہم خدمت انجام دی۔ خود حکمرانوں میں ابراہیم عادل شاہ، نورس، علی عادل شاہ ثانی اور محمد قلی قطب شاہ نے کلیات۔ عبداللہ قطب شاہ اور ابوالحسن تانا شاہ نے اپنی شاعری کے ذریعے دکنی ادب کو فروغ دیا اور دوسرے شعرا کی بھی قدردانی کی۔ اس طرح سبھوں کی کوشش اور محنت سے دکنی ادب کی خوب اشاعت و ترویج ہوئی۔

اُردو زبان کو معیاری اور جامع بنانے کے لیے اُس کی ذیلی بولیوں کا غائر

ملک کافور نے ورنگل پر قبضہ کیا۔ محمد تغلق کے زمانے میں کل ہند کو ایک حکومت کے تحت لانے کا منصوبہ بندھا۔ اُس نے ۱۳۲۷ء میں دلی سے دیوگری کو اپنا پایہ تخت منتقل کرنے کا عزم بالجزم کیا اور نقل آبادی کا حکم دیا، جس کی بنا پر فوجی افسروں، شرفا، تاجروں اور محنت کشوں کے ہزاروں خاندانوں کو دیوگری جانا پڑا۔ حمل ونقل میں لاکھوں روپے صرف ہوئے بعد میں ارادہ بدل گیا پھر پایہ تخت دلی چلا گیا۔

علاوالدین خلجی سے لے کر آصف جاہ اوّل تک دکن پر جتنے بھی حملے ہوئے۔ ان مہموں میں فوجی عہدہ دار اکثر مسلمان ہوتے تھے، جن کا تعلق معزز خاندانوں سے ہوتا تھا۔ ان کمانداروں کی قیادت میں ہزاروں خاندان دکن پہنچے، جن میں ہندو اور مسلمان شامل تھے۔ یہ لوگ زیادہ تر سپاہی پیشہ اور محنت کش تھے۔ یہ مختلف مقامات کے باشندے تھے، کوئی بہار کا تھا تو کوئی اودھ کا اور کوئی راجستھان کا۔ فوجی افسر عموماً دلی کے تھے وہ ایسی زبان بولتے تھے جس پر پنجابی، ہریانی، اودھی اور برج بولیوں کے اثرات تھے جب دکن میں ان کا غیر ملکی عہدہ داروں سے جن کی مادری زبانیں عربی، فارسی اور ترکی تھیں سابقہ پڑا اور اُن سے ربط ضبط پیدا ہوا اور فوجیوں کو عوامی لوگوں سے تبادلہ خیالات کی نوبت آئی اور بازاروں میں خرید و فروخت کی ضرورت پیش آئی، تو صورت حال کے اعتبار سے مختلف بولیوں کی ملاوٹ قبول کرنے سے جس نئی زبان کی نیو پڑی، وہ دکھنی یا دکنی کہلاتی ہے۔ یہ نام اس کو علاقائی طور پر دیا گیا۔ جہاں جہاں یہ پھیلی اس پر مقامی بولیوں کے اثرات پڑے۔ آگے چل کر دکنی نے گجراتی، مرہٹی، کنڑی اور تلگو لفظوں کے ادخال قبول کیے۔ گویا دکنی کئی زبانوں کا آمیزہ ہے جو مختلف

بولیوں کے خمیر سے تیار ہوا۔ پہلے پہل سنہ ۱۹۴۷ء میں بہمنی سلطنت دولت آباد (دیوگری) میں قائم ہوئی۔ اس کا پایۂ تخت گلبرگہ منتقل ہو گیا۔ ایک عرصے کے بعد جب بہمنیوں نے مغلوں کے مقابلے میں اپنی خود مختاری کا اعلان کیا تو دکن اور شمالی ہند سیاسی و انتظامی حیثیت سے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ بہمنیوں نے مغلوں کے علی الرغم فارسی کی بجائے دکھنی کی سرپرستی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لسانی ارتقا کے لحاظ سے شمالی ہند کی زبان اور دکھنی کے درمیان پانسو برس کا فصل ہو گیا۔ یہ آگے ہی بڑھتی چلی گئی، یہاں تک کہ اس نے ادبی زبان کا درجہ حاصل کر لیا اور وہ اپنی جگہ رکی رہی اور بول چال کی زبان سے آگے بڑھ نہ سکی۔ کہیں گیارھویں صدی ہجری میں جا کر ادبی صورت اختیار کی۔ رفتہ رفتہ جنوبی ہند کی علاقہ واری زبانوں کے اثرات سے دکھنی کی نشوونما میں بڑی مدد ملی۔ بالآخر شاعروں کی دلچسپی صوفیائے کرام کی تبلیغ دین اور بادشاہانِ وقت کی سرپرستی سے وہ ایک سرمایہ دار زبان بن گئی۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز نے دکنی میں نثر کی پہلی کتاب "معراج العاشقین" لکھی۔ شیخ عین الدین گنج العلم، میراں جی شمس العشاق اور شاہ برہان الدین جانم جیسے صاحبانِ طریقت نے دکنی زبان کی نظم و نثر میں اضافے کیے۔ نظامی، فیروز، عبدل، وجہی، غواصی، نصرتی اور ابن نشاطی وغیرہ نامی شعرا نے دکنی ادب کی اہم خدمت انجام دی۔ خود حکمرانوں میں ابراہیم عادل شاہ نے "نورس"، علی عادل شاہ ثانی اور محمد قلی قطب شاہ نے کلیات، عبداللہ قطب شاہ اور ابوالحسن تانا شاہ نے اپنی شاعری کے ذریعے دکنی ادب کو فروغ دیا اور دوسرے شعرا کی بھی قدردانی کی۔ اس طرح سبھوں کی کوشش اور محنت سے دکنی ادب کی خوب اشاعت و ترویج ہوئی۔

اردو زبان کو معیاری اور جامع بنانے کے لیے اس کی ذیلی بولیوں کا غائر

مطالعہ بے حد ضروری ہے کیونکہ ہر ترقی پذیر زبان کو جاندار اور فطری بننے کے لیے متعلقہ بولیوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل لسانیات پر بہت زور دیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں اردو کے مقابلے میں ہندی میں اس کی ذیلی بولیوں پر بہت کچھ کام ہو رہا ہے۔ اس باب میں اردو زبان بہت پیچھے ہے گو آج سے تیس پینتیس سال پیشتر کی لسانیاتی خدمت کی بدولت ڈاکٹر زور مرحوم کو لسانیات کا ابوالآبا کہا جا سکتا ہے، لیکن موصوف یورپ سے واپس ہونے کے بعد "ہندوستانی صوتیات" انگریزی میں اور "ہندوستانی لسانیات" اردو میں لکھ کر آخر عمر تک اُردو کے ادبی اور تحقیقی کاموں میں مصروف رہے۔ اس کے بعد کسی نے لسانیات کی طرف توجہ نہیں کی۔ موجودہ کتاب ڈاکٹر شری رام شرما کے پی۔ ایچ۔ ڈی کے ہندی مقالے کا اردو ترجمہ ہے۔ اس میں موصوف نے دکن اور دکنی زبان کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ نیز دکنی اصوات اور دکنی گرامر پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ زبان کے ارتقا میں دکنی زبان کا تجزیہ اور اس کا گجراتی، مرہٹی اور دراوڑی زبانوں سے موازنہ و مقابلہ بھی کیا ہے۔ لسانیاتی نقطۂ نظر سے یہ کتاب اہم سمجھی جاتی ہے اس لیے اِس کو اردو میں منتقل کیا گیا۔ واضح ہو کہ کتاب ہذا میں بعض امور کی نسبت مجھے مؤلف سے اختلاف رائے ہے لیکن میں نے صرف حق ترجمانی ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں جناب مسعود حسین خاں صاحب صدر شعبۂ اُردو جامعہ عثمانیہ کا ممنون ہوں کہ آپ نے اس کتاب کے لیے پیش نامہ لکھا۔ آخر میں ڈاکٹر شری رام شرما صاحب۔ استاد ہندی جامعہ عثمانیہ اور محبی جناب محمد اکبر الدین صاحب صدیقی اُستاد اُردو جامعہ عثمانیہ ہر دو صاحبان کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اول الذکر نے تکلیف گوارا کر کے اصل کتاب سے ترجمے کا مقابلہ کیا اور ضروری ترمیمیں کرائیں اور آخر الذکر نے شروع سے آخر تک مسودے کی نظر ثانی اور پروف کی خواندگی میں میری بڑی مدد کی۔

نیاز مند۔ **غلام رسول** (مترجم)

بیت الاحسان، درگاہ یوسفین
حیدرآباد اے۔ پی
مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۶۵ء

لکھاوٹ کی نئی علامتیں

اِس کتاب کے اندر کتابت میں نیچے کی علامتوں کا استعمال ہوا ہے :-

(۱) (وٓ) - یہ واوِ لین کی علامت ہے - مثلاً ۔ دوٓر ' غوٓر ' حوٓض -

(۲) (یٓ) - یہ یائے لین کی علامت ہے - مثلاً ۔ پیٓر ' بیٓر ' سیٓف -

(۳) (یٖ) - یہ درمیانی یائے معروف کی علامت ہے مثلاً ؛ تیٖر ' کھیٖر ' دیٖن -

(۴) (ۂ) - یہ ادھوری آواز کی علامت ہے ' ہنمہ کہلاتی ہے - اپنی اور غیر زبان کے لفظوں کے لیے -

مثلاً کیا - کیوں ' تبولا ' سنان ' ٹیلیچھ ' شری ' منکوں ' پلاٹ ' بلاک -

(۵) (ِر) یہ علامت 'رائے ممدودہ کہلاتی ہے اور ہندی سنسکرت ری (ऋ) کا بدل ہے -

مثلاً : کرِپا ' پرِتھوی ' امرِت -

(۶) (ٹس) یہ علامت 'شینِ ثقیلہ کہلاتی ہے اور سنسکرت ش (ष) کا بدل ہے -

مثلاً : کوٹس (کوش) ' دوٹس (دوش) پشپ (پشپ)

(۷) (نٔ) یہ علامت 'نونِ ثقیلہ کہلاتی ہے اور سنسکرت انڑ (ण) کا بدل ہے -

مثلاً : کارنٔ ' نارائنٔ ' ہرنٔ -

(۸) (یٔ) یہ علامت 'یائے قصیر کہلاتی ہے اور ہندی سنسکرت لفظوں کے لیے خاص ہے -

مثلاً : کوئی ' آدئی ' متی -

(۹) (०) یہ علامتِ ہمس (پھسپھساہٹ والی آواز = WHISPER) کہلاتی ہے۔ اودھی بولی میں عموماً آتی ہے اور دکنی میں بھی آتی ہے۔
مثلاً: ڈ̥ و نگر ڈ̥ھگار

(۱۰) (✓) یہ فعل کے مادّے کی علامت ہے۔
مثلاً: ✓ لکھنا ✓ پڑھنا۔

(۱۱) (<) یہ ماقبل سے مابعد کی تبدیلی کو ظاہر کرتی ہے اور علامتِ ماخوذ کہلاتی ہے۔
مثلاً: سنسکرت اگنیؔ < پراکرت اگیؔ < اردو آگ۔

(۱۲) (>) یہ مابعد سے ماقبل کی تبدیلی کو ظاہر کرتی ہے اور علامتِ مبدّل کہلاتی ہے۔
مثلاً: اردو آگ > پراکرت اگیؔ > سنسکرت اگنیؔ۔
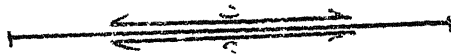
سرِآغاز

گوداوری اور کرشنا کے درمیانی خطہ کا تاریخ ہند کے شاندار صفحات سے گہرا تعلق ہے ہمارے برِ صغیر کے چاروں طرف کی وسیع آخری سرحدوں تک سیاسی، سماجی اور ثقافتی اتحاد و یگانگت پیدا کرنا نہ صرف علما ہی کے لیے بلکہ سپاہی پیشہ افراد کے لیے بھی مشکل رہا ہے، لیکن دانستہ یا نادانستہ اسباب کی بنا پر تاریخی لحاظ سے ابتدا ہی سے یہ اتحاد بہت سی باتوں میں پایا جاتا ہے۔ ملکی اور غیر ملکی علما شمال اور دکن کے اختلافات کو گزشتہ چھ سو سال سے عوام کے سامنے پیش کرتے رہے ہیں لیکن نسل، ذات، زبان، عقیدہ، سماجی تنظیم اور روایات کے پیشِ نظر شمال و دکن یا آریا اور دراوڑیوں کے درمیان علاحدگی کی جتنی مثالیں تاریخ، تقابلی لسانیات اور نسلیات کے صفحوں میں ملتی ہیں، ان سے زیادہ ملک کے قدیمی ادب اور عوامی زندگی میں یگانگت کی صورتیں موجود ہیں۔ ان سے شمال اور دکن کی قدرتی تقسیم کا ثبوت نہیں ملتا۔ شمال و دکن کے مختلف عوامی گروہوں میں اتحاد و یکسانیت کے اثرات برابر پائے جاتے ہیں۔ ان اثرات کے قیام میں گوداوری اور کرشنا کے موجودہ سطحی خطے نے بڑی مدد کی ہے۔ مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے وندھیاچل اور ست پڑے کے ناقابلِ عبور پہاڑی سلسلہ کو دونوں طرف کے بے شمار اگستیوں[۱] نے پاپیادہ طے کیا تھا۔ اس دور میں دوآبہ گوداوری اور کرشنا کے سماجی حالات اور ذہنی

---

[۱] ہندو دیومالا کے مطابق اگستی وہ پہلے رشی تھے جنھوں نے شمالی ہند سے وندھیاچل پار کیا تھا۔

تخیلات میں تبدیلیاں آتی گئیں، جو جنوبی ساحل سے لے کر گوداوری کی وادی تک کے افکار و خیالات کا مظہر تھیں۔ ان کا تعلق اس روحانیت اور فلسفے سے بھی قائم رہا، جسے مقدس رشیوں اور منیوں نے سندھ، ستلج، جہلم، گنگا، جمنا اور سرسوتی کے کنارے حاصل کیا تھا۔

دکشن (دکن) دکشناپتھ (دکناپتھ)

ویدوں اور اسی سلسلے میں جو ادب تیار ہوا اس میں شمال مغرب اور مشرق تینوں سمتوں کے باشندوں کی طرح دکن کے رہنے والوں کا بھی ذکر ملتا ہے یعنی رامائن اور مہابھارت کے زمانے میں لوگ دکن کے الگ الگ صوبوں میں بسی ہوئی بہت سی قوموں سے واقف تھے۔ قدیم ادب میں دکشناپتھ اور دکن کا لفظ محض سمت کو ظاہر نہیں کرتا۔ ابتدا میں "دکشناپتھ" کے لفظ کا استعمال اُس راستے کے لیے ہوتا تھا، جو وندھیاچل سے دکن کی طرف جاتا تھا۔ کچھ عرصے بعد اس راستے کے آس پاس کے آباد صوبے کے لیے "دکشناپتھ" کا لفظ مستعمل ہونے لگا۔ جب کہ نل دمینتی نے اپنی مصیبت کے وقت ڈنڈکارنیہ یعنی وہ جنگل جو بندھیاچل سے لے کر گوداوری کے کنارے تک پھیلا ہوا ہے اور اس سے متصل چھوٹے چھوٹے جنگلوں کو پار کر کے دکن کا رخ کیا، تو وہ دونوں ایسے مقام پر پہنچے جہاں مختلف راستے ملتے تھے۔ ایک راستہ ودربھا کو جاتا تھا اور دوسرا کوشلوں کے خطے کو "دکشناپتھ" کو جانے والے راستے وہاں سے نکلتے تھے۔[۱] اسی طرح مہابھارت کے زمانے میں "دکشناپتھ" کا لفظ خاص علاقے کے لیے استعمال ہونے لگا تھا۔ دکن کے دراوڑیوں کا صوبہ "دکشناپتھ"

۱۔ مہابھارت اشلوک ۳/۵۸/۲۰-۲۲

سے جدا تھا، چنانچہ مہاراجہ دسترتھ نے کیکئی کے غصہ اور خفگی کو دور کرنے اور دل جمعی کے لیے اس سے کہا تھا کہ دراوڑ، سندھ سوویر، سوراشٹر، دکشنا پتھ، ونگ (بنگال) آنگ (چمپا پوری) مگدھ، متس یہ (راجپوتانہ کا علاقہ) کاشی (بنارس) اور کوشل میں جو دولت ہے وہ سب تمھیں دے سکتا ہوں[1]۔

گپت خاندان کے زمانے میں نربدا سے لے کر راس کماری تک کی سرزمین "دکشنا پتھ" مانی جاتی تھی۔ راج شیکھر (۸۸۰ ء تا ۹۲۰ ء) نے آریاورت اور "دکشنا پتھ" کی سرحد ماہشمتی نگری تک تسلیم کی ہے[2]۔

ان سب بیانوں سے پتا چلتا ہے کہ دکشنا پتھ کی شمالی سرحد نربدا بناتی تھی، لیکن دکن میں اس کی حد متعین نہیں ہوئی تھی۔ مہاکاویوں (رامائن اور مہابھارت) کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس زمانے میں دکشنا پتھ کی جنوبی حد آندھرا سے ملی ہوئی تھی۔ والمیکی رامائن میں بعض مقامات پر دکن کے باشندوں کے لیے "داکشی ناتیے" لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دکن کے باشندے [illegible] میں ایک ہی نام سے موسوم ہونے لگے تھے[3]۔ راج شیکھر نے بھی داکشی ناتیے کا لفظ انھیں معنوں میں استعمال کیا ہے[4]۔

مہاکاویوں کے زمانے میں دکن مختلف علاقوں میں بٹا ہوا تھا اور ہر ایک علاقے کا شخص لفظ "داکشی ناتیے" کے علاوہ اپنے علاقے کے نام سے بھی منسوب ہوتا تھا۔

---

[1] والمیکی رامائن ایودھیا کانڈ سرگ ۱۰-۳۷-۳۸ (۲) راج شیکھر کاویہ مِیمانسا باب ۱۷، ص ۲۲۶ [2] اندور سے چالیس میل جنوبی نربدا کے کنارے پر موجودہ مہیشور ماہشمتی نگری کہلاتی تھی [3] والمیکی رامائن بال کانڈ سرگ ۱۳ [4] کاویہ میمانسا باب ۳ ص ۲۰۔

اس زمانے میں دکن میں آندھرا، کرناٹک، تامل ناڈ اور کیرالہ جس سلسلے سے آباد ہیں اسی طرح مہاکاویوں کے عہد میں بھی قائم تھے۔ دکن میں خشکی کی راہ سے داخل ہونے والا شخص آندھرا سے سفر کا آغاز کرتا تھا۔ سیتا جی کی تلاش میں جو بندر دکن کی سمت میں جا رہے تھے، ان کی رہنمائی کرتے وقت سگریو نے کہا تھا 'وندھیاچل، نربدا، کرشنا، وینی، وردا، ڈنڈکارنیہ اور گوداوری کے قریب وجوار کے صوبوں میں تلاش کرنے کے بعد آندھرا، پنڈر، چول، پانڈیئے، پھر اس کے بعد آیو مکھ پہاڑ پر جانا چاہیے۔[۱]

آندھرا: دراوڑ

شمال سے دکن میں داخل ہوتے وقت پہلے آندھرا کا علاقہ پڑتا تھا۔ ماہرین لسانیات اور مورخین نے یہ تسلیم کیا ہے کہ زبان اور خون کے اعتبار سے آندھرا لوگ بھی دراوڑیوں سے متعلق ہیں، مگر سنسکرت کی مہاکاویوں میں آندھراؤں اور دراوڑیوں کو الگ الگ شمار کیا گیا ہے۔ مہاکاویوں کے مصنف آندھرا پردیش اور آندھرا لوگوں سے واقف تھے۔ دکن کے دراوڑیوں اور کن تلوں سے آندھرا جدا ملنے جاتے تھے۔ دشوار گزار پہاڑیوں میں رہنے والی قوموں مثلاً تال چڑ، چو، چپ، وے تمپ کی شمولیت نہ آندھراؤں میں کی جاتی تھی اور نہ دراوڑیوں میں، یہ قومیں آج بھی ناشائستگی کی حالت میں پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتی ہیں۔ آندھرا اور کرناٹک کے جنگلوں اور پہاڑوں میں بسنے والے ہندوستان کے قدیمی باشندے گونڈ وغیرہ آج بھی اپنا وجود دراوڑیوں سے جداگانہ رکھتے ہیں۔ مہابھارت میں ان قوموں کا ذکر پایا جاتا ہے۔[۲] ایک مقام پہ آندھرا، پانڈیئے اور کیرالہ میں سے کسی لفظ کا استعمال نہ کرتے ہوئے

---

[۱] والمیکی رامائن ارن کانڈ سرگ ۴۱ اشلوک ۸ تا ۱۳ [۲] مہابھارت ۵/۱۳۸/۲۵، ۲/۳۱/۱۲، ۳/۳۸/۴۸، ۱۴/۲۹/۱۶

صرف دراوڑ لفظ کا استعمال کیا گیا ہے[1]۔

مہاراشٹر

اشوک کے ایک کتبے میں کچھ دکشنی تانیے لوگوں جیسے جتھل بھوج، مہابھوج، ستّی یے پُتّ، کیرل پُتّ، پے۔ تے نِک، پانڈیے اور چولوں کا ذکر ملتا ہے۔ دکشناپتھ کا بڑا حصہ آگے چل کر مہاراشٹر میں شامل ہو گیا۔ دکن کے مہاراشٹری علاقے اور اس کے باشندوں کا ذکر مہاکاویوں میں اس شکل میں نہیں ملتا جن صورتوں میں آندھرا، دراوڑی اور ان کے صوبوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے وراہ مہر (۵۰۵ء) نے مہاراشٹر لفظ علاقے کے لیے مختص کیا۔ ست یاشریے پُل کیشی کے ایہول والے کتبہ (۶۶۱ء) میں بھی ایک علاقے کے لیے مہاراسٹر کا لفظ پایا جاتا ہے۔ مہاراشٹر کے تین حصے ہیں:۔

(۱) اپ رانت (کوکن)، (۲) ودربھا (۳) ونڈکاریئے۔ ودربھا اور ونڈکاریئے دکشناپتھ سے تعلق رکھتے تھے۔ مورخین کی رائے کے مطابق آریا وندھیا وغیرہ کو پار کرکے دکشناپتھ میں جا بسے کچھ آریاؤں کے بارے میں اشوک کے مذکورہ بالا کتبے سے معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

ستیے پُت

سات وت پُتر، ستیے پُت کہلانے لگے۔ یہ لوگ شمال سے دکشناپتھ آئے تھے۔ گوری شنکر اوجھا نے ستیے پُت کا تعلق "ست یے پتر" اور کیت کرنے اس لفظ کا تعلق "ست پُترا" سے بتلایا ہے۔ پیتے نک کا تعلق پیٹھن (پرتش ٹھان) شہر سے ہے جو لوگ مگدھ سے دکشناپتھ میں آئے وہ مہاراجک یا مہاراشٹرک کہلانے لگے۔ کچھ لوگ عام باشندوں کے لیے

---

[1] مہابھارت ۷/۳/۱۸

مہاراشٹرک کا لفظ علاقے کے لیے مہاراشٹرا استعمال کیے جانے والے لفظ میں تعلق ظاہر کرتے ہیں کچھ راشٹر لوگ بل گانو اور شولا پور کے قریب بس گئے۔ راشٹرکوں کی مادری زبان "پان چالی" تھی۔ شمالی ہند کی ایک بہادر قوم جو ویر راشٹرک کہلاتی تھی۔ مہاراشٹر میں بس گئی۔ ویر راشٹرک لوگ شمالی کرو (موجودہ میرٹھ ڈویژن) اور شمالی مدر" سے آئے تھے۔ ویر راشٹرکوں کی زبان آپ بھرنش تھی۔

زیادہ تر علما دراوڑیوں اور آریوں کو مختلف ذاتوں سے تعلق رکھنے والے مانتے ہیں۔ اس بارے میں جو ثبوت پیش کیے جاتے ہیں وہ غیر اختلافی نہیں ہیں۔ اس مختلف فیہ مسئلے میں ہم کو اس موقع پر غور کرنا غیر ضروری نہیں ہے۔" کمارل بھٹ" کے زمانے میں جب برہمنوں کو پنچ گواڑوں اور پنچ دراوڑیوں میں تقسیم کیا گیا تب تامل، آندھرا اور کرناٹک کے ساتھ ساتھ گرجرا اور مہاراشٹر کے برہمن پنچ دراوڑ کہلانے لگے۔

۵۰۰ ق۔م سے لے کر ۶۰۰ ق۔م تک شمال کے باشندے بڑی تعداد میں دکشنا پتھ میں آباد ہوتے رہے اور وہاں سے کچھ خاندان دکن کی طرف چلے گئے مذکورۂ بالا دور جو گیارہ سو سالوں پر مشتمل ہے۔ یہ ہندوستانی آریائی زبان کے نقطۂ نظر سے نہایت ہی اہم تھا۔ عہد وسطی کی آریائی زبان کی تمام تبدیلیاں اسی دور میں عمل میں آئیں اور عہد جدید کی آریائی زبانوں میں جو انقلاب آیا اس کا آغاز بھی اسی زمانے میں ہوا تھا۔ کرو، پان چال، مدرا اور مگدھ سے نقلِ مقام کرنے والے لوگ اپنی علاقائی پراکرتوں کے ساتھ دکشنا پتھ آئے تھے۔ ان مختلف پراکرت زبانوں کے میل ملاپ سے ایک پاکیزہ اور شستہ عوامی پراکرت رائج

ہوئی۔ جو "مہاراشٹری" کے نام سے مشہور ہوئی اور عرصۂ دراز تک شمالی ہند والوں کے لیے بھی یہ معیاری اور ٹکسالی زبان کا کام دیتی رہی۔ مہاراشٹری نے فصیح اور بلیغ ہونے کے سبب تھوڑے دنوں میں سارے ہندوستان میں امتیازی درجہ حاصل کرلیا۔

۶۰۰ ق۔م سے بارھویں صدی تک شمالی ہند والوں کی آمد دکن میں گو وسیع پیمانے پر نہیں ہوئی، تاہم شمال سے دکن اور دکن سے شمال تک آمد و رفت بند نہیں ہوئی۔ جب تیرھویں صدی میں مسلمانوں نے دکن پر چڑھائی شروع کردی، نوانیسویں صدی تک شمال کے ہزاروں خاندان یہاں جاکر آباد ہوتے رہے اس دور کے پردیسی دکشنا پتھ تک ہی محدود نہیں رہے۔ انھوں نے چول، کرل اور پانڈیے کے باشندوں کو شکست دی اور آندھرا، کرناٹک میں بھی دور دور تک کئی نئے دیہات اور شہر بسائے۔ ان حملہ آوروں سے پہلے جو شمالی ہند والے دکشنا پتھ میں آباد تھے، اُن کو بھی نوواردوں کے سامنے ہار ماننی پڑی چونکہ نوواردوں کے قائدین ایک الگ مذہب اور ثقافت کے حامل تھے اور دوسرے دھرم اور دوسروں کی تہذیب و تمدن کے بارے میں ان کا نقطۂ نظر یکسر مختلف تھا۔ اس سے دکن میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

دکھن

گزشتہ پانچ چھ صدیوں سے "دکھن" کا لفظ جس محدود علاقے کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے۔ اتنے محدود علاقے کے لیے کبھی بھی دکن کا لفظ مستعمل نہیں ہوا۔ شمال میں نربدا، مغرب میں تاپتی اور مشرق میں مہاندی سے سمندر تک کی سرزمین دکشن کہلاتی تھی، مگر مسلمانوں کی آمد کے بعد

"دکھن" کا لفظ اس خطّے کے لیے استعمال ہونے لگا، جو کسی زمانے میں دکشنا پتھ کہلاتا تھا۔ خاندیس، برار، اپ رانت کو چھوڑ کر باقی مہاراشٹر دکھن کہلانے لگا۔ کچھ ثبوت ایسے ملتے ہیں جن کی بنا پر گوداوری اور کرشنا کا درمیانی علاقہ دکن تھا

جب مغلوں نے دکن کی آزاد ریاستوں کو ختم کر کے اپنی سلطنت کی توسیع کی تو "دکن" کا لفظ بھی وسیع علاقے کے لیے استعمال ہونے لگا۔

اکبر نے انتظامِ حکومت کی رو سے مالوہ، برار، خاندیس اور گجرات کو ملا کر "دکن" صوبہ بنایا تھا۔ آگے چل کر احمد نگر حکومت کا رقبہ بھی "صوبہ دکن" میں شامل ہوگیا۔ شہزادہ دانیال دکن کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا[۱]۔ جہانگیر اور شاہجہاں کے زمانے میں مالوہ اور گجرات کو چھوڑ کر دکن کی ہیئت اور شکل حسب سابق برقرار رہی۔ اورنگ زیب کے زمانے میں "دکن" میں آندھرا اور کرناٹک کا بہت بڑا علاقہ شامل ہوگیا کیونکہ گولکنڈہ اور بیجا پور مغلیہ سلطنت کا جز بن چکے تھے۔ اورنگ زیب کے حملے سے بہت پہلے دکن کے مسلم حکمراں بیجانگر کو فتح کر چکے تھے۔ اس لیے بیجانگر کے ذریعے دور دراز کے مقبوضہ دکن پر مغلوں کو خود بہ خود اقتدار حاصل ہو گیا۔ ان حالات میں اکبر کے عہد کی "دکھنی" سرحدوں میں تبدیلی ہوئی۔ مالوہ اور گجرات دکن میں نہیں رہے۔ اورنگ زیب نے چھ صوبوں یعنی (۱) برار (۲) خاندیس (۳) اورنگ آباد (۴) حیدر آباد (۵) محمد آباد بیدر اور (۶) بیجاپور کو ملا کر دکن بنایا۔

اورنگ زیب کی فتح سے پہلے بیجاپور اور گولکنڈے کے حکمران اپنے کو "دکن کے حکمران" مانتے تھے۔ اگر ان حکمرانوں کے خیالات کو قبول کر لیا جائے تو بندھیاچل سے دکن تک مغلوں کا مقبوضہ دور رہا ہوگا۔ خاندیس کو چھوڑ کر

---

[۱] دلسن، اکبر، ص ۶۲۵۔

اس زمانے کے گول کنڈہ اور بیجاپور کی حکومتوں کے رقبے کو ملانے سے دکن بنتا تھا۔ گول کنڈے کے لوگ تلنگانے کو دکن کا بہترین خطہ تصور کرتے تھے۔ تلگو زبان والا صوبہ کاکتیا خاندان کی شکست کے بعد دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا۔ تقریباً آدھے آندھرا صوبے پر بیجانگر اور آدھے پر گول کنڈے کی حکومت تھی۔ جس صوبے پر گول کنڈے کے قطب شاہیوں کا اقتدار تھا اس کا ایک حصہ تلنگانہ کہلاتا تھا اور آج بھی کہلاتا ہے۔ اس کی نسبت گول کنڈے کے شاعر وجہی نے لکھا ہے:-

دکھن سا نہیں ٹھار سنسار میں پنج فاضلاں کا ہے اس ٹھار میں
دکھن ہے نگینہ انگوٹھی ہے جگ انگوٹھی کوں حرمت نگینہ ہے لگ
دکھن ملک کوں دھن عجب ساج ہے کہ سب ملک سر ہور دکھن تاج ہے
دکھن ملک بھوتیچ خاصا اہے تلنگانہ اس کا خلاصا اہے[1]

گول کنڈے کا حکمراں محمد قلی قطب شاہ اپنے تاج کو دکنی حکومت کا امتیازی نشان مانتا تھا ۔

دسیں نادیل کے پھل یوں نمر و مرتبانا ں جوں ہوراس کے تاج کوں لتا ہے پیالہ کر دکھن سارا[2]

بیجاپور کے شعرا نے بیجاپور کے بادشاہ کو دکن کا حکمراں بتایا ہے۔ نصرتی نے اپنے سرپرست علی عادل شاہ (ثانی) کے بارے میں لکھا ہے ۔

دکھن نت ہے اس تخت تے باغ باغ کہ تس گھر ہیں نج سا گھر شب چراغ[3]

---

[1] قطب مشتری ص ۱۷۹ ہندی ایڈیشن [2] محمد قلی قطب شاہ - -

[3] نصرتی - علی نامہ -

تاریخی پس منظر

دکن ہندوستان کی تاریخ میں اہم مقام رکھتا ہے۔ اس بڑے صوبے میں دکن کی تین زبانوں کا سنگم ہوا ہے۔ یہاں مختلف ثقافتوں کا سرچشمہ اور ارتقا ہوا۔ کئی شاہی خاندانوں نے اس صوبے میں اپنے عہد کی رہنمائی کی اور عالموں نے ادبی تخلیق میں اعانت کی۔ اس صوبے پر ۲۰۰ ق۔ م میں سات واہنوں کی حکومت رہی ہے تڑے کو 'تک' واکاٹک 'گپت' کل چری' چالوکیا اور راشٹرکوٹوں کے بعد یادو خاندان کے لوگ حکمران رہے۔ تیرھویں صدی کے اواخر میں علاؤالدین خلجی کے حملوں کے باعث یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ دوسری طرف کاکتیا اور بیجانگر کے حکمرانوں کا سلسلہ تھا۔ یہ سلسلہ بھی چودھویں صدی میں کاکتیا کی اور سولھویں صدی میں بیجانگر کی شکست کے ساتھ انجام کو پہنچا سات واہنوں سے لے کر کاکتیوں، یادوؤں اور بیجانگر کی حکومتوں تک اس علاقے میں فن کاری ادب اور تجارت نے جو غیر معمولی ترقی کی تھی اس کی شہادت اجنتہ کے غار اپنے کامل فن کاری سے اور ایلورہ کا کیلاش مندر اپنی عظمت سے اس کی شہادت دیتے ہیں۔ ورنگل اور بیجانگر کے منادر اور محلات جو بربادی اور شکستگی کے بعد باقی ہیں۔ وہ ان کے جاہ وجلال اور شان وشوکت کے افسانے سناتے ہیں۔ زبان اور ادب کے میدان میں "گاتھا سپت شتی" اور "سیتو بندھ" اسی عہد کی دین ہیں۔ اس اہم زمانے میں شمال اور دکن میں بہت کچھ لین دین ہوا' دونوں صوبوں میں پہلے سے زیادہ فکری توازن قائم ہوا۔ جس زمانے میں شمالی ہند سے مسلمانوں کی قیادت میں دکن پر حملہ ہوا

جدید ہند آریائی زبانیں بہت کچھ پھل پھول چکی تھیں اور ادب میں اونچا مقام حاصل کرنے کا انتظار کر رہی تھیں۔ ان کا تعلق اپ بھرنش سے ٹوٹ چکا تھا۔ دکھنی کے عملِ ارتقا کو سمجھنے کے لیے یہ عہد نہایت اہم ہے، لہٰذا اس زمانے کے چند بڑے بڑے واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے :۔

(۱)۔ تیرھویں صدی کے آخری عشرے میں دیوگری پر علاء الدین خلجی کی فتح کے ساتھ دکن اور دکشناپتھ کی تاریخ کا نیا باب شروع ہوا۔ خلجی نے دکن پر اپنا زیادہ اثر نہ ڈالا۔ اس کے سپہ سالار ملک کافور نے دیوگری کے ساتھ ساتھ ورنگل پر اقتدار جما کر اُن واقعات کے لیے پس منظر تیار کیا جو محمدؐ تغلق کے زمانے میں پیدا ہوئے۔

(۲)۔ محمدؐ تغلق کے زمانے میں کل ہند کو ایک حکومت کے تحت لانے کی کوشش کی گئی۔ دکن میں اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لیے محمدؐ تغلق نے دِتّی کے بجائے "دیوگری" میں پایۂ تخت بنانے کا عزم ۱۳۲۷ء میں کیا۔ اس فیصلے کی بنا پر دِتّی کے فوجی افسروں، شرفا اور محنت کشوں کو دیوگری جانا پڑا۔ دیوگری کو پایۂ تخت کے مطابق بنانے میں لاکھوں روپے صرف ہوئے، لیکن محمدؐ تغلق کو اپنا ارادہ بدلنا پڑا اور راج دھانی پھر دِتّی چلی گئی۔ یہ واقعہ لسانی نقطۂ نظر سے بہت ہی اہم ہے۔ دِتّی سے آنے والے کئی خاندان دیوگری میں رہ گئے۔ جب "تغلق خاندان" کی حکومت رُو بہ زوال ہو گئی تو انہی خاندانوں نے مل کر علاءالدین بہمن شاہ کی قیادت میں بہمنی حکومت قائم کی۔ جو خاندان دِتّی سے دیوگری آئے اور دیوگری سے گلبرگہ گئے ان میں زیادہ تر تعداد اُن خاندانوں کی تھی جو حقیقتہً دِتّی کے

باشندے تھے۔ کچھ خاندانوں کا تعلق دوسرے ہندی زبان والے صوبوں سے تھا۔ اُس وقت کھڑی بولی کی جو شکل رائج تھی وہ ان خاندانوں کے ساتھ دیوگری پہنچی چند مسلم خاندانوں کو چھوڑ کر کل تاجر اور مزدور پیشہ گھروں اور بازاروں میں کھڑی بولی استعمال کرتے تھے۔

(۳) ۱۳۴۷ء میں علاء الدین بہمن شاہ نے دکن کی آزادی کا اعلان کیا اور گلبرگہ میں بہمنی حکومت قائم ہوئی۔ گلبرگے میں مسلم ثقافت کے ایک نئے مرکز کے قیام سے دکن میں کئی ردِ عمل شروع ہوئے۔ بہمنیوں کے پاس وابجول' چول' راج پور اور گوا کی بندرگاہیں تھیں' جن کے سبب ایران' عرب' افریقہ اور ملایا سے ان کا راست ربط قائم ہوا۔ ان ملکوں کے متعدد بڑے ہنرمند قسمت آزمائی کرنے والے نوجوان دِلّی کا سفر کیے بغیر گلبرگہ اور دوسرے دکنی شہروں میں پہنچتے تھے ان لوگوں کی مادری زبان فارسی' عربی اور ترکی تھی۔ محمد تغلق کے زمانے میں' جو خاندان دِلّی سے آئے تھے وہ اپنے اعلیٰ مقام سے دور ہو گئے؛ لہذا ان کی رفتار گفتار' وضع قطع اور رہن سہن کی نشو ونما آزادانہ طور پر ہونے لگی۔ ساتھ ہی محمد شاہ (بہمنی) کے زمانے میں گلبرگے کو مسلم ثقافت اور عربی' فارسی تعلیم کا عظیم مرکز بنانے کی کوشش کی گئی۔ محمد شاہ بہمنی (ثانی) نے فارسی کے مشہور شاعر حافظ شیرازی کو مدعو کیا تھا، مگر چند وجوہ سے حافظ ہندوستان نہ آسکے۔ جو مسلمان شمال سے دکن میں آکر بس گئے تھے' وہ اپنے آپ کو دکھنی یا ملکی کہتے تھے اور ایران' عراق اور عرب سے آنے والے مسلمان "آفاقی" کے نام سے منسوب کیے جاتے تھے۔ آفاقی لوگ ایرانی اور عربی وضع قطع اور زبان کی نمایندگی کرتے تھے اور دکھنی

لوگ تغلقی شمالی ہند کی ثقافت اور زبان کے نمایندے تھے۔ دراصل ایران اور
عرب سے آنے والے لوگوں کا اپنے کو مقامی ہندوؤں ہی سے نہیں مسلمانوں سے
ممتاز ماننا فطری تھا اور یہ بھی فطری تھا کہ دکھنی مسلمان زبان اور تعلیم کے معاملے
میں آفاقیوں کے امتیاز کو قبول کرنے پر بھی احساسِ کمتری کے جذبے سے پیدا
ہونے والے ردِ عمل سے بچ نہ سکے۔ بہمنی خاندان کے حکمران کبھی آفاقیوں کو بڑھاوا
دیتے تھے اور کبھی دکھنی مسلمانوں کو انھیں مقامی خاندانی ہندوؤں کی تائید بھی حاصل
تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دکھنی مسلمان مہاراشٹر اور کرناٹک کی قدیم ثقافت اور
زندگی کے نقطۂ نظر سے واقف ہو گئے۔ آفاقی اور دکھنی لوگوں کا مقابلہ صرف انتظامی
امور ہی میں نہیں بلکہ روزمرہ زندگی اور ثقافتی میدان میں بھی موجود تھا۔ محمد شاہ بہمنی
(ثانی) (۱۳۷۸ء تا ۱۳۹۷ء) نے غیر ملکی لوگوں کی حوصلہ افزائی کی۔ اُس نے گلبرگے کو
ثقافتی مرکز بنا کر دِلّی کو نیچا دکھانے کی کوشش کی تھی، مگر اس کے جانشین "فیروز شاہ
بہمنی" (۱۳۹۷ء تا ۱۴۲۲ء) کو سیاسی وجوہ سے دکھنی لوگوں کا تعاون حاصل کرنا پڑا۔
اکبر کے دادا بابر (۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء) کی تخت نشینی سے ۱۳۰ برس پہلے فیروز شاہ بہمنی
نے عربی، ایرانی ثقافت سے ہٹ کر دکھنی مسلمانوں، شمالی ہند سے آئے ہوئے ہندوؤں
اور مقامی لوگوں کا تعاون حاصل کیا اور ان کی ثقافت میں زیادہ دلچسپی لی۔ گلبرگہ
کنڑی زبان کا علاقہ ہے۔ یہاں کی عوامی ثقافت کا اس نے احترام کیا۔ کرناٹکی
برہمنوں کو اونچے عہدے دیئے گئے۔ نرسنگھ نامی برہمن بہمنی خاندان کا اُستاد
بنا اور بیجانگر کی راج کماری کا بیاہ فیروز کے ساتھ ہوا[1]۔ فیروز کے مقبرے پر

---

[1] دی بہمنیز۔ ہارون خاں شروانی صفحہ ۱۴۴ تا ۱۴۷

ہند و تعمیر کاری کا اثر صاف دکھائی دیتا ہے ۔ اس نے مقامی ثقافت اور بیرونی اثر میں اشتراک قائم رکھنے کی سعی کی ۔

دکھنی کے ماہرِ اوّلین مصنف خواجہ بندہ نوازؒ گیسو درازؒ کے والد محمدؒ تغلق کے زمانے میں دیوگری آئے تھے اور ان کی وفات ۳۰ رجون ۱۳۳۲ء کو خلد آباد (اورنگ آباد) میں ہوئی تھی۔ خواجہ بندہ نوازؒ نوّے برس کی عمر میں گلبرگہ پہنچے تھے۔ اِن دنوں وہاں بہمنی خاندان کی حکومت تھی۔ بہمنی خاندان کے بادشاہوں کو دکن میں بیجانگر اور شمال و مغرب میں خاندیس، مالوہ اور گجرات کے حکمرانوں کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑا ۔

(۴)۔ بہمنی سلطنت کا زوال اس کے بڑے فوجی افسروں کی بغاوت کے باعث ہوا۔ سب سے پہلے امیر قاسم برید نے ۱۴۸۷ء میں بیدر میں بریدشاہی خاندان کی حکومت قائم کی ۔ ۱۴۹۰ء میں بہمنیوں کی خدمت سے علاحدہ ہو کر احمد نظام شاہ نے احمد نگر میں اور یوسف عادل شاہ نے بیجاپور میں نئی حکومتوں کی بنا ڈالی۔ اِن تین حکومتوں کے قیام کے بعد سلطان قلی قطب شاہ نے ۱۵۱۲ء میں گول کنڈے کو پایۂ تخت بنا کر اپنی حکومت قائم کی ۔ ان چاروں حکومتوں نے بہمنی خاندان کے بانیوں کے اصولوں پر عمل کرنے کی کوشش کی ۔ بہمنی حکومت کے زمانے میں دکن اور دِلّی کے درمیان گہرا رابطہ نہیں رہا۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ گجرات، مالوہ، اور خاندیس میں آزاد مسلم حکومتیں قائم ہو چکی تھیں ۔ یہ حکومتیں دلّی کے بادشاہوں کو الجھائے رکھتی تھیں اور جب کبھی موقع ملتا تھا بہمنی حکمرانوں کے خلاف جنگ شروع کر دیتی تھیں ۔ یہ حالت بہمنی بادشاہت کے اختتام کے بعد اکبری حکومت کے

[illegible] زمانے میں بھی قائم رہی۔ جب بہمنی بادشاہت کے خاتمے کے بعد دکن میں چار مسلم حکومتیں قائم ہوئیں تو وہ ایک دوسرے سے مسابقت کرتی تھیں، مگر بیجانگر کی وجہ سے ان میں اتحاد ہو جاتا تھا۔ ان چاروں حکومتوں کی یہ آرزو تھی کہ دلّی کے مانند بیجاپور، احمدنگر، بیدر اور گول کنڈہ مسلم ثقافت کے مرکز بنیں۔ جن حالات میں ان مسلم حکومتوں کو حکومت کرنی پڑ رہی تھی۔ ان کا یہ فطری نتیجہ تھا کہ یہاں رواداری سے کام لیا جاتا، لہٰذا مقامی فن کاری اور ادب کی تھوڑی بہت حوصلہ افزائی ہوتی رہی۔ چاروں حکومتوں میں احمدنگر نے جلدی سے ترقی کی سولھویں صدی میں احمدنگر خوش حال اور منظم سلطنت تھی۔ اکبر کے حملے کے باعث چاروں میں سب سے پہلے اسی حکومت کو زوال آیا۔

احمدنگر کے بعد ثقافتی نشو و نما اور مرفہ حالی کے اعتبار سے بیجاپور کا نام لیا جا سکتا ہے۔ بیدر بہمنی خاندان کے عہد ہی میں اجڑ گیا تھا، بریدشاہیوں کے زمانے میں اس کی حالت ابتر ہو گئی تھی۔ گول کنڈے نے سب کے بعد میں ترقی کی طرف قدم اٹھایا اور جلد ہی اُس نے کمی پوری کر لی۔

احمدنگر، بیجاپور اور گول کنڈے کے حکمران دِلّی کے حکمرانوں سے اس بات میں بالکل مختلف تھے کہ عربی اور ایرانی ثقافتوں میں دلچسپی اور اعتقاد رکھنے کے باوجود مقامی زبانوں اور رسم و رواج سے ان کا لگاؤ تھا۔ آفاقیوں کو اعلا اعزاز بخشتے ہوئے بھی یہاں کے شاہی خاندانوں نے دکھنی سماج کو فطری طور پر نشو و نما کا موقع عطا کیا۔ اس زمانے کے احول نے دکن میں مذہب، ثقافت اور ادب کے میدانوں میں اشتراک و امتزاج پیدا کرنے کی جو ذمہ داری انھیں سونپی تھی، ان حکومتوں نے

اسے اچھی طرح نبھایا۔ بیجاپور کے حکمرانوں کو اپنی عمل داری کے نصفِ اوّل میں بیجانگر کے راجاؤں سے اور نصفِ آخر میں مرہٹوں سے مقابلہ کرنا پڑا، مگر وہاں کی تعمیر کاری میں ہندو تعمیر کا اثر احمد نگر اور گول کنڈے سے زیادہ ہے۔ یہ تعجب خیز بات ہے کہ بیجاپور میں مسلم عہد میں آنے والے خاندان وہاں کے اصلی باشندوں میں جس طرح گھل مل گئے ہیں، اسی طرح دکن کی دوسری بادشاہتوں میں ممکن نہ ہو سکا۔ بیجاپور میں دکنی کا جو ادب لکھا گیا، اس میں سنسکرت کے تت سم زیادہ ہیں۔ دکنی میں عربی فارسی کے الفاظ زیادہ سے زیادہ استعمال کر کے نئے اسلوب کی تخلیق کرنے والا پہلا شاعر نصرتی بیجاپور میں ہوا، لیکن نصرتی کی تصنیف میں بھی سنسکرت کے "تت سم" اور "تدبھو" استعمال ہوئے ہیں۔

(۵)۔ جب دِلّی کے تخت پر مغل خاندان کے بادشاہ متمکن ہوئے، دکن کی سیاست میں بہت بڑا "تغیر" پیدا ہوا۔ ان دنوں ایشیا میں اقتدار حاصل کرنے کے لیے تین قوّتیں مقابلہ کر رہی تھیں۔ اس تصادم میں ہندستان کی کوئی مسلم حکومت تصادم سے الگ نہیں رہ سکتی تھی۔ دکن کے مسلم حکمرانوں پر اس مقابلہ کا اثر پڑا۔

اُن دنوں میں مغربی اور وسط ایشیا کے مسلم حکمران تین حصّوں میں بٹے ہوئے تھے۔ (۱) عثمانی گروہ (۲) ترکی گروہ (۳) ایرانی گروہ۔ مغلوں نے اپنی بادشاہت کی بنیاد عباسی خلافت کی زوال شدہ باقیات پر رکھّی تھی۔ بادشاہوں میں مغل اور ترک سنّی تھے، لیکن ایران کے حکمران شیعہ تھے۔ سنّیوں کے پاس اُن دنوں بڑی قوت تھی اور ان کے جاہ و جلال کا ٹھکانا نہ تھا۔ سولھویں صدی میں دلّی کے مسلم شہنشاہ ایک طرف کل ہند پر اقتدار حاصل کرنے کے لیے کوشاں تھے۔

دوسری طرف ہندوستان سے باہر وہ اپنے آبا و اجداد کی کھوئی ہوئی حکومت کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کرتے رہے۔ تیمور کی اولاد وسطِ ایشیا کی حکمران بننے کا خواب دیکھتی تھی جو فطری بات تھی۔ بابر نے سمرقند اور بخارا کو دوبارہ حاصل کرنا چاہا، ہمایوں بدخشان سے آگے بڑھ نہ سکا۔ اکبر کابل ہی تک پہنچا۔ جہانگیر کے دل کی تمنا دل ہی میں رہ گئی۔ ایرانی بادشاہوں اور مغل حکمرانوں میں قندھار کے لیے عرصے تک مقابلہ چلتا رہا۔ بابر قندھار کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا، مگر جہانگیر کے عہدِ سلطنت میں شاہ عباس (اوّل) نے اسے دوبارہ فتح کر لیا۔ شاہ جہاں کی عملداری میں اورنگ زیب نے دو مرتبہ اور دارا نے ایک مرتبہ قندھار کے لیے جان توڑ کوششیں کیں لیکن دونوں ناکام رہے۔ ویسے ایران کی نسبت مغل بادشاہوں نے ہمیشہ اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ نمائش کے لیے ایرانی حکمرانوں نے بھی یہی عمل کیا، لیکن اندر ہی اندر دونوں جانب عناد تازہ ہی رہا۔ ایران کے شاہوں نے مغلوں کی لمبی چوڑی تعریف کو پسند نہ کیا۔ وہ لوگ ایران کی طرف سے بابر کو دی گئی امداد اور ہمایوں کو شاہ طہماسپ کے ذریعے عطا کردہ حفاظت کا ذکر بار بار کرتے رہے۔ اِدھر مغل شہنشاہ ایرانی بادشاہوں کی شان و شوکت کو اپنے ہم مرتبہ نہیں مانتے تھے۔ حکومت، رقبے اور دولت و ثروت کے نقطۂ نظر سے مغلوں اور ایرانی بادشاہوں کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایران کے بادشاہ قوت بڑھانے کی کوشش کرتے رہے۔ ہندوستان میں بیجاپور اور گولکنڈے کے شاہی خاندان شیعہ تھے، لہٰذا بہت دور ہونے پر بھی ان حکومتوں میں ان کی خاص دلچسپی تھی۔ ایشیا کے گزشتہ دستوروں پر نظر رکھنے والے

مغل فطرتاً ان دونوں حکومتوں کا انتشار و افتراق مفید نہ سمجھتے تھے مغلوں سے خوف زدہ ہو کر ان حکومتوں کا ایرانی شاہوں اور دکن کے ہندو مسلم عوام سے تعاون حاصل کرنا بھی فطری بات تھی۔ اسی وجہ سے کل ہند پر اقتدار اور غلبہ پانے کی تمنا مغلوں میں آجاگر ہوئی۔ شمالی ہند سے دکن کی طرف آنے والی شاہ راہ۔ اجین، دیوگری شاہ راہ پر سب سے پہلے احمد نگر کی سرحد پڑتی تھی۔ گجرات، خاندیس اور برار کے لیے بھی احمد نگر کو تسخیر کرنا ضروری تھا۔ انہی وجوہ کی بنا پر اکبر نے دکنی حکومتوں میں سب سے پہلے احمد نگر پر حملہ کیا۔ اس حملے کا قابل ذکر واقعہ یہ تھا کہ ہندی کے مشہور شاعر خان خانان عبدالرحیم رحیم" شاہزادہ دانیال کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ اس سے قبل خان خاناں شہزادہ مراد کے ہمراہ احمد نگر پر حملہ کر چکے تھے، مگر خان خانان اور مراد میں چند باتوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور احمد نگر کی طرف سے چاند بی بی نے ایسی قیادت کی کہ مغلوں کو کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ کچھ عرصے بعد احمد نگر فتح ہو گیا اور دانیال دکن (احمد نگر، برار، خاندیس، مالوہ اور گجرات) کے صوبہ دار بنے اور خان خانان بہت دنوں تک دکن میں رہے۔

پورے دکن پر تسلط جمانے کے لیے شاہ جہاں بھی کوشاں رہا لیکن ۱۵۹۱ء میں خاندیس، احمد نگر، بیجاپور اور گول کنڈے کو ماتحتی قبول کرنے کے لیے ایلچی بھیج کر جو کارروائی اکبر نے شروع کی تھی۔ اس کی تکمیل اورنگ زیب کے عہدِ حکومت میں ہوئی۔

بیجاپور اور گول کنڈے کی شکست کے بعد اورنگ زیب دکن کی

سیاست میں بُری طرح اُلجھ گیا۔ دکن کی ان دونوں حکومتوں کے زوال کے بعد سارے ہندوستان کی سیاست کا توازن بگڑ گیا۔ نتیجے کے طور پر مرہٹہ قوّت ابھری۔ مرہٹوں سے نمٹنے کے لیے اورنگ زیب نے (۸۰) برس کی عمر میں پنڈھرپور سے اسّی میل بھیما کے کنارے برھما پوری نامی مقام کو اپنی آخری "اقامت گاہ" کے لیے انتخاب کیا۔ برھما پوری کا نام اسلام پوری رکھا گیا۔ اورنگ زیب ۲۱ مئی ۱۶۹۵ء سے ۱۹ اکتوبر ۱۶۹۹ء تک یہیں سے حکومت کی دیکھ بھال کرتا رہا۔ مرہٹوں کے خلاف آخری مہم کے لیے وہ یہیں سے کوچ کیا اور اس مہم سے وہ ۲۰ جنوری ۱۷۰۶ء کو واپس ہوا۔ ایک سال ایک ماہ کے بعد ۲۰ فروری ۱۷۰۷ء کو اس کا انتقال ہوا۔ برھما پوری سے پہلے اورنگ زیب کچھ عرصے کے لیے اورنگ آباد میں رہ چکا تھا۔ ان دنوں اورنگ آباد فوجی چھاونی ہی نہیں حکومت کا انتظامی مرکز بھی تھا۔ شمالی ہند سے آئے ہوئے ہزاروں سپاہی، تاجر، انتظامی عہدہ دار اور محنت کش لوگ اورنگ آباد اور اسلام پوری میں رہتے تھے اور اورنگ زیب کی یہ مہم "دکھنی" کی نشوونما میں معاون ثابت ہوئی۔

اورنگ زیب کے بعد مغل شہنشاہیت کمزور ہوگئی، مرہٹے دکن پر مسلّط ہوگئے، کرناٹک میں میسور کی جدید حکومت طاقتور ہوگئی اور حیدرآباد میں آصف جاہی خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ ان بڑی بڑی حکومتوں کے علاوہ کئی چھوٹی چھوٹی حکومتیں تھیں۔ انگریزی حکومت کے سبب حیدرآباد اور میسور کی ریاستیں بچ گئیں، باقی حکومتیں بمبئی اور مدراس میں ملائی گئیں۔

انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد حکومتوں کی دوبارہ تنظیم ہوئی

کنڑی بولنے والوں کی میسور اور تلگو بولنے والوں کی آندھرا حکومتیں قایم ہوئیں اور مرہٹی بولنے والے بھی ایک حکومت کے تحت محکوم بن گئے۔ گجرات اور مہاراشٹرا کا قیام عمل میں آیا۔ اس طرح کاکتیوں اور یادووں کے بعد گوداوری کرشنا اور تنگ بھدرا کے وسطی علاقے اور مرہٹی زبان والوں کے علاقے کی جو حالت تقریبًا آٹھ سو برس تک رہی وہ بہت کچھ تبدیل ہوگئی۔ یہاں بڑے بڑے شاہی خاندانوں کی فہرست دی جارہی ہے تاکہ اس زمانے کے حالات کے سمجھنے میں مدد ملے۔

بہمنی خاندان

(۱) جلال الدین بہمن شاہ . . . . (سال حکومت ۱۳۴۷ء تا ۱۳۵۸ء)

(۲) محمد اوّل ..... (۱۳۵۸ء تا ۱۳۷۷ء)

(۳) مجاہد . . .. (۱۳۷۷ء تا ۱۳۷۸ء)

(۴) داؤد .... (۱۳۷۸ء)

(۵) محمد ثانی .... (۱۳۷۸ء تا ۱۳۹۷ء)

(۶) غیاث الدین .... (۱۳۹۷ء)

(۷) شمس الدین .... (۱۳۹۷ء)

(۸) فیروز .. .. (۱۳۹۷ء تا ۱۴۲۲ء)

(۹) احمد .... (۱۴۲۲ء تا ۱۴۳۵ء)

(۱۰) علاء الدین (ثانی) .... (۱۴۳۶ء تا ۱۴۵۸ء)

(۱۱) ہمایوں (ظالم) .... (۱۴۵۸ء تا ۱۴۶۱ء)

(۱۲) نظام شاہ .... (۱۴۶۱ء تا ۱۴۶۳ء)

(۱۳) محمد (ثالث) .... (۱۴۶۳ء تا ۱۴۸۲ء)

(۱۴) محمود .... (۱۴۸۲ء تا ۱۵۱۸ء)

(۱۵) احمد (ثانی) .... (۱۵۱۸ء تا ۱۵۲۱ء)

(۱۶) علاء الدین .... (۱۵۲۱ء)

(۱۷) ولی اللہ .... (۱۵۲۱ء تا ۱۵۲۴ء)

(۱۸) کلیم اللہ .... (۱۵۲۴ء تا ۱۵۲۷ء)

برید شاہی (بیدر)

(۱) امیر قاسم برید .... (۱۴۸۷ء تا ۱۵۰۴ء)

(۲) امیر علی برید .... (۱۵۰۴ء تا ۱۵۴۲ء)

(۳) علی برید شاہ (اول) .... (۱۵۴۲ء تا ۱۵۷۹ء)

(۴) ابراہیم برید شاہ .... (۱۵۷۹ء تا ۱۵۸۶ء)

(۵) قاسم برید شاہ .... (۱۵۸۶ء تا ۱۵۸۹ء)

(۶) امیر برید شاہ .... (۱۵۸۹ء تا ۱۶۰۱ء)

(۷) مرزا علی برید شاہ .... (۱۶۰۱ء تا ۱۶۰۴ء)

(۸) علی برید شاہ (ثانی) .... (۱۶۰۴ء تا ۱۶۱۹ء)

۱۶۱۹ء میں بیدر بیجاپور کے قبضے میں چلا گیا۔

نظام شاہی (احمد نگر)

(۱) احمد نظام شاہ .... (۱۴۹۰ء تا ۱۵۰۹ء)

(۲) برہان نظام شاہ ...... (۱۵۰۹ء تا ۱۵۵۳ء)

(۳) حسین نظام شاہ (اوّل) .... (۱۵۵۳ء تا ۱۵۶۵ء)

(۴) مرتضیٰ نظام شاہ (اوّل) .... (۱۵۶۵ء تا ۱۵۸۶ء)

(۵) حسین نظام شاہ (ثانی) ...... (۱۵۸۶ء تا ۱۵۸۹ء)

(۶) اسمٰعیل نظام شاہ .... (۱۵۸۹ء تا ۱۵۹۶ء)

(۷) احمد ...... (۱۵۹۶ء تا ۱۶۰۳ء)

(۸) مرتضیٰ نظام شاہ (ثانی) .. (۱۶۰۳ء تا ۱۶۳۰ء)

(۹) حسین نظام شاہ (ثالث) ..... (۱۶۳۰ء تا ۱۶۳۳ء)

۱۶۳۳ء میں مغلوں کی فوج نے احمد نگر پر قبضہ کر لیا اور کل حکومت مغل شہنشاہیت میں ضم کر لی گئی۔

عادل شاہی (بیجاپور)

(۱) یوسف عادل شاہ ...... (۱۴۹۰ء تا ۱۵۱۰ء)

(۲) اسماعیل عادل شاہ ... (۱۵۱۰ء تا ۱۵۳۴ء)

(۳) ملو عادل شاہ .... (۱۵۳۴ء)

(۴) ابراہیم عادل شاہ (اوّل) .. (۱۵۳۴ء تا ۱۵۵۸ء)

(۵) علی عادل شاہ (اوّل) .... (۱۵۵۸ء تا ۱۵۸۰ء)

(۶) ابراہیم عادل شاہ (ثانی) ... (۱۵۸۰ء تا ۱۶۲۷ء)

(۷) محمد عادل شاہ .... (۱۶۲۷ء تا ۱۶۵۷ء)

(۸) علی عادل شاہ (ثانی) .... (۱۶۵۷ء تا ۱۶۷۲ء)

(۹) سکندر عادل شاہ ....(۱۶۷۲ء تا ۱۶۸۶ء)

۱۶۸۶ء میں اورنگ زیب کے حملے کے نتیجے میں بیجاپور کو شکست ہوئی اور حکومت کا بڑا حصہ مغل شہنشاہیت میں شامل ہو گیا۔

قطب شاہی (گولکنڈہ)

(۱) سلطان قلی قطب شاہ ....(۱۵۱۲ء تا ۱۵۴۳ء)

(۲) جمشید قطب شاہ ....(۱۵۴۳ء تا ۱۵۵۰ء)

(۳) سبحان قلی قطب شاہ ....(۱۵۵۰ء)

(۴) ابراہیم قطب شاہ ....(۱۵۵۰ء تا ۱۵۸۰ء)

(۵) محمد قلی قطب شاہ ....(۱۵۸۰ء تا ۱۶۱۲ء)

(۶) محمد قطب شاہ ....(۱۶۱۲ء تا ۱۶۲۶ء)

(۷) عبداللہ قطب شاہ ....(۱۶۲۶ء تا ۱۶۷۲ء)

(۸) ابوالحسن قطب شاہ ....(۱۶۷۲ء تا ۱۶۸۷ء)

۱۶۸۷ء میں مغلوب ہونے کے باعث گولکنڈے کا علاقہ مغل شہنشاہیت میں شامل ہو گیا۔

دکن کی ان حکومتوں کے علاوہ قرب وجوار کی حکومتوں کے آغاز اور خاتمے کے سنین دکھنی کی نشو و نما کے عمل کے جاننے میں معاون ثابت ہوں گے۔ گجرات میں ۱۳۹۶ء میں آزاد حکومت قایم ہوئی۔ مغل حملے کے سبب ۱۵۷۲ء میں اس حکومت کا خاتمہ ہوا۔ مالوے میں آزاد حکومت کا قیام ۱۳۹۲ء میں اور خاتمہ ۱۵۳۱ء میں عمل میں آیا۔ یہاں ایک نئے شاہی خاندان نے حکومت کی

ابتدا کی۔ ۱۵۳۱ء میں گجرات کے بادشاہ نے مالوے کو گجرات میں ملایا۔

خاندیس میں ۱۳۸۲ء میں جو آزاد حکومت قایم ہوئی تھی وہ ۱۵۵۷ء کے کچھ

دنوں تک گجرات کے ماتحت رہی۔ ۱۶۰۱ء میں اس صوبے پر مغلوں کا اقتدار ہوا۔

مسلم عہد کے بڑے بڑے واقعات کا توقیت نامہ حسب ذیل ہے: ۔

۱۔ علاء الدین خلجی کا دیوگری پر حملہ ۱۲۹۵ء

۲۔ علاء الدین خلجی کا گجرات پر قبضہ ۱۲۹۷ء

۳۔ دیوگری پر ملک کافور کا حملہ ۱۳۰۶ء تا ۱۳۰۷ء

۴۔ ورنگل کے پرتاب رودر دیو (ثانی) کی شکست ۱۳۰۸ء

۵۔ ورنگل کی دوبارہ شکست اور زوال کامل ۱۳۲۳ء

۶۔ محمد تغلق کے ذریعے دلی سے دولت آباد کو پایۂ تخت کا تبادلہ ۱۳۲۷ء

۷۔ دلی کے باشندوں کو دولت آباد جانے کا حکم۔ ۱۳۲۹ء

۸۔ مالوے کے محمد اوّل نے بہمنیوں پر حملہ کیا۔ گجرات کا محمود بیگڑہ نظام شاہ (بہمنی) مدد کے لیے گیا۔ ۱۴۶۲ء

۹۔ محمود کے زمانے میں گجرات کے حکمران بہادر شاہ کی شکست ۱۵۳۵ء

۱۰۔ اکبر کے زمانے میں مالوہ اور گجرات پر مغلوں کا حملہ ... ۱۵۶۸ء

۱۱۔ گجرات پر مغلوں کا دوبارہ حملہ ۱۵۷۲ء

۱۲۔ اکبر کے زمانے میں خاندیس پر مغل فوج نے قبضہ کیا ۱۵۷۷ء

۱۳۔ اکبر نے برار پر قبضہ کیا ۱۵۹۶ء

۱۴۔ جہانگیر کے زمانے میں دکن پر چڑھائی ۱۶۰۸ء

۱۵- خرّم (آگے چل کر شاہ جہاں) دکن کا صوبہ دار بنا ۱۶۱۶ء

۱۶- شاہ جہاں نے احمد نگر کو دوبارہ تسخیر کیا ۱۶۳۰ء

۱۷- شاہ جہاں کے زمانے میں مغلوں کا بیجاپور پر حملہ ۱۶۳۲ء

۱۸- اورنگ زیب دکن کا صوبہ دار بنا ۱۶۳۶ء

۱۹- اورنگ زیب نے گول کنڈے پر حملہ کیا ۱۶۵۵ء

۲۰- اورنگ زیب کے ایک لڑکے سے گول کنڈے کی شہزادی کی شادی

. . . . ۱۶۵۶ء

۲۱- اورنگ زیب نے بیدر، کلیانی اور گلبرگہ پر قبضہ کیا . ۱۶۵۷ء

۲۲- بیجاپور پر مغلوں کا کامیاب حملہ ۱۶۷۹ء

۲۳- اورنگ زیب کا بیجاپور پر محاصرہ . . ۱۶۸۵ء

۲۴- بیجاپور کا سقوط ۱۶۸۶ء

۲۵- اورنگ زیب کی وفات ۱۷۰۷ء

۲۶- نظام الملک آصف جاہ نے آصف جاہی حکومت قائم کی ۱۷۲۴ء

دکھنی زبان جس طرح عہد وسطیٰ میں نوواردوں کے میل ملاپ سے دکن نیز میں معیاری مہاراشٹری پراکرت کی شکل نمودار ہوئی اسی طرح جدید ہند آریائی زبانوں میں اہم زبان ہندی کی فصاحت اور شستگی میں اس نے تعاون کیا۔ اوپر جن واقعات کا اظہار کیا گیا ہے ان سے بصراحت ظاہر ہوتا ہے کہ تاریخ کے ابتدائی دور سے شمال و دکن میں گہرا تعلق رہا۔ پانڈیہ اور کیرل کے حکمرانوں کے تعلقات ہمیشہ وسطِ دکن کے حکمرانوں کے ساتھ قایم تھے

اور وسطِ دکن کے شاہی خاندان شمالی اور مغربی ہند کے ساتھ مربوط رہے۔ سیاست کے علاوہ مذہبی اور ثقافتی اتحاد بھی زبردست رہا۔ جہاں تک زبان کا تعلق ہے زمانۂ قدیم سے شمال اور دکن میں مختلف زبانوں کی موجودگی میں بھی ایک عام زبان کا استعمال ہوتا تھا۔ کئی صدیوں تک سنسکرت مذہبی زبان ہی نہیں ثقافتی اور سرکاری زبان بھی بنی رہی۔ آٹھویں صدی تک دکن کے حکمران تامرا پتر (عطیۂ انعام کی تانبے کی تحریریں) اور فرامین سنسکرت ہی میں لکھتے تھے۔ بودھ اور جین دھرم کی اشاعت کے سبب اور شمالی ہند میں پراکرت کو ثقافتی اور ادبی زبان کے طور پر اختیار کرنے سے دکن میں بھی پراکرت اپنائی گئی۔ اپ بھرنش کے زمانے میں دکن کے لوگ پیچھے نہیں رہے۔ راشٹر کوٹ مقام کو درباری شاعر پشپ دنتی وغیرہ نے کئی تصانیف اپ بھرنش میں پیش کیں۔ یہ ربط جدید ہند آریائی زبانوں کے استعمال میں بھی معاون ثابت ہوا مسلمانوں کی آمد کے بعد چودھویں صدی میں زیادہ کوششیں کی گئیں۔

علاؤالدین خلجی سے لے کر آصف جاہ (اول) تک جتنے شہنشاہوں اور فوجی افسروں کی قیادت میں دکھن پر حملے ہوئے۔ ان میں سے چند کو چھوڑ کر سبھی مہموں میں ہزاروں خاندان شمالی ہند سے دکن پہنچے اور ان میں سے بہتیرے خاندان یہیں بس گئے۔ کئی بڑی تمنا والے قسمت آزما نوجوانوں نے دکن ہی کو اپنا میدانِ عمل منتخب کیا۔ زیادہ تر سپاہی ہندو تھے یا ایسے شخص تھے جنھوں نے کچھ عرصہ پہلے اسلام قبول کیا تھا' نومسلوں

ہندو سپاہیوں اور محنت کشوں کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنے فوجی افسروں
کی ثقافتی زبان فارسی اور مادری زبان عربی، ترکی، پشتو وغیرہ کو اپنی زبان بناتے
یہ عام سپاہی اور مزدور پیشہ ایک ہی مقام سے نہیں آئے تھے۔ کسی کا تعلق بہار سے
تھا، کسی کا اودھ سے اور کسی کا راجستھان سے۔ ان فوجیوں کے سرداروں میں
ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ تھی جو دلّی میں بس گئے تھے یا دلّی میں پیدا ہوئے تھے۔
یہ لوگ کھڑی بولی سے اچھی طرح واقف تھے۔ اُن دنوں کھڑی بولی آج کی طرح
معیاری اور صاف نہ تھی۔ کھڑی بولی میں ہریانہ، میوات اور شیخاوائی اور برج
سے متعلق بولیوں کا اثر تھا۔ شمالی ہند کے مختلف خطّوں سے آئے ہوئے یہ
خاندان گھریلو زندگی میں اپنی بولی بولتے تھے اور دوسرے علاقے کے لوگوں سے
ملتے وقت کھڑی بولی استعمال کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ دِلّی کے قرب و جوار کی
بولی ثقافتی زبان کی شکل میں اختیار کی جانے لگی اور ایسے لفظوں اور
ان کی شکلوں کا استعمال بتدریج کم ہوتا گیا، جو کسی خاص علاقے میں مستعمل تھے۔

ان مہموں کے کمان داروں میں خاندانی طبقے کے مسلمان تھے۔ اس طبقے
کے مسلمان دو چار نسل پہلے عرب، ایران، ترکی اور افغانستان سے نقلِ مقام
کر کے دِلّی پہنچے تھے۔ ان خاندانوں نے اپنے آبا و اجداد کی زبان کو بہت عرصے
تک محفوظ رکھا۔ جو مسلمان خاندان سیدھے دکن آئے، یہ مذہبی اعتبار سے
عربی کی طرف اور عربی لحاظ سے فارسی کو اہمیت دیتے تھے۔ دکن کے
آفاقیوں اور دلّی سے آئے ہوئے معزز طبقے کے مسلم خاندانوں کے سامنے
بڑی دشواری یہ تھی کہ چند بہت سی زبانیں جاننے والوں کو چھوڑ کر ایران کا

باشندہ ترک سے کس زبان میں بات چیت کرے عربی بولنے والا شخص افغان کو اپنے خیالات سے کیسے آگاہ کرائے؛ ان غیر ملکی مسلمانوں نے ثقافتی نقطۂ نظر سے فارسی کو قبول کر لیا۔ معزز طبقے کے لوگوں کے روبرو دوسرا سوال یہ تھا کہ عوامی لوگوں سے کس زبان میں بات چیت کریں؟ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کھڑی بولی پر غور کیا گیا جو قواعد کے لحاظ سے سہل تھی اور وسیع علاقے میں سمجھی جاتی تھی۔ علاقائی اثرات کی موجودگی میں بھی کھڑی بولی میں اس طرح کی خصوصیت تھی کہ راجستھان سے لے کر بہار کی آخری سرحد تک عوام اسے سمجھ سکتے تھے۔

ہندی بولنے والے علاقے میں ادبی اور ثقافتی اعتبار سے راجستھانی کے بعد اودھی اہم زبان تھی۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد برج نے اودھی کی جگہ لے لی۔ برج کے بعد کھڑی بولی یہ مقام حاصل کرتی ہے۔ نووارد مسلمانوں نے کھڑی بولی کو اہم سمجھا تھا۔ عوام سے ربط پیدا کرنے کے لیے انھوں نے اسے اختیار کر لیا۔ معزز طبقہ کے جو مسلمان ہندوستانی ادب میں دلچسپی رکھتے تھے انھوں نے اودھی اور برج کا مطالعہ کیا۔ "سب رس" نامی کتاب میں امیر خسروؔ کا لکھا ہوا کھڑی بولی کا ایک دوہا درج کیا گیا ہے۔ اسی طرح برج کے اور دوہے مضمون کو دل چسپ بنانے کے لیے لکھے گئے ہیں۔

بہمنی بادشاہت کے قیام کے بعد عرب، ایران اور ترکی سے کئی خاندان راست دکن میں جا کر بسے اورنگ زیب کی فتح کے بعد بیرونی لوگوں کا راست دکن میں آنا بند ہو گیا۔ ان نوواردوں کے حق میں زبان کی دشواری بہت بڑی رکاوٹ تھی۔ مقامی زبانیں تلگو، مرہٹی اور کنڑی ان کے لیے بہت

شکل تھیں۔ پھر دلّی سے آنے والا خاندانی شخص ایک برس دکن میں رہتا تھا،
دو برس گجرات میں اور چھ مہینے بنگال میں۔ اسی طرح دکن کا آفاقی کبھی مرہٹی
بولنے والے علاقے میں مامور ہوتا کبھی تلگو زبان بولنے والے پردیش میں اور
کبھی کرناٹک میں یہی وجوہ ہیں کہ آفاقی لوگوں نے بھی کھڑی بولی کو بول چال کے لیے
اختیار کرلیا۔ گو اس کے اختیار سے دکھنی میں فارسی کے زیادہ تر اور عربی کے کم الفاظ
مل جل گئے۔ کھڑی بولی بولتے وقت عوام نے بھی عربی؍ فارسی کے اصل اور بگڑے ہوئے
لفظوں کے استعمال میں فخر سمجھا۔ محمد تغلق سے لے کر اورنگ زیب تک دکھنی علاقوں
کا تعلق کسی نہ کسی شکل میں دلّی سے رہا؛ لہٰذا دلّی کی کھڑی بولی جس طرح منجھ گئی اس
کا بہت کچھ اثر دکھنی پر بھی پڑا مگر اس کا ڈھانچا وہی رہا جو محمد تغلق کے زمانے میں
تھا۔ پنجاب، راجستھان، اودھ اور بہار کے باشندے کھڑی بولی کا استعمال اپنے
ڈھنگ سے کرتے تھے۔ ادبی دکھنی میں بھی یہ اثر موجود رہا۔ اس باب میں مسلمان
مبلّغین، اولیاے کرام اور اہلِ شریعت کا ذکر اہم اور ضروری ہے۔ دکن کے اصلی
باشندوں میں مذہب کی اشاعت کرنا ان لوگوں کی غرض و غایت تھی۔ ان مبلّغین
کا خاص مقصد یہ تھا کہ ہزاروں کی تعداد میں جو مسلمان اور نومسلم دکن میں جا کر
بس گئے تھے۔ انھیں مذہبی نقطۂ نظر سے مرکزی خیالات کے دھارے سے
الگ نہ ہونے دیا جائے۔ اسلام کے اوّلیں بڑے مبلّغ خواجہ بندہ نوازؒ اسی لیے
(۹۰) برس کی عمر میں باطنی تحریک کی بنا پر دکن آئے تھے۔ خواجہ بندہ نوازؒ کے
بعد گزشتہ چھ سو برس میں کئی دفعہ ہزاروں مریدوں کے ساتھ مسلمان اولیا
اور صوفی یہاں آتے رہے اور گلبرگہ، بیجاپور، اورنگ آباد اور کئی شہروں کو

مذہبی اشاعت کا مرکز بنا کر اپنا کام کرتے رہے۔ یہ صوفی اور بزرگانِ دین جن جن لوگوں میں تبلیغ کرنے آئے تھے، اُن کے لیے کھڑی بولی ہی ذریعہ بن سکتی تھی۔ نتیجے کے طور پر کھڑی بولی کا استعمال ان بزرگوں نے کیا۔ تقریباً ڈیڑھ سو برس گزرنے پر ادب کے لیے دکھنی کا استعمال شروع ہوا۔ اولیائے کرام اور مذہبی کتابوں کے سبب دکھنی میں تصوف و سلوک اور فقہ سے متعلق کئی عربی اصطلاحیں استعمال ہونے لگیں۔

دکھنی پر مرہٹی اور گجراتی کا اثر

دکھنی پر مقامی بولیوں کا اثر پڑا۔ مسلمانوں کی آمد سب سے پہلے دیوگری میں ہوئی۔ اس زمانے میں دیوگری مہاراشٹر کا پایہ تخت ہی نہ تھا، بلکہ دیوگری کے قریب میں پیٹھن (پرتش ٹھان) علمی مرکز بھی تھا۔ مرہٹی آریائی زبان ہے۔ کھڑی بولی اور مرہٹی میں کئی باتوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ملک کافور اور محمد تغلق کے زمانے میں جو شمالی ہند کے خاندان دیوگری پہنچے وہ بڑے دھارے سے دور جا پڑے تھے۔ ساٹھ ستر برس میں انھوں نے اپنی زبانوں کے بڑے دھارے سے ہٹ کر جو عام بولی اختیار کی، اس کی تشکیل اسی عرصے میں متعین ہوئی۔ مرہٹی نے اُن دنوں دکھنی پر جو اثر ڈالا وہ امٹ رہا۔ اورنگ زیب کے حملے کے وقت بڑی تعداد میں شمالی ہند کے باشندے دکن آئے۔ دیوگری کے قریب اورنگ آباد میں پھر ایک بار دکھنی اپنے اصلی دھارے سے جا ملی اور یہاں اس نے کئی نئے عناصر حاصل کیے۔

دولت آباد کے بعد شمالی ہند کے باشندے گلبرگہ پہنچے، وہاں بھی دکھنی کی

نشو ونما ہوتی رہی۔ اس نے مرہٹی کے اثر کو محفوظ رکھا، لیکن دراوڑی خاندان کی زبان کنڑی سے اس نے قابلِ ذکر اثر قبول نہیں کیا۔ جب بیجاپور میں مسلم حکومت قایم ہوئی تو وہاں بڑے بڑے عہدوں پر مرہٹی زبان بولنے والے مقرر کیے گئے۔ اعلا درجے کے لوگوں میں مسلمانوں کے بعد مرہٹی زبان والوں کا شمار ہوتا تھا۔ بیجاپور کی سرکاری زبان بہت دنوں تک مرہٹی ہی رہی۔ اس تعلق سے بھی دکھنی میں مرہٹی اثر کو قایم رکھنے میں مدد ملی۔ مرہٹی آریائی زبان ہے اس کے الفاظ کھڑی بولی میں آسانی سے گھل مل جاتے ہیں، لیکن نہ تو گلبرگہ اور بیجاپور میں اور نہ گول کنڈے ہی میں کنڑی اور تلگو کے الفاظ ادبی دکھنی میں جگہ پا سکے۔ پانچ دس الفاظ ہی ادبی دکھنی میں ان دونوں زبانوں سے لیے گئے ہیں۔ بول چال کی دکھنی میں بیجاپور کے آس پاس کنڑی کے اور گول کنڈے کے قرب و جوار میں تلگو کے کئی الفاظ ضرور استعمال ہوتے ہیں۔

الفاظ کے تعلق سے مذکورۂ بالا اصول کے مدِنظر دکھنی بلحاظ تلفظ علاقائی زبانوں سے دُور نہ رہ سکی۔ اورنگ آباد میں دکھنی بولنے کا ڈھنگ، حروفِ علت کا اتار چڑھاؤ، ہائیہ اور غیر ہائیہ تلفظ جملے میں لفظوں کی حالت کو ظاہر کرنے والی لے مرہٹی سے متاثر ہے۔ اسی طرح کرناٹک میں کنڑی اور آندھرا میں تلگو کا اثر دکھائی دیتا ہے۔ تلگو، مرہٹی اور کنڑی کا تلفظ جس ڈھنگ سے خاص علاقے کے مطابق تبدیل ہوتا ہے، اسی طرز سے دکھنی کا تلفظ بھی بدلتا ہے۔ حیدرآباد میں دکھنی بولنے کا جو ڈھنگ ہے وہ سو میل دور کرنول میں نہیں ہے۔ اسی طرح بیجاپور اور گلبرگہ کے تلفظ میں بہت فرق ہے۔ تلفظ کے تعلق سے ان تبدیلیوں

کی تحقیق دکھنی ہی کے لیے نہیں، علاقائی زبانوں کے واسطے بھی اہم ہے۔
مرھٹی کے بعد دکھنی پر گجراتی کا اثر قابلِ ذکر ہے۔ مغلوں نے ۱۶۰۱ء میں گجرات پر قبضہ کرلیا۔ وہاں کے علما، خاندانی اشخاص یعنی شرفا بیجاپور چلے آئے۔ ان میں کئی صوفی بزرگ تھے۔ پندرھویں اور سولھویں صدی میں احمد آباد صوفیوں کا مشہور مرکز تھا۔ وہاں جو کچھ غور و فکر ہوا، اس کا بہترین حصہ بیجاپور کو آسانی سے مل گیا۔ یہاں کے روحانی علوم پہلے بیجاپور پھر گول کنڈے کو سہولت کے ساتھ مل گئے۔ گجرات سے منتقل ہونے والوں کے باعث بیجاپور ہی کی نہیں، گول کنڈے کی دکھنی میں بھی گجراتی کے بعض الفاظ استعمال ہونے لگے۔

میواتی، ہریانی، برج، اودھی وغیرہ

کھڑی بولی جہاں بولی جاتی ہے، اس علاقے کے آس پاس میواتی ہریانی، پنجابی اور برج بھی بولی جاتی ہے۔ ان زبانوں کے اثرات دکھنی میں آج بھی موجود ہیں۔ کھڑی بولی پر پوربی بولیوں کا اثر بہت کم ہے، مگر دکھنی اس باب میں کھڑی بولی کی تقلید نہیں کرتی۔ لفظوں کی جمع، فعلِ معطوف فعل کی تانیثی شکلیں اور متعلقاتِ فعل پر راجستھانی کا اثر مرتسم ہے۔ یہ قابلِ ذکر بات ہے کہ راجستھانی، نیپال اور ہمالیہ کے دوسرے دامنوں میں اپنے خاص دھارے سے ہٹ کر جو روپ اختیار کرتی ہے، اس کی کچھ جھلک دکھنی میں بھی دکھائی دیتی ہے۔ یہ یک رنگی اور یکسانیت اس بات کی تائید کرتی ہے کہ جب کوئی زبان اپنے بڑے دھارے سے جدا ہوتی ہے اور دو الگ الگ سمتوں میں بٹ جاتی ہے تو اس کے کچھ نقائص دونوں میں یکساں رہتے ہیں۔ شمال میں (نیپال) اور اس کے

بالکل برعکس جنوب میں گولکنڈے کی دکھنی میں راجستھان کے لفظی اشکال میں کئی مقامات پر حیرت انگیز یک رنگی ہے۔ اثر کے لحاظ سے راجستھان کے بعد پنجابی کا نام لیا جا سکتا ہے۔ دکھنی میں راجستھانی اور برج کے مانند (آ) پر ختم ہونے والی صفتوں اور فعلوں کو (او) پر ختم کرنے کا رجحان نہیں ہے۔ اس بات میں کھڑی بولی اور پنجابی میں یکسانیت ہے۔

مغربی ہندی ۔ کھڑی بولی سے تشکیل پائی، لیکن اس کے باوجود دکھنی نے پوربی کی بولیوں سے اپنا تعلق قائم رکھا۔ کھڑی بولی نے اس قسم کا کوئی تعلق پوربی بولیوں سے کبھی رکھا یا نہیں، اس کے بارے میں کافی مثالیں نہیں ملتیں افعال کے لفظوں کے علاوہ دوسری باتوں میں دکھنی نے پوربی بولیوں کے اثر کو محفوظ رکھا ہے۔ جہاں تک اودھی کا سوال ہے، اس کے اثر کا بڑا سبب یہ ہے کہ سولھویں صدی کے ابتدائی نصف حصے میں اودھی شمالی ہند کی ادبی اور فکری زبان تھی، اسی لیے صوفیوں نے اسے شاعری میں ذریعہ اظہار بنایا۔ جائسی کی پدماوت کے ساتھ اودھی کی وہ خصوصیت ختم نہیں ہوئی۔ اودھ صوفیوں کا مرکز تھا اور اودھی میں صوفیائے کرام نے کئی مثنویاں لکھی ہیں۔ دکھنی میں آنے والے کئی علما اور صوفی بزرگ، اودھی کے اس ادب سے متعارف تھے۔ دکھنی میں پدماوت اور اودھی کی دوسری مثنویوں کے تراجم اس اثر کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس زمانے میں لوک بھاشا یعنی عوامی زبان کے تعلق سے اودھی کا جو عوامی ادب تھا اس سے بھی دکھن کے کچھ مصنف واقف تھے۔ اودھی کے عوامی ادب میں ہر دل عزیز اور مقبول قصہ "چن چین داین" یا "چنداورک" کا قصہ

دکھنی میں بھی لکھا گیا اور عوام نے اس کی تعریف کی۔

پوربی بولیوں کا اثر دکھنی پر پڑا۔ اس کے کچھ دوسرے اسباب بھی ہیں۔ مسلم عہد میں دِلّی سے ہٹ کر جہاں جہاں آزاد مسلم حکومتیں قائم ہوئیں، دلّی نے موقع آنے پر ان کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ جب کبھی ایسے مقاموں پر مرکزی سرکار کے مقابلے میں علاقائی حکمران شکست پاتا تھا، وہاں کے فوجی افسر، علما اور شرفا دلّی کی طرف اندرونی علاقے میں نہ جا کر بیرونی علاقے میں جانا مناسب سمجھتے تھے۔ جب گجرات کے مسلم حکمرانوں کو زوال آیا تو وہاں کے "معزز لوگ" دلّی جانے کی بجائے بیجاپور اور گولکنڈہ پہنچے۔ اسی طرح جون پور اور پورب کے مسلم مرکزوں کے سقوط پر وہاں کے فوجی افسر اور علما قسمت آزمائی کے لیے پہلے گجرات پھر وہاں سے بیجاپور اور گول کنڈہ گئے ہوں گے۔ پورب میں جون پور مسلمانوں کا بڑا مرکز تھا۔ ودیاپتی جیسے مہاکوی یہاں کے ماحول سے متاثر ہوئے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ مسلم فوج ایک مقام پر نہیں رہتی تھی پورب میں رہنے کی وجہ سے وہاں کی زبان کا اثر انھوں نے قبول کیا ہوگا۔ تیسرا اور بڑا سبب یہ ہے کہ ہندی کے نرگن[1] دھارے کے تقریباً سبھی شعرا پورب کے

---

[1] ہندی شاعری میں بھگتی کال کے دو حصے ہیں (۱) نِرگن دھارا (۲) سگن دھارا۔ نِرگن دھارا کے شعرا خدا کو واحد مانتے تھے، اس کی شکل، صورت پر کوئی اعتقاد نہ تھا۔ "نِرگن دھارا" کی دو شکلیں ہیں، ایک گیان مارگ، دوسرا پریم مارگ۔ پریم مارگ کے پیرو سبھی شعرا مسلمان اور پورب کے رہنے والے تھے۔ اس مسلک پر صوفی خیالات کا بہت اثر ہے۔

تھے اور وہاں کی بولی بولتے تھے۔ ان کی شاعری میں پوربی بولیوں کا اثر صاف دکھائی دیتا ہے۔

حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کی تصانیف کا لسانیاتی مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت کھلتی ہے کہ ان کی زبان پر نہ تو پوربی بولیوں کا اثر ہے نہ گجراتی کا۔ اس کا ایک سبب یہی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی کے نوّے برس دلّی میں گزارے تھے۔ ان ایّام میں دلّی میں جو زبان بولی جاتی تھی اسی میں انھوں نے لکھا۔ "شاہ میراں جی شمس العشاق" اور شاہ برہان الدین جانم کی تصانیف پر مرہٹی اور گجراتی کے علاوہ برج بھاشا کا بھی اثر ہے۔ گول کنڈے کے وجہی راجستھانی سے متاثر ہیں۔ یہی حالت دوسرے شاعروں کی ہے، لیکن ان بیرونی اثرات کے باوجود ایک بات نمایاں ہے کہ جلد ہی دکھنی کا ادبی معیار معیّن ہو گیا۔ تھوڑے بہت فرق سے بیجاپور اور گول کنڈے میں وہی انداز مستعمل تھا۔ شاعروں اور مصنّفین نے معیار کا خاص خیال رکھّا۔

دکھنی کا علاقہ بول چال کی دکھنی کے کئی روپ ملتے ہیں۔ اس میں تلگو، مرہٹی اور کنڑی سے تعلق رکھنے والے ذیلی زبانوں کے الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔ بول چال کی دکھنی اور شمالی حد کی نسبت ڈاکٹر گریرسن نے لکھا ہے۔۔

"گو کوئی معین سرحدی خط نہیں کھینچا جا سکتا تاہم ست پڑے کے سلسلے اور ان سے متعلق پہاڑیوں کو معیاری ہندوستانی اور دکھنی کی حد مان سکتے ہیں۔ (جی۔ اے گریرسن لنگوسٹک سروے آف انڈیا جلد نہم ص ۲۱۲ ملاحظہ ہو)

گریرسن دکھنی کی جنوبی اور مغربی سرحد ساحلِ سمندر تک مانتے ہیں، اس لیے انھوں نے بمبئی اور مدراس کے باشندوں کے ذریعے مستعملہ دکھنی کی مثالیں دی ہیں۔

بول چال کی دکھنی کا استعمال وندھیاچل سے ساحلِ سمندر تک دو قسم کے لوگ کرتے ہیں:—

(۱) ایسے خاندانوں کے لوگ جن کی مادری زبان ہندی ہے اور نسلوں سے دکھن میں رہتے ہیں۔

(۲) ایسے لوگ جن کی مادری زبانیں تلگو، تامل وغیرہ دکھنی زبانیں ہیں۔ اس کتاب کا مقصد بول چال کی دکھنی تحقیق کرنا نہیں ہے۔ معیاری دکھنی کی تحقیق کا خیال کرکے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ معیاری اور ادبی دکھنی کا علاقہ بیجاپور گلبرگہ اور حیدرآباد تک محدود ہے۔ خاص وجوہ سے معیّنہ حد اورنگ آباد تک وسیع ہوئی۔ اس علاقے میں جو لوگ مادری زبان یا عام زبان کی صورت میں جس دکھنی کا استعمال کرتے ہیں اور یہاں کے ادب میں جس دکھنی کا استعمال کیا گیا ہے، اس کی مثالوں کی بنیاد پر یہ کتاب پیش کی جا رہی ہے۔ بول چال کی دکھنی کا علاقہ بہت وسیع ہے۔ اس وسیع علاقے کی مثالوں پر غور کرنا ممکن نہ تھا۔

دکھنی کی وجہ تسمیہ

قدیم مصنفین نے دکھنی کو "ہندی" لکھا ہے۔

(میراں جی شمس العشاق)

ہیں عربی بول کیرے — اور فارسی بہتیرے

یہ ہندی بولوں سب — اس ادھتوں کے سبب

یے بھاکا بھل سو بوے	ین اس کا بھاوت کھوے
یے گرو کھ پند پایا	تو ایسے بول چلایا
جے کوئی اپچھے خاصے	اس بیان کے پاسے
وے عربی بول نہ جانے	نا فارسی پچھانے
یے اُن کوں بچن ہیت	سنت بوجھیں رہت
سے معنز میٹھا لاگے	تو کیوں من اُس نجے بھاگے[1]

(وجہی)

جتے فہم داراں، جتے گن کاراں سو آج تلک کوئی اس جہاں میں، ہندوستان میں ہندی زبان سوں اس لطافت چھنداں سوں نظم ہور نثر ملاکر یوں نئیں بولیا...[2]

(بحری)

ہندی تو نہ باچ ہے ہماری	کہنے نہ لگے ہمن کوں بھاری
ہور فارسی اس تے ات رسیلا	ہر حرف میں عشق ہے نہ حیلہ
ہر بول میں معرفت کی باتی	سیتا کی نہ رام کی کہانی[3]

ہندوی اور دہلوی نام بھی دکھنی کے لیے استعمال ہوتے تھے۔

(عبدل)

سو یوں بچن سوں شاہ استادگان	پوچھیا جگت گر شعر کہہ کس زبان

---

[1] میراں جی شمس العشاق، خوش نامہ [2] وجہی، سب رس۔

[3] بحری۔ من لگن۔

زباں ہندوی مج سوں ہور دہلوی	نہ جانوں عرب ہور عجم مثنوی[۱]

اورنگ زیب کے حملے کے وقت ہندی اور دکھنی کو الگ الگ بتلانے کی ضرورت پڑی اور اس کو دکھنی کہنے لگے۔ اس وقت سے کھڑی بولی کے اس خاص اسلوب کے لیے دکھنی نام ہی استعمال ہوا ہے۔ دکھن کی بولی اور دکھنی ناموں کا استعمال ابن نشاطی اور وجہی نے بھی کیا ہے :۔

دکھن میں جو دکھنی مٹھی بات کا	ادا نئیں کیا کوی اس دھات کا[۲]
بسانتیں جو حکایت فارسی ہے	محبت دیکھنے کی آرسی ہے
وہاں مشکل عبارت کس کوں سجتا	عبارت سب کسے وہ نئیں سمجھتا
تجے ہے فارسی میں دستگاہ آج	نہ کرسے ترجمہ بھی کوی نج باج
اُسے ہر کس کے تیں سمجھا کو تو بول	دکھن کی بات سوں کوں کد کھول
کہ اُس میں سر بسر لِ یار سوں یار	کرے سو ہے بیرت کا گرم بازار[۳]

اس کتاب میں جن بڑے مصنفین اور شعرا کی تصانیف کو اساس بنا کر مطالعہ کیا گیا ہے۔ ان کا مختصر تعارف کرایا جاتا ہے :۔

(۱) حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (پیدائش ۱۳۲۱ء وصال ۱۴۲۲ء)

اصلی نام سید محمد ابن سید عارف۔ ان کے آبا و اجداد خراسان سے دلّی آئے۔ تیمور لنگ کے حملے کے وقت حضرت بندہ نواز دلّی چھوڑ کر گجرات چلے گئے۔ وہاں سے دلّی واپس ہوئے۔ نوّے برس کی عمر میں تبلیغِ دین کے لیے گلبرگہ

۱۔ عبدل۔ ابراہیم نامہ ۲۔ وجہی۔ قطب مشتری

۳۔ ابن نشاطی۔ پھول بن

پہنچے۔ یہاں وصال ہوگیا۔ اپنے مذہب کی تعلیم وتلقین ہندی (دکھنی) میں کرتے تھے جیسے ان کے مریدین لکھ لیتے تھے۔ ان کی لکھی ہوئی فارسی اور دکھنی کی کچھ کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ "معراج العاشقین" کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ میرے دوست اور رفیق جناب مبارزالدین رفعت لکچرار گورنمنٹ کالج گلبرگہ کو ان کے لکھے ہوئے سات رسالے دست یاب ہوئے ہیں۔ رفعت صاحب نے حضرت بندہ نوازؒ کی ایک غیر مطبوعہ تصنیف "شکار نامہ" کے کچھ حصے مجھے بھیجے تھے جن سے میں نے استفادہ کیا ہے۔

(۲) شاہ میراں جی شمس العشاقؒ (وصال ۱۴۹۷ء) مقام پیدائش مکۂ معظمہ (حجاز) تبلیغ دین کے لیے ہندوستان آئے اور بیجاپور پہنچے۔ "خوش نامہ" اور "شہادت الحقیقت" ان کی تصانیف ہیں۔

(۳) شاہ برہان الدین جانم (ولادت ۱۴۷۹ء، وصال ۱۵۸۳ء) شاہ میراں جی شمس العشاقؒ کے فرزند بیجاپور میں پیدا ہوئے۔ والد نے پڑھایا اور تصوّف کی تعلیم وتلقین دی۔ "وصیت الہادی" "ارشاد نامہ" وغیرہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

(۴) محمد قلی قطب شاہ۔ (۱۵۸۱ء۔ ۱۶۱۱ء) گولکنڈے کے بادشاہ ابراہیم قطب شاہ کے بیٹے اور حیدرآباد کے بانی تھے۔ یہیں پیدا ہوئے اور یہیں انتقال کیا۔ صرف ایک تصنیف کلیات محمد قلی قطب شاہ موجود ہے۔

(۵) وجہی نے ابراہیم قطب شاہ (۱۵۵۰ء۔ ۱۵۸۱ء) کے زمانے میں تصنیف وتالیف شروع کی۔ عبداللہ قطب شاہ (۱۶۲۶ء۔ ۱۶۷۲ء) کے

زمانے میں انتقال کیا۔ عبداللہ قطب شاہ کا درباری شاعر محمد قطب شاہ کے دربار میں بھی قابلِ احترام تھا۔ "سب رس" اس کی اہم تصنیف ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۶۳۶ء میں ختم ہوئی۔ مثنوی "قطب مشتری" اس کی منظوم تصنیف ہے۔

(۶) غوّاصی:۔ (وفات سنہ ۱۶۵۰ء) محمد قطب شاہ (سنہ ۱۶۱۱ء۔ سنہ ۱۶۲۶ء) کی حکومت کے زمانے میں گولکنڈے میں موجود تھا۔ وہ شاعر ہونے کے علاوہ سیاس بھی تھا۔ گول کنڈے کا ایلچی بن کر بیجاپور گیا "سیف الملوک و بدیع الجمال"۔ "طوطی نامہ" اور کلیات اس کی اہم تصانیف ہیں۔

(۷) محمد امین ایاغی۔ صوفی اور عابد تھے۔ ان کی تصنیف 'نجات نامہ' سے اس مقالے میں مدد لی گئی ہے۔ یہ کتاب سنہ ۱۶۴۲ء کی تصنیف ہے۔

(۸) نصرتی۔ اصلی نام محمد نصرت تخلص نصرتی۔ بیجاپور میں پرورش ہوئی۔ محمد عادل (سنہ ۱۶۲۶ء۔ سنہ ۱۶۵۶ء) علی عادل شاہ (ثانی) (سنہ ۱۶۵۶ء۔ سنہ ۱۶۷۳ء) اور سکندر (سنہ ۱۶۷۲ء۔ سنہ ۱۶۸۶ء) کے عہد حکومت میں درباری شاعر رہا ہے علی عادل شاہ (ثانی) کی سرپرستی حاصل رہی۔ تین تصانیف موجود ہیں:۔

(۱) گلشنِ عشق (سالِ تصنیف سنہ ۱۶۵۵ء) (۲) علی نامہ (سالِ تصنیف سنہ ۱۶۶۶ء) (۳) تاریخ اسکندری (سالِ تصنیف سنہ ۱۶۷۲ء) ان کے علاوہ کچھ قصیدے بھی ملتے ہیں۔

(۹) علی عادل شاہ ثانی (سنہ ۱۶۵۶ء۔ سنہ ۱۶۷۳ء) صرف ایک تصنیف "کلیاتِ شاہی" ہے۔ یہ کلیات "علی عادل شاہ کا کاویہ سنگرہ" کے نام سے آگرہ یونیورسٹی نے شائع کیا ہے۔

(۱۰) ابنِ نشاطی۔ (سنہ ۱۶۱۰ء۔ سنہ ۱۶۶۰ء) عبداللہ قطب شاہ کے زمانے میں

گول کنڈے میں موجود تھا۔ آخری قطب شاہ ابوالحسن کے قریبی زمانے میں انتقال کر گیا۔ اہم تصنیف "پھول بن" ہے۔

(۱۱) قاضی محمود بحری۔ گوگی (ضلع گلبرگہ) میں پیدا ہوئے۔ بسنہ ۱۶۸۵ء میں بیجاپور گئے اورنگ زیب کے حملے کے باعث۔ بحری حیدرآباد پہنچے۔ سفر میں ان کی تمام تصانیف چوری چلی گئیں۔ حیدرآباد میں "من لگن" نامی کتاب لکھی۔ بسنہ ۱۷۰۰ء میں یہ کتاب اختتام کو پہنچی۔

(۱۲) وجدی۔ مقام سکونت کرنول (آندھرا) تین منظوم قصّے لکھے:۔
(۱) تحفۂ عاشقاں (سالِ تصنیف ۱۷۰۴ء) (۲) پنچھی نامہ (سال تصنیف ۱۷۱۹ء)
(۳) باغِ جاں فزا (سال تصنیف ۱۷۳۳ء)

(۱۳) ولی دکھنی۔ پورا نام ولی محمد "ولی" تخلص ہے۔ احمد آباد میں مُرید ہوئے اور تعلیم و تلقین حاصل کی۔ کچھ دنوں تک گجرات میں رہے۔ مقام سکونت اورنگ آباد ہے۔ اورنگ زیب کے عہد حکومت میں دِلّی کا سفر کیا۔ اورنگ زیب کے زمانے میں اورنگ آباد پر زبان سے متعلق جو اثر پڑا، ان کے کلام میں اِس کی مثالیں ملتی ہیں۔ تاریخ وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگ اِن کا انتقال ۱۷۳۱ء میں مانتے ہیں اور کچھ لوگ ۱۷۴۳ء میں۔

اس مقالے کے لیے حضرت خواجہ بندہ نواز سے لے کر اورنگ زیب کی وفات تک لکھی ہوئی ایسی کتابوں کا انتخاب کیا گیا ہے جو زبان کے نقطۂ نظر سے اپنے زمانے کی نمایندگی کرتی ہیں۔ یہ تصانیف کرناٹک،

مہاراشٹر اور آندھرا میں مستعملہ دکھنی کی تشکیل کا تعارف کراتی ہیں۔ آج کل بھی بہت سے شاعر اور ادیب دکھنی میں لکھتے ہیں۔ شاعروں میں سلیمان خطیب اور افسانہ نگاروں میں پدم نابھن کی مثالیں دی گئی ہیں سلیمان خطیب اور پدم نابھن کی نظمیں اور افسانے "دکھنی کا پدیے اور گدیے" میں شائع ہو چکی ہیں۔

موجودہ بول چال کی دکھنی کی حالت کے جاننے کے لیے ضعیف العمر خواتین سے مختلف کہانیاں اور گیت سنے گئے اور انھیں جوں کا توں لکھنے کی کوشش کی گئی۔ گیت اور کہانیوں کا انتخاب زیادہ تر حیدرآباد، گلبرگہ، بیجاپور اور کرنول میں کیا گیا ہے۔ ٹیپ ریکارڈ پر مختلف طبقوں اور عمروں کے مرد اور عورتوں کی بات چیت کی صدا بندی کی گئی اور ان صدا بند آوازوں سے جہاں تہاں مدد لی گئی ہے۔

اصوات

ادا

(ARTICULATION)

صوت اور رسم خط دکھنی کے آغاز کے زمانے سے اب تک اس کی صوتیات میں جو ردّوبدل ہوا ہے اس کو تفصیل سے بتلانا ممکن نہیں۔

ادبی زبان کی شکل میں دکھنی کا استعمال چودھویں صدی سے آغاز ہوتا ہے۔ کافی تعداد میں دکھنی کی ایسی کتابیں شائع ہو چکی ہیں، چودھویں اور پندرھویں صدیوں کی ادبی زبان کی تحقیقات موجود ہیں۔ اس سرمایے

کا استعمال دکھنی کی تشکیل اور اُس کے سابقوں اور لاحقوں کی شناخت کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ دکھنی کی آوازوں کے تعین میں اس سرمایے سے زیادہ مدد نہیں مل سکتی۔ دکھنی ادب، جس رسم خط میں لکھا گیا ہے، اُس میں تمام ہندوستان کی آوازوں کے اظہار کی صلاحیت نہیں ہے۔ ابتدائی زمانے کے مخطوطات عربی رسم خط میں لکھے گئے ہیں، جن میں پ، ٹ، چ، گ اور ڑ جیسی مستعملہ آوازوں کے لیے علامتیں نہیں ہیں۔ سولھویں صدی کے اواخر میں دکھنی کے لیے نسخ خط کی وہ ترقّی یافتہ اور اضافہ شدہ شکل استعمال ہونے لگی، جس کو فارسی زبان نے قبول کر لیا تھا۔ اس اصلاح شدہ اور مرمّہ رسم خط میں بھی "ڑ" نہیں تھا۔ ہند کے مصوّتوں کے اظہار میں یہ رسم خط اُس وقت ہی نہیں، آج بھی ناقص ہے۔ جدید ہند کی زبانوں میں مروّجہ مصوّتوں کے طریقے کو پورے طور پر تحریر کرنا ناگری، بنگالی، اور تلگو وغیرہ رسم خطوں کے لیے بھی آسان کام نہیں ہے۔ ان رسوم خط میں قارئین مصوّتوں کے لیے رواج اور مشق کا سہارا لیتے ہیں۔ ناگری اور بنگلہ وغیرہ خطوں میں بھارت کے قدیم ترین رسم خطوں کے مقابلے میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ کئی صدیوں کی مشق اور تحریری سامان مثلاً: قلم، سیاہی اور بھوج پتر کی وجہ سے رسم خط کی علامتوں کی شکلیں بدل گئی ہیں۔ وسطی ہند آریائی اور جدید ہند آریائی کی تبدیل شدہ آوازوں کو واضح کرنے کے لیے کوشش نہیں کی گئی۔ قدیم ہند آریائی زبان کے لیے، جو رسم خط ایجاد ہوا، اُس میں جدید ہند آریائی زبانوں کے مصوّتوں کی وضاحت کے لیے نئی علامتوں کو شامل نہیں کیا گیا۔

ہندی علاقے کی آوازیں اور دکھنی

(۲) عام بول چال میں ان دنوں دکھنی کی، جو شکل رائج ہے، اُس کی بنا پر آوازوں کی تفصیل پیش کی جاسکتی ہے۔ تحریر شدہ سرمایے کے سبب دکھنی آوازوں کے ارتقا کا حال سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ بلاشبہ دکھنی کی آوازوں میں ابتدا میں تنوّع رہا۔ دکھنی بولنے والے شمالی ہند کے کئی علاقوں سے دکن پہنچے تھے۔ ان پردیسیوں کے سفر کا زمانہ بھی یکساں نہیں رہا۔ کچھ خاندان چودھویں صدی کے شروع میں آئے اور کچھ بیسویں صدی میں۔ جس علاقے سے یہ خاندان نقل مقام کرکے دکن آئے۔ وہاں کی آوازیں سات سو برس میں غیر متبدل نہیں رہیں تو دکن کے اِن نو واردوں پر خاص طور سے پنجابی، برج، ہریانی اور کھڑی بولی کی آوازوں کا اثر تھا۔ پنجابی، برج اور کھڑی بولی کی آوازوں میں فرق معمولی نہیں ہے۔ دکن کے ان نو واردوں میں سے کچھ تو سیدھے اپنے رہائشی مقام سے آئے اور کچھ گجرات اور مہاراشٹر میں زمانہ گزار کر ادبی مرکزوں میں پہنچے تھے۔ کچھ صوفیائے کرام اودھ کے صوفی مرکزوں میں رہ چکے تھے اور کچھ سپاہی پیشہ راجستھان کی چھوٹی چھوٹی حکومتوں کی مہموں میں شریک رہ چکے تھے۔

ایران، عرب وغیرہ کے لوگ اور ان کی اصوات

(۳) چودھویں صدی سے سترھویں صدی تک ایران، عراق، عرب اور دوسرے متعدد ملکوں سے قسمت آزمائی کرنے والے لوگ راست سمندری راستوں سے دکن پہنچے تھے۔

حیدرآباد ریاست میں اس قسم کے بدیسی لوگوں کی آمد بیسویں صدی کے شروع تک رہی۔ دکھنی علاقے میں بسنے والے یہ پردیسی لوگ ابتدا میں آریا زبان کی آوازوں کا تلفظ ایک خاص ڈھنگ سے کرتے ہوں گے۔ آج بھی اس غیر ملکی باشندے کا تصور کیا جا سکتا ہے جو ایران اور عرب سے آکر دکن میں بسا ہے اور یہاں کی ٹ، ڈ، ڑ جیسی لسان حنکی (CEREBRAL) آوازوں اور بھ، گھ جیسی بالکل غیر مانوس ہائیہ آوازوں کا پوری کوشش کے ساتھ ادا کرتے وقت اُن لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے تھے، جو شمالی ہند سے آکر دکن میں آباد ہو گئے تھے۔ شمالی ہند سے آئے ہوئے لوگ ایران اور عرب سے آنے والے لوگوں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اُن کی زبانوں کے بارے میں بھی ان کا احترام کچھ کم نہ تھا، لیکن یہ بات بھی خارج از امکان نہیں کہ جب عراق اور ایران سے آنے والے قابلِ احترام شخصیتوں کے منہ سے شمالی ہند کے پردیسی شرفا اپنی زبان ہندی کا تلفظ سنتے ہوں گے، تو یہ اُن کے لیے دلچسپی کی چیز بن جاتی ہوگی۔

دکھنی زبانوں کا اثر

(۴۲) ادبی دکھنی کے علاقے کی زبانیں اُن کی اپنی ترقی یافتہ تھیں، جن میں مرہٹی کو چھوڑ کر باقی کا تعلق دراوڑی خاندان کی زبانوں سے تھا۔ دراوڑی خاندان کی زبان بولنے والے اور مرہٹی زبان بولنے والے لوگ میدانِ جنگ میں مغلوب ہونے پر بھی تاریخی واقعات کو خاموشی سے دیکھنے والے

نہ تھے۔ ان لوگوں نے اپنے فاتحین کی زبان کی تہذیبی عظمت کو مان لیا۔
اس نقطۂ نظر سے دکھنی تلفظ میں مرہٹی، تلگو اور کنڑی بولنے والے لوگ
ابتدائی زمانے میں جس آزادی کے ساتھ استعمال کرتے تھے، اُس کا تصور
کیا جا سکتا ہے۔ تلگو، مرہٹی اور کنڑی نیز ان تینوں کی ذیلی زبانیں اُس علاقے
کو کئی حصوں میں منقسم کرتی تھیں، جہاں ادبی دکھنی کا نشو و نما ہوا۔

آوازوں میں اشتراک

(۵) دکھنی کے ابتدائی تلفظ (۱۱ دا) کا تجزیہ جدید
آریائی زبانوں کی آوازوں سے متعلق تحقیق
کے لحاظ سے اہم ہے۔ یہ تحقیق ہمیں اس میل جول کے طریقے سے واقف کراتی
ہے، جس کے باعث ہندی زبان والے علاقے کی مختلف بولیاں، عربی،
فارسی، ترکی، پشتو وغیرہ، مرہٹی، تلگو اور کنڑی علاقے کی ذیلی زبانوں اور
بولیوں کی آوازوں سے متعلق ہمہ رنگیوں کے درمیان ادبی دکھنی کی
آوازیں عمدہ تشکیل پا سکیں۔

دکھنی کا موجودہ صوتی توازن اور ہندی

(۶) معیاری دکھنی اور کھڑی بولی
کی آوازوں کے ارتقا کا عمل
یکساں نہیں ہے۔ لسانیات کے اعتبار سے یہ درخشاں واقعہ ہے کہ الگ
الگ صوبوں میں نہایت ہی مختلف حالات میں نشو و نما پانے کے باوجود
دکھنی اور کھڑی بولی کی آوازوں میں بہت کچھ یکسانیت موجود ہے۔ کھڑی
بولی کی ساری خصوصیات دکھنی میں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر
کھڑی بولی کے مصوتے پیش کیے جا سکتے ہیں۔ کھڑی بولی اور ادبی ہندی

اپنی جن خصوصیات کی بنا پر جدید ہند آریائی زبانوں میں قابلِ ذکر ہیں اُن میں اُس کے مصوتوں کا آسانی کے ساتھ ادا ہونا بھی ایک خصوصیت ہے[۱]

بدیسی اصوات

(۷) یہی سبب ہے کہ عراق، ایران اور آفریقہ سے دکن میں آنے والے لوگ تیزی کے ساتھ دکھنی (اردو) کو اپنا سکے۔ دراوڑی خاندان کی زبان بولنے والوں کے لیے بھی دکھنی کی آوازیں مشکل ثابت نہیں ہوئیں۔

حیدرآباد میں کچھ خاندان ایسے ہیں، جن کے ماں باپ ایران اور مصر سے آئے تھے، لیکن ایک نسل ہی میں ان خاندانوں نے نہ صرف دکھنی زبان ہی سیکھی، بلکہ اُس کا تلفظ بھی یہاں کے اصلی باشندوں کی طرح اپنا لیا۔ غیر ملکی آوازیں قبول کرنے پر بھی دکھنی اور ادبی اردو میں کوئی فرق نہیں ہے۔ عربی کے ق، ح یا غ اور ف دکھنی میں بھی موجود ہیں۔ ان آوازوں کے علاوہ عربی کے مروجہ ث، ط، ع سے متعلق آوازوں کا تلفظ اصل عربی یا فارسی لفظوں میں بھی ادا نہیں ہوتا۔

---

[۱] ہندی، ہندستانی کی ایک اور بڑی خصوصیت اُس کی آوازوں کا نپا تُلا اور معیّن ہونا ہے۔ اس کے مصوّتے صاف اور واضح ہیں اور اُن کی آوازوں کے تغیّر میں کسی قسم کی دقّت نہیں ہے۔ برخلاف اس کے کشمیری اور مشرقی بنگالی کی آوازوں میں اُن کے مصوّتوں کا ردّ و بدل پیچیدگی پیدا کرتا ہے، اسی لیے غیر لوگوں کے لیے اِن کا ادا کرنا دشوار ہے۔ (سنیتی کمار چیٹرجی۔ بھارتی آریا بھاشا، ہندی ص ۱۵۱)

اگرچہ شروع سے جس آسان رسم خط میں دکھنی لکھی جاتی ہے۔ اس میں عربی کی ساری آوازوں کو پوری احتیاط کے ساتھ جوں کا توں لکھا گیا ہے۔

علاقائی زبانوں کی خاص آوازیں

(۸) عربی اصوات کے بارے میں جو بات کہی گئی ہے، وہ ہندوستانی زبانوں میں موجود نہیں ہے۔ یہی بات دکن کے دراوڑی زبانوں اور مرہٹی پر صادق آتی ہے۔ دکھنی نے ان زبانوں کے قریب رہتے ہوئے بھی چَ (छ़) جَ (ज़) جھَ (झ़) اور ڑ (ड़) کو قبول نہیں کیا۔

دکھنی آوازوں کے تحقیقی مراکز

(۹) معیاری دکھنی آوازوں کے تجزیے کے لیے تحقیق کرنے والا حیدرآباد، کرنول، بیجاپور، گلبرگہ، اورنگ آباد، میسور اور ان بڑے شہروں کے آس پاس بسے ہوئے قصبات اور دیہات کو سائنٹفک مطالعے کا مرکز بنا سکتا ہے۔ مذکورہ بالا مقامات پر آباد شدہ دکھنی بولنے والے دو درجوں میں منقسم ہیں۔ پہلے درجے میں وہ ہندو اور مسلمان (ہندوؤں کی تعداد مسلمانوں کی نسبت کم ہونے پر بھی قابل نظرانداز نہیں ہے) آتے ہیں، جن کی مادری زبان دکھنی (ہندی، اردو) ہے اور دوسرے درجے میں وہ لوگ آتے ہیں، جن کی مادری زبان مرہٹی یا دراوڑی خاندان کی کوئی زبان ہے لیکن دکھنی بولتے یا سمجھتے ہیں۔ اوپر کے دونوں مدارج کے مختلف عمر اور طبقے کے لوگوں کی آوازوں کی جانچ کے بعد دکھنی آوازوں کا تجزیاتی نچوڑ یقیناً کل جدید ہند آریائی زبانوں کے لیے مددگار ثابت ہوگا۔
چھان بین کے لیے دکھنی آوازوں کا تجزیہ ایک مستقل

موضوع ہے۔ یہاں ان آوازوں کا مختصر سا تعارف کرایا جارہا ہے۔ ان بیانات کا دار ومدار حیدرآباد، کرنول، بیدر، بیجاپور اور ان چاروں شہروں کے آس پاس بڑے بڑے قصبات میں رہنے والے ہندی یا ہندی کے علاوہ دوسری زبانیں بولنے والے خاندانوں کے تلفّظوں پر ہے۔ ہندی، پنجابی، گجراتی، مرہٹی اور دراوڑی زبانوں کی اصوات سے متعلق جو سرمایہ ظہور میں آچکا ہے، اُس کا استعمال بھی جہاں تہاں کیا گیا ہے۔

(۱۰) مصوّتے (Vowels) آ (अ) آ (आ) اَو (ऑ)
او (ओ) اؤ (औ) اُ (उ) اُ (ु) اُو (ऊ) ای (ई) -
ای (इ) اِی (इ़) اے (ऍ) اے (ए) اۓ (ऐ)
اَو (औ) اَی (ऐ)

(۱۱) مصمتے (Consonants) (ا) وقفیہ (Stop)
قَ (क़) کَ (क) کھَ (ख) گَ (ग) گھَ (घ) ٹَ (ट)
ٹھَ (ठ) ڈَ (ड) ڈھَ (ढ) ٹ (ट़) ٹھَ (ठ़) ڈھ (ढ़)
چَ (च) چھَ (छ) جَ (ज) جھَ (झ) تَ (त) تھَ (थ) دَ (द)
دھ (ध) پَ (प) پھَ (फ) بَ (ब) بھَ (भ)
(ب) غنّہ (Nasal) نَّ (ङ) نَ (न) مَ (म)
(ج) منحرف یا پہلوی (Lateral) لَ (ल)
(د) کمرودیا ارتعاشی (Rolled) رَ (र)
(ھ) تکریری یا تھپک دار (Flapped) ڑَ (ड़) ڑھ (ढ़)

(ھ) جادیہ (Fricative) ہَ (ह) خَ (ख) غَ (ग़)
شَ (श) سَ (स) زَ (ज़) فَ (फ) وَ (व)
(ز) نیم مصوتے (Semi-Vowels) یَ، ہَ -

(۱۲) اَ

نیم منفتحہ (Half-Open) درمیانی قصیر مصوتہ (Central Short Vowel) تلفظ

کے وقت زبان کا درمیانی حصہ سکڑ کر اوپر اٹھتا ہے۔ یہ مصوتہ مستقل طور پر لفظ کے شروع میں آتا ہے۔ لفظ کے درمیان اور آخر میں مصمتے کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً: اجال (بادل) اڑنا (عرف) تنگ بگی (بے چینی) دراوڑی خاندان کی زبان بولنے والا شخص (اَ) کا تلفظ نسبتہً زیادہ صاف ادا کرتا ہے۔ آخری (اَ) کا تلفظ طویل (آ) کے مانند کیا جاتا ہے۔ ہندی بولنے والا آخری (ا) کا جس طرح تلفظ کرتا ہے۔ اسے واضح کرنے کے لیے تلگو وغیرہ میں حرف کے ساتھ سکون کی علامت استعمال کی جاتی ہے تلگو میں "سیت" لکھ کر "سیتَ" پڑھا جاتا ہے۔ اگر سیت کا تلفظ واضح ہو تو "سیتْ" لکھا جائے گا۔ ہندی بولنے والے کا تلفظ ہوگا "تنگ بگی" بجائے اس کے تلگو بولنے والا اس لفظ کا تلفظ "تنگ بگی" سے ملتا جلتا کرے گا۔

(۱۳) آ

نیم منفتحہ پچھلا مصوتہ۔ زبان کا پچھلا حصہ کچھ اٹھتا ہے۔ (اَ) کے مانند (آ) کے تلفظ میں زبان کے درمیانی حصے میں سکڑاؤ نہیں پیدا ہوتا۔ لفظ کے شروع میں مستقل طور پر استعمال ہوتا ہے۔ لفظ کے درمیان اور آخر میں مصمتے کے ساتھ

آتا ہے مثلاً: آوا (کمہار کی بھٹی)، گنگال (پانی کا برتن)، آنجو (آنسو) دھاندلی (گڑبڑ، ظلم)۔ تلگو بولنے والا لفظ کے شروع میں آزاد اور لفظ کے درمیان مصمتہ آمیز (آ) کا تلفظ ہندی بولنے والے کے مانند کرتا ہے۔ لیکن لفظ کے خاتمے پر مصمتہ آمیز (آ) کے تلفظ میں نسبتہً زیادہ وقت لیتا ہے۔ کئی مقامات پہ آخری (آ) نسبتہً زیادہ طویل ہو جاتا ہے۔

(۱۴) اَوٌ

نیم منفتح، پچھلا قصیر مصوتہ۔ زبان کا پچھلا حصہ اوپر اٹھتا ہے۔ دونوں ہونٹ سکڑ کر کھلے رہتے ہیں مثلاً: کونٹا (دانہ) تھوبڑا (اونٹ وغیرہ جانوروں کا منہ) "سوّب لے کو" (ٹیپ ریکارڈ = سب لے کر) قدیم آریائی زبان میں یہ آواز نہیں تھی۔ پالی میں مخلوط حرف سے پہلے (او) (اوٌ) میں مستعمل ہوتا تھا۔ مخلوط حرف کے ٹھیک ٹھیک تلفظ کے لیے پالی اور پراکرت میں مصوتہ (او) کے قصر سے آگے آنے والے مصوتے پر ضرب پڑتی تھی ماگدھی اور نیم ماگدھی میں مخلوط حرف سے پہلے (او) قصیر ہوتا تھا[1]۔ جدید ہند آریائی گروہ میں بعض زبانوں نے (اوٌ) کو محفوظ رکھا ہے اور بعضوں میں اس کی شکل بدل گئی ہے۔ مغربی ہندی میں (اوٌ) کی آواز نہیں ہے پراکرت میں جہاں قصیر (اوٌ) آتا ہے۔ مغربی ہندی میں وہاں (اُ) سے بولا جاتا ہے[2]۔ مشرقی ہندی اور اودھی میں قصیر (اوٌ) کا تلفظ باقی رہتا ہے[3]۔ اودھی کی آوازوں کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر بابو رام سکسینہ نے لکھا ہے کہ (اوٌ) بھی (او) کی طرح تلفظ دیتا ہے

---

[1] پشول کمپیریٹو گرامر آف پراکرت لنگویج ۶۱-۱-۱ سے ص ۶۰ [2] ہارنلی۔ کمپیریٹو گرامر آف گوڈین لنگویج ۶ ص ۵ [3] ہارنلی۔ کمپیریٹو گرامر آف گوڈین لنگویج ۶ ص ۵

(او) اور (اَو) میں اتنا ہی فرق ہے کہ (اَو) کی نسبت زیادہ منفتحہ اور مرکز کی طرف ہٹا ہوا ہوتا ہے[1]

دراوڑی زبانوں میں (اَو) کا تلفظ موجود ہے۔ ان زبانوں کے رسوم خط میں (اَو) کے لیے مستقل علامت ہے (اَو) اور (او) کے سبب معنی میں بھی فرق آتا ہے[2]۔ ان دو باتوں کی بنا پر بعض ماہرین لسانیات یہ امکان ظاہر کرتے ہیں کہ دراوڑی زبان کے اثر سے وسطی ہند آریائی زبانوں نے اس آواز کو اختیار کیا۔ کالڈویل کی رائے کے مطابق (اَو) کی آواز قدیم ہند آریائی کے مانند قدیم دراوڑی میں بھی نہیں تھی۔ دراوڑی زبانوں کے پہلے مستعمل قدیم رسوم خط میں (اَو) کے لیے کوئی الگ علامت نہیں تھی[3]۔

ڈاکٹر زور نے اس آواز کے بارے میں لکھا ہے کہ "دکھنی اردو میں ایک خاص صوت ہے" جو ادبی زبان اردو میں پائی نہیں جاتی[4]۔ حالانکہ الہ آباد کے پروفیسر سکسینہ (ڈاکٹر بابو رام سکسینہ) بیان کرتے ہیں کہ "یہ آواز اودھی میں ہے"۔ اس آواز کو (اَو) لکھا جا سکتا ہے، مگر یہ نہ تو (او) کے مانند ہے اور نہ (اُ) کی طرح یہ (او) اور (اُ) کی درمیانی آواز ہے۔ خاص طور پر اردو (دکھنی) میں مستعمل دراوڑی الفاظ میں پائی جاتی ہے مثلاً: پوٹّا (لڑکا)، ٹوپیا (ٹوپی)، دوٹیا (موٹا) ہے[5]۔ ڈاکٹر سکسینہ نے

---

[1] سکسینہ۔ ارتقاء/ایوولیوشن آف اودھی ۹۸ ص ۶۱ [2] کالڈویل کمپیریٹو گرامر آف ڈراوڑین لنگویجس۔ ص ۹ [3] کالڈویل کمپیریٹو گرامر آف ڈراوڑین لنگویجس ص ۹

[4] ڈاکٹر زور۔ ہندوستانی فونیٹکس ص ۲۹

[5] ڈاکٹر زور۔ ہندوستانی فونیٹکس ۷۶ حصہ دوم ص ۵۳

ڈاکٹر زور کی راے کا ذکر کرتے ہوئے دکھنی کی اس آواز کو (او) اور (اُ) سے الگ مانا ہے۔ ڈاکٹر سکینہ نے لکھا ہے "ہندی بول چال کے سبھی مصوتے آ، آ، اِ، ای، اُ، اوُ، اے، اِے، او، اوٗ، اے، او دکھنی میں بھی موجود ہیں۔ ڈاکٹر زور کا کہنا ہے کہ (اُ) (او) کی درمیانی آواز کا ایک مصوتہ دکھنی میں بھی اور سنائی دیتا ہے جو شمالی ہند کی بول چال میں سنا جاتا ہے۔ مگر دراوڑی میں ملتا ہے۔ معیاری پیٹ ٹھا لفظ کی دکھنی شکل پیٹ ٹھا ہے، جس کا (اُ) نہ (اُ) ہی ہے اور نہ (او) ہی[1]۔ دراصل دکھنی کے پوٹ ٹا لفظ کا ہندی کے پیٹ ٹھا لفظ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ تلگو کا لفظ ہے اور اس میں قصیر (اوٗ) کا استعمال ہوا ہے۔

ڈاکٹر زور نے جتنی مثالیں دی ہیں، اُن سب میں (اوٗ) مخلوط حرف سے پہلے آیا ہے۔ اس مثال سے پراکرت کے قاعدے کی تائید ہوتی ہے۔ درحقیقت دکھنی میں (اوٗ) کا مقام (او) سے مختلف نہیں ہے، دونوں میں صرف ادا کے وقفے کا فرق ہے۔ دکھنی کے (اوٗ) اور اودھی کے (اوٗ) میں کامل مماثلت ہے۔

(۱۵) او

نیم مسدود (Semi-Close) پچھلا طویل مصوتہ۔
تلفظ کے وقت دونوں ہونٹ سکڑتے ہیں، لیکن، پوری طرح بند نہیں ہوتے مثلاً: اوڑنا (اوڑھنا) بولا سو کرو (جو کہا ہے وہ کرو) بونٹی (ناف)، پلّو (انچل)

تلگو بولنے والے علاقے کے لوگ دکھنی کے مستقل (او) کا تلفظ کرتے وقت

---

[1] ڈاکٹر سکینہ - دکھنی ہندی ص ۴۳، ۴۴۔

شروع میں (وَ) کا استعمال کرتے ہیں۔ دکھنی میں بھی کئی موقعوں پر لفظ کی ابتدا میں (او) کا تلفظ (وُ) کیا جاتا ہے۔ مثلاً وُڑنا (اوڑھنا) تلگو میں کئی مقاموں پر (او) سے پہلے (وَ) لکھا بھی جاتا ہے۔

(۱۶) اَوْ

نیم مسدود درمیانی طویل مصوتہ۔ دونوں ہونٹ سکڑتے ہیں۔ ڈاکٹر دھریندر ورما نے اسے مخلوط طویل مصوتہ مان کر اس کا تلفظ (آ او) اؤ تعین کیا ہے۔[1]

ڈاکٹر زور نے (اؤ) کو اصلی مصوتہ مانتے ہوئے لکھا ہے۔ "اؤ نیم منفتح درمیانی مصوتے کے مانند شروع ہو کر نیم منفتح کی طرح ختم ہوتا ہے، لیکن اس وقت ہونٹ سکڑ جاتے ہیں۔[2]"

ڈاکٹر زور کی مذکورہ بالا علامت سے (او) مستقل مصوتہ قائم نہ رہ کر مخلوط مصوتوں کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ موصوف کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ (اؤ) کے ادا کرنے میں پہلے ہونٹ استعمال نہیں ہوتے، لیکن ختم ہوتے وقت اُن سے ضرور مدد لی جاتی ہے۔ یہ تعریف سنسکرت کے (او) کے تلفظ پر صادق آتی ہے۔ سنسکرت میں (اؤ) آ او کی ترکیب سے بنا ہوا مخلوط مصوتہ ہے، جس کا مخرج حلقومی ۔ حنکی (Gutturo - Palatal) ہے۔

وسطی ہند آریائی زمانے ہی میں آریائی ہند کے زمانے کا مخلوط مصوتہ (اؤ)

---

[1] ڈاکٹر دھریندر ورما۔ ہندی بھاشا کا اتہاس۔ ص ۱۱۰

[2] ڈاکٹر زور۔ ہندوستانی فونیٹکس ۱۰ ص ۵۴

بہت تبدیل ہو گیا تھا۔ لیکن جدید ہند آریائی میں وہ مستقل مصوتے کی صورت میں بولا جانے لگا۔

جدید دراوڑی کے تامل کے (اؤ) کے لیے مستقل تحریری علامت موجود ہے لیکن قدیم تحریروں میں اس کا وجود نہیں۔ ماہرین لسانیات کا یہ خیال ہے کہ قدیم دراوڑی میں یہ آواز نہیں تھی۔ سنسکرت کے اثر سے مخلوط مصوتے کی شکل میں یہ آواز وسطی دراوڑی میں آئی پھر وہاں سے جدید دراوڑی میں پہنچی۔ جدید دراوڑی میں (اؤ) کا مقام تبدیل نہیں ہوا سنسکرت کی طرح جدید دراوڑی میں۔ اس آواز کا مخرج حلقوی/شفوی (Gutturo-Labial) ہے دونوں زبانوں کے (اؤ) میں فرق اتنا ہی ہے کہ جدید دراوڑی میں حلقوی (Gutteral) لہجہ بتدریج ہلکا ہو رہا ہے اور ہونٹ کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ تامل میں (اؤ) کا تلفظ (آ او) کے مانند ہوتا ہے۔

مثلاً: سنسکرت سؤکھیم = تامل سَوکی کیم۔

مرہٹی میں قدیم مصنفین (اؤ) کا استعمال مخلوط مصوتے کی صورت میں کرتے تھے[1] رفتہ رفتہ اس کا استعمال کم ہوتا گیا۔ اس وقت مرہٹی میں (اؤ) کا تلفظ (او) کے مانند ہوتا ہے۔

کنڑی اور تلگو میں (اؤ) مخلوط مصوتے کی طرح ادا ہوتا ہے۔ دونوں زبانوں میں بعض موقعوں پر اس کا تلفظ سنسکرت کی طرح (ا او) اور بعض

---

[1] دام لے۔ شاستری مرہٹی ویاکرن ص ۱۵

لفظوں میں تالی کے مانند (آو) ہوتا ہے۔ دکھنی میں (اؤ) منتقل اور اصلی مصوتہ ہے۔ اس کے تلفظ میں شروع سے لے کر آخر تک مخرج میں فرق نہیں آتا۔ نچلا ہونٹ تلفظ کے وقت مدد دیتا ہے۔ لفظ کے درمیان (او) کا تلفظ مخلوط مصوتے کی طرح ہوتا ہے۔ مثلاً۔ اؤر، چؤگان، اؤ ہو (فجائی کلمہ)

اُ (۱۷)

معدود (Close) پچھلا قصیر۔ دونوں ہونٹ سکڑ کر گول بنتے ہیں۔ زبان کا پچھلا حصہ اوپر اٹھتا ہے۔ مثلاً: اُدر (اُدھر) اُپ راٹی (اُوپر کی طرف آلتی مار کر بیٹھنا) مُنڈی (مُنڈ) چُلبلی (چلبلا پن)

اُ (۱۸)

برج اور اودھی کی طرح دکھنی میں (اُ) کی پھُسپھساہٹ والی آواز موجود ہے۔ عام (اُ) اور پھسپھساہٹ والے (اُ) کا مخرج یکساں ہے پھسپھساہٹ والے (اُ) کی آواز صاف نہیں رہتی: مثلاً کرتا اُں (کرتا ہوں) پڑتیوُں (پڑھتی ہوں) لے اُدں گی۔

اوُ (۱۹)

معدود پچھلا طویل مصوتہ۔ (اُ) کی بہ نسبت (او) کے تلفظ میں ہونٹوں کی گولائی زیادہ ہے۔ زبان کا پچھلا حصہ اوپر اٹھتا ہے۔ مثلاً: اوکھلی اونٹ کُون لا (کنڈل) انجو گھونگھرو۔

اِی (۲۰)

معدود اگلا طویل مصوتہ۔ تلفظ کے وقت ہونٹ کھلے رہتے ہیں۔ زبان کا

درمیانی حصہ سخت تالو کی طرف اُٹھتا ہے۔ مثلاً: اپتّال (اب) اینچنا (کھینچنا) اَینچنا، گُلیج (گندا) ڈُرا ای (ڈھنڈورا، سرکاری حکم)

(۲۱) ایّ

مسدودٗ اگلا قصیر مصوّتہ۔ نچلا ہونٹ نیچے کی طرف جھکتا ہے۔ اِتّی (اتنی) مِٹّھا (میٹھا) ہِنگا (ٹیڑھا) ٹِمٹّی (چھوٹا نقارہ)

(۲۲) اِیّ

چند لفظوں کے آخر میں پھسپھساہٹ والی (اِیّ) کا تلفظ ہوتا ہے۔ مثلاً کھڑے ریّ (کھڑے رہی) بائی تولال کیسے ہوئی (ٹیپ ریکارڈ) ہیّ نہیں (ٹیپ ریکارڈ = ہے ہی نہیں) گیّ کو (ٹیپ ریکارڈ = کاہے کو)

(۲۳) اےّ

نیم مسدودٗ اگلا طویل قصیر مصوّتہ۔ مثلاً: کیتیّ (کتنی) ایکا (اکا) بیجارہ (ٹیپ ریکارڈ = بے چارہ) ڈاکٹر زور نے اس آواز کا ذکر نہیں کیا ہے۔ قدیم ہند آریائی زبان میں قصیر (اے) کی آواز نہیں تھی وسطی ہند آریائی میں (اے) کا تلفظ کیا جانے لگا۔ پالی اور پراکرت میں مخلوط حرف سے پہلے (اے) کا تلفظ قصیر کیا جاتا تھا۔ مثلاً: نیدّا (نیند) سیجّا (کھاٹ) تیتّیس (تینتیس) تلفظ کی سہولت کے لیے ماگدھی اور اردھ ماگدھی میں بھی مخلوط حرف سے پہلے (اے) قصیر تلفظ کیا جاتا تھا۔[۱] مثلاً پُچّھے (پوچھتا ہے) جدید ہند آریائی زبان میں قصیر (اے) ای میں تبدیل ہوا۔[۲]

۱؎ پشول۔ ہسٹوریکل گرامر آف پراکرت ہ د ص ۷۷، ۲؎ بیمز۔ کمپیریٹو گرامر آف آرین لنگویجس ۳ ص ۱۲۳

مشرقی ہندی میں (اےَ) آج بھی بولا جاتا ہے، لیکن ہندی اور پنجابی میں
قصیر (اے) ای کی شکل اختیار کر لیا ہے۔ ملیالم، کنڑی اور تلگو میں (اے) کے لیے
جدا تحریری علامت موجود ہے قصیر (اے) اور طویل (اے) کے سبب دراوڑی
زبانوں میں معنی کا بھی اختلاف ہوتا ہے، اسی لیے یہ امکان ظاہر کیا جاتا ہے کہ
آریائی زبانوں نے اس آواز کو دراوڑی زبان کے قرب سے قبول کیا ہوگا۔
کالڈویل کی رائے میں سنسکرت کی طرح قدیم دراوڑی زبان میں بھی یہ آواز نہیں
تھی۔ قدیم رسم خط میں اس آواز کے لیے کوئی علامت نہیں تھی۔ سنسکرت کے
اثر سے دراوڑی زبان نے اے (= آ + ای) قبول کیا۔ یہ مخلوط مصوتہ ہی تلفظ
کی سہولت کی خاطر قصیر ہو گیا[1]۔

(۲۴) اے

نیم مسدود، اگلا طویل مصوتہ مثلاً اِیتے (اِتنے)، ایک (ایک)، سنہری
(سُنہری)، کیوڑا (کیوڑا)، جائیں گے (جائیں گے)، سدھارے (گئے)

دراوڑی زبانوں میں (اے) کا تلفظ (ی) کی مدد سے کیا جاتا ہے۔
تلگو میں (اے) کے پہلے (ی) لکھتے بھی ہیں۔ دکھنی میں بھی (اے) کے ساتھ
(ی) کی آواز سنائی دیتی ہے مثلاً: ییک (ایک)، بنگلے میں بھی (ی) کی آواز
(اے) کے تلفظ میں مدد دیتی ہے[2]۔

(۲۵) اَے

اگلا طویل مصوتہ۔ زبان کے دونوں کنارے تالو کو کسی قدر مس کرتے ہیں

۱۔ کالڈویل، کمپیریٹو گرامر آف دراوڑین لینگویجز ص ۴۷ ۲۔ بیمز، کمپیریٹو گرامر آف آرین لینگویجز (۱) ص ۷۰

ڈاکٹر دھریندر ورما نے (اے) کا مخلوط مصوتہ (آ اے) مانا ہے[1]۔ ڈاکٹر زور اسے مستقل مصوتہ مانتے ہیں۔ دکھنی میں اے اصلی مصوتے کی شکل میں بولا جاتا ہے۔ مثلاً۔ پیچھن، غیثب، اِتنا تڑا۔کیسے دبنا ٹیپ ریکارڈ (انتا بڑا کس کے پاس رہتا ہے)

مخلوط مصوّتے

(۳۶) اَوْ

ڈاکٹر دھریندر ورما نے (او) (مخلوط آواز آ+ او) کے بارے میں لکھا ہے کہ سنسکرت کے مانند ہندی کی کچھ بولیوں میں (او) کا تلفظ (اَ+ اُ) کیا جاتا ہے[2]۔ ساتھ ہی ہندی میں اس آواز کا ایک اور روپ ہے اوَ = اَوَ۔ (او) کی نسبت یہ بتایا جا چکا ہے کہ دراوڑی زبانوں میں بھی (او) کا تلفظ (اَ وُ) ہوتا ہے۔ دکھنی میں (او) اردو رسم خط کی تین آوازوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اوُ، اوَ، اَو اَو = اَ وُ کچھ لفظوں میں (او) کا تلفظ کرتے وقت نچلا ہونٹ اوپر کے دانتوں کی قطار کو مس کرتا ہے۔ ایسے موقعوں پر (او) کا تلفظ حلقی، اسنانی، شفوی (Dento Labial) ہو جاتا ہے۔ مثلاً اَو۔ اوَدھان (توجہ) اَ اَ۔ دوڑ اَوُ کوٹلی (نارک)۔

(۳۷) اَے

ہندی میں مخلوط مصوتے (اے) کا تلفظ دو طرح کیا جاتا ہے۔ اے = آ ائی

---

[1] دھریندر ورما۔ ہندی بھاشا کا اتہاس ۲۳ ص ۱۰

[2] دھریندر ورما۔ ہندی بھاشا کا اتہاس ۲۲ ص ۱۱

اور اَئے = اَ اِئے۔ سنسکرت کے اَئے = (اَ + اِئے) جیسی کوئی آواز دراوڑی زبان میں نہیں ہے۔ حالیہ دراوڑی زبانوں میں اَئے کا تلفظ ہندی کے مانند (اَ اِیّ) نہیں ہوتا۔ دراوڑی زبانوں میں (اِئے) تحریری علامت (اے۔ اِیّ) آواز کی شناخت کراتا ہے۔ قدیم دراوڑی ہی میں (اَ) (اے) میں تبدیل ہونے لگا تھا۔ یہ (اے) ہی اَئے (اے اِیّ) کے طور پر بولا گیا۔ دکھنی میں اَئے = (اَ اِیّ) کی مخلوط آواز کو ظاہر کرتا ہے۔ (اَئے) کے اُس کا تلفظ عام طور پر (اَ) کی بہ نسبت کچھ ٹِک کر ہوتا ہے اور فقرہ۔ ضرب (Accent) جیسا معلوم ہوتا ہے۔ اَئے کے اِیّ کا تلفظ نسبتاً جلدی سے ہوتا ہے اور ہچکچاہٹ کی آواز آتی ہے مثلاً: بولتیں (بولتے ہیں) ایٔے یو (آیو)۔ اَوٗ اور اَئے کے علاوہ دکھنی میں اور کئی مخلوط مصوّتے استعمال ہوتے ہیں لیکن اُن کی آوازوں میں قابلِ ذکر تغیر نہیں ہوتا۔

(۲۸) غنّہ

دکھنی کا ایک اصلی مصوّتہ غنّہ بھی ہے جیسے: اندھارا (اندھیرا) دھاندلی (ناانصافی) ڈمبدھاری (ڈھونگی) اینچنا (کھینچنا) مُنڈی (مُنڈ) گھونگھٹ، بینٹھا (صافہ) پینجن، ڈرں گان (گہرائی) بھنڈن گیر۔

مخلوط مصوّتے کی صورت میں غنّہ اِس کے پہلے جز کے عوض دوسرے جز میں ہوتا ہے۔

مصمتے
وقفیہ

(۲۹) **قَ**

غیر ہائیہ (Unaspirated) مہموسہ (Unvoiced) اور لہوی (Uvular) تالو اور زبان کے آخری حصّے سے یہ مصمتہ ادا ہوتا ہے۔ سنسکرت میں ویسرگ (ہائے مختفی) کے بعد آنے والے (ک) (کؔ) کی بہ نسبت (ک) کی آواز کچھ نیچے سے نکلتی ہے۔ دکھنی ادب میں عربی یا فارسی کے مشمولہ خالص لفظوں ہی میں اس آواز کا استعمال ہوتا ہے۔ پڑھے لکھے لوگ بھی اس کا تلفظ ہائیہ حیادیہ (Aspirated Fricative) (خ) کے مانند کرتے ہیں۔ مثلاً: قلندر، عقل، حق۔

(۳۰) **کَ** غیر ہائیہ، مہموسہ۔ زبان کا پچھلا حصہ تالو سے مس کرتا ہے۔ سنسکرت میں (ک) کا مخرج حلق تھا۔ ہندی اور اُس کی بولیوں میں یہ آواز حلقوی یا حنکی (Gutturo Palatal) ہے۔ دکھنی میں اس آواز کی مثالیں اس طرح ہیں۔ کاتد (دیوار) کنک (سونا)، کاکل۔

(۳۱) **کھ** ہائیہ (Aspirated) مہموسہ مخرج (ک) کے مثل ہے مثلاً: کھونپیا (جوڑا، چوٹی)، دکھ سکھ میں دکھ میں بھی دم (ان گن)

(۳۲) **گ** غیر ہائیہ، مجہورہ (Voiced) ک، کھ کے مانند تلفظ مثلاً: گدھڑا (گدھا)، گوی (غار) گچھار (کنکرا) گدگلی (گدگدی) تگ بگی (بے چینی)

ڈاکٹر زور کی رائے میں خالص لفظوں میں ابتدائی (گ) پوری طرح ادا ہوتا ہے۔ لفظ کے درمیان اور آخر میں اس مصمتے کا تلفظ صاف نہیں ہوتا[1]

مختلف لفظوں پر غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مقامی فرق کی وجہ سے (گ) کے تلفظ میں کسی طرح کا فرق نہیں آتا مثلاً: سنسکرت۔ اُپکار منج پر دھوں جگ (ارشاد نامہ) فارسی۔(ابتدا میں) آلی زبان گنج تن کھول (آخر میں) تج استاد گی جگ پہ ثابت کری (علی نامہ) بول چال کی زبان (ابتدا میں) ہنستے پان لوتی پیاری کانی سو چڑیا ہوا (درمیان میں) پاشا باتاں چیتاں کرتا سنگات جنگل کو نکلیا (ٹیپ ریکارڈ) (آخر میں) بیگی کاٹ کو گنپاسے کو بھاگ جاؤں گا (حیدرآباد ٹیپ ریکارڈ)

(۳۳) گھ - ہائیہ مجہورہ - مخرج ک، کھ اور گ کے مانند۔ مثلاً: گھٹ (سخت، قائم) گھانس، گھونگھرو (گھنگھرو ہو رہینوں میں) کلیات قلی قطب شاہ)۔ (انگھار تھی سوہج گئی دکھانی سات بھائیوں کی) انگھار = انگار (آگ)

(۳۴) ٹ - غیر ہائیہ مہموسہ، لسان ذکی (Cerebral)
زبان کا اگلا حصہ مڑ کر درمیانی تالو کو مس کرتا ہے۔ دکھنی کی یہ آواز اکثر لفظ کے درمیان اور آخر میں آتی ہے۔ مثلاً: ماٹ ٹٹ گیا (مٹکا پھوٹ گیا) ٹبڑی بھری کا زور ٹیا سکتی ہے۔ (سب رس) اُچاٹ (بے چینی)

---

[1] ڈاکٹر زور۔ ہندوستانی فونیٹکس ۱۵ (حصہ سوم ص ۱۰)

(۳۵) ٹھَ - مہموسہ، ہائیہ۔ مخرج ٹَ کے مانند۔ مثلاً۔ ٹھٹا (ٹھٹھا) گھٹا (= گٹ ٹا۔ گھٹے پڑے رہے سخت فولاد ہو۔ قطب مشتری)

(۳۶) ڈَ - غیر ہائیہ مجہورہ۔ مخرج ٹَ ٹھَ کی طرح، لیکن ٹَ کی بہ نسبت زبان تالو کے زیادہ اوپری حصے کو مس کرتی ہے۔ مثلاً، ڈونگان (ڈگرائی) ہنڈولا (جھولا) منڈا (منڈپ)

(۳۷) ڈھ - ہائیہ مجہورہ۔ ٹَ، ٹھَ اور ڈَ کے مانند ادا ہوتا ہے۔ مثلاً: ڈھلارا = کھوکھلا پن درخت کا ڈکیا چھپ کر ڈھلارے کے تل (اسماں) گڈھا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ داخلۂ ہند سے پہلے آریا لوگوں کے لُوزِنگ (ٹَ، ٹھَ، ڈَ، ڈھ) کا تلفظ سخت تھا۔ ہندوستان میں آنے کے بعد اُن کے تلفظ میں نرمی پیدا ہوئی اور بہت سے لفظوں میں لُوزِنگ، توزِنگ (تَ، تھَ دَ، دھ) میں تبدیل ہو گئے۔ سندھی میں دوسری جدید ہند آریائی زبان کی بہ نسبت لُوزِنگ کا تلفظ زیادہ سخت ہے۔ لہٰذا کچھ علما کے خیال میں ہند آریائی زبانوں کا لسانِ حنکی تلفظ سندھی میں محفوظ ہے۔ آریا لوگ جیسے جیسے دور کے علاقوں میں پھیلتے گئے اُن کا لُوزنگ تلفظ نرم پڑتا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند زبانوں میں لسان حنکی مصمتے اسنانی بن گئے[۱]۔ لسان حنکی لُوزنگ کے بارے میں تھیٹس کیری تماسری کا خیال ہے وہ ابتدا میں سنسکرت زبان میں ٹَ، ٹھَ، ڈَ، ڈھَ، نَ، شَ، سَ اور لُ (ڷ = لڑ) حروف نہیں تھے۔ قدیم آریائی زبانیں لسان حنکی تلفظ سے بالکل نابلد تھیں۔ قدیم

---

[۱] ہنری کیرسٹوگرامر آف آریئن لینگویجیز۔ ۵۹ ص ۲۳۳

زمانے والے خالص آریوں کے متعدد فرقوں میں تقسیم ہونے کے بعد یہ آوازیں کچھ آریائی زبانوں میں شامل ہوگئیں[1]۔"

(۳۸) لثوی ۔ حنکی (Alveolar Palatal)

دکھنی میں ٹوزگ کا لثوی ۔ حنکی تلفظ بھی کیا جاتا ہے۔ لسان حنکی حرفوں کے تلفظ میں زبان کا اگلا حصہ اوپر اُٹھ کر پلٹتا ہے، پھر تالو کے اگلے حصے کو مس کرتا ہے لیکن دکھنی میں ٹوزگ کا جو دوسری قسم کا تلفظ ہے، اس میں زبان کا اگلا حصہ تالو کی طرف ٹیڑھا ہو کر نہیں مڑتا۔ اس قسم کا تلفظ اکثر لفظوں کے شروع میں سنائی دیتا ہے، کچھ لفظوں میں درمیان میں اور آخر میں بھی ٹوزگ کی یہ آواز آتی ہے۔ زبان کا اگلا حصہ مسوڑے اور تالو کے جوڑے کو چھوتا ہے، لہٰذا ان آوازوں کو لثوی ۔ حنکی کہا جاتا ہے۔ لثوی ۔ حنکی ٹ اور ڈ کا تلفظ انگریزی کے (T) اور (D) کے مانند ہوتا ہے۔ لثوی ۔ حنکی حرفوں کے تلفظ کے وقت زبان کا اگلا حصہ کبھی دانتوں کی قطار کے پاس تالو کی حد کو اور کبھی تالو کے اگلے حصے کو چھوتا ہے ایک شخص کے منہ سے ایک ہی جملے میں ٹوزگ ادا ہونے میں مخرج کا رد و بدل ظاہر ہوتا ہے۔ دکھنی کا لسان حنکی ٹوزگ ہندی کی دوسری بولیوں کی نسبت نرم ہے۔ چوزگ (چ، چھ، ج، جھ، ن) اور لثوی ۔ حنکی ٹوزگ کے مخرجوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ لسان حنکی اور لثوی ۔ حنکی ٹوزگ حرفوں کو الگ الگ ظاہر کرنے کے لیے لثوی ۔ حنکی حروف کے نیچے گول حلقہ (ہ) دیا گیا ہے۔

(۳۹) ٹ مہموسہ غیر ہائیہ۔ مخرج لثوی ۔ حنکی ہے۔ اس سلسلے کے دوسرے مصمتوں کی

---

[1] ایم شیشگیری شاستری نوٹس ان آرین اینڈ دراویڈن فلالوجی ص ۳۰۲

نسبت ٹ کے تلفظ میں زبان کا اگلا حصہ دانتوں کی قطار کی طرف زیادہ بڑھتا ہے۔ مثلاً: ٹِٹڑی (ٹِٹِہری = دریا کی چڑیا) ٹیکا (قشقہ)

(۴۰) ٹھ

مہموسہ ہائیہ ٹ کے مانند لثوی / حنکی ہے۔ ٹھسی (ٹھسی۔ گلے کا زیور) ٹھسی کندن کی دستی کیئے جوں جھیلی ہے تاریاں کو۔ کلیات محمد قلی قطب شاہ)

ٹھ کے بارے میں ڈاکٹر زور کا کہنا ہے کہ اس کے تلفظ میں ٹ کی بہ نسبت زبان اوپری دانتوں کی قطار کی جڑ کو کم مس کرتی ہے[1]۔ حقیقت میں لسان حنکی (ٹھ) اور لثوی / حنکی (ٹھ) میں ٹ اور ٹھ کی نسبت زبان کا اگلا حصہ تالو کی طرف زیادہ ہٹا ہوا رہتا ہے۔

(۴۱) ڈ

غیر ہائیہ مجہورہ۔ زبان کا اگلا حصہ ٹ کی نسبت زیادہ پیچھے ہٹا رہتا ہے۔ مثلاً: ڈونگر (پہاڑ) ڈول دھنڈورا (ڈھنڈورا)

(۴۲) ڈھ

ہائیہ مجہورہ۔ ٹ، ٹھ اور ڈ کی طرح لثوی / حنکی ہے۔ ڈ کی نسبت زبان کا حصہ سخت تالو کو زیادہ مس کرتا ہے۔ مثلاً۔ ڈھگار (ڈھیر) ڈھنڈھورا

(۴۳) حنکی (Palatal)

سنکرت میں چ ورگ کا تلفظ حنکی تھا۔ ڈاکٹر سنیتی کمار کی رائے میں چ، چھ، ج، جھ کے تلفظ میں زبان کا اگلا حصہ دانتوں کی قطار کے اوپر

---

[1] ڈاکٹر زور۔ ہندوستانی صوتیات ص ۶۹

تالو سے مس کرتا ہے[1]۔

ڈاکٹر زور کی رائے میں چورگ کا تلفظ زبان کے اگلے حصے سے ادا نہیں ہوتا۔ زبان تالو کو صرف مس ہی نہیں کرتی اُس کے نچلے حصے کو رگڑتی بھی ہے۔ ابتدا میں آواز کچھ رکی سی سنائی دیتی ہے اور آخر میں صاف ہوتی ہے[2]۔ ڈاکٹر زور کی اس بات کو ڈاکٹر دھریندر ورما نے بھی قبول کیا ہے[3]

تلگو میں اِیٔ، اِی، اے اور اۓ کے علاوہ دوسرے مصوتوں کے بعد آنے والے چَ اور جَ کا تلفظ چ (= تْس) اور جَ (= دز) ہوتا ہے۔ مرہٹی میں بھی اِیٔ، اِی، اے اور اۓ کے بعد آنے والے چَ، جَ اور جھَ وقفیہ قائم رہتے ہیں، لیکن اِن کے علاوہ دوسرے مصوتوں کے بعد یہ وقفیہ جاریہ (Affricate) یعنی بالترتیب چَ (تْس) جَ (دز) اور جھَ (دجھ) کی آواز دیتے ہیں۔ چورگ کی یہ وقفیہ جاریہ آواز ایک طرف تبتی میں ہے تو دوسری طرف مرہٹی اور تلگو میں[4]۔ تلگو کی چَ، جَ اور مرہٹی کی چَ، جَ اور جھَ کی آوازوں کا مخرج حنکی ہونے کے بجائے اسنانی + حنکی ہوتا ہے۔ سنسکرت میں چورگ کا اسنانی + حنکی تلفظ نہیں تھا۔ اگدھی اور شَوْرسینی کی آوازوں کے گروہ میں بھی کسی حرف کا مخرج اسنانی + حنکی تھا۔ سب سے پہلے مارکنڈیے نے پراکرت میں سروسَوْبھیاس آواز کا

1۔ چٹرجی۔ اوریجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۱۳ ص ۲۴۲۔
2۔ ڈاکٹر زور۔ ہندوستانی فونٹکس ۱۸ ص ۸۲، ۸۳۔
3۔ دھریندر ورما۔ ہندی بھاشا کا اِتہاس۔
4۔ بیمز۔ کمپیریٹو گرامر آف آرین لنگویجس ۲۲۱ ص ۷۲۔

ذکر کیا ہے۔ بعض ماہرین لسانیات کی رائے میں وسطِ ایشیا کے ہونٹوں کے سبب اسنانی / حنکی آوازوں کی شمولیت مرہٹی اور تلگو میں ہوئی۔ اگرچہ یہ آوازیں وسطِ ایشیا کے باشندوں کے اثر سے بھارت کی زبانوں میں آئی ہیں، تاہم اردھ مگدھی اور شورسینی میں ان آوازوں کا وجود ہونا چاہیے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ جدید ہند آریائی مرہٹی نے چ، ج کی آوازیں دراوڑی اثر کے باعث اپنائی ہیں۔[1]

ڈاکٹر زور نے چورگ کے ادا کرنے کے بارے میں لکھا ہے کہ زبان کا اگلا حصہ اس کے تلفظ میں مدد نہیں دیتا۔ موصوف کی یہ رائے مرہٹی کے چَ (تس)، جَ (دز) اور جھ (دزھ) کی نسبت مناسب معلوم ہوتی ہے۔ جہاں تک ادبی ہندی (= اردو) کا تعلق ہے۔ چورگ کے تلفظ میں زبان کا درمیانی حصہ بیکار رہتا ہے۔ اگلے حصے کا تھوڑا سا حصہ چھوڑ کر زبان اوپر کے مسوڑے کو چھوتی ہے۔ مرہٹی اور تلگو کے چَ، جَ کے تلفظ میں بھی زبان فقط مسوڑے کو مس کرتی ہے چَ، جَ اور جھ میں زبان جھٹکے کے ساتھ تالو کو رگڑتی ہے، اس لیے حرف چَ، جَ اور جھ وقفیہ جاریہ ہوں گے۔ ادبی دکھنی کے چورگ حروف کَ سے کرمَ تک کے مصمتوں کی طرح وقفیہ مصمتے ہیں۔ تلگو اور مرہٹی علاقے کے دیہاتی لوگ بات چیت کے وقت دکھنی کے چورگ کا تلفظ کچھ لفظوں میں وقفیہ جاریہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر آندھرا پردیش کے تاڈپلی گنڈم کے ایک تلگو بولنے والے شخص کا لب و لہجہ اس طرح ہے: —

امارا تیں ٹھو، (= تھو) بیرونی اثر کا نتیجہ ہے۔ یہ شخص کچھ عرصے تک سنگا پور میں

---

[1] کر۔ لیو کلکرنی۔ مرہٹی بھاشا ادگم و دکاس ص ۳۲۲

رہ آیا ہے۔ چِکَڑی (= تسنکری)۔ ایک ٹھو، چِکڑا = (تسنکڑا) (ٹیپ ریکارڈ)
اس شخص نے چالیس کا تلفظ تو چالیس ہی کیا، لیکن چوٗدہ کی جگہ چودھ کیا
اگرچہ مرھٹی کے چ اور ج کے تلفظ کے لیے ترتیب وار تس اور دز کی
علامتیں مقرر ہیں، لیکن اگر مرھٹی اور تلگو کے چ کے تلفظ کو ٹھیک ٹھیک لکھا
بھی جائے تو وہ اس طرح کچھ ملتا جلتا ہوگا، جیسے تیسچ ہے۔ تلگو اور مرھٹی
کے ج کا بھی تلفظ عربی / فارسی کے ز، ذ، ض اور ظ کے مانند دا نہیں ہوتا۔

(۴۴) چَ

غیر ہائیہ، مہموسہ، اسناتی / حنکی۔ مثلاً چمٹی (چیونٹی) چندنی (چاندنی)
اچپل (چنچل) پچی (پستان)

(۴۵) چھَ

ہائیہ، مہموسہ، اسناتی / حنکی۔ چ کی بہ نسبت چھ کے تلفظ میں زبان تالو
کے اوپری حصے کو چھوتی ہے۔ مثلاً: چھیک (چھید) اُچھالی (اچھال) موچھین
(بے ہوشی) پنچھی (پرندہ)

(۴۶) جَ

غیر ہائیہ، مجہورہ، اسناتی / حنکی۔ مثلاً جُند (جنم) آنجو، (آنسو)

(۴۷) جھَ

ہائیہ، مجہورہ، اسناتی / حنکی۔ ج کی بہ نسبت جھ کے تلفظ میں زبان تالو
کے کچھ اوپری حصے کو چھوتی ہے۔ مثلاً: جھل (رشک) جھیلا (ایک زیور)
پجھرنا (رِسنا) منجھا (تخت)

اسنانی Dental

(۴۸) تَ۔ غیر ہائیہ، مہموسہ۔ زبان کا اگلا حصہ اوپری دانتوں کی
فلار کو چھوتا ہے۔ مثلاً: تکڑا (ٹکڑا)، تاس (گھنٹا)، پاتر فی در (رقاصہ، تتلی)، راوت
(گھڑ سوار، بہادر)

(۴۹) تھَ۔ ہائیہ، مہموسہ۔ مخرج تَ کے مانند مثلاً: تھام (ستون)
متھن (خیال، چرچا)

(۵۰) دَ۔ غیر ہائیہ مجہورہ۔ مخرج تَ اور تھَ کے مانند مثلاً:
وند (لڑائی)، دِیس (دن)، دھاندلی (نا انصافی)، پھاندا (پھندا)

(۵۱) دھَ۔ ہائیہ، مجہورہ مخرج تَ، تھَ اور دَ کے مانند مثلاً:
دھات (قسم)، بدھار (اضافہ)، بُدھ (تھل)

شفوی Labial

(۵۲) پَ۔ غیر ہائیہ۔ مہموسہ۔ تلفظ کے وقت دونوں ہونٹ بند
ہوتے ہیں مثلاً: پیکا (پینا)، پوپٹی (آنکھ کی پلک)، سپی (سیپ)

(۵۳) پھَ۔ ہائیہ، مہموسہ۔ پَ کی طرح ادا ہوتا ہے۔ مثلاً: پھتر
(پتھر)، پھوکٹ (مفت)، پھنکڑی (آنکھ مچولی سے ملتا جلتا کھیل)، سِس پھول
(سر کا پھول، ایک زیور)

(۵۴) بَ۔ غیر ہائیہ، مجہورہ۔ مخرج پَ، پھَ کے مانند مثلاً: باو،

(ہوا)، پردنگ (مردنگ)، بونٹی (ناف)، تنبول (پان)

(۵۵) بھ ــــ ہائیہ مجہورہ۔ مخرج پ، پھ اور ب کے مانند مثلاً: بھنگار (سونا)، ابھال (بادل)

غنّہ Nasal

(۵۶) ــــ غنّہ ــ سنسکرت میں (ङ)، مَ، (ञ)، (ण) اور نَ غنّہ مانے جاتے ہیں۔ گجراتی میں (ञ) اور (ङ) نہیں ہیں[1]۔ ہندی میں بعض موقعوں کو چھوڑ کر (ञ)، (ङ) اور (ण) کی جگہ نَ کا تلفظ ادا ہوتا ہے۔ دراوڑی زبانوں میں (ङ)، (ञ)، (ण) اور (न) کے مقامات پر مَ کا تلفظ کیا جاتا ہے۔ وسطی ہند آریائی ہی میں (ङ) حذف ہو گیا تھا۔ پراکرت میں (ञ) اور (ञ) کو (ङ) سے ابدال کیا جاتا تھا لیکن کچھ عرصے بعد اِس آواز کو مستقل طور پر ختم کر دیا گیا[2]۔

اردو رسم خط میں (ञ)، (ङ) اور (ण) کے لیے کوئی علامت نہیں ہے۔ نَ اور مَ ہی کو اِس خط میں علامت کے طور پر برتا جاتا ہے اس خط میں لکھے ہوئے دکھنی کے قدیم ادب میں نَ اور مَ کے سوا باقی غنّوں میں کوئی شناخت نہیں کی جا سکتی۔ خاص کر (ڻ) کی نسبت قطعی نہیں کہا جا سکتا کہ [illegible] ج کی طرح دکھنی میں بھی (ڻ) کا فقدان رہا ہے یا

---

[1] ہیمز۔ کمپیریٹو گرامر آف آرین لنگویجس ۔ ۲۷ ص ۷۔

[2] جول بلاک۔ لا فارمیشن دے لینگوا مراٹھے ــ ۱۳۱ ص ۱۷۰۔

بولا جاتا تھا۔اس وقت پوژگ (پ، پھ، ب، بھ، اور مَ سے مخلوط ہونے والے مغنوں کو چھوڑ کر باقی غنوں کی جگہ (ن) ہی لکھا جاتا ہے۔ویسے دکھنی کا رجحان غنّوں کی بجائے ماقبل مصوّتے کو نون بنانے کی طرف ہے۔ مہاراشٹر اور کرناٹک علاقے کے لوگ، دکھنی بولتے وقت (نً) کا تلفظ ادا کرتے ہیں۔ دکھنی میں (ن) کی آواز ہے ہی نہیں۔

۵۷۔(ڠ) غیر ہائیہ مجہورہ غنّہ۔یہ کوژگ (کَ، کھَ، گَ، گھَ اور نَ) سے پہلے اور مصوّتے کے بعد سکون کی صورت میں آواز دیتا ہے۔مثلاً رنگ (کچاس، اچھاس، رنگ نہ روپ۔ارشاد نامہ) اڈھنگا (بدسلیقگی) گھنگرو

۵۸۔(ن) غیر ہائیہ مجہورہ غنّہ۔ اوپری دانتوں کے قطار سے کچھ ہٹ کر زبان کا اگلا حصّہ تالو کو چھوتا ہے۔یہ غنّہ بغیر مصوّتے کے اور مصوّتے کے ساتھ دونوں طرح آواز دیتا ہے۔مثلاً: (مصوّتے کی صورت میں) صبح اُٹھ نہاری کرے نوہتی (قطب مشتری) پونم (چودھویں رات) ڈونگان (گہرائی) (سکون کی صورت میں) کنچنی = ناچنے والی (چوژگ سے پہلے) کونڈا (ٹوژگ سے پہلے) ہنڈا = کنکر (توژگ سے پہلے) نندوی (نندوئی)

۵۹۔مَ۔غیر ہائیہ مجہورہ، شفوی، غنّہ۔مَ مصوّتے کے ساتھ اور بغیر مصوّتے کے دونوں صورتوں میں استعمال ہوتا ہے۔بغیر مصوّتے کے مَ فقط پوژگ سے پہلے آواز دیتا ہے۔مثلاً: (مصوّتے کے ساتھ) مسکا (مکھن) منجل (تاڑ پھل) تھام (ستون) گمت (تماشا) (بغیر مصوّتے کے) امبو (پانی) تمبورہ (تنبورا)

غنوّں کا ہائیہ

(۶۰) ڈاکٹر دھریند رورما نے ن اور م کی ہائیہ اشکال کا ذکر کیا ہے
اُن کی راے میں (نھ) ہائیہ مجہورہ لثوی مغنون مصمتہ اور (مھ) ہائیہ
مجہورہ شفوی، مغنون مصمتے ہیں۔ ڈاکٹر زور نے بھی (نھ) کو مخلوط مصمتہ
مان کر مستقل مصمتہ مانا ہے، لیکن (مھ) کو وہ مخلوط مصمتہ قبول کرتے ہیں
موصوف کا قول ہے کہ (نھ) کا تلفظ بہت کم ہوتا ہے۔ یہ لفظوں کے درمیان
میں آتا ہے۔ مرہٹی میں بھی بعض نحویوں نے (نھ) اور (مھ) کو مستقل مصمتے مانا
ہے۔ ان دو ہائیوں کے علاوہ مرہٹی میں (ݨ) ہائیہ کی شکل (ݨھ) رائج ہے
مرہٹی کے مندرجۂ ذیل تت سم، تدبھو اور دیسی الفاظ مغنون ہائیہ کی مثال
کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں:۔

مھ۔ (دیسی) مھݨالا = بولا۔

(تت سم) برا مھݨ = برہمن

نھ۔ (دیسی) (تدبھو) اُنھاڑا = موسم گرما لُ (ݨھ) = (ݨھ)

نھان = نہانا۔

(تت سم) چنھ = نشانی۔

مرہٹی کے مذکورہ بالا الفاظ میں م اور ن ہائیہ ہیں یا اُن کے ساتھ
(ہ) کی ملاوٹ ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر اشوک، ش کیلکر
(ہندی ودیا پیٹھ آگرہ) کی راے اہم ہے۔ موصوف نے مرہٹی آوازوں

کا خاص طور پر مطالعہ کیا ہے۔ اُن کی رائے میں مھ اور نھ دوسرے ہائیہ حروف کے زمرے میں نہیں آتے۔ مرہٹی کے جن تت سم لفظوں کو نَ اور مَ کے ہائیہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے، اُن میں (ہ) کی ملاوٹ صاف دکھائی دیتی ہے۔ برامھنٌ اور چنھ میں مھ اور نھ کی جگہ بدل گئی ہے۔ اس تبدیلی کے سبب دونوں مقاموں میں (ہ) بغیر مصوتے آواز کے دیتا ہے تت سم لفظوں میں مَ اور نَ ہائیہ بنیادی طور پر نہیں تھے۔ مرہٹی کے دیسی یا تدبھو لفظوں سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔ اُنھالا اور نھان کے ارتقائی عمل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔

اُسنٌ > اُہنٌ > اُنھ > اُنھ + آل (ی) = اُنھالا = اُنھالا۔

سنا > ہنان > = نھانٌ۔ نھان، مرہٹی کے نھالی = (حجام) لفظ کے بارے میں (ھ) کا ماخذ اوپر کے نقطۂ نظر سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ نھائی میں (ھ) تکملہ یا لہجہ کی صورت میں ایزادی حرف مانا جائے گا۔

مغنون ہائیہ کی نسبت ڈاکٹر کیل کر کی رائے ہندی پر بھی صادق آتی ہے۔ ڈاکٹر دھریندر ورما نے نون ہائیہ کی تین مثالیں دی ہیں، انھوں نے، کنھیا، جنھوں نے[1]۔ انھوں نے اور جنھوں نے کا تلفظ ضمیر کے باب میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ہندی کے کنھیا لفظ کے ہائیہ نَ اور مرہٹی کے اُنھالا کے ہائیہ نون میں کامل مماثلت ہے۔

کرشنٌ > کسنٌ > کانھ = کنھیا۔ ڈاکٹر دھریندر ورما نے ہائیہ مَ

---

[1] دھریندر ورما۔ ہندی بھاشا کا اتہاس۔ ۱۹۶۱ ص ۱۲۰

کے یہ تین لفظ درج کیے ہیں:۔ تمھارا، کُھارا، برمھا۔ تمھارا، ضمیر کے (ہ) کا تجزیہ ضمیر کے باب میں مذکور ہے۔ کُمھارا اور برمھا دونوں الفاظ یہ ثابت کرتے ہیں کہ (مھ) ہائیہ مصمتہ ہونے کے بدلے مَ اور ہَ کی ملاوٹ سے بنا ہوا مخلوط حرف ہے۔ کمبھ کار ← کُم بھار ← کُمھار۔ مرھٹی کے برّاھمن (ہندی میں بھی یہ لفظ اسی طرح آواز دیتا ہے) کے مانند برمھا، میں مَ ہَ، کا قلب ہوا ہے۔

شری ایش چندر سین بنگلے کے ہائیہ اور غیر ہائیہ دونوں قسم کی وقفیہ آوازوں کو پورے طور پر ٹیپ ریکارڈ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہائیہ اور غیر ہائیہ آوازوں میں واقعی بنیادی فرق ہے[1] اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بھ، دھ وغیرہ میں ب + ھ، د + ھ وغیرہ مخلوط شکلیں نہیں ہیں۔ صوتیات کی رو سے ان کا وجود مستقل ہے۔ نھ اور مھ کو جلد ادا کرنے کے سبب (ھ) کی آواز غیر واضح رہتی ہے۔ لیکن جب انھیں آہستہ آہستہ بولا جاتا ہے، تو (ھ) کی آواز صاف سنائی دیتی ہے۔

دکھنی میں نَ + ھ اور مَ + ھ کی مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

نھ = نھنی (چھوٹی)
= نھو کالا (برسات کا موسم)
= پنھانا (پہنانا)
= نھاٹنا (بھاگنا)
مھ = مھاڑی (بالاخانہ)

---

[1] چٹرجی۔ بھارتی آریا بھاشا اور ہندی ص ۱۱۲

منحرف Lateral

(۶۱) ل - غیر ہائیہ، مجہورہ، منحرف - نَ کی طرح زبان کا اگلا حصہ اوپری مسوڑے سے اور زبان کے دونوں پہلو تالو سے مس کرتے ہیں۔
مثلاً: لوڑ (ضرورت، خواہش)۔ کاک لوٹ (محبت) ہولر (معشوق)

مکرّرہ Rolled

(۶۲) رَ - غیر ہائیہ، مجہورہ، لثوی اور مکرّرہ - زبان کا اگلا حصہ اوپری مسوڑے کے قریب تالو کے نچلے حصے کو ایک سے زیادہ مرتبہ قدرے چھوتا ہے۔ مثلاً۔ رانٹ (رنجش، ٹیڑھاپن) پاردی، دھنڈورا (ڈھنڈورا)

دراوڑی زبانوں میں مکرّرہ (رَ) کے علاوہ ایک اور (رَ) ہے، جو لثوی کے عوض مکرّرہ لسانی حنکی ہے۔ ہندی کی کچھ بولیوں میں بھی مکرّرہ (رَ) کے سوا ایک دوسری طرح کا (رَ) بولا جاتا ہے۔ اس (رَ) کو سخت (رَ) کا نام دیا جا سکتا ہے۔ دکھنی میں اس قسم کا سخت (رَ) نہیں ہے۔ دکھنی میں جو (رَ) بولا جاتا ہے وہ کئی بولیوں کے (رَ) کے مقابلے میں نرم ہے۔ مرہٹی اور کنڑی بولنے والے علاقوں کے دیہاتی لوگ بول چال کی دکھنی میں لسان حنکی (رَ) کا بھی استعمال کرتے ہیں۔

(۶۳) ہائیہ منحرف اور مکرّرہ۔ بعض ماہرین لسانیات غیر ہائیہ (لَ) اور (رَ) کے ساتھ ہائیہ (لَ) اور (رَ) کا وجود مانتے ہیں۔

ڈاکٹر دھریندر ورما نے (ڑھ) کو ہائیہ مجہورہ مکرّرہ مصمتہ مانا ہے[1]۔
ڈاکٹر زور نے اردو میں اس مصمتے کا فقدان قبول کرتے ہوئے بھی
اسے ایک مستقل مصمتہ مانا ہے[2]۔

ڈاکٹر بابو رام سکسینہ نے اودھی میں ہائیہ (لَ) کا وجود مانا ہے[3]۔

ہارن لی کی رائے ہے کہ سنسکرت میں (ڑھ) کا وجود نہیں تھا۔ وہ
ہندی میں اسے مستقل مصمتے کے طور پر قبول کرتے ہیں[4] (لھ) کو ڈاکٹر زور
ہائیہ منحرف آواز مانتے ہیں[5]۔ ڈاکٹر دھریندر ورما نے (لھ) کی نسبت ڈاکٹر زور
کی رائے سے اتفاق کیا ہے۔

مرہٹی کے بعض نحویوں نے (ڑ) اور (لَ) کی ہائیہ شکلوں کو قبول
کیا ہے۔ مغنون ہائیہ کے مانند اس کی نسبت بھی ڈاکٹر کیل کر کی رائے قابل
ذکر ہے۔ موصوف (ڑھ) اور (لھ) کو مستقل آواز نہ مان کر مخلوط مصمتہ مانتے
ہیں۔ مرہٹی میں (ڑھ) اور (لھ) کی مثالیں اس طرح ہیں:—

تدبھو:۔ (ڑھ) (ढ़) मढ़ाटा مڑھاٹا (مرہٹا)

(لھ) (ळ्ह) चुळ्हा ۔ چُولھا

تت سم:۔ ह्रास ڑھاس (سنسکرت ہراس)

अल्हाद ۔ الھاد (سنسکرت اہلاد)

---

[1] دھریندرو رما۔ ہندی بھاشا کا اتہاس ۲۷ ص ۱۲۲ [2] ڈاکٹر زور۔ ہندوستانی فونیٹکس
۳۰ ص ۹۲ [3] سکسینہ۔ ریوولیشن آف اودھی ۵۷ ص ۴۹ [4] ہارن لی کمپیریٹو گرامر آف گوڈین
لنگویجیس۔ ۱۵ ص ۱۲ [5] ڈاکٹر زور۔ ہندوستانی فونیٹکس۔ ۲۸ ص ۹

رتھاس اور الھاد میں حرف قلب (Metathesis)

کے سبب (ر ھ) اور (ھ ل) کا ترتیب وار (ھ ر) اور (ل ھ) کی شکل میں تبدیلی ہوتی ہے۔ جلد ادا کرنے کی وجہ سے (ہ) صاف سنائی نہیں دیتا۔ یہ آہستہ آہستہ بولے جانے پر مصمتوں کی ملاوٹ محسوس ہوتی ہے۔ دکھنی میں (رھ) اور (ڈھ) مستقل مصمتے نہیں ہیں۔

مثلاً: رھ ۔ رھنا (نہیں تو مونچ لے منہ چپ رھتا ہے ۔ پھول بن)

لھ ۔ لھو (خون)

تکریری Flapped

(۶۴) ڑ ۔ غیر ہائیہ مجہورہ اسنان حنکی تکریری۔ قدیم ہند آریائی زبان میں (ڈ) خالص لسان حنکی مصمتہ تھا۔ یہ عہد وسطی میں تکریری بنا۔ پالی میں تکریری (ڑ) بولا جاتا تھا۔ دراوڑی زبانوں میں (ڑ) موجود ہے[1]۔ ڈاکٹر زور نے اس کی آواز اس طرح بتلائی ہے :۔ زبان کی نوک سمٹتی ہے اور دانت کے کنارے کو رگڑتی ہے[2]۔ دراصل دکھنی (ڑ) کے ادا کرنے میں زبان کا اگلا حصہ اوپری مسوڑے کو چھوتا ہے۔ صراحت اس کی پہلے ہو چکی ہے۔ لسان حنکی ڈ اور ڑ سے تکریری ڑ کا مخرج جداگانہ ہے۔ اس کے تلفظ میں زبان ہی کا اگلا حصہ پلٹ کر تالو کے پچھلے اگلے حصے کو جھٹکے کے ساتھ

۱۔ چٹرجی ۔ اوریجن اینڈ ڈویلپمنٹ آف بنگالی لنگویجس ۸۰ ص ۱۷

۲۔ ڈاکٹر زور ۔ ہندوستانی فونٹکس ۱۹۳۱ء ص ۹۲

چھوتا ہے۔ یہ آواز لفظ کے شروع میں ادا نہیں ہوتی مثلاً: گاتی سو
چیتہ یا بوی (ٹیپ ریکارڈ کر تول) ہزاروں گھوڑے آدمی پکڑ کو ہیں (ٹیپ
ریکارڈ کر تول)

(۶۵) **ڑھ** - ہائیہ، مجہورہ، لسان حنکی، تکریری۔ ڑ کے مانند تلفظ۔ قدیم ہند
آریائی زبان (ڑھ) خالص لسان حنکی تھا۔ یہ وسطی ہند آریائی میں تکریری بنا۔
ہندی سے متعلق بولیوں میں یہ آواز استعمال ہوتی ہے۔ اودھی میں تکریری
(ڑھ) موجود ہے۔ دکھنی میں لفظ کے شروع میں لسان حنکی (ڈھ) آتا ہے۔
تکریری (ڑھ) ہمیشہ درمیان میں اور آخر میں آتا ہے۔ مثلاً: پڑھنا، ٹیڑھا۔
ڈیڑھا) گڑھ (ترے حکم تل نو گڑھ اسمان سکے وقطب مشتری)

(۶۶) (ہ) مجہورہ، حلقی (Glottal) غشائی (Velar)
جاریہ، حنجرہ (Larynx) کے سہ یہ ہوا کو رگڑاتی ہے۔ مثلاً: ہوَ کا
(خواہش) ہاٹ (بازار) بخوا (منہ)

(۶۷) (ہ) ی سے پہلے سکون (ہ) غشائی نہ رہ کر صدری ہو جاتا
ہے۔ ہوا جھٹکے کے ساتھ حلق سے باہر نکلتی ہے۔ مثلاً: کھیا (کہا)

(۶۸) "خ" (ख़) ہائیہ، مہموسہ، لہوی اور جاریہ - اصل میں زبان
نرم تالو کے پچھلے حصے کو قدرے مس کرتا ہے اور باہر نکلنے والی ہوا رگڑ کھاتی
ہوئی نکلتی ہے۔ یہ آواز عربی، فارسی کے خالص لفظوں میں ہوتی ہے۔ دکھنی
میں اسے غیر ہائیہ، جاریہ، لہوی آواز کی طرح بولتے ہیں۔

(۶۹) "غ" (ग़) غیر ہائیہ، مجہورہ، لہوی۔ یہ ادبی دکھنی کے عربی، فارسی

کے خالص لفظوں میں ادا ہوتی ہے۔ مثلاً نجم، روغن (توں ہر خوب دیپک کوں روغن دیا۔ گلشن عشق) باغ (یو باغ آفرینش پکڑیا جمال۔ گلشنِ عشق)

(۷۰) **ش** - مہموسہ، جاریہ، حنکی۔ زبان کا درمیانی حصہ تالو کو مس نہیں کرتا۔ زبان کے دونوں پہلو تالو کے سخت حصے کو چھوتے ہیں اور ہوا رگڑ کھاتی ہوئی باہر نکلتی ہے۔ مثلاً۔ شرمندگی (کہانی اندر پاشا زادی) تلگو بولنے والا شخص جب دکھنی بولتا ہے تو ش حنکی آواز نہیں نکلتی لثوی (س) اور ہوی (ش) کا فرق بہت کم رہتا ہے جو کئی دفعہ سنائی نہیں دیتا۔

(۷۱) **س** - غیر ہائیہ، مہموسہ، جاریہ، لثوی۔ زبان کا اگلا حصہ اوپری مسوڑے کے قریب تالو کو اس طرح چھوتا ہے کہ درمیانی حصے میں تالو اور زبان کا فرق قائم رہتا ہے اور ہوا رگڑتی ہوئی نکلتی ہے۔ مثلاً: سِلی (چھوٹا سوپ) گھونسل (گھونسلا) ہنس (ہنسلی)

(۷۲) **ذ، ز، ظ** (آج) غیر ہائیہ، جمہورہ، جاریہ، لثوی (س) کی طرح زبان کا درمیانی حصہ تالو سے الگ رہتا ہے۔ اگلا حصہ مسوڑے تک جاتا ہے اور ہوا رگڑتی ہوئی نکلتی ہے۔ (ذ) صرف عربی، فارسی کے خالص لفظوں میں آواز دیتا ہے۔ مثلاً: ذات (انتر) دیکھے یکی ذات۔ ارشاد نامہ) خزانہ (معراج العاشقین) ناظر اچھے کام اُپرال ناظر ہے وہ۔ نجات نامہ)

(۷۳) فَ - مہموسہ ہائیہ، جاریہ اسنانی / شفوی

(Dento-Labial) نچلے ہونٹ اوپری دانتوں کو چھوتے ہیں اور ہوا رگڑتی ہوئی نکلتی ہے۔ دکھنی میں مخلوط عربی / فارسی خالص لفظوں ہی میں یہ آواز استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً: فراق (معراج العاشقین) نفس، جفا (جفا کے تیر سوں تھے، فارغ الیال۔ پھول بن)

(۷۴) وَ - مجہورہ اسنانی / شفوی جاریہ۔ نچلا ہونٹ اوپری دانتوں کو کسی قدر چھوتا ہے اور ہوا رگڑ کھاتی ہوئی نکلتی ہے۔ مثلاً: ویتاگ (نقری) وسواس لاوک (محبت، کشمش، بچھیاو (شادی)

نیم مصوتے

(Semi-Vowels)

(۷۵) یَ - حنکی، مجہورہ، نیم مصوتہ۔ زبان کا پچھلا حصہ سخت تالو کے نچلے حصے کو چھوتا ہے۔ اگلا حصہ لثوی تک آتا ہے اور بیکار رہتا ہے۔ مثلاً: یو (یہ) جایں گا (جائے گا) پایک خادم (نا یک نہیں کوئی سب ہے پایک۔ من لگن)

ہمزہ

(۷۶) ء - مخرج زبان کا کوا۔ ہمزے کی آواز کا کچھ ٹکا و نہیں ہے جتنی دیر تک یہ ادا ہوتا ہے۔ کوئی اور حرف اس کی مدد نہیں کرتا۔

اس کے ادا کرنے میں منہ کے کسی حصے سے مدد نہیں لی جاتی آواز کی نالی یکایک بند ہو کر کھلتی ہے[1]۔ ماقبل اور مابعد مصوتے کے ساتھ نکلنے والی ہوا کی رَو کو روکنے کے لیے اس آواز سے کام لیا جاتا ہے۔ اصلاً یہ عربی آواز ہے۔ فارسی میں عربی کے مستعمل لفظوں میں ہمزہ کو نظر انداز کیا جاتا ہے[2]۔

عربی لفظوں میں جب ہمزہ شروع میں آتا ہے تو وہ (اَ) کی آواز دیتا ہے۔ لفظ کے درمیان میں آنے پر اپنے ماقبل مصوتے کی شکل اختیار کرتا ہے۔ لفظ کے آخر میں یہ جھٹکے کے ساتھ ادا ہونے والے (الف) کی آواز دیتا ہے۔ لفظ کے درمیان میں یہ، ی (نیم مصوتہ) اور و (نیم مصوتہ) کے بعد آتا ہے[3]۔ اردو میں علامتِ اضافت کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اے یا اؤ کی آواز کو دوسرے مصوتوں کی آوازوں سے الگ کرنے کے لیے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی میں مستعمل ہونے والے عربی الفاظ خاص کر فتنہ، حدیث وغیرہ سے متعلق (میں) پڑھے لکھے لوگ ہمزے کو مخرج سے ادا کرتے ہیں۔ ہندی کے اے اور اؤ کو صاف طور پر ادا کرنے کے لیے یا اضافت کو ظاہر کرنے کے واسطے ہوتا ہے مثلاً: (اضافت کے لیے) شائستہ ۔ (ی کو مصوتے سے الگ کرنے کے لیے) قائل۔ ہندی اے کو ماقبل مصوتے سے جدا کرنے کے لیے۔ آئیے جناب۔

---

[1] گلیسن ۔ انٹروڈکشن ٹو ڈسکرپٹو لنگوسٹکس ص ۳۰

[2] بیتس ۔ لٹریری پرشین گرامر ص ۲۱

[3] ہیوڈ ۔ اے گرامر آف عربک لینگویج ص ۴

اصوات کا ارتقاء

(۷۷) قدیم ہند آریائی زمانے میں جغرافیائی اور تلفظ کے نقطۂ نظر سے بنیادی آوازوں میں کئی اہم تبدیلیاں ہوئیں۔ تغیر کا یہ عمل وسطی ہند آریائی میں تیزی کے ساتھ ہوا۔ یہ زمانہ آریائی زبانوں کے لیے بڑا تغیری زمانہ تھا۔ تبدیلی کا یہ سلسلہ ہند آریائی زبانوں تک ہی موقوف نہیں رہا، لیکن اس کی رفتار میں کافی کمی آگئی۔ حالیہ زمانے میں انقلابی تغیر یہ ہوا کہ تمام آریائی زبانوں میں پھر سے قدیم ہند آریائی الفاظ کا چلن ہوا جس سے تلفظ میں بھی ردّ و بدل ہوا۔ وسطی ہند آریائی کا جو سرمایہ ہماری زبانوں کو ملا ہے اس کا استعمال فطری طور پہ ہو رہا ہے۔

مصوّتے

(۷۸) وسطی ہند آریائی میں قدیم بنیادی مصوّتوں میں متعدد تبدیلیاں ہوئیں۔ مخلوط طویل مصوّتوں کا استعمال ایک طرح سے ختم ہو گیا اور ان کی جگہ بنیادی مستقل مصوّتوں کا استعمال ہونے لگا۔ مصمتوں کی بجائے مصوّتوں کا استعمال ہونے لگا، جس سے سنسکرت کے زمانے کے سندھی یعنی تعلیلی قاعدوں میں بہت بڑا فرق آیا۔ کلمے کے آخری مصوّتے پر زیادہ اثر پڑا لفظ کے ابتدائی مصوّتے پر کم لیکن درمیانی مصوّتے زیادہ تبدیل ہوئے۔ ماقبلی مصوّتے، مابعدی مصوّتوں کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ اور مابعدی مصوّتے ماقبلی مصوّتوں سے ملحق ہوتے ہیں۔ دکھنی کے الفاظ کا بنیادی اور وسطی ہند آریائی کا مبدل

مصوّتوں کا گروہ ہے۔ دکھنی ہی نہیں کھڑی بولی اور ہندی کی دوسری سب ذیلی زبانوں نے عربی، فارسی کے مصوّتوں کو بھی اپنے خاص ڈھنگ سے اپنایا ہے۔ مصوّتوں کے گروہ کے ارتقا کی ماہیت و حقیقت اس طرح ہے۔

(الف) زیادہ تر لفظ کے آخری بنیادی طویل مصوّتوں کا قصر پھر ان قصیر مصوّتوں کی (ا) میں تبدیلی اور آخری (ا) کا حذف ہندی کی طرح دکھنی کے الفاظ بھی ناگری خط میں مصوّتوں کے خاتمے کے ساتھ لکھے جاتے ہیں مگر تمام ایسے اسما اور مادّے جو (ا) پر ختم ہونے والے الفاظ ہیں ہیں وہ ساکن رہتے ہیں۔

(ب) لفظوں کے شروع اور درمیان میں رہنے والے طویل مصوّتوں کا قصر کی طرف رجحان۔

ج:۔ عہد وسطیٰ کی آریائی زبانوں میں مخلوط مصوّتہ اے اور او میں جو تغیر ہوا ہے ان کی عدم قبولیت دکھنی کے مصوّتوں کا عمل ارتقا حسب ذیل ہے:۔

(۷۹) اَ۔ دکھنی کو (اَ) خاص طور پر قدیم ہند آریائی، وسطی ہند آریائی اور عربی، فارسی سے حاصل ہوا ہے (اَ) لفظ کی ابتدا میں مستقل طور پر آتا ہے اور وہ درمیان میں اور آخر (؟) مصمتے کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

(۱) قدیم ہند آریائی سے آئی ہوئی شکل:۔

(ابتدا) دیو کلا تھے جیا مراتب (ارشاد نامہ)

(درمیان) اجلا اوپر تل یا نوں کے ایک تجھ نہیں رکھتے لوحیں (علی نامہ)

(آخر) کر دھار ہیں آن، ادھار کوں اندیٔ نامہ

(۲) عربی سے آئی ہوئی شکل:۔

(ابتدا) نبی اللہ خضر ہوں میں کہے تب (حسینی) (در منقبت عبدالقادر)

(درمیان) جلد چڑھا کے اب قتل اس کیے باج (اسرار عشق) مثنوی

(۳) فارسی سے آئی ہوئی شکل:—

(ابتدا) اوّل علی المرتضیٰ (علی نامہ)

(درمیان) ہم گنوا کر جیم رہے خم (علی نامہ)

(۴) ہند آریائی۔ آ > آ۔

اگر ماقبل اور مابعد (آ) پہ فقرہ یا ضرب (Accent) ہو تو پراکرت میں طویل مصوتہ قصیر ہوتا ہے۔ اسی رجحان کے سبب آ (ا) میں تبدیل ہوا مہاراشٹری پراکرت[1] اور شورسینی[2] میں تبدیلی دیکھی جا سکتی ہے۔

دکھنی میں اس تغیر کی مثالیں حسب ذیل ہیں:—

(ابتدا/ سابقہ) جوں کے یک ہی ادِس ٹھاوں (ارشاد نامہ) (ادس > آدس > آدرش)

تو اُس کوں سوہتا ہے سب تن پہ ابھرن (کلیات محمد قلی قطب شاہ) (ابھرن > آبھرن)

(ابتدا/ مصمتہ مخلوط) پانچویں گھڑی پانچویں لگاں (کلیات [illegible]) ([illegible])

برس ایک بعد زکو جبرا جھاں (چندر بدن و مہیار) (جبرا > جابڑا > یا [illegible])

(آخری مصمتہ مخلوط) ناسک باس رس جو اسے دے (سکھ سہیلا) (ناسک > ناسکا)

(۵) قدیم ہند آریائی۔ ان > آ

---

[1] پشل۔ کمپیریٹو گرامر آف پراکرت لنگویجز ۱۹۵۷ء، ص ۴۴، ۵۵

[2] [illegible] پراکرت پرکاش ۱ - ۲

[illegible]

پراکرت میں یہ تبدیلی نہیں ہوئی۔

دکھنی میں ا ی < آ کی مثالیں :۔

(آخر) بھوجن آ کا تھال (گلشن عشق) (تھال ← ستھالی)

(آخر۔ لاحقہ) ایک ایک پرس ایک نار (خوش نامہ) (نار ← ناری)

ای (= اِن) < آ ۔ گڑ گڑاتا مست ہے ہست تے (ہست ← ہستی = ہست تنِ) (کلیات م۔ق۔ق)

(۸) قدیم ہند آریائی اُ < آ

وسطی ہند آریائی میں کئی مقامات پر (اُ) نے (آ) کی شکل اختیار کی[1]۔ دکھنی میں یہ تبدیلی لفظ کے درمیان میں لسان حنکی کے حرف کے ماقبل اور مابعد دکھائی دیتی ہے۔ لفظ کے آخر میں عام طور پر (اُ)، (آ) میں تبدیل ہوتا ہے :۔

(درمیان) گیان سمندر توں منج پاس (ارشاد نامہ) (سمندر میتھلی سُمندر[2] ← سمدر)

یالا بوڑھا ادھیڑ ترنا (من لگن) ترنا ← ترُن)

اُڈگن نہ کہ آفتاب اڑ جائے (من لگن) (اڈگن ← اُڑگنٹ)

بلّیاں ساکی گود میں اُن دو چھپاوے دیپھول بن) (اُن دو ← اُن دُو)

دھنک سی کیا دھنک جی (خطیب) دھنک ← دھکھ ← دھنُش)

(آخر) اتر کا چک لیتا ڈھیان (ارشاد نامہ) (چک ← چکشو)

یومال یو ٹنک یو بستِ واس (من لگن) (بستا ← وشتو)

---

[1] درو چی۔ پراکرت پرکاش ۱ ۔ ۲۲۔

[2] گریرسن۔ میتھلی لنگویج آف نارتھ بہار ص ۲ ۔ ۴

بے کوی دن کوں دیکھے بھان (ارشاد نامہ) (بھان سے بھانو)

(۹) عربی ع > آ

عربی میں ع کی ادا (تلفظ) حلق کے کوّے سے نیچے حلقوم میں ہوا کی رگڑ سے ہوتی ہے لہذا (ا) عربی میں جاریہ صوتیہ ہے[1]۔ فارسی میں عربی کا ع قبول کیا گیا مگر تلفظ میں فرق آگیا۔ فارسی میں ع کا تلفظ حلقومی یا حنکی نہیں ہے۔ اس حرف کا استعمال فارسی میں مستقل طور پر بہت کم لفظوں میں ہوتا ہے۔ لفظ کے درمیان اس کا تلفظ (ا) سے مختلف نہیں۔ لفظ کے خاتمے پر اس کا حلقومی یا حنکی تلفظ نہیں کیا جاتا[2]۔ دکھنی میں خالص الفاظ میں منتقلہ ع کا تلفظ (آ) کیا جاتا ہے۔

(ابتدا) مشہور ہے جگت میں مشکل کشا الی ہیں (علی نامہ) (الی ← علی)

کرامت کیتے سو اقل تمام (سب رس) (اقل ← عقل)

بے کوی تیری محبت مان یاں سو میری آتاات (معراج العاشقین) (آتاات ← اطاعت)

(آخر) تب کا دیپک لگا (علی نامہ) (تب ← طبع)

(۱۰) عربی یا فارسی۔ آ > آ

(ابتدا) سارے ملک میں ادمیاں دوڑاے (کہانی اندر پاشا زادی) (ادمیاں ← آدمی)

(پہلا مقصد مخلوط) مرد بزار سے انڈا بی دال لا رہے تھے (کہانی صبر پاشا)

(بزار ← بازار)

بدل گون لے میں (کلیات م-ق-ق) (بدل ← بادل)

---

[1] گرڈنر۔ فونیٹکس آف عربک ص ۲۰۔

[2] فلٹ۔ ہائر پرشین گرامر ص ۱۶۔

(درمیان) جوئیں کی کرامت مشہور ہوگئی (کہانی نوسرہار) کرامت > کرامات)

(۱۱) فارسی - اِ > اَ -

(درمیان) آخر پاشا سانڈنی سواروں کو چھوڑا (کہانی اندر پاشا زادی) (آخر > آخِر)

خدا میرا مالک ہے۔ (کہانی صبر پاشا) (مالک - مالِک)

(۱۲) عربی/فارسی - ای > اَ -

(درمیان) چھتے مھینے گزر گیئے (کہانی پریوں کی شہزادی) (مھینا > مہینا)

(۱۳) قدیم ہند آریائی - ہ > آ -

مہاراشٹری اور دوسری پراکرتوں میں پہلا مصمتہ مخلوط (ہ) (آ) میں تبدیل ہوتا ہے[1] دکھنی کی مثال:-

سکل کوٹ چو گرد ھنگار کے (کلیات م-ق-ق) (ھنگار > بھِرنگار)

(۸۰) قدیم ہند آریائی میں (آ) تلفظ کے لحاظ سے مستقل مصوتہ نہیں تھا۔ یہ مصوتہ قصیر (ا) کا طویل تلفظ کے برابر تھا۔ وسطی ہند آریائی میں (آ) کو بنیادی اور مستقل مصوتے کی شکل میں قبول کیا گیا۔ دکھنی میں قدیم ہند آریائی کے (آ) کی موجودگی اس طرح ہے۔

(ابتدا) کہ آدھار ہے آن تر ادھار کوں (علی نامہ)

(درمیان) سرگ مرت پاتال ہر یک دھرا (ابراہیم نامہ)

(آخر) کوئی پھاڑ ھڈ ا بھاوے کن (ارشاد نامہ)

(۲) عربی/فارسی - آ > آ

(ابتدا) لیو باغ آفرینش پکڑیا جمال (گلشن عشق)

---

[1] ۔ ودوچی - پراکرت پرکاش ۱-۲۱ -

(درمیان) کیا یک کوں پروانا یک شمع کا (گلشن عشق)

(آخر) کہ سایا ٹیں پڑیا دپھولی بن)

(۳) وسطی ہند آریائی میں قصیر مصوتے کے طویل مصوتے میں منتقل ہونے کی بہت مثالیں ملتی ہیں[1]۔ سب پراکرتوں میں بعض لفظوں میں قدیم اور قدیم مصمتے سے مخلوط (اَ)، (آ) میں تبدیل ہوا۔ دکھنی میں عام طور پر نکلنے کے نتیجے میں قدیم مصمتے کو (آ) بنانے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

(ابتدا) آگ (معراج العاشقین) (آگ > اگنی > اگن)

(۴) قدیم ہند آریائی آ + ک (لاحقے) > آ

نک سنتوش کا تھا میلا ہنج (ارشاد نامہ) (میلا > لَ آ = میلَ او > میلک)

اندھارے کی لے کوی دار دپلاے (ابراہیم نامہ) (اندھارا > اندھیکار)

(۵) قدیم ہند آریائی - ہ > آ

مہاراشٹری کو چھوڑ کر دوسری پراکرتوں میں (ہ)، (آ) میں تبدیل ہوئی[2]

دکھنی میں اس طرح کی تبدیلیوں کی مثالیں :—

گوپیاں ہیں اِن کوں اُ ہے جو کان (من لگن) (کان > کنھ > کرشن)

ماٹی میں ماٹی (معراج العاشقین) (ماٹی > مرتّیکا)

(۶) عربی ع (ع > آ)

(ابتدا) ہوں تو آرف آقل (ارشاد نامہ) آرف > عارف (آقل > عاقل)

۱۔ ہیم چندر - پراکرت ویاکرن - ۱ - ۴۴ - ۴۵ -

۲۔ ہیم چندر " " ۱ - ۱۲۷

(ابتدائی، مصمتہ مخلوط) تیں الوم جو چار سے ہیں (ہندی) (پھول بن) (الوم ے معلوم)
(درمیان) بپیاں کوں کبھی وہی مالوم جانے جینے اپنے تائے (خوش نامہ) (تالے ے طالع)
(آخر) اپنے صفتاں کوں متالا کرتا سو (معراج العاشقین) (متالا ے مطالعہ)
کیا یک کوں پروانا یک شما کا (شما ے شمع)

(۷) فارسی۔ آ ہ > آ۔

فارسی کے جن لفظوں کے آخر میں (آہ) آتا ہے، اُن سب کا تلفظ ہندی (اُردو) میں (آ) پر ختم ہوتا ہے۔ مثلاً اندیشا ے اندیشہ، کوتا ے کوتاہ، ناشتا ے ناشتہ، گلدستا ے گلدستہ، تماشا ے تماشہ، واستا واسطہ، آہستا ے آہستہ، گزشتا ے گزشتہ۔

اورنگ زیب کے عہد حکومت میں ایک سرکاری عہدہ دار نے شہنشاہ سے سفارش کی تھی کہ جن لفظوں کے آخر میں (آہ) آتا ہے لیکن جن کا تلفظ ہندوستان میں (آ) پر ختم ہوتا ہے۔ ایسے سب لفظوں کے اخیر میں الف لکھ کر اظہار کرنے کی اجازت دی جائے۔ اورنگ زیب نے اپنے اہل کاروں کو آخری (ہ) کی جگہ (آ) لکھنے کا حکم دیا تھا[1]۔ دکھنی میں بھی ایسے تمام الفاظ (آ) کے خاتمے کے ساتھ ادا کیے جاتے ہیں۔

مثالیں:۔

پن ایک اندیشا بھاری ہے (ارشاد نامہ) (اندیشا ے اندیشہ)
اتھا بندا سو اُس کا آزاد (پھول بن) (بندا ے بندہ)

---

[1] محمود شیرانی۔ پنجاب میں اردو۔ دیباچہ ص ط

گئی لات آوتی صبا (من لگن) (سبا ے صبح)

اپنی جِگا آپسا چپ رہتی (کہانی اندر پاشازادی) (جگا ے جگہ)

(۸) عربی / فارسی - آ ﴿ آ۔

(پہلا مصمتہ مخلوط) اُسے پاس چاپار دے ہیں (معراج العاشقین) (پار دا ے پردا)

اس جاگا کا حال پیغمبر (معراج العاشقین) (جاگا ے جگہ)

تماری پروارش کی نماز کرتا ہے (معراج العاشقین) (پروارش ے پرورش)

(۹) عربی / فارسی - اِ ﴿ آ۔

اپنی پوری راشت اگر کل پاشازادی کے حوالے کر کو ..... (کہانی صبر پاشا)
(راشت ے ریاست)

(۸۱) (۱) ای قدیم ہند آریائی سے آئی ہوئی :۔

(ابتد) اندریاں بھی تا یک من (ارشاد نامہ)

(درمیان) اَچیت' چِنتا بھاس (ارشاد نامہ)

(آخر) مسّی کا غذ تھے دل دھویں (سکھ سہیلا)

(۲) عربی / فارسی - ائی = ائی

(ابتدا) کھیاؤ اسم احمد کا .. ... (علی نامہ) (اِسم = نام)

انسان اس سوں جیولاتا ہے (سب رس)

(درمیان) میں سب پر شاہد سی (ارشاد نامہ)

(۳) عربی - ع ﴿ ائی

(ابتدا) اسی کے اشِق تے سوں پیار (علی نامہ) (اشق ے عشق)

جس تدبیر میں سیج نیش ون اِذِتِ کرکچھ سیج نیں (سب رمیں) (اتّت نے ہرٹ)

(۴) قدیم ہند آریائی - آ > ائی۔

پراکرتوں میں کئی لفظوں میں قدیم ہند آریائی کا (آ) ' (ائی) میں تبدیل ہوتا ہے[1]۔ دکھنی میں (آ) کے (ائی) میں تبدیل ہونے کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

(ابتدا) کپیں تو بی یک الی کا جھاڑ تھا (ٹیپ ریکارڈ حیدرآباد) (الی > الی)
ناکھول کِواڑ (من لگن) (کواڑ > کپاٹ)

(ابتدا مصمتہ مخلوط) پیٹ میں کالا بچا بولا چچا چچا چچی (روک گیت) (چچا > چچا)

(۵) قدیم ہند آریائی ای > ائی

وسطی ہند آریائی میں متعدد الفاظ میں ای کا قصر کا عمل ہوا[2]۔ دکھنی میں (ئی) اور دو سے پہلے (ای) کا قصر ہوتا ہے :۔

پیرو دانا جیون ریت لا کہیا (من شاہی) (دریا > دریا)

مرکب الفاظ کے ماقبل کلمے میں قدیم مصمتہ۔

چکریاں سیس پھول نس کے الک دسیں (پھول > تسیش پھول)

تا منج اوڑے پاٹ پیتمبر (خوش نامہ) (پیتمبر > پیتامبر)

(۶) وسطی ہند آریائی اِ > اِ۔

وسطی ہند آریائی میں (اِ) (ای) میں تبدیل ہوئے[3] (پ) > اِ۔

---

[1] ورروچی - پراکرت پرکاش ۱-۲ ' ہیم چندر - پراکرت ویاکرن ۱-۸۴ ' ۴۷ ' ۴۸ ' ۴۹۔

[2] ہیم چندر - پراکرت ویاکرت ۱-۱۰۱ ' ورروچی - پراکرت پرکاش ۱-۱۲ ' ۱۸

[3] ہیم چندر - پراکرت ویاکرن ۱-۲۸ - ۳۰ ورروچی - پراکرت پرکاش ۱ - ۱۸ -

(قدیم معنے کے ساتھ) گر سانپ و گر بچھو ہے جان کا دمن لگن (بچھو ← ورشچک)

اس تار کو کران ہار سنگار دمن لگن) (سنگار ← شرنگار)

خدا ہو مصطفےٰ کی دِشٹ سوں . . . . . (کلیات م ق ق) (دِشٹ ← درشٹی)

تیرے سر جو سنگاں پھٹینگے (کہانی سپاہی کی بیٹی) (سِنگ ← شرنگ)

اے ← ای. مغربی ہندی میں تغیر (اے) (ا) میں تبدیل ہوتا ہے۔

(۷) وسطی ہند آریائی۔ اے > ائی

مغربی ہندی کی طرح وسطی ہند آریائی کا (اکا ← ایکا)

تغیر (اے) (ائی) میں تبدیل ہوتا ہے۔ دکھنی کی مثال :—

سر پو اتے بڑے سنگاں پھٹے گا ہی کے ناد (کہانی سپاہی کی بیٹی) (اِتّے ← ایتے)

(۸) قدیم ہند آریائی۔ اے > ائی

وسطی ہند آریائی میں کئی مقاموں میں (اے) کی تبدیلی (ائی) میں ہوئی ہے۔[1]

دکھنی میں اس تغیر کی مثال :—

کدائی دِسنتر سے پھریں (ارشاد نامہ) (دِسنتر ← دیشانتر)

(۹) عربی/فارسی۔ آ > ائی

مثلاً کیا تم کو گوتے کا خیال نیں (کہانی صبر پاشا) (خیال ← خیال)

(۱۰) [illegible] فارسی۔ آ > ائی

پکڑ کر جیتا [illegible] (جنادر ← [illegible] جانور)

(۱۱) عربی/فارسی۔ اِ > ائی

بسے پر [illegible] (کلیات [illegible] ق ق) ([illegible])

---

[1] [illegible]

(۱۲) عربی، فارسی۔ ع + ای > ائی

کلئی برتن کرا د (بول چال) (کلئی ← قلعی)

(۸۲) (۱) ای۔ قدیم ہند آریائی میں (ای) (اِی) کی طویل شکل تھی۔ دکھنی میں مستقل روپ میں لفظ کی ابتدا میں اس مصوتے کا استعمال نہیں ہوتا۔ لفظ کے درمیان میں اور آخر میں استعمال ہوتا ہے۔

(درمیان) یو بھیری اُپنچ کو سہاوے (سب رس)

(آخر) یے گیانی ہوے سو جانے (ارشاد نامہ)

کوئی سنیاسی دگمبر دھاری (ارشاد نامہ)

(۲) عربی، فارسی۔ ای = ای

(درمیان) وہ عشق کا سپر محیط ایک (ارشاد نامہ)

بن ظلمات نور خورشید (ارشاد نامہ)

(آخر) خاکی کیرا بر فاکر (ارشاد نامہ)

(آخر۔ سابقہ) بن کھانپ قلندری دیا ہے (من لگن)

علم اچھے دانای کا (ارشاد نامہ)

(۳) قدیم ہند آریائی۔ ائی > ای۔

وسطی ہند آریائی میں متعدد مقامات پر (ائی) (ای) میں تبدیل ہو گیا[۱]

ائی > ای کی دکھنی مثالیں: —

(ابتدا مصمتہ مخلوط) جلی کا کاڑا کر کو پیلاتا (معراج العاشقین) (پیلاتا ← پلاتا)

---

[۱] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن ۰۔ ۹۲، ۹۳ — ورروچی۔ پراکرت پرکاش ۱۔ ۱۰۔

پانچاں خواص کوں یک جاگا میلانا (معراج العاشقین) (نیلانا ← ملانا)

(آخر) بارا ئر روح پر ہے بارا امام دِشتی (کلیات م-ق-ق) (دِشتی ← درشتی)

(۴) قدیم ہند آریائی ہِ ← ای

(درمیان) تھا گھیئو جو چھپ کر پہار پر دے (من لگن) (گھیئو ← گھرت)

(۵) قدیم ہند آریائی (اے) سے وسطی ہند آریائی اے ← دکھنی ای۔

قدیم ہند آریائی کے (اے) کا وسطی ہند آریائی میں مخلوط حصے سے پہلے قصر کا عمل ہوا۔ دکھنی میں بھی کھڑی بولی کی طرح تصیرا ے ← ای میں تبدیل ہوتا ہے۔

مثلاً۔ وحدہٗ لا شریک کی نیند لیتا (معراج العاشقین) (نیند ← نیندا)

(۶) قدیم ہند آریائی۔ اِ ← ای

قدیم ہند آریائی کا (اِ) پراکرت کے کئی لفظوں میں (ای) کا روپ اختیار کرتا ہے[1]

دکھنی میں اس تغیر کی مثال۔ —

کہیں نا پاوے دھیر (سکھ سہیلا) (دھیر ← دھیریہ)

(۷) ئی ← ای (آخر)

(آخر) بیریوں اِتے بڑے سنگاں چھٹیں کائی کے ناد (کمانی پای کی ٹپی) (کائی ← گایے ← گاد)

(۸) ائی + و ← ئی ← ای

(درمیان) گیے دیس بھوت رہنے سونٹھ تے (من لگن) (دیس ← دِیس)

کیا دیس اِل بابیہ رس بھائی جین (ابراہیم نامہ)

---

[1] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن ا۔ ۱۵۵ وررچی۔ پراکرت پرکاش ا۔ ۳۹۔

دیکھے جھانپ توں رات کوں دیس میں (گلشن عشق)

(۹) عربی، فارسی - ای > ای

(ابتدا مصمتہ مخلوط) پرہیز اُس کا پیر سیوا ہے (معراج العاشقین) (سیوا ہے > سوا)

(۴۳) (۱) اُ - قدیم ہند آریائی سے آئے ہوئے (اُ) کی مثالیں یوں ہیں:-

(ابتدا) اُیکار مُنج پر دھوں جگ (ارشاد نامہ)

(ابتدا مصمتہ مخلوط) پھڑ پھڑ پُستک بھوے بات (ارشاد نامہ)

(۲) عربی، فارسی - اُ = اُ -

(ابتدا) ..... اُسے عروج بولتے ہیں (معراج العاشقین)

عُلوی کوں میثاق بولتے ہیں (معراج العاشقین)

(ابتدا مصمتہ کے ساتھ) قدیرت تو ہے اُس کے ساتھ (ارشاد نامہ)

ہُنر ہور فراست میں کامل اتھا (چندر بدن)

(درمیان) پیم بدھاوا بڑھا جگ کوں کیا انجمن (کلیات شاہی)

(۳) قدیم ہند آریائی - آ > اُ

مہاراشٹری پراکرت کو چھوڑ کر دوسری پراکرتوں میں بعض مقامات پر (آ) (اُ) میں تبدیل ہوا[1]

دکھنی میں (آ) کے (اُ) میں بدلنے کی ایک مثال ملی ہے - اس مثال میں مابعد (اُ) نے ابتدائی (آ) کو متاثر کیا ہے -

ہے ہمیں کر کرسے اُن اُن (ارشاد نامہ) (اُن اُن > توان)

---

۱ ہیم چندر - پراکرت ویاکرن ۱ : ۸۲ : ۸۳

(۶) ودّاوڑی اَوَ > اُ۔

وسطی ہند آریائی اور دراوڑی کا قصیر (اَوَ) دکھنی میں اکثر (اُ) کی شکل اختیار کرتا ہے۔

سر پو ڈُپّا ئیں باتاں کرتیں (بول چال) (ڈُپّا > تلگو ڈوپّا)

(۷) اَو > اُ۔

اپنے مصمتے کے ساتھ یال کے بار یک تر راہ اچھے جو کُمل (کلیات شاہی) (کُمل > کومل)

آخر میں اپنے کُتوال کو بُلا کو ... (کماڈ اندر پا شا) (کُتوال > کوتوال)

(۸) وسطی ہند آریائی۔ مَ > وَں > اُں۔

پراکرت میں ابتدائی اور درمیانی (مَ) کی تبدیلی (وَ) میں ہوئی۔

جدید ہند آریائی کے شروع میں غنّہ دار (وَ) (اُں) میں تبدیل ہوتا ہے۔

دکھنی میں اس قسم کی تبدیلی کی مثالیں یہ ہیں:۔

(آخر) .... گلشن عشق ناوں (ناوں > نام)

کچھ لفظوں میں (وَ) غیر غنہ دار (اُ) ہوتا ہے:۔

گانوکے بازدسے نکل کو گھاٹ کو جاتی ہوں ہیں (خطیب) گانو > گانو > گرام)

(۹) قدیم ہند آریائی۔ وَ > اُ۔

دکھنی میں ساکن مصمتہ اور مصوتے سے پہلے آنے والا (وَ) اپنے مصوتے کے ساتھ (اُ) میں تبدیل ہوجاتا ہے:۔۔

ھیا اُٹھ صبح کا سُنا کرے حل (پھول بن) (سُنّا > سوَرن)

سمجیا ہے سُنا پیس کوں تانبا (من لگن) (سُنّا > سوَرن)

دُھن پانوٗ کا تُج دوسرا پایا من لگن) (دُھن > دھونی)

(۱۰) عربی۔ ع > اُ

(ابتدا) اُن کے باوا کم اُمر مہنچ مرگیے (بول چال) (اُمر > عُمر)

(۱۱) عربی / فارسی۔ اُو > اُ

(درمیان) جادُ گر جھوٹی صورت بنالے کو۔ (کہانی جادو کا پتھر) (جادُگر > جادوگر)

نُجُ میاں بولے تھے (کہانی جادو کا پتھر) (نُجُمِی > نجُومی)

حُضُر مبری یک لُٹنی بیک بخشین تھی (کہانی سات بھائیوں کی) (حَضُر > حُضُور)

(۴۴) (۱) اُو۔

قدیم ہند آریائی میں (اُو) کی طویل شکل تھی۔ اس زمانے کے حاصل شدہ (اُو) کی مثالیں حسبِ ذیل ہیں۔ دکھنی میں اصل (اُو) لفظ کی ابتدا میں مستقل طور پر نہیں آتا۔

(ابتدائی مصمتے کے ساتھ) موک اجھا سے اپنا یار (ارشاد نامہ)

کنگن ہور چوڑے باتھاں کی کری چوُر (پھول بن)

(۲) عربی / فارسی۔ اُو = اُو۔

(ابتدائی مصمتے کے ساتھ) مرے من کا طوطی تو بے کام ہے (گلشن عشق)

(درمیان) اتھا پھر توُ معشوق (گلشن عشق)

(آخر) کرے جاروب جوڑاں اپنے گیسوُ (پھول بن)

(۳) قدیم ہند آریائی۔ اُ > اُو

وسطی ہند آریائی کے کچھ لفظوں میں (اُ)، (اُو) میں تبدیل ہوتا ہے[۱]۔ دکھنی میں

---

[۱] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن۔ ۱ ۔۔ ۱۱۳-۱۱۴-

اس قسم کا ردوبدل لفظوں میں پایا جاتا ہے بعض مقامات پر یہ تبدیلی کلمے کی تکمیل کے لیے ہوتی ہے۔

(ابتدائی مصمتے کے ساتھ) خواص کی پوڑی باندنا (معراج العاشقین) (پوڑی ← پڑی ← پٹی)

(درمیان) بھمی کون لیا دیں دھونڈ چتوڑ (ارشاد نامہ) (چتوڑ ← چتر)

(۴) عربی / فارسی - اُ ← اوٗ

یہاں ہیں گونگے کیری گھات (ارشاد نامہ) (گونگا ← گنگا)

عربی ع + و ← اوٗ

اِتّے تکڑے سے کیا اود جلتا ہے (بول چال) (اود ← عود)

(۸۵) - لِ - قدیم ہند آریائی میں راے ممدودہ کا تلفظ خاص طرح سے ہوتا تھا۔ "پرانی شاکھیاں" میں اس مصوتے کے تلفظ کے لیے جو ہدایتیں دی گئی ہیں ان کے مطابق یہ تلفظ اَ + رَ + اَ کے مانند ہوتا ہے۔ ابتدائی اور آخری (اَ) کے ادا کرنے میں جس قدر وقفہ ہوتا ہے، اتنا ہی وقت (رَ) کے ادا کرنے میں لگنا چاہیے۔ پاننی کے زمانے میں راے ممدودہ کا یہ تلفظ ختم ہوگیا اور وہ خالص لسانی حرکی مصوتہ کی شکل اختیار کر گیا۔ ابتدائی (اَ) کی آواز حذف ہوگئی (دُ) کے آخر میں بھی (اَ) کی آواز باقی نہیں رہتی۔ بعض مستثنیات کو چھوڑ کر وسطی ہند آریائی میں قصیر اور طویل (رِ) کا باقی ماندہ تلفظ ختم ہوگیا اور اُن کی بجاے متعدد مستقل مصوتہ اور مخلوط مصوتہ کے (رِ) کا تلفظ رائج ہوا۔ وررُوچی نے راے ممدودہ کے آ، رِ، اِ، وغیرہ میں تبدیل ہونے کا ذکر کیا ہے[۱]۔ ہیم چندر نے (رِ) کی تبدیل شدہ اشکال میں آ، اِ، اُ، اے، رِ، رِی، اُو، اِ، ادِ، اری کا ذکر کیا ہے[۲]۔ ایک ہی پراکرت میں (رِ) کے مختلف روپ ملتے ہیں[۳]۔

---

[۱] وررُوچی۔ پراکرت پرکاش ...۔ [۲] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن ۱ - ۱۲۶ - ۱۴۰۔
[۳] پنڈلی۔ کمپیریٹو گرامر آف دی پراکرت لینگویجز ...

جدید ہند آریائی کے خالص لفظوں میں (ڑ) کے لیے منتقل اعراب استعمال کیا جاتا ہے۔
لیکن اُس کے تلفظ میں بہت فرق ہے۔ ہندی بولنے والے علاقے میں (ڑ) کا تلفظ (رّ)
کیا جاتا ہے، برخلاف اس کے مرہٹی میں (ڑ) کا تلفظ (رؕ) ہوتا ہے۔ دراوڑی زبانوں
میں بھی یہی تلفظ رائج ہے۔ اس طرح ہندی میں (ڑ) کا تلفظ ملفوفی / حنکی۔
(Retroflex-Palatal) اور مرہٹی اور دراوڑی زبانوں میں
لسانِ حنکی / شفوی (Cerebert Labial) ہے۔

خالص لفظوں میں لاے ممدودہ کی معوّتی شکل فقط اس وجہ سے محفوظ
ہے کہ لاے ممدودہ کے مخلوط مصمتے سے پہلے کا معوّتہ شاعری میں طویل نہیں مانا جاتا۔

دکھنی میں (ڑ) کی جو تبدیل شدہ اشکال رائج ہیں، اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ
دکھنی نے کئی پراکرتوں سے راے ممدودہ قبول کیا ہے۔ دکھنی کو فارسی رسم خط میں لکھے جانے
کے سبب (ڑ) کے الگ الگ تلفظ محفوظ رہ گئے ہیں۔ ایک ہی مصنف نے (ڑ)
کی جگہ کہیں (رّ) اور کہیں (رؕ) کا استعمال کیا ہے۔ ان تبدیلیوں پر غور کرنے
سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے تلفظ کا خیال رکھا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مصنف کو
اس بات کا خیال ہی نہ رہا ہو کہ وہ (رّ) اور (رؕ) اصل (ڑ) کے لیے استعمال کر رہا ہے۔
دکھنی میں (ڑ) کی بدلی ہوئی حسبِ ذیل شکلیں ملتی ہیں: —

ڑ > آ کوئی سنگٹ ملا دیکھیں گے (ارشاد نامہ) (سنگٹ > سنکرت)

سکل کوٹ چھوڑ کر دھینگار کے (دھینگار > بھرنگار)

ڑ > آ۔ ماٹی میں ماٹی (معراج العاشقین) (ماٹی > مرتکا)

چھٹی آج اس بھشٹ ناپاک تے (قطب مشتری) بھشٹ > بھرشٹ > بھرشٹا

رح اِی- گر سانپ وگر بچھو ہیں جاگا (من لگن)، (بچھو > برشچک)

رح اِی- نھا گھبو جو چھپ چار پردے (من لگن) (گھبو > گھرت)

رح اُ- مبارک نادن سوں تیرے میا گوں پیچ جلایا ہے (کلیات شاہی) (میا > مرنک)

رح اِی- عجب نیش گر ہوئے تو زہر امریت (پھول بن) (امریت > امرت)

رح اِ- ...... شیخ ہردے کا (ارشاد نامہ) (ہردا > ہردیے)

کریا کر جیک دیک میا (ارشاد نامہ) (کریا > کریا)

بدل بِردنگ بجایا ہے (کلیات شاہی) (بِردنگ > مردنگ)

مرگ جنگل تے لیایا ہے (کلیات شاہی) (مرگ > مرگ)

رح رِی- یو پنڈ کوں پرتھمی پچھانے (من لگن) (پرتھمی > پرتھوی)

رح رِی- ہرن پیچھ ہوا جگراں ناگ کوں (قطب مشتری) (پیچھ > ریکش)

رح رو- (ابتدا) توی رت ملایا بسنت (کلیات م-ق-ق) (رت > رتو)

(درمیان) جاگروت سپن میں دو حال (ارشاد نامہ) (جاگروت > جاگرت)

و+ رح رُو- جوں وہ بھیں رُوک سمائے (ارشاد نامہ) (رُوک > رکھو > درکش)

(۴۶) اے- قدیم ہند آریائی میں (اے) طویل اور کثیر الطویل مصوتہ ہوتا تھا۔
اس کا قصیر تلفظ قدیم ہند آریائی کے آخری زمانے تک رائج نہیں تھا۔ پراکرت میں مخلوط حرف سے
پہلے قدیم ہند آریائی کے (اے) کا تلفظ قصیر کیا جانے لگا۔ مثلاً اِنے کم- ایک کم، انے ۃ ہم
> اے تاوت۔ اپ بھرنش میں مخلوط حرف سے پہلے ہی نہیں دوسرے موقعوں پر
بھی (اے) کا تلفظ قصیر ہوتا تھا۔ مثلاً جن تی ایں > یاں نیا، ترن تی ایں، تو نتیا[1]

---

[1] ہیم چندر- پراکرت ویاکرن- ۱- ۲م ۱- ۴م ۱-

نیٔ اُڈ وَنی > نیٔ بیچ یے' اُودن ڈے وِیٔ > آشٹی ٹس بے[1]

مخلوط حرف سے پہلے - جوّوٹ > لوٹ وان[2]

دکھنی میں قصیر "اے" کی مثالیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) اِ > اے - (مخلوط حرف سے پہلے)

کتیّا کے نوبی ینتّا چ ملے گا (بول چال) (کتیّا > کتنا 'یتیّا > اتنا)

(۲) اِ > اے - (پہلے مصمتے کے ساتھ اور ہائیہ سے پہلے)

جنوّی کو دیکھے - سونہال ہو کو.... (کہانی چور شہزادی کی)

(۳) اے > اےّ - (مخلوط حرف سے پہلے)

یبّکا چلا کو پیٹ پالتے ہیں.... (بول چال) (یبّکا > ایک)

(۴) اے > اےّ -

(آخر) آسیٔے کنا (بول چال) (آرہی ہے کہنا)

(۸۷) اے - قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا (اے)

(ابتدا) مَن ایک تو گھر اندھارا (ارشاد نامہ)

(ابتدائی مخلوط مصمتہ) دھؤں جگ مانڈیا دپنا کھیل

(۲) عربی/فارسی - اے = اے -

(ابتدا) منگتا ہشیار ہوتے ہے نادں ایلیا کا (کلیات شاہی)

(ابتدائی مصمتے کے ساتھ) کرے جاروب حوراں اپنے گیسو (پھول بن)

---

[1] تا [3] ہیم چندر - پراکرت ویاکرن ا-۸۴ ا-۴۷ -

(۳) قدیم ہند آریائی آ > اِ۔

قدیم ہند آریائی کا (اے) پراکرت کے کچھ لفظوں میں (اِ) میں تبدیل ہوا[1]
دکھنی کی مثالیں:۔ سیج (ارشادنامہ) (سیج > شیّا)

(۴) قدیم ہند آریائی۔ اُو > اے۔

پراکرتوں میں (و) کچھ لفظوں میں (اے) کی شکل میں بھی آتا ہے[2]۔ دکھنی میں اس تبدیلی کی مثال:۔

کریں رو نجھن گنجن نیپُر (کلیات شاہی) (نیپُر > نُوپُر)

(۵) عربی / فارسی۔ ای > اے۔

پاشازادی بے مار تھی (کہانی چور شاہزادی کی) (بے مار > بیمار)

(۶) عربی / فارسی۔ ا + ہ > اے۔

عُلوے کے روز سُبے کو (کہانی بھائی بہن کی) (سُبے > صُبح)

ہم آپ کی وجے سے زندہ ہیں (کہانی صبر پاشاکی) (وجے > وجہ)

(۴۸) اَے۔ قدیم ہند آریائی کا مخلوط مصوتہ (اَے) پراکرتوں ہی میں اپنا روپ بدل چکا تھا۔ جب جدید ہند آریائی میں سنسکرت کے خالص الفاظ کا استعمال ہونے لگا تو پھر (اَے) کا استعمال ہوا لیکن اس (اَے) کی آواز قدیم ہند آریائی سے مختلف ہے۔ قدیم فارسی خط میں (اَے) کے لیے مستقل اعراب نہیں ہے۔

(۱) وسطی ہند آریائی آ + یَ = اِ > اَے

---

[1] نیم چندر۔ پراکرت ویاکرن ۔ ۱ ۔ ۱۴۶ ۔ ۱۴۷ ۔

[2] 〃 〃 〃 ۔ ۱ ۔ ۱۲۳ ۔

ترے لب سوں تجھے شیریں بچن مرے (پھول بن) (بچن > بچن > وچن)

(۲) جدید ہند آریائی۔ اَ + ہ > اے۔

(پہلا مصمتہ مخلوط) پہیلا تن واجب الوجود ... (معراج العاشقین) (پہیلا > پہلا)

(دوسرا) دس حدیوں کیتا کبیر (ارشاد نامہ) (کہتا > کہنا)

نخوڑا جیوں صاف نین میں پہنے ہے نارکیل (کلیات شاہی) (پہینے > پہنے)

کیسے رہیتا (ٹیپ ریکارڈ) (رہیتا > رہتا)

ٹھہرتے چلتے یک ایسے جنگل بیابان پوں پچے (کہانی اندر پاشازادی) ٹھہرتے > ٹھہرتے

(درمیان) کدیں تجھ سنے لوٹا سیہری گھرے (گلشن عشق) (سیہری > سنہری)

(۳) جدید ہند آریائی۔ اَ + ہی > اے۔

(آخر) جو سمجھے آنند آنند (ارشاد نامہ) (سمجھے > سمجھ ہی)

(۴) عربی یا فارسی۔ اَے = اے۔

(ابتدا) تج مبارک تیم دنیا تے کیا جب احمرانہ (کلیات شاہی)

(ابتدائی مصمتے کے ساتھ) فیض سوں ترے سمائے مخطوظ ہمیں عمامہ (کلیات شاہی)

(۵) عربی ع + اے > اے۔

ناک پہ اینک، کیجے کو لگائیے (ٹیپ ریکارڈ) (اینک > عینک)

(۶) عربی یا فارسی۔ آ > اے۔

دیلان میں پیارے ہار (لوک گیت) (دیلان > دالان)

پیزیب لائے گا ابان چھوڑ ڈلیز ڈلے (لوک گیت) (پیزیب > پازیب)

(۷) عربی یا فارسی۔ اَ + ہ > اے۔

تج اُس گل کا سیرا حالی پنایا (کلیات م-ق-ق) (سیرا ے سہرا)

یے بچی کو لے کو تینے خانے میں چلے جا (کہانی اشرفیوں کی ۱۱ؔ) (تینے خانہ ے تہ خانہ)

میری شینے زادی بنو (لوک گیت) (شینزادی ے شہ زادی)

(۸) عربی / فارسی- آ + ی > اے

بول کو غیب ہو جانی (کہانی اندر پاشا زادی کی) (غیب ے غائب)

سانس سے ویدا کرلے کو آگے بڑھتیج ... (کہانی صبر پاشاہ کی) (ویدا ے وعدہ)

(۸۹) قدیم ہند آریائی میں (او) فقط طویل اور کثیر الطویل تھا۔ اس طویل مصوّتے اوٗ کا قصیر قدیم ہند آریائی میں ہوا۔ پراکرتوں میں مخلوط مصمتے سے پہلے (او) قصیر تھا۔ مثلاً قدیم ہند اوٗکھلم ے اُلوکھلم۔ اب بھرنش کے زمانے میں بھی مخلوط مصمتے سے پہلے قدیم ہند آریائی کا (او) قصیر (اوؔ) سے بدلتے تھے۔

اُو > اوٗ- موٗل ے موٗل ہے۔

او > اوٗ - جوٗوتن ے یوٗون۔

موکدّ ے سوٗکھیے۔

وسطی ہند آریائی کے علاوہ دکھنی میں دراوڑی زبان کا قصیر (اوٗ) بھی آیا ہے۔

مثالیں:-

(فعل) کیا تو ہوکو جائیں گا (بول چال)

(دراوڑی لفظ) دوٗبا کلی جیب کو بیٹھیں (دوٗبا = موٹا)

(۹۰) او-- قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا اصل (او) کی مثالیں:-

(پہلے مصمتے کے ساتھ) توں نارا کھے منج پرکوپ (ارشاد نامہ)

دھری حیرات کا آن بھرجن کا تھال (گلشن عشق)

(۲) عربی / فارسی ۔ او = او ۔

(درمیان) کے داونی کا چھندنا باہاں پے ساجے (کلیات م ۔ ق ۔ ق)

(آخر) ذری کسوت سراپا کر سورج نوشہ ہو آیا ہے (کلیات شاہی)

(۳) وسطی ہند آریائی میں مندرجۂ ذیل مصوتوں نے (او) کی شکل اختیار کی ہے۔

آ[۱] آ[۲] ای[۳] اُ[۴] او[۵] ہ[۶] اؤ[۷]

دکھنی میں مندرجۂ ذیل تبدیلیوں سے آیا ہوا (او)

(۴) اَ > او ۔

بھوت دیر تک دونوں جیے دکھانی صبر یا ستائی) (بھوت > بہت)

(۵) اُ > او ۔

انگوٹھی اور دشالا بی اُس کو دکھائی (انگوٹھی > انگسٹ ٹھکا)

(۶) اؤ > او ۔

دادا کے پوترا یو درا دمن لگن) (پوترا > پوترہ)

۱۔ ہیم چندر پراکرت دیا کرن ۱ ۔ ۶۱ تا ۶۴

۲	"	"	"	۱ ۔ ۸۲، ۸۳
۳	"	"	"	۱ ۔ ۹۷، ۹۸
۴	"	"	"	۱ ۔ ۱۱۶، ۱۱۷
۵	"	"	"	۱ ۔ ۱۲۴، ۱۲۵
۶	"	"	"	۱ ۔ ۱۳۹
۷	"	"	"	۱ ۔ ۱۵۹

(۷) اَ + یَ = وَ > او -

منج کو لاگی پہ چڑیاں (ارشاد نامہ) (پہ چوے > پہ چے)

(۸) آ + وَ > او -

سو تس کند ودی لون تے (کلیات م-ق-ق) (لون > لوِن)

(۹) آ + ہُ > او -

اُس کو پاتریوں سے بہوت محبّت تھی (کہانی پریوں کی شہزادی)

(۹۱) اَوْ سنسکرت میں (اَوْ) مخلوط مصوتہ ہے۔ سنسکرت کا یہ مخلوط مصوتہ وسطی ہند آریائی میں او، آ، اُ اور آئی میں تبدیل ہوا۔ جب جدید ہند آریائی زبانیں نشو نما پائیں تو انھیں سنسکرت کا خالص (اَوْ) حاصل نہیں ہوا[1]۔

دکھنی میں اَوْ کی مثالیں اس طرح ہیں:-

(۱) آ + وَ > اَوْ -

(ابتدا) فہم میں توں دیا (اَوْتار (ارشاد نامہ) (اَوْتارے اَوتار)

تجھ شہ میا شہزے کی اَوْ دھان ہے (گلشن عشق) (اَودھان > اَوْدھان)

(ابتدائی مصوتے کے ساتھ) پَوَن بِن ٹِین ہے مرا کوئی محرم (پھول بن) (پَوَن > پَوْن)

(۲) آ + وَ > اَوْ -

گھر کے پیچھے بَوڑی تھی (کہانی اشرفیوں کی مالا) (بَوڑی > باوڑی)

(۳) اَ + پَ = وَ > اَوْ -

دِن رات اُن اَوْ رنہ سو (خوش نامہ) (اَوْرے اپر)

---

[1] ہیم چندر - پراکرت ویاکرن - ۱ - ۱۵۹ - ۶۴ -

(۴) آ + مَ > اَو -

مرے جگر کے سَنوَ لے سانونے (لوک گیت) سنوں لا (شیاںل)

(۵) اُو > اَو -

پاشاکی چھوٹی بہو آئی (کہانی اندر پاشاکو) (بہو ے بہو ے و دہو)

(۶) آ + ہوں > اَوں -

راجابی وزیر گھر کو پوہنچے (پونچے > پہنچے)

(۷) عربی یا فارسی - اَو = اَو

(ابتدا) عقل کوں اَوصاف کا · (کلیات شاہی)

(ابتدائی مصمتے کے ساتھ) اَولیاں کی فوج ہیں توں اُچایا ہے علم (کلیات شاہی)

(۸) عربی یا فارسی - ع + و > اَو -

اَورتاں چاند کا تدوں میں رہن والی (بول چال) (اَورت = عورت)

غیر ہائیہ وقفیہ مصمتے

(۹۲) وسطی ہند آریائی میں مصمتوں کی تبدیلی مختلف طور پہ ہوئی - جہاں تک غیر ہائیہ وقفیہ مصمتوں کا سوال ہے، اکثر مجہورہ حروف مہموسوں میں اور مہموسہ حروف مجہوروں میں تبدیل ہوئے - پراکرتوں میں مہموسے سے مجہورے کی طرف زیادہ رجحان رہا دکنی میں اس قسم کا ردّ و بدل عام صورت میں ہوا - غیر ہائیہ مصمتوں کا حصول کبھی ہائیہ مصمتوں سے ہوا - دکنی میں لفظ کی ابتدا میں ہائیہ مصمتوں کو چھوڑ کر درمیانی اور آخری ہائیہ مصمتوں بیدا تمام غیر ہائیہ

تبدیلی ہوتی ہے۔ جب سلسلہ وار ہائیہ مصمتہ غیر ہائیہ بنتا ہے تو اکثر وہ ماقبل والے مصوتے اور مصمتے پر اپنا اثر نہیں ڈالتا۔ دکھنی میں غیر ہائیہ کا میلان وسطی ہند آریائی کے علاوہ دو اور اسباب کی بناء پر پیدا ہوا۔ قدیم دراوڑی زبان میں اصل سنسکرت کی ہائیہ آوازوں کی کمی تھی اس لیے تامل رسم خط میں ہائیہ آوازوں کے لیے الگ الگ علامتیں نہیں ہیں۔ تامل کو چھوڑ کر باقی دراوڑی رسوم خط میں ہائیہ آواز کے اظہار کی سہولت حاصل ہے۔ تاہم تعلیم یافتہ گروہ کو چھوڑ کر عام لوگ ہائیہ کا خاطر خواہ تلفظ ادا نہیں کر سکتے۔ دکھنی نے دراوڑی زبانوں میں نشو ونما پائی ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ عربی اور فارسی بولنے والوں کے لیے سنسکرت کی اصل ہائیہ آوازوں کا ادا کرنا دشوار تھا۔ ان نواردوں کے باعث دکھنی میں ہائیہ کی جگہ سلسلے والے غیر ہائیہ مصمتوں کے رجحان کو تقویت حاصل ہوئی۔

دکھنی کے مصمتوں میں جو تبدیلی ہوئی ہے اُن پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ لفظ کا پہلا مصمتہ غیر متبدل رہتا ہے۔ وسطی ہند آریائی کے زمانے میں بھی لفظ کے شروع میں ن، ی، ش اور ش کو چھوڑ کر دوسرے مصمتوں میں تغیر نہیں ہوا[۱]۔ وسطی ہند آریائی میں لفظ کے خاتمے والے غنہ دار مصمتے کو چھوڑ کر باقی مصمتے حذف ہو گئے۔ لفظ کا درمیانی مصمتہ بھی بدل گیا بعض پراکرتوں میں مصوتوں کا استعمال زیادہ ہونے لگا۔

قلب، زیادت، غیر ہائیہ سے ہائیہ بنانے کا طریقہ اور مصوتے کو مجہولہ

---

[۱] پشول۔ کمپریٹو گرامر آف پراکرت۔ ۱۹۵۷ء ص ۱۳۶۔

بنانے کے رجحان اور دوسرے اسباب کی بنا پر مصمتوں میں اہم تبدیلی ہوئی۔ جدید ہند آریائی زبانوں نے کچھ ردّ و بدل کو قبول کیا ہے اور کچھ کو چھوڑ دیا ہے۔ دکھنی میں مستعمل غیر ہائیہ و قفیہ مصمتوں کے ارتقا کا عمل اس طرح ہے:۔

(۹۳) **ک** ۔(۱) قدیم ہند آریائی سے اصلی شکل میں حاصل شدہ:۔

(ابتدا) محمد سانہیں پیدا کیا کرتار تیر نرگ میں (کلیات شاہی) (کرتّار > کرتّار)

(درمیان) اُپکار نج پر و ماوں جگ (ارشاد نامہ)

(آخر) جوں کیٹک گھونسل کپتا (سکھ سیلا)

اندریاں بھی نایک من (ارشاد نامہ)

(۲) عربی / فارسی۔ ک = ک ۔

(ابتدا) کبیا روپ کاتب سو قدرت ہو کر (ابراہیم نامہ)

(درمیان) عقل کا مکتب ہوا فہم کے پڑھنے بدل (کلیات شاہی)

(آخر) تج بات کے پرتاب تے ناتاب لیا مُشرک جتے (کلیات شاہی)

(۳) قدیم ہند آریائی کھ > ک ۔

پراکرت کے بعض لفظوں میں (کھ) '(ک) سے بدلا[۱]۔ دکھنی میں ہائیہ حرفوں کو غیر ہائیہ بنانے کے میلان کی متعدد مثالیں بھی ملتی ہیں:۔

(درمیان) ساتویں گھڑی ساتوں سکیاں (کلیات م-ق-ق) (سکیاں > سکھیاں)

(آخر) اِس تن میں سُک (ارشاد نامہ) (سُک > سکھ)

---

[۱] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن۔ ۱-۱۱۹۔

ہندی میں کش (ک + ش) کا تلفظ کئی طرح سے کیا جاتا ہے کیکھ، کس، کچھ - فارسی رسم خط میں (کش) کے لیے الگ حرف نہیں ہے اس لیے اس کے صحیح تلفظ کو قلم بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ دکھنی میں یہ مخلوط مصمتہ عام طور پر (ک) میں تبدیل ہوتا ہے۔

(درمیان) دکن ہے کہہ بلاؤں (پھول بن) دکن ← دکھن ← دکشن)

(آخر) انک کسوں غیر نا دیکھنا سو (معراج العاشقین) (انک ← اکش)

میں اس کا بھی ہوں ساک (ارشاد نامہ) (ساک ← ساکش)

جوں وہ ابھیں روک سمائے (ارشاد نامہ) (روک ← ورکش)

بندھن تھے منج کیتا موک (ارشاد نامہ) (موک ← موکش)

دکھایا توں اپنا کرم لاک لاک (گلشن عشق) (لاک ← لکش)

(۷) عربی ۲ فارسی۔ ق = ک۔

دکھنی ادب میں عربی ۲ فارسی کے (ق) کو احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھا گیا ہے لیکن دکھنی بولنے والے اس کو ٹھیک ٹھیک ادا نہیں کرتے، تحریر میں کچھ مثالیں ایسی ملی ہیں جن میں (ق) کو (ک) لکھا گیا ہے۔

مثلاً - بھی معما بھوت فکیر (ارشاد نامہ) (فکیر ← فقیر)

کروں کندیل دار واں میں من کوں اپنے (پھول بن) (کندیل دار ← قندیل دار)

بول چال میں عربی ۲ فارسی (ق) کا (ک) بھی تلفظ ادا ہوتا ہے۔

(۹۴) عربی ۲ فارسی۔ ق = قَ۔

(ابتدا) قرآن سات حرفاں سوں بوجیا (معراج العاشقین)

(درمیان) دکان میں بیٹھے بقّال (من لگن)

(آخر) شفق روپ ہو کر (ابراہیم نامہ)

(۹۵)۔ گ (۱) وسطی ہند آریائی سے آیا ہوا اصل (گ)

(ابتدا) کیا جو پس کا پونگرا گلی گھ (ابراہیم نامہ)

(درمیان) شجاعت کے گگن کا دیپول بن)

(آخر) بسر راج ما رگ پڑے دو د آہ! (کلیات شاہی)

(۲) فارسی۔ گ = گ

(ابتدا) ناکھول سک اس گرہ کوں (کلیات شاہی)

(درمیان) بیگانے کو اُتے نیں دینا (معراج العاشقین)

(آخر) صبا پر آ گیا او جنگ (کلیات شاہی)

(۳) قدیم ہند آریائی۔ ک > گ

قدیم ہند آریائی کا (ک) پراکرت میں اکثر حذف ہوتا ہے[۱]۔ کچھ لفظوں میں (ک) (گ) میں تبدیل ہوا[۲]۔ اپ بھرنش کے زمانے میں بھی (ک) کی یہی حالت رہی۔ دکھنی میں (ک) کی گ سے بدلنے کی مثالیں یہ ہیں: —

(درمیان) (ششے کے بعد) گنگنا جھل کا میٹھ ستاونم (کلیات م۔ ف۔ ق) (گنگن > کنکن)

(مصوتے کے بعد ساکن ک) بسم کہا وکی ہور جگت کی خوبیاں ان لگن ہو جگت > بجگت)

(آخر) کوے کوں سو جس ہور ہس کوں سو کاگ (قطب مشتری) (کاگ > کاک)

(۴) گھ > گ۔

(ابتدا) دیٹھا کر ہوا رگ گوڑا اڈوڈا او (ابراہیم نامہ) (گوڑا > گھوڑا > گھوٹک)

---

[۱] بیم جودیا پراکرت ویاکرن ۱۔۱۔۷۷

[۲] ،، ،، ،، ۱۔۲۔۱

(درمیان) بیوکیتا منج سوں ساجو گوٹال (کلیات شاہی) (گوٹال ے گھوٹالا: مرہٹی)

(آخر) گویاں ہیں دبلے باگ (گلشن عشق) (باگ ے ریاگھر)

خوشی کا میگ اچھے جم واں برسنا (پھول بن) (میگ ے میگھ)

پھر گلاب سگا کو شہزادی کوں (سہاتی سات بھائیوں کی) (سگا ے سنگھا)

(۵) قدیم ہند آریائی۔ ج = گ۔

گیانی ہوے سو جانے (ارشاد نامہ) (گیانی ے بنانی)

(۶) عربی ۔ غ = گ ۔

بول چال کی دکھنی میں (غ) کا تلفظ اکثر (گ) کیا جاتا ہے۔

(ابتدا) اتی ہیک اڑ کا گیب ہوگیا۔ (ٹیپ ریکارڈ) (گیب ے غایب)

(آخر) مُرگا بانگ دیا تو سبے ہوتی کتے (ٹیپ ریکارڈ) (مُرگا ے مرغا)

(۹۶) چ (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا

(ابتدا) بندی ملیم کے اگ کی چیر نیلی (پھول بن)

(درمیان) اچلا اُپر تل پاؤں کے بیک تھر نیں رکھتے کدھیں (کلیات شاہی)

(آخر) پاچ دُمانک بچا (کلیات شاہی) (پاچ = قیمتی سفید پتھر)

(۲) فارسی ۔ ج = چ ۔

(ابتدا) دِسعا دِیا پاچ کے تختے چاروں چمنوں لو نچھل (کلیات شاہی)

فارسی میں کچھ لفظوں میں (س) اور (ش) کی جگہ (ج) اور (چ) کی جگہ

(س) اور (ش) کا تلفظ کیا جاتا ہے۔

دکھنی میں فارسی میں مندرجہ ذیل آوازیں (ج) میں تبدیل ہوتی ہیں۔

(۳) فارسی۔ ز > ج۔

مثلاً۔ جچگی خانہ > فارسی زچگی خانہ۔

(۴) فارسی۔ ش > چ ۔ فارسی میں بھی (ش)، چ اور ج میں تبدیل ہوتا ہے[1]

سو کچکول ثابت توکل کیا (گلشن عشق) (کچکول > کشکول)

(۵) قدیم ہند آریائی۔ ت > چ۔

سنسکرت میں چو زگ (چ، چھ، ج، جھ، ناں) اور ش سے پہلے تو زگ (ت، تھ، د، دھ، ن) چ سے بدل جاتے ہیں۔ پراکرت میں (ت)، (ج) میں تبدیل ہوتا ہے[2]

(۶) قدیم ہند آریائی۔ ت > چ

سنسکرت میں چو زگ (چ کا سلسلہ) اور ش سے پہلے تو زگ (ت کا سلسلہ) چ کے سلسلے سے بدلتا ہے۔ پراکرت میں (ت) کی کئی تبدیلیوں میں سے (چ) بھی ایک ہے[3]۔ اپبھرنش میں قدیم ہند آریائی کا (ت)، (ٹ) اور (ڑ) میں تبدیل ہوتا رہا۔ دکھنی میں (ت) کی جگہ (چ) کا استعمال وسطی ہند آریائی سے آیا۔ مثالیں:۔

(ا کے بعد ساکن ت) کال مرید سچا (معراج العاشقین) (سچا > ستیہ)

(غنہ کے بعد ساکن ت) جے نو من میں رکھے سانچ (ارشاد نامہ) (سانچ > ستیہ)

(۷) چھ > چ۔

تارے اچ کرنیں دستے (معراج العاشقین) (اچ > اچھ)

تو یے بھیدی کون ہے پوچ (ارشاد نامہ) (پوچ > پوچھ)

۱؎ ملاحظہ: ہائر پرشین گرامر ص ۱۵ ، ۲؎ سہیم حیدر - پراکرت ویاکرن ۱۰۴-۱۰۳ ، ۳؎ سہیم چند پراکرت ویاکرن ص ۱۰۰-۲۰۴۔

نہ نیر تبر نہ بھال برچا (من لگن) (برچا > برچھا)

بیا تنجے اُس سے اچا ناچ سکاوں گا (کملی لال پری) (اچا > اچھا)

(۷۹) ج (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا۔

(ابتدا) مرے تن میں پوجیو سب تمھارہے (نجات نامہ)

(درمیان) کیں انجیر دانار شیریں پھل (قطب مشتری)

(آخر) جو کوئی تول میں گج تے بھاری دسے (گلشن عشق)

(۲) عربی / فارسی سے آیا ہوا۔ ج۔

(ابتدا) کرے جاروب حوراں اپنے گیسو (پھول بن)

(درمیان) تو ہے تیسرا جان وجود (ارشاد نامہ)

(آخر) الٹی زباں گنج توں کھول سچ (ابراہیم نامہ)

(۳) ۔ چ > ج۔

(آخر) ہوا پر دامنجے کا کرستاریاں کا ٹنگٹ نس پر (کلیات شاہی) (منجا > منچا > منجک)

(۴) جھ > ج۔ ہائیہ سے غیر ہائیہ کے رجحان کے نتیجے کے طور پر۔

(درمیان) ممکن او وجود ہو جا تو طریقت تمام ہوا (معراج العاشقین)

(۵) قدیم ہند آریائی۔ دھ > ج۔

دکھنی کے غیر ہائیہ رجحان کی وجہہ سے (دھ)، (د) میں تبدیل ہوا۔ اور

پھر (د)، (ج) میں تبدیل ہوا۔

جُھرتے سانج تک ... (کلیات شاہی) (سانج > سنجھا > سندھیا)

(۶) قدیم ہند آریائی دیہہ > ج۔

جے آج سو کال تھا نا کچھ اور (من لگن) (آج > ادیلے)

(۷) قدیم ہند آریائی۔ ی > ج۔

وسطی ہند آریائی میں (ی)، (ج) میں تبدیل ہوا[1]۔ مہاراشٹری اور شورسینی میں (ی) کی جگہ (ج) کا تلفظ ہوتا تھا۔ ماگدھی میں (ی) جوں کا توں رہا۔ مہاراشٹری اور شورسینی کے برخلاف ماگدھی میں (ج) کی جگہ (ی) تلفظ ہوتا رہا۔ اہل لسانیات کے لیے یہ تحقیق کا موضوع ہے کہ آج شورسینی کی نائب مغربی ہندی کی بہ نسبت ماگدھی سے تعلق رکھنے والی مشرقی ہندی میں (ی) کی جگہ (ج) بولنے کا رجحان زیادہ کیوں ہے؟[2] مرہٹی، گجراتی اور سندھی میں (ی) کو (ج) سے بدلنے کا رجحان نہیں ہے[3]۔ اس باب میں دکھنی مغربی ہندی سے مماثلت رکھتی ہے عام طور پر دکھنی میں (ی) کی جگہ (ی) اور (ج) کی جگہ (ج) بولا جاتا ہے جو الفاظ مشرقی ہند سے آئے ہوئے ہیں ان میں (ی) کی جگہ (ج) بولا جاتا ہے۔

(ابتدا) نور اور قدرت کرنے جوگ (ارشاد نامہ) (جوگ > یوگیہ)

کوئی کو جنتر بھاوے (خوش نامہ) (جنتر > یتر)

جو جام میں ہو جان کا ہے (من لگن) (جام > یام)

ترے ون سندھ کے جوبن پہ (کلیات شاہی) (جوبن > یوون)

(درمیان) لون تو انترجامی ہول (ارشاد نامہ) (انترجامی > انتریامی)

یوں سب دنیا کر سنجوگ (ارشاد نامہ) (سنجوگ > سن یوگ)

(آخر) ناکاج اندھارے پاسا (ارشاد نامہ) (کاج > کاریہ)

جوں سیج ندر (سیج > شیّا)

(۸) س ← ج۔

یہ تغیر صرف بول چال کی دکنی میں معلوم ہوتا ہے۔

آکو بند تی کا بھیج لے لی آکھانی اندر پاشا کی) (بھیج ← بھیس ← ویش)

(۹) عربی / فارسی (ذ ، ز ، ض ، ظ ← ج)

بول چال کی زبان میں عموماً استعمال ہوتی ہے۔

(ابتدا) رات کو جوروں کا پانی پڑا (ٹیپ ریکارڈ حیدرآباد) (جور ← زور)

(درمیان) کھجانا گاڑ کو چوراں چلے گئے (ٹیپ ریکارڈ حیدرآباد) (کھجانا ← خزانہ)

چل گئے بیلی بجار کو جاں گے (ٹیپ ریکارڈ بیجاپور) (بجار ← بازار)

(آخر) دروجا کھول کو بھار نکلا (ٹیپ ریکارڈ کرنول) (دروجا ← دروازا)

لسان حنکی مصمتے

(۹۸) بعض ماہرین لسانیات کی رائے ہے کہ ابتدائی آریائی زبان میں اسنانی حروف نہیں تھے۔ جب ابتدائی آریائی زبان سے نشو و نما پانے والی بولیاں اور ادبی زبانوں نے اسنانی آوازوں کو قبول کرلیا۔ تب بھی لسان حنکی حروف حسب سابق رہے[1]۔ وسطی ہند آریائی نیم ماگدھی میں لسان حنکی کا رجحان زیادہ تھا[2] جین ماگدھی میں بھی لسان حنکی کا میلان تھا۔ تامل کو چھوڑ کر باقی دراوڑی زبانوں میں (ٹ) موجود ہے۔ تامل میں سنسکرت کے کچھ لفظوں کو چھوڑ کر (ٹ) ہے

۱۔ بیمز۔ کمپریٹیو گرامر آف آرین لنگویجز۔ ۱۹۵۹ء ص ۲۳۳۔

۲۔ پشول۔ کمپریٹیو گرامر آف پراکرت۔ ۱۹۶۵ء ص ۱۶۱۔

کوئی لفظ شروع نہیں ہوتا اور درمیان میں بھی (ٹ)، (ڈ) ادا ہوتا ہے۔
عربی میں (ت) کے سلسلے کی کوئی آواز موجود نہیں ہے۔ جہاں تک فارسی کا
تعلق ہے (ڈ) کو چھوڑ کر اس میں بھی کوئی لسان حنکی مصمتہ نہیں ہے۔ اس تعلق
سے عربی، فارسی اور دراوڑی زبانوں کا اثر کافی پڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندی
کی دوسری بولیوں میں جہاں تک لفظ کے شروع میں آنے والے (ٹ) کے
سلسلے کا تعلق ہے۔ دکھنی میں عام طور پر اسنانی آواز آتی ہے۔ اس بارے میں
دکھنی اور مرہٹی میں مماثلت ہے۔ جن خالص لفظوں کی ابتدا میں اسنانی آواز
آتی ہے، ہندی میں اس کا لسان حنکی بنانے کا رجحان پایا جاتا ہے، لیکن مرہٹی
اور دکھنی میں یہ تغیر نہیں ہوتا ہے، اسنانی اور لسان حنکی تلفظ کی بنیاد پر مرہٹی
کی دو قسمیں کی جاتی ہیں۔ جنوبی علاقے کے مرہٹی بولنے والے لوگ قدیم ہند آریائی
کے ابتدائی اسنانی حرفوں کو محفوظ رکھے ہوئے ہیں، جب کہ ساحل سمندر کے لوگ
سندھی زبان بولنے والوں کی طرح اس کا لسان حنکی تلفظ ادا کرتے ہیں[1]

:- دکھنی، مرہٹی دنڈا > سنسکرت دنڈا + (ک)
دکھنی، مرہٹی تٹنا > سنسکرت تروٹن۔

(۹۹)۔ ٹ ـ (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا۔

(ابتدا) پولاد کے ٹانکیاں سوں تن اپنا گھڑیا ہے (سب رس) (ٹاں کاں > ٹنک)
(درمیان) ٹیڑی بہری کا زور لیا سکتی ہے؛ (سب رس) (ٹیڑی > ٹیڑی > ٹیبتھ)
(آخر) سب گھٹ گھٹ ناوں دیک کے (ارشاد نامہ)
نظر کو بگڑیا اچاٹ (سب رس) (اچاٹ > اچاٹ)

1۔ جول بلاک۔ ۱۱۹ ص ۱۵۸، ۱۵۹۔

(۲) قدیم ہند آریائی۔ تَ > ٹَ

پراکرت میں (تَ)، (ٹَ) میں تبدیل ہوا۔ قدیم ہند آریائی سے دکھنی کو جو الفاظ ملے ہیں اُن میں تَ > ٹَ پایا جاتا ہے۔

(ابتدا) سونے کا ہے ٹیکا سوتے کا ہے مانگ (کلیات شاہی) (ٹیکا > تِلک)

(درمیان) نپسرا اٹن پن پڑیا سپر (ارشاد نامہ) (اٹن پن > اُدوتم + پن)

کرے بھی وہ تیرت پٹن (خوش نامہ) (پٹن > پتّن)

(آخر) کرے کماد کروٹ سو ڈونگر سی فوج (گلشنِ عشق) (کروٹ > کرورت = آرا)

(۳) قدیم ہند آریائی۔ تھَ > ٹَ۔

(آخر) بڑا ہوں تبھی ہوں تیری گانٹ کا (گلشن عشق) (گانٹ > گنٹھی > گرنتھی)

(۴) قدیم ہند آریائی۔ ٹھَ > ٹَ۔

(آخر) جوں کے نکلے کاشٹ اگن (ارشاد نامہ) (کاشٹ > کاشٹھ)

تب ہٹ کو سٹ ملیوں گی (کلیات شاہی) (ہٹ > ہٹھ)

کپڑوں کا جوڑا اُس کی پیٹ ہوے (کہانی جادو کا پتھر) (پیٹ > پیہ سٹھ)

ہاتوں ٹھولا رانٹ (ارشاد نامہ) (رانٹ > رانٹھ = گنوار۔ مرہٹی)

(۱۰۰) ڈَ (۱) قدیم ہند آریائی میں (ڈَ) سے شروع ہونے والے لفظ بہت کم تھے۔ اس آواز کا استعمال لفظ کے درمیان اور آخر میں ہوتا تھا۔

(ابتدا) پکڑ ڈوری کہ کش (ابراہیم نامہ) (ڈوری > ندکر ڈورا > ڈورک)

(درمیان) تری میکڈمبر کی انبر سوں بات (گلشن عشق) (میکڈمبر > میگھاڈمبر)

(آخر) اِس پنڈ کوں نئیں ہے پائیداری (من لگن)

(۲) قدیم ہند آریائی۔ ٹَ > ڈَ۔

وسطی ہند آریائی میں مہموسہ (ٹَ) اپنے ہی سلسلے کے مجہورہ غیر ہائیہ (ڈَ)

ابراہیم حیدری۔ پراکرت ویاکرن۔ ۱۔ ۲۰۵۔

میں تبدیل ہوا[1]۔ دکھنی میں یہ تبدیلی لفظ کے آخر میں ہوتی ہے۔

سہیس برس کا ماکڑ دیکھو (سکھ سہیلا) (ماکڑ ے مرکٹ)

یک نادہ جانے ٹوٹا کوڈ کو جنتر بھاؤ (کوڈ ے کوٹ) (ارشاد نامہ)

(۳) قدیم ہند آریائی۔ تھ ے ڈ۔

قدیم ہند آریائی (تھ) پراکرت کے کچھ لفظوں میں (ڈھ) بنا[2]۔ اور دکھنی کے میلان کے سبب (ڑھ)، (ڈ) میں تبدیل ہوا۔

جلی کا کاڈا کر کہ پیلانا (معراج العاشقین) (کاڈا ے کواتھ)

(۴) ڈھ ے ڈ۔

وجن تجھے ملک ہو رہ گڈاں آوتے (قطب مشتری) (گڈ ے گڑھ)

(۵) قدیم ہند آریائی۔ ٹ ے ڈ۔

سنسکرت کا ٹ پراکرتوں میں (ڈ) میں تبدیل ہوا[3]۔ دکھنی میں اس طرح کا ردو بدل ذیل کی مثالوں میں دکھائی دیتا ہے۔

ڈونگرا تھے جو کھڑے پڑے (کلیات شاہی) (ڈونگر ے تنگ + ار)

(۶) قدیم ہند آریائی۔ د ے ڈ۔

سنسکرت کا (د) پراکرتوں میں (ڈ) بنا[4]۔ دکھنی میں اس تبدیلی کی مثال ہے۔

بر ہاڈسن کے در دو تھے (کلیات شاہی) (ڈسن ے دشن)

(۷) قدیم ہند آریائی ورِدھ ے ڈ۔

بوڑے پلتے تھے پھر تازہ جوانی (پھول بن) (بوڑے ے ورِدھ)

---

[1] ہیم چندر پراکرت ویاکرن۔ ۱-۱۹۵، ورو چی۔ پراکرت پرکاش۔ ۲-۲۰۱، [2] ہیم چندر پراکرت ویاکرن۔ ۱-۲۱۵، ۲۱۶، [3] ورو چی۔ پراکرت پرکاش۔ ۲-۸، ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن۔ ۱-۲۰۶، ۲۰۷، [4] ورو چی۔ پراکرت پرکاش۔ ۲-۳۵

(۱-۱) ٹ (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا۔

(ابتدا) ہر ایک بچن تارا ہوا (کلیات م-ق-ق)

(درمیان) اس تھے اُس میں ہوا اٹیت (ارشاد نامہ)

(آخر) ناپاچ نہ کھراج ناپوت (من لگن) (پوت = پوتا = پرونا)

(۲) عربی / فارسی۔ت = ٹ۔

(ابتدا) لے جس شمار پہ تدبیر کا جل (پھول بن)

(درمیان) طمع داری میں نیٹ ہے دستگیری (پھول بن)

(آخر) محبت میں وے ثابت قدم ہوں (پھول بن)

(۳) عربی۔ط = ٹ۔

عربی میں (ٹ)، (ت) اور (ط) دونوں مہموسہ حروف ہیں لیکن دونوں کے تلفظ میں اختلاف ہے (ت) ادا کرتے وقت زبان کا اگلا حصہ اوپری دانتوں کو چھوتا ہے، لیکن (ط) کے تلفظ میں زبان کی نوک اوپری دانتوں کی جڑ کو مس کرتی ہے اور اس کا پچھلا حصہ اُٹھ کر نرم تالو کو چھوتا ہے۔ زبان کا پچھلا حصہ بھی تلفظ میں مدد دیتا ہے (ت) جہاں خالص اسنانی حرف ہے وہاں (ط) اسنانی مُطبق اور جاریہ معمتہ ہے[1]۔ لہجہ دار بنانے میں اس کی (ل) کے ساتھ مماثلت پائی جاتی ہے۔

فارسی میں (ط) کا تلفظ (ت)[2] ہوتا ہے۔ جہاں تک دکھنی ادب کا

---

[1] گارڈنر۔ دی فونیٹکس آف عربک ص ۲۰۔

[2] فلٹ۔ ہائیر پرشین گرامر ص ۱۹۔

تعلق ہے۔ مصنفین اور کاتبوں نے ت اور ط کے لیے الگ الگ حروف کا استعمال کیا ہے، لیکن تلفظ کا فرق قدیم زمانے ہی میں ختم ہو چکا تھا۔
ط کی مثالیں اس طرح ہیں:—

(ابتدا) تمع داری مری ہے اے عزیزاں (پھول بن) (تمع داری ے طمع داری)
جو تھے غلنچے کے طفلاں بن کھولے (پھول بن) (تفل ے طفل)
(درمیان) کہتے تھے اُس کے تیں سلتان عادل (پھول بن) (سلتان ے سلطان)
(آخر) فلاتوں فہم میں شاگرد اس کا (پھول بن) (فلاتوں ے فلاطوں)
(۲) ت = ٹ۔

ہندی کے کئی لفظوں میں قدیم ہند آریائی کا (ت) (ٹ) میں تبدیل ہوتا ہے۔ لفظ کے شروع میں اس طرح کی تبدیلی خاص طور سے دیکھی جاسکتی ہے اس کے بارے میں مندرجۂ ذیل مثالیں غور کے لائق ہیں:—

مرھٹی	دکھنی	ہندی	سنسکرت
ٹُٹنیں	ٹُٹنا	ٹوٹنا	ترُوٹن
ٹکڑا	ٹکڑا	ٹکڑا	ترُٹ (اٹا)

دکھنی میں اس طرح کا تلفظ قدیم زمانے سے ہے۔
نور پنے میں یے ہے توٹ (ارشاد نامہ) (توٹ ے تروٹ۔ ہندی ٹوٹ)
کئی لاک تکڑے ہو پڑے (کلیات شاہی)
(دکھنی تکڑا، ہندی ٹکڑا، مرھٹی تکڑا، کنڑی تکڑی، سنسکرت ترُوٹک)
مستثنیٰ صورت میں کچھ لفظوں میں آخری (ٹ) بھی (ت) سے بدل

جاتا ہے۔ دکھنی میں قدیم ہند آریائی کا اصل (ٹ) لفظ کے درمیان میں عموماً قائم رہتا ہے۔

مثلاً۔ پیدا ہے کھرل بن اور بتا (من لگن) (دکھنی بتا ے ہندی بٹا) بٹا = پتھر کا دستہ

(۵) قدیم ہند آریائی۔ تھ ح ٹ ۔

(آخر) ندرا کیرا بھیلا پیٹت (ارشاد نامہ) (پیٹت ے پیٹھ)

کریں ابھی وہ تیرت۔ پٹن (خوش نامہ) (تیرت ے تیرتھ)

اللہ کے سچن نبی کیے اژت (من لگن) (اژت ے اژتھ)

شہ زادی اُس کو اپنی پوری کتا سنائی (کہانی صبر یا شاہی) (کتا۔ کتھا)

(۱-۲) ڈ (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا۔

(ابتدا) کہ دیتا ہے داتا دھنی یک کوں دس (گلشن عشق)

(درمیان) اندریاں بھی نا یک من (ارشاد نامہ)

اُدک جل نھل بھرے حوضاں... (کلیات شاہی)

(آخر) بھلے بُرے کا کیا وِاد (ارشاد نامہ)

(۲) ڈ = د۔

ہندی سندھی اور بنگلے میں قدیم ہند آریائی سے لفظوں کے شروع

• میں (د) کا تلفظ بعض موقعوں پر (ڈ) کیا جاتا ہے۔ گجراتی اور مرھٹی میں ابتدائی (د) استاتی قائم رہتا ہے۔ یہاں کچھ مثالیں دی جاتی ہیں:۔۔

مرہٹی	دکھنی	ہندی
داٹ	داٹ	ڈاٹ

ڈاڑھ	داڑھ	داڑھ
ڈاڑھی	داڑھی	داڑھی

(۳) ڈ ← د۔

دکھنی میں قدیم ہند آریائی کا ابتدائی (د) محفوظ رہتا ہے اور بعض لفظوں میں ابتدائی (ڈ) بھی (د) میں تبدیل ہوتا ہے۔ یہ تغیر بول چال میں زیادہ دیکھا جاتا ہے۔

(ابتدا) جوں کے مُنّا موس میں وال (ارشاد نامہ) (دال ← ڈال)

بلّی کو دالے (کہانی جادو کا پتھر) (دالنا ← ڈالنا)

اس سے تیری شادی کر دالوں گا (کہانی پریوں کی شہزادی) (دالوں گا ← ڈالوں گا)

(۴) قدیم ہند آریائی ڈھ ← د۔

(ابتدا) وہاں دِسے منج اندکارا (ارشاد نامہ) (اندکار ← اندھکار)

.. نقطہ پیدا ادیک ہوا (ارشاد نامہ) (ادیک ← ادھیک)

.. اِدِک داب سوں (گلشن عشق) (ادِک ← ادھیک)

. اَژدنگ ہو پیا کی (کلیات شاہی) (اژدنگ ← اردھانگ)

اِدر شہزادی بی رو رو کو بے حال ہو گئی (کہانی سات بھائیوں کی) (اِدر ← اِدھر)

(آخر) اوٹانہ اپس کے دل کوں جوں دَوَد (من لگن) (دَوَد ← دُگدھا)

گلا واکا ندپے سارا — (کلیات شاہی) (کاند ← شکندھ) (کاندھ = دیوار کی اینٹ)

(۵) فارسی ذ ← د

فارسی میں (ذ) (د) میں تبدیل ہوتا ہے۔ دکھنی میں اس تبدیلی کی مثالیں

اس طرح ہیں :—

کاگد دیکھت نا ہوئے کام (ارشاد نامہ) (کاگد ← کاغذ)

(۳-۱۰) پ (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا۔ مثلاً :—

(ابتدا) اِس پنڈ کوں نیں ہے پائیداری (من لگن)

(درمیان) توں ہر خوب دیپک کوں روغن دیا (گلشن عشق)

(آخر) یہ دو اہیں اُس کے روپ (ارشاد نامہ)

(۲) فارسی۔ پ = پ

(ابتدا) کیا یک کوں پروانہ یک شمع کا (گلشنِ عشق)

(درمیان) وہ عشق سپہر محیط ایک (ارشاد نامہ)

(آخر) عجب جیلاں کلالاں کر اعیاں دپ بندھایا ہے (کلیات شاہی)

(دپ = ڈھب)

وسطی ہند آریائی میں کوئی ایسا مصمتہ نہیں ہے، جو (پ) سے بدل گیا ہو۔ تت سم لفظوں کے علاوہ تدبھو اور دیشج (دیسی) لفظوں میں استعمال شدہ آوازوں کی مثالیں :—

(ابتدا) کیا دلبر کا پونگرا لگن گھر (ابراہیم نامہ) (پونگرا ← پوگنڈ)

(درمیان) پوچھاڑ' پہاڑ' پیک پانی (من لگن) (پیک فیل مرھٹی سنسکرت پیچ)

دِسے شربت کے پوکوڑے جتنے ناریل کے کپیر (کلیات شاہی) (کپیر ← کھرپرا)

(آخر) چھپا کھوپے میں پھول' نار ← اندھکاراں میں (کلیات م-ق-ق)

(کھوپا = جوڑا' بالوں کا گچھا)

(۳) فارسی۔ ف = پ [1]

فارسی میں کچھ لفظوں میں (ف) ابدال سے (پ) کی شکل اختیار کرتا ہے مثالیں:۔

فیل = پیل ۔ سفید = سپید ۔

بول چال کی دکھنی میں کئی لفظوں میں (ف)، (پ) سے بدل جاتا ہے ۔

تیرے کو ییک سپید پتھر ملنگا (کہانی جادو کا پتھر (سپید = سفید)

اِس کوں بیٹیاں سے نپرت تھی (کہانی بھائی بہن کی) (نپرت = نفرت)

(۱۰۴) ب (۱) ب = وَ ، وَ = ب ۔

بنگالی اور اُڑیا میں (وَ)، (ب) میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ان زبانوں میں (وَ) کی جگہ (ب) تلفظ ادا ہوتا ہے ۔ لیکن مغربی ہندی میں بولتے اور لکھتے وقت (وَ) اور (ب) کے فرق پر خیال رکھا جاتا ہے[2]۔ مشرقی ہندی کے برخلاف پنجابی کی حالت ہے، جس میں عموماً (ب) کی جگہ (وَ) کا تلفظ ادا ہوتا ہے۔ مرہٹی اور گجراتی میں (وَ) اور (ب) کا فرق مشرقی ہندی میں زیادہ پایا جاتا ہے[3]۔

دکھنی میں جو الفاظ مشرقی ہندی سے آئے ہیں، اُن میں (وَ) کی جگہ (ب) استعمال ہوتا ہے، لیکن جو الفاظ مغربی ہندی، پنجابی، گجراتی، مرہٹی کے اثرات سے آئے ہیں، اُن میں (وَ) کی جگہ (وَ) کا استعمال کیا جاتا ہے ۔

دکھنی میں (وَ) (ب) سے بدلنے کی مثالیں ۔۔۔

---

[1] ٹلسٹ ۔ ہائیر پرشین گرامر ص ۱۷ ، [2] سیر گریئرسن لنگوسٹک سروے آف انڈیا ۔ ۲۴۳ ص ۴۷

[3] جول بلاک ۔ لا فارمیشن دے لا لانگ مراٹھے ۔ ۱۵۰ ص ۱۹۰ ۔

(۱) قدیم ہند آریائی ب = ب۔

(ابتدا) بلد بھرتیں لگانے جیوں (ارشاد نامہ)

(درمیان) کوی سنیاسی دگمبر دھاری (ارشاد نامہ)

(۲) عربی / فارسی ۔ب = ب۔

(ابتدا، آخر) پہلے باب میں تو یہ (معراج العاشقین)

(درمیان) دھیا میں مذہب اُس ساتھ جوڑ (گلشن عشق)

(۳) قدیم ہند آریائی پ > ب۔

(آخر) نج ہات کے پرتاب نے (کلیات شاہی) (پرتاپ > پرتاپ)

(۴) قدیم ہند آریائی بھ > ب

(آخر) جب گرب تھے آیا بھار (ارشاد نامہ) (گرب > گربھ)

اندرسیا کے دربار کی بڑی پری (کہانی لال پری کی) (سبا > سبھا)

(۵) قدیم ہند آریائی ۔ م > ب۔

ہیم چندر نے "مر د ..." کے (...) میں تبدیل ہونے کا ذکر کیا ہے[1]

(ابتدا) موراں ناچنے ٹھاریں بدل بر دنگ بجایا ہے (کلیات شاہی) (بردنگ > مردنگ)

(درمیان) کدھیں گگرا کدھیں چنبا چمبیلی (پھول بن) (چمبیلی > چنبیلی)

(آخر) سمجیا ہے سنا ایس کوں تانبا (تانبا > تامر)

(۶) قدیم ہند آریائی ۔ و > ب۔

یہ تبدیلی جدید ہند آریائی کے ابتدائی زمانے میں ہندی کی کچھ بولیوں میں دکھائی

---

[1] ہیم چندر ۔ پراکرت ویاکرن ۔ ۵۱ ۔ ۲

دیتی ہے۔ دکھنی میں اس کی مثالیں :—

(ابتدا) جیوں پانی بادسیاے (ارشاد نامہ) (پاوے باد)

جنتبا اس تن کرے بکار (ارشاد نامہ) (بکار ے وِکار)

ماٹی میں بار اپاٹی میں خالی کرن پانچاں عناصراں لکا۔۔ (معراج العاشقین)

(بالا ے وارِی = پانی)

امرت بس ملایا (ارشاد نامہ) (بس ے وِش)

گابوں میں دیبے باگ (گلشن عشق) (باگ ے وِیاگھر = شیر)

(۷) وسطی ہند آریائی = دھ دیھ د ب۔

لکھیا توں بیو کے تال متے بات (پھول بن) (جیو ے جیوھا = زبان)

ہائیہ وقفیہ مصمتے

(۱۰۵) ہندوستان کے قدیم علمائے السنہ نے (۱) جھ، بھ، گھ، ڈھ اور دھ (۲) کھ، پھ، چھ، ٹھ، تھ کو ہائیہ وقفیہ آوازوں کی شکلوں میں شمار کیا ہے۔ پہلے درجے کے ہائیہ مصمتے مجہورہ اور دوسرے درجے کے مصمتے مہموسہ ہیں۔ پانینی نے مجہورہ ہائیہ آوازوں کا بیان پہلے اور مہموسہ ہائیہ آوازوں کا ذکر اس کے بعد کیا ہے۔ ہائیہ آوازوں کو غیر ہائیہ آوازوں سے الگ رکھنے کے لیے آریوں کے سب سے قدیم رسم خط میں جداگانہ علامتیں موجود تھیں یہ علامتیں ہمارے موجودہ رسوم خط میں بھی محفوظ ہیں۔ جب ہندی (= اردو) فارسی خط میں لکھی جانے لگی تو ہندوستانی ہائیہ آوازوں کا اظہار کرنے کے واسطے قریبی

حرف کے ساتھ (ھ) جوڑا گیا۔ رومن خط میں بھی ہندوستانی زبانوں کے لیے ایسا ہی عمل ہوا ہے۔ رومن اور فارسی خطوں میں جس طرح ہندوستانی ہائیہ آوازوں کو ظاہر کرنے کا قاعدہ ہے۔ اس کے سبب یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ہندوستانی ہائیہ آوازیں مستقل مصمتے ہونے کے عوض وہ (ھ) کی ملاوٹ سے بنے ہوں۔ ان ہائیہ آوازوں کی نسبت ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی نے ام لیش چندر سین کی رائے اس طرح درج کی ہے۔ "ہائیہ اور غیر ہائیہ وقفیہ آوازوں کے تلفظ میں واضح بنیادی فرق ہے۔ ہائیہ وقفیہ آوازیں مستقل صوتی اکائیاں ہیں اور انھیں (ھ) سے ملا ہوا نہ سمجھ کر الگ آواز تسلیم کر سکتے ہیں۔" ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی کی رائے ہے۔ "دراصل ان آوازوں میں فرق ہے، اس سے کبھی انکار نہیں کیا گیا لیکن اس فرق کا اصل دارومدار ہائیہ وقفیہ کے تلفظ کے استعمال پر ہے جب کہ کانوں کا پھیلاو زیادہ ہوتا ہے اور سینہ سے ہوا دی جاتی ہے۔ معمولی استعمال میں ہم ہائیہ وقفوں کو وقفیہ ہائیہ ہی مان سکتے ہیں، اگرچہ انھیں ادا کرتے وقت حلق کی حرکت میں خواہ کتنا ہی فرق کیوں نہ ہو۔ ویسے دیکھا جائے تو ان آوازوں کا فرق بہت معیاری نہیں ہے"[۲]

اس سلسلے میں ... کی ... تبدیلی قابل غور ہے۔ مصوتوں کے درمیان آنے والے ہائیہ مصمتے ... اور ... دونوں (ھ) کو باقی رکھ کر حذف ہو جاتے ہیں ... آتے ... ہے ...

---

[۱] ... سیاہ ... آہنگ ...

[۲] ... ... ص ۱۱۴

اِدھر اُدھر، سیہالی کا ے شِنفا لیکا' سہا ے سبھا۔

قدیم ہند آریائی ہائیہ آوازوں کی تحقیق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دوسری آریائی زبانوں کی بہ نسبت ہند آریائی زبانوں میں ہائیہ آوازوں کی تعداد زیادہ ہے۔

فارسی بنیادی طور پر تین ہائیہ آوازیں ہیں۔ ذہ (ذ) خہ (خ) اور پھ (ف) اور ان تین آوازوں میں بھی (ذہ) کو چھوڑ کر باقی دونوں عربی صوتی مجموعے سے لی گئی ہیں۔ قدیم ہند آریائی میں غیر ہائیہ آوازوں کی بہ نسبت ہائیہ آوازوں کا استعمال کم ہوتا تھا۔ بہت تھوڑے الفاظ ہائیہ مصمتے سے شروع ہوتے ہیں۔ لفظ کے درمیان یا آخر میں بھی ہائیہ آوازیں نسبتاً کم آتی ہیں کچھ ہائیہ مصمتے تو دس بیس الفاظ میں ہی استعمال ہوئے ہیں۔ ہائیہ آوازوں میں کھ، چھ اور بھ کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے۔ ہائیہ آوازوں کے کم استعمال کا سب سے بڑا سبب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اِن کے تلفظ میں غیر ہائیہ مصمتوں کی بہ نسبت زیادہ بار پڑتا ہے دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ آیا آریائی زبانوں میں پہلے بھی ہائیہ آوازوں کی یہی حالت تھی یا اُن کا استعمال زیادہ ہوتا تھا؟

یہ واضح ہے کہ ہائیہ آوازوں کے بارے میں وسطی ہند آریائی میں جس قدر تبدیلیاں ہوئی ہیں اُن میں غیر ہائیہ (ہ) جوڑے کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ وسطی ہند آریائی میں جو تغیر ہوا اِن میں بہت یکسانیت ہے، لیکن جدید ہند آریائی میں ایسا نہیں ہوا۔ ڈاکٹر ہارن لی نے جدید ہند آریائی زبانوں کو بیرونی اور اندرونی دو لسانی گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ مشہور عالم السنہ آنجہانی ڈاکٹر گریرسن نے اس درجہ بندی کی تائید کی تھی اندرونی گروہ اور بیرونی گروہ کے لسانی

علاقوں کی حمایت میں جن تلفظی حالت اور قواعد سے متعلق اختلافات کا ذکر آنجہانی ہارن لی اور ڈاکٹر گریرسن نے کیا ہے۔ اُن میں ہائیہ و نفیہ آوازوں اور (ہ) سے متعلق تغیّرات کو اہمیت دی گئی ہے۔

مغربی ہندی اور مشرقی ہندی میں قدیم ہند آریائی ہائیہ و نفیہ آوازوں اور (ہ) کا تحفظ کیا گیا ہے، جب کہ بیرونی گروہ کے علاقے کی بنگالی، اُڑیا، آسامی، گجراتی اور مرہٹی ہی میں نہیں، پنجابی میں بھی ہائیہ آوازوں کی کئی تبدیلیاں پائی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر سنیتی کمار چیٹرجی آریائی خاندان کی زبانوں کے بیرونی گروہ اور اندرونی گروہ کو نہیں مانتے لیکن ہائیہ آوازوں سے متعلق وسطی گروہ والی ہندی اور بیرونی گروہ کی علاقائی بنگالی مرہٹی وغیرہ میں جو تبدیلیاں ہوتی ہیں، اُن کو قابل نظر انداز نہیں سمجھتے۔ پنجابی، راجستھانی اور گجراتی میں ہائیہ آوازوں میں جو تغیّرات ہوئے ہیں وہ کھڑی ہی نہیں کھڑی بولی کے لیے بھی قابلِ تحقیق ہیں۔

مشرقی پنجابی میں مہموسہ ہائیہ آوازیں تو محفوظ رہتی ہیں لیکن مجہورہ نفیہ ہائیہ آوازیں اپنے سلسلے کے مہموسہ ہائیہ حرفوں سے بدل جاتی ہیں۔ اس تغیّر کے سبب ماقبل مصوتے کا تلفظی دقفہ کچھ بڑھ جاتا ہے اور تلفظی طرز میں ایک قسم کا ارتعاش پیدا ہوتا ہے، مابعد مصوتہ پر بھی اس تغیّر کا اثر پڑتا ہے۔

گجراتی کا جو قدیم ادب محفوظ ہے، اس میں ہائیہ آوازوں کے لیے غیر ہائیہ میں سکون استعمال کر کے اُن کے ساتھ (ہ) کو شریک کیا گیا ہے۔ مغربی راجستھانی میں بھی اس حرف کی وجہ سے تلفظ میں حلق سے نکلنے والی آواز شامل ہوتی

میوات اور شیخاوٹی علاقے میں مشرقی راجستھانی کی جو شکل رائج ہے، وہاں مصوتے سے ملحقہ پہلے مصمتے کے بعد (ہ)، اپنے ماقبل حرف میں شامل ہوتا ہے، جس کے سبب غیر ہائیہ حرف ہائیہ بن جاتا ہے۔ ایسی صورت میں غیر ہائیہ حرف (ہ) کے مصوتے کو ہی قبول کر لیتا ہے۔ اس تبدیلی کے باعث فقرہ یا ضرب (ACCENT) محسوس ہوتا ہے۔

پنجاب میں اُردو کے مصنف محمود شیرانی نے کئی حقیقتوں کو پیش کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ کھڑی بولی کی پیدائش دِلّی، میرٹھ، سہارن پور کے علاقوں میں نہیں، بلکہ پنجاب میں ہوئی۔ پنجابی مسلمان جب سیاسی اسباب کی بنا پر دلّی پہنچے، تو وہ اپنے ساتھ کھڑی بولی بھی لے گئے۔ دلّی سے یہ زبان سارے ملک میں پھیلی اگرچہ اس سلسلے کے پنجابی کے مجہورہ ہائیہ مصمتوں کا مہموسہ غیر ہائیہ میں تبدیل ہونے کا رجحان اور اس نتیجے کے طور پر ماقبل مصوتے کے ارتعاش اور طویل تلفظ کا مقابلہ ہندی کی کثیر مروجہ ہائیہ آوازوں سے کیا جائے تو کچھ نئی حقیقتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

مرہٹی میں آواز کے صفت کا [illegible] سے زیادہ تلفظ کے آخری ہائیہ مصمتوں پر پڑتا ہے، وہی سے پیچھے [illegible] ہو جاتے ہیں۔[1]

مغربی ہندی اور مشرقی ہندی سے دکھنی اس باب میں مختلف روایات کی تقلید کرتی ہے۔ دکھنی نے قدیم ہند آریائی کے اصل ہائیہ و تنفسیہ آوازوں (ا) اور (ہ) کا تحفظ نہیں کیا ہے۔ گجراتی اور مرہٹی کے کئی اثرات کو قبول کرتے ہوئے بھی

---

[1] ہندی جرنل بلاک -۳-۱ ص ۲۱۱

دکھنی ان دونوں زبانوں سے اس امر میں مختلف ہے کہ ہائیہ آوازیں تبدیل ہوتے وقت ماقبل حرف پر کوئی اثر نہیں ڈالتیں۔ اس باب میں مشرقی پنجابی اور دکھنی میں جو اختلاف ہے، اس کے حوالے کے لیے دو حقیقتیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ دکھنی میں پنجابی کی طرح صرف مجہورہ ہائیہ آوازیں ہی غیر ہائیہ آوازوں میں تبدیل نہیں ہوتیں۔ بلکہ مہموسہ غیر ہائیہ آوازوں میں بھی تبدیل ہوتی ہیں۔ دکھنی میں وہ بھی دوسری شکل اختیار کرتا ہے، دوسری حقیقت یہ ہے کہ دکھنی میں جب ہائیہ مصمتہ غیر ہائیہ بنتا ہے تو عموماً ماقبل مصوتے پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اس مسئلے میں دراوڑی زبان کے ہائیہ مصمتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ تامل رسم خط میں ہائیہ آوازوں کے لیے مستقل علامت نہیں ہے۔ دوسری دراوڑی زبانوں کے رسومِ خط میں ہائیہ مصمتوں کے لیے دیوناگری کے مانند علامتیں موجود ہیں۔ رسم خط اور ذخیرہ الفاظ پر غور کرنے کے بعد یہ تصور کیا جاتا ہے کہ آریاؤں سے پہلے کی دراوڑی زبان میں ہائیہ آوازیں بالکل نہیں تھیں سنسکرت لفظوں کے سبب دراوڑی خاندان کی زبانوں نے ان آوازوں کو قبول کیا

ان سب حقائق پر غور کرنے کے بعد کچھ ماہرین لسانیات اس نتیجے پر پہنچے کہ ارن لی نے ہندی کو جس طرح دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ ڈاکٹر گریرسن نے جس تقسیم کی حمایت کی ہے اس کے پہلے گروہ میں ہائیہ آوازوں کا حذف ہونا اور دوسرے مصمتوں میں تغیر اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ ان زبانوں پر دراوڑی وغیرہ زبانوں کا ہندوستانی زبانوں کا اثر پڑا ہے

مغربی ہندی کی شاخ کی شکل میں نشوونما ہونے والی دکھنی میں وسیع پیمانے پر تبدیل شدہ ہائیہ آوازیں اس حقیقت کی تائید کرتی ہیں۔

حیدرآباد کے آس پاس بولی جانے والی دکھنی میں اس وقت کچھ غیر ہائیہ مصمتوں کو ہائیہ بنانے کا رجحان پایا جاتا ہے، لیکن عام طور پر ادبی دکھنی اور بیجاپور۔ اورنگ آباد علاقے کی بول چال کی دکھنی میں غیر ہائیہ آواز ہائیہ نہیں بنتی۔ دکھنی میں ہائیہ مصمتوں کا استعمال کم ہوا ہے۔ وقفیہ ہائیہ آوازوں کے ارتقائی عمل کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

ہائیہ وقفیہ مصمتے

(۱۰۶) کھ ۔ (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا اصل (کھ)

(ابتدا) ترا کھنگ اقبال کا ہے پناہ (کلیات شاہی) (کھنگ ۔ کھڈگ)

(درمیان) جو کھنڈا گر تجھے ہے چپلا (من لگن)

(آخر) دیے پیا تو سکھ (ابراہیم نامہ)

(۲) وسطی ہند آریائی میں سنسکرت کے مندرجۂ ذیل جوڑواں مصمتے (کھ) میں تبدیل ہوئے ہیں:۔ شک، شکھ، کش، کشن اور ٹس[1] مندرجۂ ذیل آوازوں سے ارتقا شدہ (کھ) دکھنی میں استعمال ہوتا ہے

(۳) قدیم ہند آریائی کُ ۔ کھ۔

(۴) غنّے کے بعد ہائیہ آواز کے اثر کا نتیجہ

---

[1] جولی بلاک ۔ ۹۶ ص ۱۳۵۔

(ابتدا) کراپنا چیر کھنٹا گل میں گھالی (پھول بن) (کھنٹا ے کنٹھا)

(ب) (ہ) کے پہلے مصمتے میں شامل ہونے کی وجہ سے۔

کھیا او اسم احمد کا ... (کلیات شاہی) (کھیا ے کھیا)

(ج) ان تشتھ (ی، ر، ل، و) کے بعد لفظ کے آخر(ہ) کا (ک)

کرو ں گا بعد ازاں پلکھاں سنوں جا دوب (پھول بن) (پلکھ ے پلک)

لگیا پلکھاں سوں پلکھاں (پھول بن)

پلکھاں کے نیر چھانت (کلیات شاہی)

(۴) قدیم ہند آریائی۔ کشں ← کھ۔

(آخر) اپنے انکھیاں سوں ... (معراج العاشقین) (انکھی ے اکشی)

کمو داکھ جھاڑوں کوں میر اسلام (کلیات م۔ ق۔ ق) (داکھ ے دراکش)

پنکھی اڑتا سو جسم (پھول بن) (پنکھی ے پکشی)

(۵) قدیم ہند آریائی۔ تک ← کھ

کھاندے پر سے چلنا پات (ارشاد نامہ) (کھاندا ے شکندھک)

(۶) عربی / فارسی۔ خ ← کھ۔

بول چال کی دکھنی میں عام طور پر عربی / فارسی جادیہ ہائیہ (خ) کی جگہ (کھ) ادا ہوتا ہے۔

وشہ زادی بڑی کھبصورت تھی (ٹیپ ریکارڈ حیدرآباد)

(۱۰۷) گھ (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا، اصل (گھ)

(ابتدا) سب گھٹ نادوں دیکھا (ارشاد نامہ)

جانان کا گھورنکو (خطیب) (گھور = بد دعا)

(۲) پچھلے (ہ) کا حذف ہونا اور غنّے کے بعد اشسواد (ن)

(ابتدا) وہی صفا ہے تر انگھر (ارشاد نامہ) (گہ ھ ← گھ)

(درمیان) پرم پیاری سات سنگھاتی... (خوش نامہ) (سنگھاتی ← سنگاتی)

یہاں توں سنگھم دیک دچار (ارشاد نامہ) (سنگھم ← سنگم)

پیے زر زردی سنگھار (کلیات شاہی) (سنگھار ← سنگار)

(آخر) انگھے ہونا افعال زار (ارشاد نامہ) (انگھے ← انگے ← آگے)

(۳) تسہیل = سوَرَ بھکتی (ANAPTYXIS) کے بعد۔ ک، گ، گھ

گپت تو بچ ہور تو بچ پرکھٹ (گلشن عشق) (پرکھٹ ← پرگٹ ← پرکٹ)

(۱-۸) چھ (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا۔

(ابتدا) سر یک اپنے اپنے چھند (ارشاد نامہ) (چھند ← چھندس)

غرض ایسی چھنالوں کے برے چالے (سب رس) (چھنال ← چھنّا لیے)

(آخر) جس ذات میں محبت کرنا اچھے علی کی (کلیات شاہی) (اچھنا ← رہنا)

(۲) قدیم ہند آریائی۔ چ ← چھ۔ (دو مصوتوں کے درمیان)

سب نولیاں اچھپلیاں والیاں (کلیات م۔ ق۔ ق) (اچھپل ← اچپل)

(۳) قدیم ہند آریائی کش ← چھ۔

یہ تبدیلی وسطی ہند آریائی کے زمانے میں ہوئی۔[۱] دکھنی میں اس تبدیلی کی مثالیں:۔

(ابتدا) جیتا اڑا اڑ چھن چھن جائے (ارشاد نامہ) (چھن ← کشن)

---

[۱] ہیم چندر۔ پراکرت دیاکرن ۲-۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰۔

سوتس نس دن دھیا چھین (ابراہیم نامہ) (چھین ← کشین)
(درمیان) اچھیر کوں توں چھوڑا دت کوں دیکھ (من لگن) (اچھر ← اکشر)
(آخر) تس کے نین کٹا چھ کوں ساری پھرت کموں (کلیات شاہی)
پنچھی کوں پچھی کے یتوں تیر انے (من لگن) (پنچھی ← پکشی)
(۲) قدیم ہند آریائی کش ہے ← چھ۔
پنچھی کر پچھی کے تیوں تیر اتے (من لگن) (پچھی ← مشیے)
(۱-۹) جھ (۱) قدیم ہند آریائی کے زمانے میں (جھ) کا استعمال چند لفظوں میں ہوا۔
دکھنی میں اصل (جھ) کی مثالیں:۔
اس دار کی جھنکار تے بھوماک کے چین جھڑ پڑے (کلیات شاہی) (جھنکار ← جھنتکار)
(۲) ج ← جھ۔
(ابتدا) جیوں دو جھلمک کچھن رنگ (ارشاد نامہ) (جھلمک ← جملک)
(۳) قدیم ہند آریائی۔ ج + و ← جھ۔
کیا صبح تے جھل سوں دامن کوں چاک (گلشن عشق) (جھل ← جول ۔ حسد)
(۴) قدیم ہند آریائی س ← جھ۔
جے نا عشقوں انجھوں ڈھالے (خوش نامہ) (مرھٹی انجھو، گجراتی آنجو، انجھو
دکھنی انجھو، انجو ہندی آنسو سنسکرت اشرو، سندھی ہنجھ، پنجابی انجھو، پراکرت
آنسو، پالی اسسو)
(۵) قدیم ہند آریائی۔ کش ← جھ۔
مٹھائی جگ میں ہوئی اس کی بجھنے پیدا (کلیات شاہی) (بجھر ← بیجھر، پراکرتی)

(۹) قدیم ہند آریائی شَ + چھَ ← چھ۔

چیند تا پونچھل (کلیات شاہی) (نچھل ← نِش چھل)

(۱۰) ٹھ (۱) قدیم ہند آریائی کے زمانے میں (ٹھ) کا استعمال تھوڑے سے لفظوں میں ہوا ہے۔ وسطی ہند آریائی میں اصل (ٹھ) کے علاوہ کچھ جڑواں مصمتوں سے بھی اس کا ارتقا ہوا۔ شٹ، شٹھ، سٹ اور سٹھ ← ٹھ۔ دکھنی میں قدیم ہند آریائی کا (ٹھ) اصلی حالت میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ علاقائی لفظوں میں مستعمل (ٹھ) کی مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

(ابتدا) اُمٹیا روح کا ٹھسا (ارشادنامہ)

یوں ٹلک سک کیرے ٹھوے کھا (ارشادنامہ)

(۲) ٹ ← ٹھ۔ ان تنتھ (ی، ر، ل، و) مصمتوں اور (ا۔) کے بعد کچھ لفظوں میں (ٹ)، (ٹھ) سے بدلتا ہے۔

(ابتدا) نس کا سب کچھ پلیٹھے (سکھ سہیلا) (پلیٹھنا ← پلٹنا)

بلٹھا او کتوا نے موں پلیٹھا لیا (کمانی جادو کا پتھر)

مرا پیٹھ گیا مری بہین کا پیٹھ گیا؟ (کہاں لال پری کی) (پیٹھ ← پیٹ)

(۳) قدیم ہند آریائی (سٹھ) ← ٹھ۔

قدیم ہند آریائی کا (سٹھ) پراکرتوں میں (ٹھ) میں تبدیل ہوا[۱]۔ دکھنی میں اس قسم کی تبدیلی نیچے کی مثالوں سے واضح ہوتی ہے۔

(ابتدا) ہیں تلا ستھے پکڑے ٹھاؤں (ارشادنامہ) (ٹھاوں ← ستھان)

---

[۱] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن۔ ۲ ۔ ۹

ہر یک ٹھاد ہو۔ (معراج العاشقین) (ٹھاد < ستھل)

ٹھانَ میں ٹھان اس کا مان (ارشاد نامہ) (ٹھان < ستھان)

(آخر) ...دل کی انگیٹھی پوذ کر۔ (کلیاتِ شاہی) (انگیٹھی < انگشٹھا < اگنی ٹھا < اگنی ستھا)

(۴) قدیم ہند آریائی ۔ تتّ < ٹھ۔

اُٹھی لے، نکھا ابی نکالا یا نیش دکھائی صبر یا شاکی (ماٹھی < مرتیکا)

(۱۱۱) ڈھ (۱) قدیم ہند آریائی میں (ڈھ) کا تلفظ زیادہ لفظوں میں نہیں ہوتا۔ حکائی لفظوں کو چھوڑ کر عموماً کوئی لفظ (ڈھ) سے شروع نہیں ہوتا۔ لفظ کے درمیان اور آخر میں بھی اس آواز کا استعمال زیادہ نہیں کیا جاتا۔

(۲) وسطی ہند آریائی میں سنسکرت (شٹ،) سے (ٹ)، (ٹھ)، (ڈھ) بنتے ہیں۔

(۳) جدید ہند آریائی کے شروع میں ڈ + د، دَ، د + ڈ اور ل، ڈھ ڈھ، میں تبدیل ہوئے۔ دکنی بولی کے لفظوں میں (ڈھ) کی مثالیں حسبِ ذیل ہیں۔

(ابتدا) ڈھگیر اتھا اُس اگلے کوہ الوند (پھول بن) (ڈھگیرا < ڈھیر)

اگر ماٹی لیتا تو بڑی ڈھینگ یہ بات شٹ (سب رس) (ڈھینگ < ڈھیر)

(درمیانی) بچپن کے جگ منے ماد یا ڈھنڈھورا (پھول بن)

(۴) قدیم ہند آریائی۔ دڈھ < ڈھ۔

وسطی ہند آریائی میں دڈھ < ڈھ میں تبدیل ہوا۔ دکھنی میں اس طرح کی مثالیں ملتی ہیں۔

..... اپھے گا بڈھا (نجات نامہ) (بڈھا < وردھ)

(۱۱۲) (۱) قدیم ہند آریائی ۔(تھ)

قدیم ہند آریائی کے لفظوں کے شروع میں (تھ) کا استعمال چند حکائی

لفظوں میں ہوتا ہے۔ لفظ کے درمیان اور آخر میں اس آواز کا استعمال زیادہ نہیں ہوا۔ دکھنی میں اصل (تھ) سے بنا ہوا کوئی خالص لفظ نہیں ملتا۔

(۲) تَ ← تھَ (دو مصوتوں کے درمیان)

موتھیاں کی مالا بکھراتی ہوئی جا (کہانی سات بھائیوں کی)

(۳) ٹھ ← تھ ہندی میں لفظ کے شروع کے (ٹھ) کو (تھ) میں بدلنے کا رجحان قدیم زمانے سے موجود ہے۔ مرہٹی اور دکھنی میں ابتدائی (تھ) (ٹھ) ہی قائم رہتا ہے۔

مرہٹی	دکھنی	ہندی
تھنڈ	تھنڈ	ٹھنڈ
تھاٹ	ٹھاٹ	ٹھاٹ
تھڈی	تھڈی	ٹھڈّی

(۴) قدیم ہند آریائی (ست) ← تھ۔

یہ تبدیلی وسطی ہند آریائی ہی میں ہو چکی تھی[1] ہندی کے چند الفاظ کی ابتدا میں (ستھ) سے بدلتا ہے مثلاً:۔

کل سے دیتے تھانباں آپ پر سرج (کلیات م ۔ ق ۔ ق) (تھانبھا ← ستمبھ)

(۵) قدیم ہند آریائی (ستھ) ← (تھ)

پراکرت میں یہ تبدیلی کئی لفظوں میں دکھائی دیتی ہے۔ دکنی میں لفظ کے شروع کا (ستھ) بنتا ہے جب کہ ہندی میں یہ جزوی صورت (تھ) سے بدلتا ہے۔

---

[1] ہیم چندر ۔ پراکرت ویاکرن ۔ ۲ ۔ ۴۵، ۴۶، ۴۷ ۔

[2] وررچی پراکرت پرکاش ۳ ۔ ۱۳

ٹُوٹے چرخ کا تھاٹ باندیا تو ہی (گلشنِ عشق)

(تھاٹ ے سُتھاتر، چھپر یا کھپرل کا ڈھانچا)

تھن اپنا پر سوُجھے کو ہے (ارشاد نامہ) (تھن ے ستھان = جگہ)

(۱۱۳) دَھ (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا۔

(ابتدا) سرگ مرت پاتال ہر یک دھرا (ابراہیم نامہ)

(درمیان) اِدھر کوں لال تجے کر (پھول بن)

(آخر) یہاں جن اندھا وہاں بھی ہوے (ارشاد نامہ) (اندھا ے اندھ+ک)

(۲) وسطی ہند آریائی میں اصل (دَھ) کے علاوہ دڈھ، گدھ، بدھ اور دھر (دَھ) میں تبدیل ہوا[1]۔

(ابتدا) اہے دھُودھ (ابراہیم نامہ) (دھودھ ے دُگدھ)

(درمیان) گیان دیپک جس مندھر نا ہے (ارشاد نامہ) (مندھر ے مندر)

(آخر) وندھا دِل دھریا شاہی (کلیاتِ شاہی) (وندھا ے دھندا)

(۱۱۴) پھ- (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا اصل (پھ)

(ابتدا) عبارت بھی یو عشق کا پھُول ہے (گلشنِ عشق) (پھول ے پھُلّ)

کر پھول نیت صدق پھل سو طبع (ابراہیم نامہ)

(۲) دیسی بولی کے لفظوں سے آیا ہوا۔

پھوپٹ کا ہے سوال جواب (ارشاد نامہ)

(۳) قدیم ہند آریائی کا (پ) مابعد الیہ مصمتے کے اثر سے (پھ) بنتا ہے

---

[1] جرنل بلاک - ۱۲ عر، ۱۶۲

کنول کے پھکنڑیاں جیسے ہات (کلیات م-ق-ق) (پھنکڑی ← پنکھڑی ← پکش + ڑی)

پھنلڑیاں جھمکاو بجلیاں جوں (کلیات م-ق-ق)

(۴) (ہ) کی تقلیب کے رجحان کے اسباب۔

پھیلے تن کا لاسنگ۔۔ (ارشاد نامہ) (پھیلے ← پہلے)

(۵) قدیم ہند آریائی سپہ ← پھ۔

وچھوٹتے تھے ہو کر پھولاں کے پھانٹے (گلشن عشق) (پھانٹا ← پھٹ ← سپھنٹ = شاخ)

(۶) عربی / فارسی۔ ف ← پھ۔

عام بول چال میں عربی / فارسی کا ف ' (پھ) بولا جاتا ہے۔

اُنو پھرما ← اپن گھر چلیں گے (بول چال حیدرآباد) (پھرمانا ← فرمانا)

(۱۱۵) بھ (۱) قدیم ہند آریائی ۔۔ آیا ہوا۔

(ابتدا) بھجنگ کے من بھایا ہے (کلیات شاہی)

(درمیاں) جیسے نوں مگر بالے الجھی ان (ارشاد نامہ)

(۲) وسطی ہند آریائی میں سنسکرت کے مندرجہ ذیل جڑواں مصمتے ( )

میں تبدیل ہوئے۔ --( ) ( ) ( ) ( ) ( )۔ دکھنی میں وسطی ہند

سے آیا ہوا (بھ) کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔

(۳) دکھنی کے اپنے رجحان کے مطابق (ب) کے بعد آنے والا (ہ)

ماقبل حرف میں حذف ہوتا ہے جس سے (ب) ' (بھ) میں تبدیل ہوتا ہے۔

بھول پڑے تج بھوتیک انگ (ارشاد نامہ) (بھوتیک ← بہت + ایک)

نکالتا ہے جیوں نے نے آواز بھار (گلشن عشق) (بھار ← باہر)

بھوبیٹے کو پالنی تھی دکمائی اشرفیاں کی مالا) (بھؤ > بھو)

(۴) ب > بھ - ہائیہ مصمتے کے اثر سے۔

بیادوں بھیک کا دیکھنا بیک (ارشادنامہ) (بھیک > بیکھ > ویکھ > ویکش)

مغنون حروف

(۱۱۶) قدیم ہند آریائی میں (ङ) مَ ، ن (ञ) اور نَ مغنون وقفیہ مصمتے مانے جاتے تھے۔ جہاں تک نَ اور ڑ کا تعلق ہے۔ یہ تینوں مغنون حروف سنسکرت میں کبھی مستقل صورتوں میں استعمال نہیں ہوئے صرف نَ اور مَ یہ دو مغنون حروف، مستقل صورتوں میں مصوتے کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ سنسکرت لفظوں میں جب انسوار (ں) کے بعد کوئی وقفیہ مصمتہ آتا ہے تو اس مصمتے کے حرف کا پانچواں حرف (ن) کا قائم مقام ہوتا ہے[۱]۔ (نَ) اور (مَ) کا استعمال مستقل صورت میں بھی ہوتا ہے اور اس قاعدے کے مطابق (ن) کی تبدیلی سے بھی یہ دونوں مغنون حروف حاصل ہوتے ہیں (نَ) اور (مَ) کے علاوہ اسی قاعدے کے بموجب (ञ) (ङ) اور (ण) حرفوں میں تبدیل ہوتے ہیں۔ جب کبھی نون مغنون حرف میں تبدیل ہوتا ہے تو مغنون حرف ساکن ہوتا ہے اور اس کا میل ملاپ بے مصوتہ مصمتے کی طرح حرف کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ (ञ) اور (ङ) مہاداشٹری اور تنو رینی میں محذوف ہو گئے۔ کچھ پراکرتوں میں آخری (ङ) محفوظ رہا۔ مشرقی ہندی میں (ائی) ای کے بعد یہ (ङ) کی آواز سنائی دیتی ہے[۲]۔ سنسکرت میں کلمے کے آخر (مَ) تعلیل (سندھی) کے قاعدے کے مطابق

---

[۱] پانینی - اشٹا دھیائی ۸ - ۴ - ۵۸ [۲] ... - کمپیریٹو گرامر آف دی ماڈرن لنگویجز ۱۷ - ۱۱ -

کبھی (م) رہتا ہے اور کبھی (س) کی شکل اختیار کرتا ہے اور کئی جگہ انسوار بن جاتا ہے۔ دکھنی میں (نَ) اور (مَ) مستقل اور مصوّتے کے ساتھ اور (ںِ) مصوّتے کے بعد اور مصمتے سے پہلے بغیر مصوّتے کے استعمال ہوتا ہے۔ (آخر) اور (نْ) کا استعمال نہیں ہوتا۔ دکھنی کے مغنون حرفوں کا ارتقائی عمل اس طرح ہے:۔

(۱۱۷) (ںِ) قدیم ہند آریائی اور وسطی ہند آریائی سے آیا ہوا انسوار (ںِ) میں تبدیل ہوتا ہے۔

جبرئیل انگے آکر وہاں سوں ۔ (معراج العاشقین) (انگے = آگے)

کنگال کے گھر بی ہوئے کنگال (من لگن)

اُڈ بھنگے پن میں پڑکو مردار آیا دیکھو (سلیمان خطیب)

(۱۱۸) (نَ) (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا مصوّتہ:۔

(ابتدا) نٹ گائنے ناٹک سال سب (کلیات م۔ق۔ق) (ناٹک سال = ناٹک شال)

(درمیان) آگے بڈ نیچ نندلی دکسانی صبر یا شاہ کی)

(آخر) نیرے نور ہے تو نچ دیپے نین (گلشن عشق)

دسن کوں کیوں کہوں ... (پھول بن) (دسن = دشن)

(۲) عربی / فارسی ن = نَ

(ابتدا) سکھیاں پر بھی ہے ناظر (ارشاد نامہ)

(درمیان) پاک دیٹھا منزہ نور (ارشاد نامہ)

(آخر) توں ہر خوب دیپک کوں روغن دیا (گلشن عشق)

(۳) قدیم ہند آریائی نَ > نَ۔ وسطی ہند آریائی میں پیشانی کو چھوڑکر

دوسری پراکرتوں میں اصل (نَ) کو (ڻَ) ادا کرنے کا رجحان تھا۔ اپ بھرنش میں وسطی ہند آریائی کا ابتدائی (ڻَ)، (نَ) میں تبدیل ہوا لیکن لفظ کا درمیانی (ڻ) محفوظ رہا۔ پیشاچی میں دوسری پراکرتوں کے خلاف (ڻَ) کی جگہ اکثر (نَ) کا استعمال ہوتا ہے۔ مغربی اور مشرقی ہندی میں قدیم ہند آریائی کے (ڻَ) کی جگہ (نَ) ادا ہوتا ہے بنگالی اور آسامی میں یہی رجحان پایا جاتا ہے، مگر لہندا، پنجابی، سندھی، راجستھانی، گجراتی، مرہٹی اور اُڑیا میں (ڻَ) کا تلفظ (ڻَ) ہوتا ہے[1]۔ برج بھاشا کی طرح دکھنی میں بھی (ڻَ) کا یکسر فقدان ہے۔ ممکن ہے۔ قدیم دکھنی میں راجستھانی اور پنجابی کے اثر سے (ڻ) سے ملا ہوا تلفظ رہا ہو، مگر فارسی رسم خط میں (ڻ) کے لیے کوئی مستقل علامت نہیں ہے لہٰذا دکھنی ادب میں (ڻ) سے ملا ہوا تلفظ محفوظ نہیں ہے۔ کنڑی اور مرہٹی علاقے کے لوگ دکھنی بولتے وقت کچھ موقعوں پر (ڻ) کا تلفظ کرتے ہیں، لیکن دکھنی کے بڑے علاقے میں اِس آواز کا تلفظ مطلق نہیں ہوتا (ن) کی نسبت دکھنی نے مشرقی اور مغربی ہندی کا اثر قبول کیا ہے۔ فارسی رسم خط میں (ڻ) کے لیے مستقل علامت نہیں ہے، اس وجہ سے بھی دکھنی نے (ڻ) کو قبول کیا ہے۔ مثالیں اس طرح ہیں:۔

چند پُونم سا ہو بیٹھا (ارشاد نامہ) (پُونم ۔ پُورنیما)

(آخر) دِسے سمپورن ہر ایک دھات (ارشاد نامہ) (سمپُورن ۔ سمپورن)

حرص کے کان سوں غیرن سنا سو (معراج العاشقین) (کان ۔ کرن)

سگُن کا کاٹ دینا (معراج العاشقین) (سگُن ۔ سگُڻ)

نرگُن ہوا تو شفا پاوے گا (معراج العاشقین) (نرگُن ۔ نرگُن)

(۴) اُنسوار (ں) کی تبدیل شدہ شکل ساکن (نون) قدیم ہند آریائی میں

---

[1] چیٹرجی۔ اوریجن اینڈ ڈیولپ منٹ بنگالی لنگویج ۲۸۶-۵۲۵

(ت) کے سلسلے والے حرفوں سے پہلے انسوار میں تبدیل ہوتا تھا۔ کھڑی بولی کے مانند دکھنی میں بھی تت سم "تدبھو" اور دیسی کے لفظوں میں (ج کا سلسلہ) اور (ت کے سلسلے والے حرفوں سے پہلے انسوار بغیر مصوتے کے نون میں تبدیل ہوتا ہے (ج کے سلسلے والے حرفوں سے پہلے) کوئی کلاں تا دسوں جو دھر کنچی پاری نچاوے (کلیات م-ق-ق)

(ج کے سلسلے والے حرفوں سے پہلے) کر چھوڑے یوں جنجال (ارشاد نامہ)

(") سمدو یک آکاس کے انجو ہیں (مں لگن) (انجو = اشرو)

(") میٹھے کئی نیر کے چشمے میتی بھریا ہے منجل (کلیات شاہی) (تلگو واحد منج جمع منجل)

(ٹ کے سلسلے والے حرفوں سے پہلے) ٹھنڈ ناک سوں تھرا کی اُڈی نا لینا سو (معراج العاشقین)

(") متاں سوں تھارو پا کھنڈیاں سوں سونا (پھول بن)

(") جدھر ہنڈی ڈوئی (کہاوت)

(ت کے سلسلے والے حرف سے پہلے) (تت سم) ہر یک اپنے اپنے چھید (ارشاد نامہ)

(") (تدبھو) جید یونم سا ہو بیٹھا (ارشاد نامہ)

(۵) ان تتھ اور او شم (ش، ٹ، س، ہ) حرفوں سے پہلے انسوار کچھ لفظوں میں (ن) میں تبدیل ہوتا ہے۔

جیوں رات کوں سبی کو بھلی لگے (سب رس) (سبنی = بنشی)

(۶) عربی یا فارسی سے آیا ہوا بغیر مصوتے کا (ن)

الٰہی زبان [illegible] (ابراہیم نامہ)

بن [illegible] (سب رس)

(۱۱۹) مَ (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا (مَ)

(ابتدا) من کے لوچن انتر چھید (ارشاد نامہ)

لگیا کانوں کوں مُدرے ہور چکر لے (پھول بن)

(درمیان) کے سُک سماد ند را گر (ارشاد نامہ) (سماد ‹ سمادھی)

(آخر) یوں دیک اپنا اُتم بول (ارشاد نامہ)

(۲) عربی/فارسی سے آیا ہوا (م)

(ابتدا) دھیا میں مذبذب اس ساتھ جوڑ (گلشن عشق)

(درمیان) گلابی پھول پر دعوا لگیا کرنے سمن بیتی (کلیات شاہی)

(آخر) خدا کا کلام تا سُنا سو (معراج العاشقین)

(۳) قدیم ہند آریائی وَ سے دکھنی مَ - اس قسم کی تبدیلی دراوڑی زبانوں میں بھی پائی جاتی ہے - ملیالم میں (وَ) (مَ) میں تبدیل ہوتا ہے - تامل کا (وَ) بھی ملیالم میں (مَ) بنتا ہے - ہندی کی کچھ بولیوں میں آخری (وَ) (مَ) کی شکل اختیار کرتا ہے یُو پنڈکوں پر تھمی بچھانے (من لگن) (پر تھمی ‹ پرتھوی)

(۴) سنسکرت لفظوں میں پوَرگ (پَ کا سلسلہ) سے پہلے انُسوار (مَ) میں تبدیل ہوتا ہے - دکھنی میں اس تبدیلی کی مثالیں حسب ذیل ہیں :-

امب کے ظرف میں صنعت سوں (کلیات شاہی) (امّب ‹ انّب)

دیکھو اچھمبا لگیا ہے بھوبن (کلیات شاہی) (اچھمبا ‹ اچھنبا)

(۵) عربی/فارسی سے آیا ہوا بغیر مصوتے کا (م)

... پہچانت کسی پیمبر تھا ہوا (معراج العاشقین)

(۱۲۰) ویدک زبان میں مصوتوں کا مغنون تلفظ ہوتا تھا اور انسوار (نؔ) کا بھی مستقل طور پر استعمال ہوتا تھا۔ سنسکرت، پراکرت اور وہاں سے جدید ہند آریائی زبانوں کو مغنون مصوّتے حاصل ہوئے۔ سنسکرت لفظوں میں وقفیہ مصمتے سے پہلے کے مصوتے کی غنّے کی شکل مغنوں مصمتوں میں تبدیل ہوتی تھی۔ ان تشتحہ اور اوشم حرفوں سے پہلے انسوار اپنی اصلی حالت میں موجود رہتا تھا۔ وسطی ہند آریائی میں مذکورۂ بالا حروف سے پہلے بھی غنّہ (نؔ) میں تبدیل ہونے لگا۔ جدید ہند آریائی میں یہ تبدیلی تکمیل کو پہنچی۔

ویدک زبان اور قدیم سنسکرت میں ہر ایک مصوتہ مغنون اور بلا غنہ ہوتا تھا اس قسم کا فرق مابعد کے تو اعد دانوں کے علم میں تھا لیکن لکھتے وقت مغنون مصوتوں کے لیے استعمال ہونے والی لکھاوٹ کی علامت پانی نیؔ کے زمانے ہی میں غائب ہو چکی تھی۔ اس وقت آدھے نون اور غنّے کو ظاہر کرنے کے لیے چندر بندو (ں) یعنی چاند نما نشانی کا استعمال کرتے ہیں۔ ویدک زبان میں مغنون طویل مصوتے کا جو تلفظ تھا اُسے آج بھی وید پڑھنے والے چندر بندو ادا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سنیتی کمار چیٹرجی کی رائے میں غنّے کا تلفظ اس وقت تک ادا نہیں ہوتا جب تک مصوّتے کی ادا میں مغنونیت موجود ہو[۱]۔

دراوڑی خاندان کی زبانوں میں مصوّتوں کی مغنونیت نہیں پائی جاتی آج کل کی آریائی زبانوں میں انسوار اور آدھے نون کا تلفظ جس طرح ہوتا ہے دراوڑی زبانوں میں ویسا نہیں ہے۔ دراوڑی زبانوں میں انسوار کی علامت

---

[۱] چیٹرجی اور جن اینڈ ڈیویلپمینٹ آف بنگالی لانگویج۔ ۱۹۲۶ء ص ۱۳۰ اور ۱۷۵ ص ۳۵۰

مستعمل ہے اُس کا تلفظ یا تو ڈنگ (حرفوں کا سلسلہ) کے پانچویں حرف کی طرح ہوتا ہے۔ یا میم کے مانند۔ تلگو میں اُنسوار کا تلفظ 'وتفیہ حرفوں کو چھوڑ کر دوسرے مصمتوں سے پہلے سنسکرت کے کلموں کے آخر میں آنے والی میم کی طرح ہوتا ہے۔

مرہٹی، ہندی اور دوسری زبانوں میں اس وقت دو قسم کے اُنسوار رائج ہیں۔ ہندی میں سہولت کے لیے پہلی قسم کے اُنسوار کو اُنسوار اور دوسری قسم کے اُنسوار کو آدھا اُنسوار یا چندر بندو کہتے ہیں۔ اُنسوار سے متعلقہ مصوّتے کو چھوڑ کر مابعدی مصمتے سے پہلے ادا ہوتا ہے، لیکن آدھا انسوار اپنے مصوّتے کو مغنون بناتا ہے۔ مغنونیت یا آدھے انسوار کا مابعد والے حرف کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ سنسکرت میں جس طرح اُنسوار ادا ہوتا ہے ویسا مشرقی ہندی میں ادا نہیں ہوتا۔ مرہٹی میں بھی انسوار کی دونوں شکلوں کا چلن ہے، لیکن آدھے اُنسوار کا تلفظ آہستہ آہستہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ قدیم مرہٹی میں جہاں آخری مصوّتے کا تلفظ غنّے کے ساتھ ہوتا ہے، وہاں لکھاوٹ کی علامت موجود رہتے ہوئے بھی تلفظ غیر مغنون کیا جاتا ہے[۱]۔

دکھنی میں انسوار کے مغنون حرفوں میں تبدیل ہونے کی مثالیں دی جا چکی ہیں۔ دراصل دکھنی کا رجحان انسوار کی جگہ مصوّتے کو مغنون کرنے کی طرف ہے قدیم ہند آریائی اور وسطی ہند آریائی میں جہاں مغنون حرف انسوار ادا ہوتا ہے دکھنی میں انہی مقاموں پر حرف انسوار سے پہلے والا مصوّتہ مغنون بنتا ہے۔ فارسی میں اِس مغنونیت کا اظہار چندر بندو کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ ہارن لی۔ ۲۳ ص ۲۷۔

کچھ تت سم لفظوں کو چھوڑ کر یہ رجحان سبھی جگہ پایا جاتا ہے۔ جب انسوار کی جگہ مصوّتے کو مغنون کیا جاتا ہے تو "تکملے" کی صورت میں مصوتہ طویل بنتا ہے بعض لفظوں میں مذکورہ صورت میں مصوتہ طویل نہیں بنتا۔ ایک مصنف ایک ہی مصوّتے کو دو طرح سے لکھتا ہے، لیکن وہ "تکملے" کے نتیجے کے طور پر غنّہ دار مصوتے کو کہیں طویل لکھتا ہے اور کہیں قصیر: —

(۱) انسوار ← مغنونیت۔ "تکملے" کی صورت میں مصوتے کا طویل ہونا۔

(کو ڑگ سے پہلے) رکھیا اس سر اوپر آنکس چندر کا (کلیات م ق۔ق) (آنکس ← ان کش)

چلیا نیشا بچھو کی ہو کے ڈانکیاں (پھول بن) (ڈانک ← ڈنک)

گرچہ لعؤسوں سب آنگ خالی (پھول بن) (آنگ ← انگ)

(چوڑگ سے پہلے) منہ پو آنچل ڈال کو (بول چال) (آنچل ← انچل)

لون چیت مون ڈنت۔ (خوش نامہ) (لون چیت ← لن چیت)

(کو رگ سے پہلے) کانٹا چھانٹا سب وصول (ارشاد نامہ) (کانٹا ← کنٹک)

ٹو رگ، سنوں میں گھانٹے سنتے آوازوں (گلشن عشق) (گھانٹا ← گھنٹا)

(توڑگ سے پہلے) دیو کالکھے چاند انیت (ارشاد نامہ) (چاند ← چندر)

(پوڑگ) کل سے دِسنے تھانباں اور چند سورج (کلیات م۔ق۔ق) (تھانب ← ستمبھ)

کچھ ایسی مثالیں ہیں جن میں غنّے کے سبب "تکملے" کی صورت میں مغنون مصوتہ طویل نہیں ہوتا۔

(کوڑگ سے پہلے) کرسی حرش تج گھر انگن (کلیات م۔ں۔ق) (آنگن ← انگن)

(چوڑگ سے پہلے) کلبو کھر امیسوں کنچن (کلیات شاہی) (کنچن ← کنچن)

(ڈورنگ سے پہلے) کے سنڈ پھانس میں دشمن نت سنپیڑتا (کلیات م-ق-ق) (سنڈ ے تنڈ)

ڈورنگ سے پہلے) جیسے کُندن پر تنگ حرطے (کلیات شاہی) (کنّدن ے کُندن)

(دوسشم حرف (سَ، شَ، ہَ) سے پہلے) ہنس چال سے پیا نے

(کلیات شاہی) (ہنّس ے ہنس)

(۲) اوسشم حرف کے پہلے (آ) کو انسنوار سے بدلنے کے سبب جب مغنونیت
میں تبدیل کیا جاتا ہے تو سَ، شَ، ہَ سے قبل (آ) (او) سے بدل جاتا ہے۔
مرہٹی میں بھی یہ تبدیلی پائی جاتی ہے مثلاً:-

اُسی کے عشق سے سونْ سار تر جگ کا بھرا یا ہے (کلیات شاہی) (سوں سار ے سن سار)

سب کائنات پن بھی سون یار (ارشاد نامہ) (سون ہار ے سنسار)

(۳) مغنونیت۔ سنسکرت کے جن لفظوں کے آخر میں (من) آتا ہے اُن کی (مَ)
کو (وَ) میں تبدیل کرتے ہیں اور (نَ) اپنے ماقبل مصوتے (ا) کو مغنون بنا کر
محذوف ہو جاتا ہے۔ جہاں کلمے کے آخر میں حرف (مَ) استعمال ہوتا ہے،
وہاں (مَ)، (وَ) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اِن دونوں صورتوں میں یعنی (وَ)
خواہ (وَ) رہے یا (ون) کبھی کبھی اسم کے پہلے مصمتے کا مصوتہ مغنون ہوتا ہے بعض
لفظوں میں ہوتا ہی نہیں، ایک ہی مصنف دونوں قسم کے الفاظ استعمال
کرتا ہے دکھنی میں اس کی مثالیں:-

(کلمے کے آخر میں) تو روح ہے سہی ناؤں (ارشاد نامہ) (ناؤں ے نامن)

تس ناؤں سو علی ہے (کلیات شاہی)

پن کلا تجے یکٹا --- ٹھاؤں (ارشاد نامہ) (ٹھاؤں ے گھامن)

کنوّل چندر کے رشکوں سوں (کلیات شاہی) (کنوّل ے کمل)

(۴) اوشم حرف سے پہلے مصوتے کی مغنونیت کا رحجان پایا جاتا ہے۔

گر آگ کوں گھانس، باگ کوں مانس (من لگن) (گھانس ے گھاس)

امید کی برسانت کا جھڑ پر (کلیات م-ق-ق) (برسانت ے برسات)

(۵) کچھ لفظوں میں طویل (ای) کو لفظ کے درمیان مغنون ادا کیا جاتا ہے۔

ایس تے بینچ نا مائی ملاتی (پھول بن) (بینچ ے بیچ)

(۶) کچھ لفظوں میں انسوار کی زیادت Coming of Letters ہے۔

پیٹھنے بینت تینوں کنتھے کھولتے (قطب مشتری) (کنتھا ے کتھا)

(۷) فارسی کے انسوار کی مغنونیت: —

یہ ہے گونگے کیری دہات (ارشاد نامہ) (گونگا ے گنگ)

(۸) فارسی مغنونیت = دکھنی مغنونیت۔

انوں کوں نیش کتے زباں ور . . (سب رس)

اس بات تے پیلا ڈبے چوں بے جگوں (سب رس)

(۹) کچھ لفظوں میں غنے کا حذف۔

قدیم ہند آریائی سے آئے ہوئے (س) کے بعد غنہ محذوف ہوتا ہے۔

دسے سیورن ہر ایک دہات (ارشاد نامہ) (سیورن ے سمیورن)

سی ہاسن بچھا بیٹھ دکھن دھرن (ارشاد نامہ) (سی ہاسن ے سن ہاسن)

(۱۰) کچھ لفظوں میں (س) سے پہلے اصل غنہ محذوف ہوتا ہے۔

آگ کوں گھانس، باگ کوں ماس (من لگن) (ماس ے مانس)

(۱۱) تقلیب۔

کچھ لفظوں میں اصل غنہ ماقبل مصمتے کے ساتھ جڑتا ہے۔

کے جیوں دھرتے ہیں پنگڑیاں پوماں باپ (پھول بن) (پنگڑا ← پؤ گنڈ)

ان تشخیصے (ی، ر، ل، و)

(۱۲۱) ی-(۱) مشرقی ہندی، پنجابی اور اُڑیا میں (ی)، (ج) میں تبدیل ہوتا ہے۔ مغربی ہندی میں (ی) کا یہ تغیّر تھوڑے لفظوں میں ہوتا ہے۔ مرھٹی گجراتی اور سندھی میں اس قسم کا رجحان بہت کم ہے پوربی اثر سے ویدمنتروں تک میں (ی) کی جگہ (ج) کا تلفظ قدیم زمانے سے رائج ہے دکھنی میں جو الفاظ مشرقی ہندی سے آئے ہیں۔ اُن میں (ی) کی جگہ (ج) ادا ہوتا ہے، لیکن عام طور پر (ی) کی جگہ (ی) اور (ج) کی جگہ (ج) اس کا تلفظ ادا کیا جاتا ہے۔ دکھنی میں اصل (ی) کا استعمال بہت کم ہوا ہے لہریے (Glide، کی صورت میں (ی) کا استعمال ہوتا ہے۔ تت سم اور تدبھو لفظوں میں (ی) شروع میں نہیں آتا۔

ی کا ارتقائی عمل حسب ذیل ہے: —

(درمیان) پن اکاس کا بینگا جلنے (سکھ سمیلا) (بینگا ← ویڈگ)

(آخر)-۱ اماں میا محمد قطب پر (کلیات م-ف-ق) (میا ← مایا = محبت)

سکھ ہے تو نظر ایں میا کی (من لگن)

(۲) عربی / فارسی ی = ی-

(ابتدا) اجل تے جوڑ ہوا کر بنی ہے تجہ سوں مج یاری (کلیات م-ق-ف)

(درمیان) . . ممکن کا مشاہدہ قائم کرنا (معراج العاشقین)
(آخر) ظاہر خدا کا سایہ کہتے (سب رس)

(۱۲۲) ڑ - قدیم ہند دراوڑی زبانوں میں پہلے (ڑ) موجود نہیں تھا سنسکرت کے تت سم لفظوں میں اس آواز کا استعمال کیا جاتا ہے اور جب کبھی قدیم ہند آریائی (ڑ) تامل میں ادا ہوتا ہے تو اُس کے پہلے (اِی) یا (اَ) جوڑ دیتے ہیں۔ تامل میں قدیم ہند آریائی کا (ڑ) نہیں ہے، لیکن اس میں (ڑ) کی دو اور آوازیں موجود ہیں، جن کا تلفظ نسبتہً سخت ہوتا ہے (ڑ) کا تلفظ (ڑ) سے ملتا جلتا ہوتا ہے تلگو اور کنڑی میں سخت (ڑ) کا تلفظ تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ تلگو میں سخت (ڑ) کی جگہ (ڈ) اور کنڑی میں ل (ڑ) ادا ہوتا ہے۔ حالیہ تامل میں (ڑ) کو نرم بنانے کا رجحان دکھائی دیتا ہے۔ موجودہ ہندوستان کی آریائی زبانوں میں (ڑ) اور (ل) کی حیثیت دراوڑی زبانوں سے ملتی جلتی ہے۔ کالڈویل کی رائے میں (ڑ) (ل) کی بہ نسبت زیادہ قدیم ہے[1]۔ دراوڑی زبانوں میں مستعمل (کار) (کالا) لفظ سنسکرت کے کال (کالا) لفظ سے قدیم ہے سبھی تمل زبانوں میں (کار) کے معنی کالا ہے۔ اس کی تائید میں (کرشن) لفظ درج کیا گیا ہے۔ کالڈویل کی رائے میں (کر) دراوڑی (کار) سے نکلا ہے۔ تامل اور ملیالم میں کئی مقامات پر (ر) کی جگہ (ل) ادا ہوتا ہے۔ یہ تغیر ابتدائی حرف میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ جیسے سنسکرت رکشی = تامل اِلچھی[2]۔ اسی طرح دراوڑی زبانوں میں (ل) (ڑ) میں بھی تبدیل ہوتا ہے۔ تُل زبان میں آخری (ل) کا

---

[1] کالڈویل۔ کمپیریٹو گرامر آف ڈراوڈین لنگویجیز ص ۵۶ [2] ہارن لی ۱۶ ص ۱۶

تلفظ (ڑ) کیا جاتا ہے۔ وسطِ ایشیا کی متعدد زبانوں میں (ل) کی جگہ (ڑ) بولا جاتا ہے۔ ژند میں (ل) نہیں تھا۔ اس کی جگہ (ڑ) کا استعمال تھا۔ جہاں تک موجودہ ہند آریائی زبانوں کا تعلق ہے اودھ سے لے کر بنگال تک (ل) کی جگہ (ڑ) بولا جاتا ہے۔ سندھی میں لفظ کی ابتدا ہی میں نہیں بلکہ دوسری جگہ بھی (ل) (ڑ) بنتا ہے۔ وسطی ہند آریائی میں مہاراشٹری کو چھوڑ کر سبھی پراکرتوں میں (ڑ) (ل) بن گیا ہے[1] یہ رجحان سنسکرت میں بھی پایا جاتا ہے سنسکرت کے متعدد لفظوں میں (ڑ) کی جگہ (ل) اور (ل) کی جگہ (ڑ) کا استعمال ہوا ہے۔

دکھنی میں (ڑ) کی جگہ (ل) ادا نہیں ہوتا "ل" اور "ڑ" دونوں محفوظ ہیں لیکن کئی لفظ ایسے ہیں جن میں (ل) کا (ڑ) سے بدلنا معلوم ہوتا ہے (ڑ) کا ارتقا اس طرح ہوا ہے —

قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا اصل (ڑ)

(ابتدا) بھاس ابھاس رنگ روپ (ارشاد نامہ)

پسر داج مارگ پڑے دور آہ (کلیات شاہی)

(درمیان) تب کہاں رہتا وہی سروپ (ارشاد نامہ)

(آخر) سرگ ترت پاتال ہر ایک وھرا (ابراہیم نامہ)

بلاتسہیل (ستور بھگتی) قدیم ہند آریائی کا بجز مصوتہ (ڑ)

کوئی کرتا ہے کرپا تو بھی (ارشاد نامہ)

۲۔ عربی فارسی سے آئی ہوئی ل = ڑ

---

[1] پاسانی۔ پریٹو گرامر آف موڈرن سنسکرت ۱۲ ص ۱۲۔

(ابتدا) رحمت کر چک میرے دھپر (ارشاد نامہ)

(درمیان) دوسرا باب طریقت . (معراج العاشقین)

ذری کسبت سراپا کرشرح . . . (کلیات شاہی)

(آخر) گڈرے پر عبیر لادے یا صندل ۔ . (معراج العاشقین)

کبھی منقار سوں کلیاں ڈھنڈوے (پھول بن)

(۲) عربی / فارسی غیر مصوتہ (لہ)

عنب کے ظرف سے صنعت (کلیات شاہی)

(۳) قدیم ہند آریائی - لہ > لہ -

امرت کے بجائے یک ہوا ہے (ارشاد نامہ) (امرت > امہرت)

بن رُت آسے ہیں بار دسب رس) (رُت > رہُت)

(۴) ڈھ > لہ - مشرقی ہندی میں (ڈ) (ڑ) تبدیل ہوتا ہے - برج بھاشا میں بھی اسی طرح کا تغیر موجود ہے۔

دکھنی میں (ڈھ) کا تلفظ (ڈھ) کیا جاتا ہے لیکن کچھ لفظوں میں اس کی تبدیلی (لہ) میں بھی ہوتی ہے۔

(درمیان) یو کھرگ ہے اژدھا کی زبان (گلشن عشق) (کھرگ > کھڑگ > کھڈگ)

(آخر) بدل جوڑے میں کیورے پھنکڑیاں جھمکا و (کلیات م. ق. ق) (جوڑا > جوڑا - کیوڑا > کیوڑا)

(۵) ل > لہ - قدیم ہند آریائی کے آخری زمانے میں بعض علاقوں میں (لہ) کی جگہ (ل) کا اور کہیں (ل) کی جگہ (لہ) کا تلفظ ہونے لگا تھا - اگدھی کو چھوڑ کر باقی پراکرتوں میں (ل)، (لہ) میں تبدیل ہوا۔ برج بھاشا میں (ل) کی

ملہ نسیم حیدر - پراکرت دیا کرن - ۱۹۵۵ء

جگہ (ڑ) کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔ سندھی میں بھی یہی رجحان ہے دکھنی میں کھڑی بولی کی طرح (ڑ) اور (ل) کا فرق موزونیت کے ساتھ موجود ہے، جو لفظ برج بھاشا سے آئے ہیں ان میں اِس قسم کا تلفظ ہوتا ہے۔

جوں کے ہلد چونے کے ٹھار (ارشاد نامہ) (ٹھارے سنھل)

نزوار نزرے بات کی۔۔۔ (کلیات شاہی) (نزوارے تلوار)

دُک اپنے دل کے لھوسوں واں نِکاروں (نِکاروں ے نِکالوں)

(۱۲۳) ل۔ ماہرینِ لسانیات کی یہ رائے ہے کہ قدیم آریائی زبان میں اسنانی حروف نہیں تھے۔ جب آریوں کا دوسری زبانوں سے قُرب ہوا تو انھوں نے اسنانی آوازوں کو اپنی زبان میں شامل کیا۔ ہندوستان میں داخل ہونے کے بعد ہند آریائی زبان نے اسنانی آوازوں کو قبول کرنے کے باوجود اپنی لسان حنکی آوازوں کو ترک نہیں کیا۔ جیسا کہ قدیم آریائی زبان کی کئی شاخوں نے یورپ اور ایشیا میں کیا ہے گو ہند آریائی زبانوں نے اسنانی اور لسان حنکی دونوں قسم کی آوازوں کا مناسب استعمال کیا ہے تاہم کئی وجوہ سے کہیں اسنانی حرف کی جگہ لسان حنکی اور لسان حنکی حرف کی جگہ اسنانی حرفوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ لسان حنکی اور اسنانی حروف کا استعمال متبادل ہوتا ہے۔ ہند آریائی زبانوں میں اسنانی حرفوں کی فوقیت قائم ہوئی اور کچھ میں لسان حنکی آوازیں غیر متبدل رہیں۔ لسان حنکی آوازوں کا (ل) میں بدلنا اس بات کی دلیل ہے۔ تلاب (تڑاگ) چیلا چیٹک وغیرہ ہندی کے الفاظ اس کی مثالیں ہیں۔ (ڑ) اور (ل) کا متبادل طور پر استعمال ہونا اِس بات کی دلیل ہے کہ لسانِ حنکی آوازیں اسنانی بنتی ہیں (ل) کو (ٹ) میں تبدیل کرنے کا طریقہ اسنانی آوازوں کو لسان حنکی

---

[۱] دھریندر ورما۔ برج بھاشا۔ ۱۰۹ ص ۴۴۔

بنانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اڑیا اور گجراتی میں (ل) اور (ل) کا فرق واضح نہیں ہے۔ کئی مقامات پر ان دونوں حرفوں کا اختلاف شبہ پیدا کرتا ہے۔ پنجابی میں اس قسم کے شبہ کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔ دکھنی میں (ل) کے ارتقا کا عمل اس طرح ہوتا ہے :—

(۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا (ل)

(ابتدا) من کے لوچن انتر چھید (ارشاد نامہ)

(درمیان) ہے جیسا بالک بھاو (ارشاد نامہ)

(آخر) اچلا او پر تل پاؤں کے تھر نیں ہلتے کدھیں (کلیات شاہی)

(۲) عربی / فارسی۔ (ل) = ل

(ابتدا) عشق کی بیٹی لطافت کی بی بی (سب رس)

(درمیان) پیغمبر کہے سو معلوم کرنا (معراج العاشقین)

(آخر) ذکر خفی کے محل میں ۔۔۔۔ (معراج العاشقین)

(۱۲۴) و — یہ — قدیم ہند آریائی کے نصف آخر میں کہیں کہیں "ب" بولا جانے لگا تھا۔ جس سے اس علاقے میں (و) (ب) کا فرق مٹ گیا۔ جدید ہند آریائی زبانوں میں اس آواز سے متعلق دو مختلف روایتیں ملتی ہیں۔ بعض میں (و) اور (ب) کا امتیاز باقی نہیں ہے۔ لفظ کے ابتدائی (و) کو اکثر (ب) ادا کرتے ہیں اور درمیانی اور آخری (و) پر بھی کئی مقاموں پر یہ اثر ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرے درجے میں وہ زبانیں آتی ہیں، جن میں (و) اور (ب) کا فرق موجود ہے۔ مشرقی ہندی میں ابتدائی واو کی بجائے (ب) ادا ہوتا ہے۔ مغربی ہندی

بہت سے خطوں میں مشرقی ہندی کی تقلید کرتی ہے۔ ماگدھی پراکرتوں سے نکلی ہوئی جدید زبانوں میں (وَ) کا (ب) تلفظ رائج ہے۔ دوسری طرف گجراتی، مرھٹی اور پنجابی ہیں، جنھوں نے ان دونوں مصمتوں کا فرق قایم رکھا ہے[1]۔

ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی نے اشوک کے گرنار والے کتبے سے کچھ لفظ درج کیے ہیں، جن سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ تیسری صدی قبل مسیح میں (وَ) کا تلفظ بعض علاقوں میں (ب) کیا جانے لگا[2]۔ دکھنی میں جو لفظ مشرقی ہندی سے پہنچے ہیں، ان کی ابتدا میں (وَ) کا تلفظ (ب) کیا جاتا ہے۔ لیکن لفظوں کے درمیان اور آخر آنے والے (وَ) کا تلفظ عام طور پر (وَ) ہی ادا ہوتا ہے۔

دکھنی کا حقیقی رجحان (وَ) اور (ب) کے فرق کو قائم رکھنے کا ہے۔ یہی اختلاف مرھٹی کے اثر کو ظاہر کرتا ہے، جس میں بعض مستثنیات کو چھوڑ کر دونوں آوازیں مناسب شکلوں میں محفوظ ہیں[3]۔

(۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا (وَ)

(ابتدا) بھلے برے کا کیسا واد (ارشاد نامہ)

... پوری وپتا سنائی (کہانی صبر یا شاکی) (وپتا ← وپتی)

(درمیاں) من عشق میں پاوک ہوا دل کی انگیٹھی پور کر (کلیات شاہی)

(آخر) ترے تن میں یو جیو سب ٹھار ہے (نجات نامہ)

---

[1] چٹرجی۔ اوریجن اینڈ ڈیولپ منٹ آف بنگالی لانگویج۔ ۱۹۲۶ء ص ۱۶۸۔

[2] چٹرجی۔ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۔ ۱۳۳ ص ۲۵۰

[3] جول بلاک۔ لا فارمے شن دے لا لینگوا مراٹھے۔ ۱۹۲۰ء ص ۱۹۰

(۲) عربی / فارسی ؤ = دکھنی وَ۔

(ابتدا) وسواس کے نک سوں بدبوئی نالینا سو (معراج العاشقین)

(درمیان) حواس خمسہ ممکن کے آنک سوں ...... (معراج العاشقین)

(آخر) . ... ابلیس کوں رسوا کیا (کلیات شاہی)

(۳) عربی / فارسی اُ > وَ۔

بختاں کے آپ اپنے دستاد تھے کتیں رے (سلیمان خطیب) (وستاد ← اُستاد)

(۴) قدیم ہند آریائی ۔ وَ > وَ۔

پراکرت کے کچھ لفظوں میں یہ تبدیلی دکھائی دیتی ہے[1] دکھنی کی نیچے کی مثال اس تغیر کو ظاہر کرتی ہے۔

ہے دُکھ سکھ کہیا ایسے وَک (ارشاد نامہ) (بھیے وک ← بھیے دک)

(۵) قدیم ہند آریائی ۔ پَ > وَ۔

پراکرتوں میں مصوتنے کے بعد آنے والے درمیانی اور آخری "پ" کا تلفظ "وَ" کیا جاتا تھا[2]۔

دکھنی میں اس تبدیلی کی مثالیں حسب ذیل ہیں :۔

(درمیان) لب گے کواڑاں لگا . . (ارشاد نامہ) (کواڑے ← کپاٹ)

(آخر) اس میں ایسے دیواں . . . (ارشاد نامہ) (دیوا ← دیپک)

---

[1] ہیم چندر ۔ پراکرت ویاکرن ۔ ۱ ۔ ۲۴۴

[2] ہیم چندر پراکرت ویاکرن ۔ ۱ ۔ ۲۳۱

وو ہ جی ۔ پراکرت پرکاش ۲ ۔ ۱۵

(۶) قدیم ہند آریائی کے کلمے کے آخر کا (مَ) (ں) میں تبدیل ہوتا ہے مابعد کے زمانے میں "وَ" کی مغنونیت ہلکی ہوتی گئی۔ لفظ کے درمیان اور آخر میں جب (مَ)، (وَ) کی شکل اختیار کرتا ہے تو غیر مغنون رہتا ہے اور "تکملے" کی صورت میں (وَ) سے پہلے کا مصوّتہ مغنون ہوتا ہے۔

تو روح ہے سبی ناوّں (ارشاد نامہ) (ناوّں > نامن)

بے شک بھنور ہو بنت پھرے (کلیات شاہی) (بھنور > بھرمر)

نین کے دو کنوّل مکھ موند لینے (پھول بن) (کنوّل > کمل)

رہے ناؤ ہر دو د کے جما کا (گلشن عشق) (ناؤ > نامن)

(۷) قدیم ہند آریائی یَ > وَ۔

نادو کا نیاو نیا رسے تو رے (ارشاد نامہ) (نیاو > نیایے)

عشق کا نیاو ہوا۔ (سب رس)

جیوں پانی پاوسمائے (ارشاد نامہ) (پاو > وایو)

(۸) قدیم ہند آریائی یَ > وں۔ لفظ کے آخر میں من > وں کی تقلید میں

کے جس چھاؤں۔ (گلشن عشق) (چھاؤں > چھایا)

(۱۲۵) شَ۔ (۱) سنسکرت کا (شَ)، پراکرتوں میں (سَ) میں تبدیل ہوا۔ مغربی ہندی میں تت سم لفظوں میں (شَ) غیر متبدل رہتا ہے، لیکن وہ تدبھو اور دیسی لفظوں میں پراکرت کا (سَ) اپناتا ہے۔ دکھنی میں وسطی ہند آریائی کا (شَ) باقی نہیں رہا۔ جہاں جہاں (شَ) استعمال ہوتا تھا وہاں دکھنی میں اس کی جگہ وسطی ہند آریائی میں تبدیل شدہ (سَ) کا استعمال کیا جاتا ہے۔

دراوڑی زبانوں میں (ش) کا (س) تلفظ کیا جاتا ہے۔ (س) اور (ش) میں کوئی خاص فرق دکھائی نہیں دیتا۔

(ابتدا) شکر حق کا وجود دھرے ایسا امام (ولی)

(درمیان) سرورِ خاتم شہ جن و بشر (ولی)

(آخر) سارے انگور کی بیلاں یے پکیں یوں خوشے (کلیات شاہی)

(۳) عربی/فارسی۔ س — ش۔

اُنوں کیا ماں تشخیص کرتیں دکھانی نوسرہار) (تشخیص = تشفیہ۔ ہندی لکھاوٹ)

(۱۲۶) ش۔ قدیم ہند آریائی کا (ش) وسطی ہند آریائی میں (س) اور (ہ) میں تبدیل ہو کر ختم ہو گیا[1]۔ جدید ہند آریائی کے کچھ لفظوں میں (ش) (کھ) ادا ہوتا ہے۔ ہندی بولنے والے سنسکرت کے تت سم لفظوں میں اس کا مخرج حنکی (ش) کرتے ہیں[2]۔ دکھنی نے بیشتر الفاظ وسطی ہند آریائی اور ابتدائی جدید ہند آریائی سے حاصل کیے ہیں اس لیے اُس میں (ش) کا یکسر فقدان ہے فارسی رسمِ خط میں (ش) کے لیے الگ علامت نہیں ہے، لہذا ہندی کی طرح لکھاوٹ میں یہ آواز محفوظ نہیں رہی۔ دکھنی ادب میں ایک مثال ایسی ملتی ہے جس سے لسانِ حنکی (ش) کا محفوظ رہنا معلوم ہوتا ہے اگرچہ اُس کے لیے کاتب نے (ش) ہی لکھا ہے۔

---

[1] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن۔ ۱ — ۲۶۰ — ۱۰ — ۲۶۲

وررو چی۔ پراکرت پرکاش۔ ۲-۴۳۔

[2] ہارنلی۔ ۔ ۔ گرامر آف گوڈین لنگویجیس۔ ۲۰ ص ۲۵۔

جوں کاشٹ کوں گھن پڑانے تج کوں (من لگن) (کاشٹ > کاشٹھ)

قدیم ہند آریائی کا (ٹ)، مندرجہ ذیل صمتوں میں تبدیل ہوا۔

(۱) ٹ > ک۔ قدیم ہند آریائی (ٹ) جدید ہند آریائی زبانوں کے ابتدائی زمانے میں (کھ) ادا ہونے لگا۔ دکھنی میں سب موقعوں پر (ٹ) کی جگہ (ک) ملتا ہے یہ دو طرح سے پیدا ہوا ہوگا پہلے (ٹ)، (کھ) میں تبدیل ہوا جیساکہ راجستھانی میں دیکھا جاتا ہے، پھر دکنی کے غیر ہائیہ رجحان کے سبب یہ (کھ)، (ک) میں تبدیل ہوا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دکھنی نے ابتدا ہی سے (ٹ) کو سیدھے (ک) کی شکل میں قبول کیا ہو۔

برک بن پھل وپھولاں نا (کلیات شاہی) (برک > ورٹا)

منج بھوکن پنھاومت (کلیات شاہی) (بھوکن > بھوشن)

(۲) ٹ > س۔

خاکی رچیا ویسا مؤس (ارشاد نامہ) (مؤس > مؤٹ)

(۳) ٹ > س > ہ۔

پاکے پھپ بس جیوں باس (ارشاد نامہ) (پھپ > پشپ)

(۱۲۷) س (۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا۔ (س)

بعض ماہرین لسانیات کا خیال ہے کہ دوسری اسنانی آوازوں کی طرح (س) بھی ہند آریائی زبان نے آریاؤں کے داخلۂ ہند کے بعد قبول کیا۔ سنسکرت میں اسنانی (س)، تعلیلی (سندھی) قاعدوں کے مطابق (وسرگ) = (ہائے مختفی) اور (ش) میں اور (ش)، (ٹ) میں تبدیل ہوتا رہا۔ اس کے برخلاف وسطی ہند

اور جدید ہند آریائی میں لسان حنکی اور حنکی (شَ)، (سَ) میں تبدیل ہوتا رہا جو لسان حنکی حرفوں کے اسنانی بننے کے رجحان کو ظاہر کرتا ہے۔ (شٖ) اور (شَ) کا (سَ) سے بدل جانا اِس بات کا ثبوت ہے کہ وسطی ہند اور جدید ہند آریائی زبانوں پر غیر آریائی زبانوں کا اثر پڑتا رہا۔ دکھنی میں قدیم ہند آریائی سے آئے ہوئے (سَ) کی مثالیں۔ ۔

(ابتدا) اُسیچ جن میں سُدھن موتی (کلیاتِ شاہی) (سُدھن ← سُدھنیا)

(درمیاں) پھر پھر پیتاک بھُولے واٹ (ارشاد نامہ)

(آخر) کوئی سنیاسی دگمبر دھاری (ارشاد نامہ)

(۲) عربی/فارسی س، (ث، س اور ص) = سَ۔

عربی میں ث، س اور ص جُدا جُدا آوازوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہند کی زبانوں نے عربی/فارسی الفاظ کو قبول کرتے وقت اِن تینوں آوازوں کے لیے حرف (سَ) کا استعمال کیا جو تلفظ میں قدیم ہند آریائی کے (سَ) کے ساتھ مماثلت رکھتی تھی گو اردو میں لکھتے وقت تینوں آوازوں کے لیے الگ الگ حروف کا استعمال کیا جاتا ہے، تاہم ادا کرتے وقت تینوں میں فرق باقی نہیں رہتا۔

عربی میں ث اور س اسنانی مانے جاتے ہیں۔ دونوں میں زبان کی نوک اوپری دانتوں کو چھوتی ہے۔ اِن دونوں آوازوں کا فرق اتنا ہی ہے کہ (ث) کا تلفظ کرتے وقت زبان اوپری دانتوں کی قطار کی طرف بڑھتی ہے اور ہوا نسبتۃً زیادہ رگڑ کھاتی ہے، جب کہ (س) کے ادا کرنے میں زبان پیچھے رہتی ہے۔ مخرج کے لحاظ سے (ص)، (ث) اور (س) میں زیادہ فرق ہے

زبان کی نوک سے مسوڑے کو اور زبان کے پچھلے حصے سے نرم تالو کو چھوتے سے (ص) ادا ہوتا ہے۔ ادا کرتے وقت زبان اور دانتوں کے درمیان سے ہوا رگڑتی ہوئی نکلتی ہے اور ہونٹ کسی قدر سکڑے ہیں[1]۔

فارسی کی اصل آواز (س) ہے (س) اور (ص) عربی لفظوں کے ساتھ فارسی میں پہنچے۔ فارسی میں لکھتے وقت س اور ص کے لیے الگ الگ حروف ہیں، لیکن دونوں کا تلفظ (س) کیا جاتا ہے[2]۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ عربی میں ث، س اور ص کے سب آواز ہی میں نہیں، معنی میں بھی فرق آتا ہے۔ معنی کا یہ اختلاف خالص عربی لفظوں میں فارسی نے محفوظ رکھا ہے، مگر تلفظ کا فرق محفوظ نہیں رہا۔

ان کی ہندی لکھاوٹ کے لحاظ سے حسب ذیل مثالیں ہیں :-

دِسے آثار خشکی کے سراسر (پھول بن)

صبا کے ہات اس ٹکڑے گراوے (پھول بن)

(۳) قدیم ہند آریائی شؔ ← سؔ۔

وسطی ہند آریائی میں تبدیلی کی کئی مثالیں ملتی ہیں[3]۔

(ابتدا) نو روح ہے سیؔ ناوں (ارشاد نامہ) (سیؔ > شِشیؔ)

سب سَن اکار بتا ہوے (ارشاد نامہ) (سَن > شِشُنے)

پگ لیا او پر رکھیا سیس (ارشاد نامہ) (سیس > شیش)

---

[1] گارڈنر۔ دی فونیٹکس آف عربک ص ۲۱ [2] فلٹ۔ ہائر پرشین گرامر ص ۱۴، ۱۵۔

[3] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن۔ ۱-۲۶۰ وررُچی۔ پراکرت پرکاش۔ ۲-۴۳

(درمیان) دسن کوں کہوں کموں ...... (پھول بن) (دسن ے دشن)

(آخر) جوں اُس سرود موتی آس (ارشاد نامہ) (آس ے آشا)

(۴) قدیم ہند آریائی ش ے س۔

...... وس نس جھڑے (ارشاد نامہ) (وِس ے وِش)

(۵) عربی / فارسی۔ش ے س۔

(ابتدا) کوی سریک ہے دو جا کس (ارشاد نامہ) (سریک ے شریک)

(آخر) رہے بے خبر ہوس پھر (ابراہیم نامہ) (ہوس ے ہوش)

(۱۲۸) ہ۔ قدیم ہند آریائی کی بنیادی آواز (ہ) کی وجہ سے جدید ہند آریائی میں تلفظ کے تعلق سے اہم تبدیلیاں ہیں۔ اُن میں سے کچھ کا ذکر ہائیہ کے ساتھ کیا جا چکا ہے۔ قدیم دراوڑی زبان میں یہ آواز نہیں تھی۔ سنسکرت الفاظ کے سبب دراوڑی زبانوں میں (ہ) کا استعمال ہونے لگا۔ تامل میں (ہ) کے لیے الگ علامت نہیں ہے۔ تلگو اور کنڑی رسم خط میں (ہ) لکھا جاتا ہے۔ (ہ) کے باعث راجستھانی اور گجراتی میں قابل ذکر ردّ و بدل ہوا۔ راجستھانی میں (ہ) داخل ہو کر ماقبل مصمتے سے ملحق ہوتا ہے جس کے باعث ماقبل غیر ہائیہ مصمتہ ہائیہ سے بدلتا ہے اور آواز میں حلقومی وقفیہ پیدا ہوتا ہے۔ مغربی ہندی اور مشرقی ہندی میں قدیم ہند آریائی اور وسطی ہند آریائی سے آیا ہوا (ہ) ٹھیک ٹھیک ادا کیا جاتا ہے۔ پنجابی میں (ہ) ماقبل آواز میں مل کر ارتعاش پیدا کرتا ہے۔ دکھنی اس باب میں مشرقی اور مغربی ہندی سے بالکل مختلف ہے۔ اُس میں بھی مقاموں پر (ہ) محفوظ نہیں رہتا۔ پنجابی کے مانند دکھنی میں (ہ) کے سبب

مصوتے میں ارتعاش پیدا نہیں ہوتا۔ راجستھانی اور دکھنی میں (ہ) کے باب میں بہت مماثلت ہے۔

(۱) قدیم ہند آریائی سے آیا ہوا (ہ)

(ابتدا) نانا ونا ٹوکرا نا ہوڈی (من لگن) (ہوڈی، سنسکرت) = کشتی، چھوٹی کشتی، ڈونگی

(درمیان) سہاسن بچھا بیٹھ دکھن دھرن (ابراہیم نامہ) (سہاسن = سنہاسن)

(آخر) نا اس روپ نا اُس دِہ (خوش نامہ)

(۱۲۹) عربی / فارسی ح اور ہ کے تلفظ میں فرق ہے۔ ح کی ادا درمیانِ حلق سے نیچے اور حلقوم سے اوپر رگڑ کے ساتھ ہوتی ہے، لہذا یہ رگڑ سے ادا ہونے والا حلقی مصمتہ ہے اور (ہ) کا مخرج آخر حلق یعنی کوّا ہے۔ فارسی میں عربی (ح) کا تلفظ درمیانِ حلق سے نہیں، بلکہ قدیم ہند آریائی کے (ہ) سے ملتا جلتا ہوتا ہے درمیانِ حلق اور آخرِ حلق سے ادا ہونے والے (ح) اور (ہ) کی ادا میں کوئی فرق نہیں ہے، لیکن لکھتے وقت دونوں کے لیے الگ الگ حرفوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔

دکھنی میں (ح) اور (ہ) کے درمیان تلفظ کا فرق نہیں ہے۔ قدیم ہند آریائی اور وسطی ہند آریائی (ہ) کے مماثل اِن کا تلفظ ہوتا ہے

مثالیں حسبِ ذیل ہیں:۔

(ابتدا (ح) حق کی حقائق کی بوج سب تو ہمن کوں کہاں ہو (کلیات شاہی)

(درمیان) سٹیا بلبل پوبے رحمی ستی ہات (پھول بن)

پٹن بن نین ہے میرا کوئی محرم (پھول بن)

(آخر) صبح اُٹھ یوں لگیا کرنے کوں آدی (پھول بن)

(ابتدا) ہریک نِس جاؤں اُس دھن کی گلی کوں (پھول بن)

(درمیان) اتھا شمو رسالم بندراں میں (پھول بن)

(آخر) شکاری شہ کوں آ تسلیم کیتا (پھول بن)

(۳) اَ > ہَ -

سوہیت نھے دندے تن من ہدرتا (کلیات م-ق-ق) (ہدرتا > ادھرتا)

واں کوٹھڑی میں بھوت ہندیرا اتھا (ٹیپ ایکارڈ حیدرآباد) (ہندیرا > اندھیرا)

(۴) اُ > اَ - او، قلب (Metathesis) "ہ" لہریہ (Glide)

نہ میگ منیھوں نہ ہولا من لگن) (ہولا > آال > اَیل)

(۵) ہائیہ مصمتہ (ہَ)

وسطی ہند آریائی میں سنسکرت کے ہائیہ مصمتوں میں کئی تبدیلیاں ہوئیں جن میں سے بعض کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ کئی لفظوں میں ہائیہ مصمتے کی جگہ (ہَ) آتا ہے۔ ہیم چندر نے مصوّتے کے بعد کھَ، گھ، تھَ، دَھ اور بھَ کے (ھ) میں تبدیل ہونے کا ذکر کیا ہے[۱]۔ ایک لفظ میں (ٹھ) متبادل طور پر (ہَ) بنتا ہے[۲] (مصوّتے کے بعد (پھَ) متبادل طور پر (ہَ) بنتا ہے[۳]۔ وررچی نے (ٹھ) اور (بھَ) کو چھوڑ کر دوسرے ہائیہ مصمتوں کا (ھ) میں تبدیل ہونے کا ذکر کیا ہے[۴]۔ دکھنی میں کسی لفظ کے درمیان اور آخر میں رہنے والے ہائیہ کو غیر ہائیہ میں

۱۔ ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن ۱-۱۸۰ ۲۔ ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن ۱-۲۳۶

۳۔ " " " ۱-۲۰۱ ۴۔ وررچی۔ پراکرت پرکاش ۲-۲۷

بدلنے کا عام رجحان ہے، لیکن وسطی ہند آریائی سے حاصل شدہ لفظوں میں ہائیہ کی جگہ (ہ) باقی رہتا ہے۔

کھ > ہ ۔ بُرے کام نے مُنہ (نجات نامہ) (مُنہ > مُکھ)

گھ > ہ ۔ پہلی گھڑی سانجھ کے میہ موتیاں (کلیات محمد قلی قطب شاہ) (میہ > میگھ)

گھ > ہ ۔ جڑت مانگ بہوٹیاں (کلیات م۔ ق۔ ق) (بہوٹی > بگھوٹی)

بھ > ہ ۔ کہے مُنج سپر سہاگ اللہ کا (خوش نامہ) (سہاگ > سَوبھاگ)

سہاگاں کا گل سر ..... (کلیات م۔ ق۔ ق)

سنار سہاگن بنایا کھانی نوسر ہار (سہاگن۔ سوبھاگیہ + ان)

ٹھ > ہ ۔ اس قسم کا ادل بدل پراکرت میں بھی ملتا ہے[1]۔ دکھنی کی مثال۔

پُہٹ پیا کے ٹھپ اسے جیوں باس (ارشاد نامہ) (ٹھپا > پُسٹپ)

دکھنی میں چھ، جھ، ڈھ اور بھ، ہ میں تبدیل نہیں ہوتے۔ لفظ کے آخر میں ان ہائیہ مصمتوں کی جگہ غیر ہائیہ مصمتے ملتے ہیں۔

(۱۳۰) وسرگ (ہائے مختفی)۔ سنسکرت کے حلقی مخرج والے ہائے مختفی آواز وسطی ہند آریائی میں غائب ہو گئی۔

ہندی کی دوسری بولیوں سے، جب دکھنی میں ہائے مختفی لفظ پر اثر ڈالے بغیر غائب ہو جاتی ہے۔

میں سب پر اچھوں نِسنگ (ارشاد نامہ) (نِسنگ > نیہ سنگ)

جوں اس سرورہ موتی آس (ارشاد نامہ) (سروہ > سرووہ > سرہ وہ)

---

[1] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن۔ ۱۔ ۲۶۲۔

سُناک کا سروو شاہ میراں جی انت کرن رے مانتے (خوش نامہ) (اَنت کرن ← اَنت کرڑن)

کہیں کہیں ہائے مختفی کے غائب ہونے سے ماقبل مصمتہ طویل بنتا ہے۔

بہ دُوک اُس کوں (ارشاد نامہ) (دُوک ← دُکھ)

تکریری مصمتے

(۱۳۱) (ڑ) اور (ڑھ) سنسکرت میں نہیں تھے۔ ان آوازوں کو ظاہر کرتے کے لیے ہندوستانی زبانوں میں مستقل لکھاوٹ کی علامتیں بھی نہیں ہیں۔ عربی اور فارسی میں بھی یہ دونوں آوازیں نہیں ہیں۔ جب اُردو کے لیے اُس کے رسم خط میں ہندوستانی آوازوں کے اظہار کی ضرورت پڑی تو اُس میں (ڑ) کا اضافہ کیا گیا ہے۔

بعض ماہرینِ لسانیات کے خیال سے دراوڑی زبانوں میں بنیادی طور پر اور مرہٹی وغیرہ آریائی زبانوں میں بیرونی اثرات کے سبب جو (ڑ) مروّج ہے' اُس کی تبدیل شدہ صورت میں جدید ہند آریائی زبانوں کو (ڑ) اور (ڑھ) حاصل ہوئے۔ ہندوستانی زبانوں میں (ڑ)، (ل)، (ر) اور (ڑ) ایک دوسرے سے اِس قدر بدل جاتے ہیں کہ چاروں حروف ایک ہی آواز(ول) کی تبدیل شدہ شکل معلوم ہوتے ہیں[1]۔ جول بلاک (ڑ) کو (ل) کی تغیر شدہ شکل مانتے ہیں۔ اُن کے خیال میں دو مصوتوں کے درمیان جب (ل) آتا ہے تو وہ (ڑ) سے بدل جاتا ہے۔ (ل) اور (ڑ) کی اساس پر ملک کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دریائے سندھ' جنوبی سرحد سے لے کر گنگا تک

---

[1] کالڈویل۔ کمپیریٹیو گرامر آف ڈراویڈین لنگوئجس ص ۵۶۔

لفظ کے آخر میں (ل) کی جگہ اکثر (ڑ) آتا ہے۔ دوسرا علاقہ شمال مغربی سمت میں کشمیر سے شروع ہو کر دوآبہ گنجم (گنگا جمنا) کے نچلے حصے تک پہنچتا ہے۔ شمال مغربی سمت کی دوآبہ آخری حد میں قائم شدہ ڈونگری سے لے کر گنگا کے نشیبی حصے کی ہندی تک جو زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ان میں (ڑ) استعمال نہیں ہوتا۔ ان زبانوں میں (ل) استعمال ہوتا ہے۔ پراکرتوں میں بھی دو مصوتوں کے درمیان آنے والا (ل)، (ڑ) نہیں بنتا۔ مرہٹی میں (ڑ) کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے اس میں (ڈ) کی جگہ (ڑ) اور (ڑ) ادا ہوتے ہیں[1]۔ جول بلاک کی اس رائے کے برخلاف کئی لسانیات کے علما (ڑ) کو (ل) کی تبدیل شدہ شکل نہیں مانتے اور اس کو مستقل حرف سمجھتے ہیں۔ اگرچہ (ڑ) سے کوئی لفظ دراوڑی زبانوں میں بھی شروع نہیں ہوتا تاہم اس سے (ڑ) کے وجود کے بارے میں شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ لسانیات کے ماہرین سنسکرت میں مستعمل (ڈھ) کو مقامی (ڑ) کی شکل مانتے ہیں جو غیر آریائی زبانوں کے اثر کو ظاہر کرتا ہے

ویدک زمانے کی سنسکرت ادب میں یہ آواز استعمال نہیں ہوئی۔ دراوڑی خاندان کی زبانوں میں (ڑ) کا استعمال بہت ہوا ہے۔

مدھیہ پردیش کے کول خاندان کی زبانوں میں بھی یہ آواز موجود ہے۔ ہند آریائی زبانوں میں مرہٹی اور اڑیا میں (ڑ) کا چلن زیادہ ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان دونوں کا تعلق دراوڑی سے رہا ہے[2]۔ ان دونوں نے (ڑ) کی نسبت دراوڑی

---

[1] جول بلاک لا فارمے سن دے لا نگو امراتھے۔ ۱۹۳۴ء ص ۲۰۲، ۱۵۳ء۔
[2] چٹرجی۔ اوریجن اینڈ ڈویلپمنٹ آف بنگالی لینگویج۔ ۱۹۲۶ء ص ۲۹۲، ص ۱۷۰، ۵۳۴۔

اثر کو اس قدر زیادہ قبول کیا ہے کہ سنسکرت کے تت سم لفظوں میں بھی
(ل)، (ڑ) کی شکل اختیار کرتا ہے۔ آریائی زبانوں میں مرہٹی اور اڑیا کے
بعد راجستھانی کا نام لیا جا سکتا ہے، جس میں (ڑ) کا استعمال ہوتا ہے۔

سبھی دراوڑی زبانوں میں (ڑ) موجود ہے۔ تامل میں (ڑ) کے علاوہ (ڑھ)
بھی ہے جو تعلیلی قاعدے (سندھی) کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ تامل میں (ڑ) اور
(ڈ) آپس میں تبدیل ہوتے ہیں۔ اس تبدیلی میں ثقیل (ر) بھی شامل ہے۔
مشرقی ہندی اور مغربی ہندی میں (ڑ) نہیں ہے۔ مرہٹی اور تلگو زبانوں کے
درمیان نشوونما پانے والی کھڑی بولی کی ایک شاخ دکھنی نے بھی اس آواز
کو قبول نہیں کیا۔ اوپر جو تحقیق کی گئی ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہندی
سے متعلق جن بولیوں میں (ڑ)، (ڑھ) موجود ہیں وہ سب (ڑ) کے اثر کو
ظاہر کرتی ہیں۔ (ڑ) کے بارے میں چار باتیں قابل ذکر ہیں۔

(۱) دراوڑی خاندان کی زبانوں میں مستعمل (ڑ) سے راست (ڑ) نکلا۔

(۲) جس طرح ویدک زمانے میں (ڈ)، (ڑ) میں تبدیل ہوا اسی طرح ہندی
میں (ڑ)، (ڑھ) کی شکل اختیار کرتا ہے۔

(۳) غیر آریائی زبانوں میں یا غیر آریائی زبانوں کے اثر سے چند آریائی زبانوں
میں (ل)، (ڑ) میں تبدیل ہوتا ہے۔ اس تبدیلی کا عمل ہندی میں اس طرح ہے۔

ل ← ڑ ← ڑ

(۴) دراوڑی زبانوں میں (ڑ) اور (ڑ) کا باہمی تغیر ہوتا ہے۔ ہندی میں
بھی (ر)، (ل) میں یا (ل)، (ڑ) میں تبدیل ہونا ہوا (ڑ) بنا (ڑ) دراوڑی

زبانوں میں لفظ کے شروع میں نہیں آتا (ٹ) بھی لفظ کے درمیان میں کم، لیکن لفظ کے آخر میں زیادہ مستعمل ہوتا ہے۔ مذکورۂ بالا تحقیق سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ (ڑ)، (ل) کا آپس میں ردّ و بدل کا تعلق نہ صرف آریائی زبانوں سے ہے، بلکہ وسط ایشیا کی متعدد زبانوں اور دراوڑی زبانوں سے بھی ہے۔ اس تغیر سے (لؔ) اور (ڈ) بھی تعلق رکھتے ہیں۔

(۱۳۲) ڑ - دکھنی میں ہائیہ کی جگہ غیر ہائیہ مصمتے کے استعمال کا جو رجحان ہے۔ اس کے سبب (ڑھ) اکثر (ڑ) بن جاتا ہے۔ دکھنی میں (ڑ) وسیع طور پر (ٹ)، (ڈھ)، (ڈ) اور (ر) کے تغیر سے حاصل ہوا ہے۔

(۱) ڑ - (ابتدا) جوں بھڑ کا دیک انگار (ارشاد نامہ)

(آخر) اس کے فہموں نہیں کچھ آڑا (ارشاد نامہ) (آڑ ← اڑنا مرہٹی ← اڑونیں، کنڑی اڈّ = اڑّڑ (گلشن عشق)

(۲) ٹ ← ڑ - نہ کھول کواڑ... (من لگن) (کواڑ ← کپاٹ)

دیا کے نہ کس جھاڑ کوں کیڑا (گلشن عشق) (کیڑ ← کیٹ)

(۳) ڈ ← ڑ - جوں گڑ گیاں بھیلیاں (من لگن) (گڑ = مرہٹی گُل ← گڑ)

اپس خط تے انکھیاں میں۔ ڈے تریب (علی نامہ) (ماڑنا ← منڈلن)

(۴) ڈھ ← ڑھ = ڑھ ← ڑ -

دیوے تو رکے میہ کے خنجر کوں باڑ (باڑ ← ہندی باڑ = دھار)

جس دیکھتے لہر دل میں گرلا جاے (من لگن) (گرنا ← گڑھنا ← کُٹن)

ات شوق سوں ہر یک پڑے (کلیات شاہی) (پڑنا ← پڑھنا ← پٹھن)

(۵) ڑ ے ڑ۔ ناگھوڑ پھانتا تا گلشن (من لگن) (گھوڑ ے گھوڑا)

نرگس اپس پلک سوں جھاڑو کرے شبستان (کلیات م-ق-ق) (جھاڑو ے ٢ جھاڑنا ے کشرٹ)

بُرے کام تے مُنہ اپس کا مروڑ (نجات نامہ) (مروڑ ے ٢ مڑوڑنا)

دِسے طاقاں بھواں جوں اچھیڑیاں کے (گلشن عشق) (اچھڑی ے اپ سرا+ای)

(٦) ل ے ل ٹ ے ڑ۔

جرٹ تیرا پڑ دلا کہکشاں (گلشن عشق) (جرٹ ے جلت ے جٹن ے جولن)

بیٹھا جھڑیے لایا جال (ارشاد نامہ) (جھڑے جھل ے جوال)

(۱۳۳)۔ ڈھ۔ ٹھ ے ڈھ ے ڑھ۔

پراکرتوں میں (ٹھ) (ڈھ) میں تبدیل ہوتا تھا۔ دکھنی میں لفظ کے آخر میں (ڈھ)، (ڈھ) بنتا ہے مثلاً:۔

علم پڑھ کرنین بوجیا تو.....(معراج العاشقین) (پڑھنا ے پٹھن)

لہوی مصمتے

(۱۳۴) کھ۔ (۱) یہ لہوی جاریہ آواز عربی ٧ فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندوستانی زبانوں میں پہنچی۔ اکثر خالص سنسکرت لفظوں میں اس آواز کا استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً:۔ (ابتدا) پانی میں بارا پانی میں خاکی پانچا عناصراں (معراج العاشقین)

کیا شہ اُس حضوری تے بچن یک خوب کہئے منہ تے (پھول بن)

(درمیان) آخر ملک سب کرے گا خراب (سب رس)

(آخر) شیشہ شراب کا یوں دِستا ہے سُرخ رنگ کا (کلیات شاہی)

(۲) عربی ق سے خ۔

دکھنی میں عربی کے مستعملہ ق کو عام طور پر لوگ خ ادا کرتے ہیں دکھنی صوبے کے باشندے لکھتے وقت ق اور خ کو الگ الگ لکھتے ہیں لیکن بولتے وقت ق کا تلفظ خ کرتے ہیں۔

(ابتدا) ہمہ خسم کی بولی بولنے والے چڑیاں بی اُڑنے لگے (کہانی جادو کا پتھر) قسم ے خسم

یک خلے کے اندر تیج پالے پوسے (کہانی جادو گری) (خلا ے قلعہ)

(درمیان) سچی بی ہم ادونوں بیو خو فیج ہیں (کہانی صبر پاشا کی)

(۳) عربی ک سے خ۔

مخا آگرہ ہوّر سگل بر تکال (قطب مشتری) (مخا ے مکہ)

(۴) وسطی ہند آریائی ۔ کت سے خ۔

کیا دیکھتی ہے ییک چخوا چخوی اور جھاڑ کے ڈالی پو بیٹھے ہوئے آپس میں باتاں کر رہے تھے (چخوا ے چکوا ے چکرواک۔ چخوی ے چکوی ے چکرواکی) (کہانی صبر پاشا کی)

(۵) قدیم ہند آریائی کش سے خ۔

کئی اکھروٹ بادام پستے نفیس (کلیات م۔ق۔ن) (اکھروٹ ے اکشوٹ)

(۱۳۵) غ۔ (۱) عربی کے خالص الفاظ میں لوی جاریہ آواز غ کا استعمال ہوتا ہے دکھنی میں اس کی مثالیں حسب ذیل ہیں: ۔

(ابتدا) غریباں نوازندہ اتے بے نیاز (گلشن عشق)

(درمیان) موسیٰ پیغمبر رب ارنی بولے خدا سے (معراج العاشقین)

(آخر) یو غوغے یو تیج تھا (سب رس)

(۲) فارسی گ سے غ۔

ان پڑھ لوگ بول چال میں عربی کے غ کی تقلید میں فارسی کے گ کا تلفظ کچھ لفظوں میں غ کرتے ہیں۔ مثلاً:۔

ایک پاشا تھا اُس کی بیغم بھوت کھُب صورت تھی (بولی) (بیغم ← بیگم)

حنکی جاریہ

(۱۳۶) عربی اور فارسی ذ (ذ، ز، ژ، ض اور ظ) سے ذ۔

ہندی کی طرح دکھنی میں بھی عربی و فارسی کے ذ، ز، ژ، ض اور ظ کا تلفظ "ذ" کیا جاتا ہے، اگرچہ یہ پانچ حروف عربی اور فارسی میں الگ الگ آوازوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ ژ صرف فارسی میں استعمال ہوتا ہے۔ باقی چاروں عربی اور فارسی دونوں سے تعلق رکھتے ہیں عربی میں ذ کا تلفظ ادا کرتے وقت زبان کا اگلا حصہ اوپری دانتوں کی قطار کو چھوتا ہے اور ہوا کچھ رگڑتی ہوئی باہر نکلتی ہے۔ ز کے تلفظ میں زبان کا اگلا حصہ اوپری دانتوں کی قطار کی جڑ کو چھوتا اور ہوا (ذ) کی بہ نسبت زیادہ رگڑتی ہوئی نکلتی ہے۔ ض اور ظ کے تلفظ میں زبان کی نوک اوپری دانتوں کی قطار کی جڑ کو اور پچھلا حصہ نرم تالو کو چھوتا ہے۔ دونوں مجہورہ مصمتے ہیں۔ جن کی بہ نسبت ظ میں رگڑ زیادہ ہوتی ہے۔[1] ظ اور ض صرف عربی لفظوں میں استعمال ہوتے ہیں جب کہ ذ، ز عربی اور فارسی دونوں میں موجود ہیں فارسی میں د، ذ میں تبدیل ہوتا ہے۔ ز کی جگہ فارسی میں ذ، غ اور س بھی ادا ہوتے ہیں۔ ض کا تلفظ کچھ مختلف ہوتا ہے، لیکن ظ، ذال اور (ز) کے تلفظ میں فرق نہیں ہوتا۔ صرف فارسی میں "ژ" موجود ہے جس کا

---

[1] گارڈنر۔ دی فونیٹکس آف عربک ص ۲۱۔

تلفظ "ذھ" کیا جاتا ہے، یہ آواز دکھنی میں نہیں ہے۔ دکھنی کے مصنف لکھتے وقت اِن حرفوں کو احتیاط کے ساتھ الگ الگ لکھتے ہیں، لیکن بولتے وقت کسی کا فرق ظاہر نہیں ہوتا۔ دکھنی میں اِن مصمتوں کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) ذ - سورج ذرّہ ترے نور کا ایک (پھول بن)

(۲) ز - انتھا بندہ یو اس کا آزادوں (پھول بن)

(۳) ض - ضمیر اس کا انتھا سورج تے روشن (پھول بن)

(۴) ظ - کروں گا پھول کا ہارے نظارہ (پھول بن)

(۵) د < ذ - فارسی میں د، ذ میں تبدیل ہوتا ہے۔ یہ تبدیلی دکھنی میں بھی پائی جاتی ہے:—

مثلاً - تو چالیس روز میں خدمت کر کو مجھے اپنا غلام بنای (کہانی لال پری کی)

(خذمت > خدمت)

اسنانی / شفوی جاریہ

(۱۳۷) عربی / فارسی ف - (۱) اس آواز کا استعمال عربی / فارسی سے آئے ہوئے خالص لفظوں میں ہوتا ہے۔ دکھنی میں ف کی مثالیں:—

(ابتدا) مج دل کے میدان پر جب عشق کے فوجاں چڑے (کلیات شاہی)

(درمیان) یوں یک نور بھوت صفات (ارشاد نامہ)

(آخر) دل کلف کھول (ابراہیم نامہ)

(۲) عربی / فارسی پ > ف -

اس قسم کی تبدیلی بول چال کی زبان میں ہوتی ہے۔

اپنی مصیفت سنائی دکھانی لال پری کی) (مصیفت = مصیبت)

(۱۳۸) سنسکرت میں ایک مصوتے کی مدد سے ایک سے زیادہ بے مصوتہ مصمتوں کا تلفظ ادا کیا جاتا ہے لیکن پراکرتوں اور پراکرتوں کے بعد اپ بھرنش میں اس طرح کا ادا کرنا غائب ہو گیا۔ پراکرتوں میں مصمتے کی جگہ مصوتوں کے استعمال کا رحجان رہا۔ تلفظ کی سہولت کے لیے قدیم ہند آریائی کے مخلوط مصمتوں یا جڑواں مصمتوں میں مندرجہ ذیل تغیرات زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔

(۱) کم زور مصمتے کا اپنے طاقتور مصمتے کے ساتھ الحاق ہونا۔

(۲) مصمتوں کا ایک دوسرے کی جگہ اڈل بدل ہونا۔

(۳) مخلوط کم زور مصمتے کا حذف ہونا۔

(۴) تسہیل کے ذریعے مخلوط مصمتوں کا الگ ہونا۔

دکھنی میں مخلوط مصمتوں کا بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ وسطی ہند آریائی اور ابتدائی جدید ہند آریائی کے حاصل شدہ لفظوں سے قدیم ہند آریائی کے مخلوط مصمتے بہت کچھ بدل گئے تھے لہذا۔ ان دونوں سے حاصل شدہ دکھنی الفاظ میں مخلوط مصمتوں کا فقدان سا ہے۔ ادبی دکنی میں عربی / فارسی کے خالص الفاظ کا استعمال شروع سے کیا جا رہا ہے۔ اس قسم کے لفظوں میں مخلوط مصمتوں کا استعمال ٹھیک طریقے پر کیا جاتا ہے۔ عربی / فارسی کے الفاظ میں تسہیل کا استعمال بہت کم ہوا ہے۔ عربی / فارسی کے ایسے خالص الفاظ کا ذکر صوتی ارتقا کی نظر سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا، جن میں مخلوط مصمتوں کو ادا کیا جاتا ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

مشدّد مصمتے

(١٣٩) دکھنی میں جو مشدّد اور جڑواں مصمتے پائے جاتے ہیں، انھیں دو حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(١) تلفظ کی سہولت کے لیے کسی مصمتے کو مشدّد کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی تبدیلی "تمّلے" کے مشدّد مصمتوں سے مختلف ہے۔

(٢) قدیم ہند آریائی کے جڑواں مصمتوں کی جگہ جدید جڑواں مصمتہ یا قدیم ہند آریائی کے ایک مصمتے کی جگہ جڑواں مصمتے کا استعمال۔ مشدّد مصمتے کا رجحان بول چال کی دکھنی میں موجود ہے، چنانچہ بیجاپور کے آس پاس جو قدیم دکھنی بولی جاتی ہے اُس میں مشدّد مصمتے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ لفظ کے درمیان خاص کر عربی / فارسی لفظوں میں پہلا مصوتہ مصمتے کے بعد آنے والے (نَ)، (مَ) اور (لَ) میں مشدّد ہوتا ہے۔

نَ (١) شہزادہ خوشی خوشی تینوں پڑیا لے کو دونّا ہو جاتا۔ (کہانی اندر پاشا زادی کی) (دونّا ← روانہ)

(٢) چوری چھپی میں تو جرا ہے نا میری جنّی (کہانی چور شہزادی کی) (جنّی ← جانی)

(٣) دس کوں کیّوں کموں اتّادر والے (پھول بن) (اتّادر دانہ ← انار دانہ)

مَ - چین لے کو کمّر کو بن لیا (کہانی جادو کا پھر) (کمّر ← کمر)

لَ (١) سانپ کے حلّق میں کتّے زمانے سے پھوڑا تھا (کہانی اندر پاشا زادی کی) (حلّق ← حلق)

(٢) گلّے لگا کو بولی (کہانی پریوں کی شہزادی) (گلّا ← گلا)

وَ - جھاڑاں میں بھر کو گیا ساں ہوّا میں آتو اُڑا کو (سلیمان خطیب) (ہوّا ← ہوا)

قدیم ہند آریائی کے (سّ) میں مشدّد کی مثال ملتی ہے :-

سّ - ہور یک مُسّل لاکو مہرے بازو لٹا دے (کہانی سات بھائی بہن کی) (مسّل ے موسل)

جڑواں مصمتے

(۱۴۰) دکھنی کے جڑواں اور مشدّد مصمتوں کا انتقالی عمل اس طرح ہے :-

(۱) ق > کّ -

تین بھائیاں عکّل والے تھے (کہانی صبر یا شاہزادی کی) (عکّل ے عقل)

(۲) کش > کّ -

رکّاس غصّے میں آکو اپناں . (کہانی سات بھائیوں کی) (رکّاس ے راکشس)

(۳) کش > کّھ -

(۱) سمار اپونم کا چاند سو تیرے سلکھّن مکھ اگل (کلیات شاہی) (سُلکھّن ے سُلکشن)

(۲) سنگھاسن بچھا بیٹھ دکھّن دھرن (ارشاد نامہ) (دکھّن ے دکشن)

(۴) کّھ > کّ -

چکھّی بیس کو بیٹے کی اپنی گزر کرتی تھی (کہانی جادو کا پتھر) (چکھّی ے چکّی)

(۵) جّیا > گّیا -

گیّانی ہوئے سو جانتے (ارشاد نامہ) (گیّانی ے جیانی)

(۶) شَچَ > چَچھّ -

سیرا تنب تانا ہے تادیاں میں نچھّل (کلیات م-ق-ق) (نچھّل ے نشچل)

(۱۴۱) جڑواں مصمتہ > ایک مصمتہ -

(۱) قدیم ہند آریائی - تتّ ، ٹ -

اِس پٹ پٹن کوں بادشاہ اُن (من لگن) (پٹن ← پتّن)

(۲) قدیم ہند آریائی ۔دّھ ، ڈّ ۔

بُڈّے پاتے تھے پھر تازہ جوانی (پھول بن) (بُڈّا ← وِردّھ)

(۳) قدیم ہند آریائی ۔ دیہہ ← ج ۔

.. تبدیلی وسطی ہند آریائی زمانے میں ہوئی[1]

آج سو کال تھانہ ادیچھ (من لگن) (آج ← اذیے)

(۴) قدیم ہند آریائی ۔ دّیہہ ← ج ۔ سنسکرت کا دّیہہ پراکرتوں میں (جھ) بنتا ہے[2] دکھنی کی مثال :—

سبھوں تے سانج لگ (کلیات شاہی) (سندھیا ← سانجھ ← سانج)

(۵) قدیم ہند آریائی پّس ← چھ ۔

وسطی ہند آریائی زمانے میں (پّس) ، (چھ) میں تبدیل ہوا[3] ۔

دکھنی میں اس تبدیلی کی مثال :—

دِسے طاناں بھواں جیوں اچھریاں کے (پھول بن) (اپسرا ← اُچھری)

اس قسم کی تبدیلی اودھی میں پائی جاتی ہے ۔ (اودھی میں (ر) رڑ) میں تبدیلی نہیں ہوتا ۔

مان ہو میا مرتی سب اچھریں پرن انوپ[4]

---

[1] ہیم چندر ۔ پراکرت ویاکرن ۔ ۲ ۔ ۲۴ [2] ہیم چندر ۔ پراکرت ویاکرن ۔ ۲ ۔ ۲۶

[3] جائسی ۔ پراکرت ویاکرن ۲ ۔ ۲۱ ۔

[4] جائسی ۔ پدماوت ۔ ۳۲ ۔ ۴ ۔

(۶) قدیم ہند آریائی۔ شْچ > چھ[1]

دکھنی کی مثال حسبِ ذیل ہے۔

گرسانپ گر بچھو۔ ۔ (من لگن) (وِچھو > ورش چک)

(۷) قدیم ہند آریائی۔ شک > کھ۔

ہیم چندر[2] اور وررُچی[3] نے "کھمبا" لفظ میں (کھ کو (ست) کی تبدیل شدہ شکل بتائی ہے، لیکن "کھمبا" لفظ "سکمبھ" لفظ کی تبدیل شدہ شکل ہے، جو ویدکی زبان میں استعمال ہوا ہے۔ دکھنی میں (کھ)، (ب) ہو جاتا ہے۔

مثالیں حسبِ ذیل ہیں:—

بن کھانب قلندری دیا ہے (من لگن) (سکمبھ > کھمبھ > کھانب)

(۸) قدیم ہند آریائی۔ ست > تھ۔

یہ تبدیلی وسطی ہند آریائی میں ہوئی[4] دکھنی کی مثال:۔

سرواں قداں کے قد تھے جوں ہر ایک تھام (پھول بن) (ستمبھ > تھمبھ > تھام)

(۹) قدیم ہند آریائی سن > نھ دکھنی کی مثال:۔

مونیاں سیتی نہانی پر (کلیات م-ق-ق) (سنان > نہان)

(۱۰) قدیم ہند آریائی۔ شٹ > ن۔

مثلاً: نہ گوپیاں لوگن کوں اوہے جو کان (ارشاد نامہ) (کرشن > کنہ > کانہ > کان)

---

[1] ہیم چندر پراکرت ویاکرن ۲ - ۲۱ -

[2] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن ۲ - ۸ -

[3] وررُچی۔ پراکرت پرکاش ۳ - ۱۴ - [4] ہیم چندر پراکرت ویاکرن - ۲ - ۷۵

تسہیل (سُور بھکتی)

(RNATYKIS)

(۱۴۲) سنسکرت میں مثلاً متسیہ (مچھلی)، دھرت راسٹر (دریودھن کا باپ) وغیرہ الفاظ میں ایک مصوتے کے ساتھ تین تین مصمتوں کا تلفظ ادا کیا جاتا ہے، لیکن پراکرتوں میں اس قسم کا استعمال بالکلیہ ختم ہو گیا، اگرچہ مخلوط مصمتہ گروہ میں سے کسی کو حذف نہیں کیا جاتا، تاہم گروہ کے پہلے بے مصوتہ مصمتے کو الگ کرنے کے لیے تسہیل کا عمل ہوتا ہے۔ تسہیل کے بارے میں مشہور عالم لسانیات ڈاکٹر سنیتی کمار چیٹرجی کا خیال ہے "تلفظ سے متعلق سہولت کے لیے آریائی زبانوں نے دراوڑی زبان کے اثر سے تسہیل کو قبول کیا۔ سنسکرت میں مخلوط مصمتوں کا تلفظ دراوڑی زبانوں میں تسہیل کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ دراوڑی زبانیں اصلاً لفظ کے شروع میں مخلوط مصمتوں کا استعمال نہیں کرتیں۔ عہد وسطیٰ میں تسہیل کا کثرتِ استعمال غیر آریائی زبانوں کے اثر کو ظاہر کرتا ہے"[1]۔ سبھی پراکرتوں میں تسہیل موجود ہے۔ ماگدھی میں تسہیل کی شکل میں (ا) کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے۔ ارد ھ ماگدھی میں اکثر (ا) کا استعمال ہوتا ہے[2]۔ رہیم چندر نے تسہیل کی صورت میں (ا)، کا استعمال صرف سنیہ (محبت) اگنی (آگ) اور کلیش (بیل)

---

[1] چیٹرجی۔ اوریجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف بنگالی لینگویج۔ ۸۰ ب۔ ص ۱۷۱۔

[2] پشول۔ کمپیریٹو گرامر آف پراکرت ۱۳۲، ۱۳۳، ص ۱۰۷، ۱۰۸

لفظوں کا ذکر کیا ہے[1]۔ (ای) اور (اُ) کی کئی مثالیں دی گئی ہیں[2]۔ طویل (ای) کی بھی ایک مثال ملتی ہے[3]۔ ورروچی نے تسہیل کی زیادہ مثالیں نہیں دی ہیں۔ (اَ) کی مثال کے طور پر (کشما) (شلاگھ) اور (سنیہ) الفاظ کو پیش کیا ہے[4]۔ (اِ) (ای) اور (اُ) کا بھی ذکر تسہیل کی صورت میں ورروچی نے کیا ہے۔

وسطی ہند آریائی کا یہ رجحان ہند آریائی زبانوں کو بھی حاصل ہوا لیکن موجودہ زمانے میں سنسکرت کے تت سم لفظوں کے کثرتِ استعمال کے سبب اس رجحان میں کافی کمی ہوئی ہے۔ دکھنی میں تت سم لفظوں کے استعمال کا موقع نہیں رہا اس لیے اس میں تسہیل کی مثالیں کافی تعداد میں ملتی ہیں۔ جہاں تک عربی و فارسی کے خالص الفاظ کا تعلق ہے تسہیل کا اثر بہت کم پڑا ہے۔

دکھنی میں تسہیل کی صورت میں اکثر (اَ) کا استعمال کیا جاتا ہے، ہندی کی دوسری بولیوں میں (ای) اور (اُ) کا استعمال بھی تسہیل کی صورت میں ہوتا ہے لیکن دکھنی میں اس قسم کا استعمال مستثنیات کی صورت میں ملتا ہے اور پنجابی اور برج کے اثرات کو ظاہر کرتا ہے تسہیل کا اثر لفظ کے ابتدائی جڑواں مصمتے پر زیادہ پڑتا ہے۔ لفظ کے درمیانی مخلوط مصمتے گروہ پر اس کا اثر زیادہ نہیں پڑتا۔

(۱) سابقہ اور تسہیل ۔ دکھنی میں سنسکرت کے تت سم لفظوں کا استعمال

---

[1] ہیم چندر - پراکرت ویاکرن ۲ - ۱۰۲، ۱۰۳ [2] ہیم چندر - پراکرت ویاکرن ۲ - ۱۰۴، ۱۱۴ -

[3] " " " ۲ - ۱۱۵ -

[4] ورروچی - پراکرت پرکاش - ۳ - ۳۰ - ۶۴

کرتے وقت اُن سابقوں کو تسہیل کے ساتھ ادا کرتے ہیں، جن کے آخر میں سکون یا مصمتے کے آخر میں (ر) کا استعمال ہوتا ہے۔ مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

پُر۔ جوں لکھ آرس میں نرمل (ارشاد نامہ)

پُرہ ۔ پن دیوے کے پرکار (ارشاد نامہ)

یا دیکھے کے دو پرمان (ارشاد نامہ)

جوں تپش پہ بھاسسی کی (ارشاد نامہ)

پکڑ صفت پہ کاس اس کاج کا (ابراہیم نامہ)

میرا باپ اُس ملک پر تھا آپ پہ دھان (پھول بن)

اُسے پہ سن ہوا یہ بیس (سب رس)

(۲) تسہیل۔ پراکرتوں میں جب مخلوط مصمتوں میں سے پہلے مصمتے کے ساتھ تسہیل کا استعمال ہوتا ہے، تب دوسرا مصمتہ بعض موقعوں پر مشدد ہوتا ہے۔ دکھنی میں یہ رجحان نہیں ہے۔ دکھنی میں غیر ہائیہ وقفیہ (ک)، (س)، اور (ہ) کے ساتھ تسہیل مستعمل ہے، لیکن (ت)، (پ) اور (ر) کے ساتھ اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔

ہائیہ مصمتوں کے ساتھ تسہیل کا استعمال نہیں ہوتا۔ ان تینوں مصمتوں میں بھی (ر) کے ساتھ تسہیل کی مثالیں زیادہ ملتی ہیں۔ (ر) کو مصوتے کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے اور جب دوسرا مصمتہ (ر) سے ملتا ہے تو وہ بھی مصوتے کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے

(۱۴۳) (ا) سے متعلق تسہیل کی مثالیں: ـــ

ک ۔ ناہے مُنج پر کس کی سکت (ارشاد نامہ) (سکت < شکتی = طاقت)

گ (۱) جوں ہے اگن بھی پر کار (ارشاد نامہ) (اگن < اگنی = آگ)

(۲) ... بھگت کی خوبی (ارشاد نامہ) (بھگت < بھکت)

ج ۔ تیرے قہر کے بجر کا تیغ سوج (ابراہیم نامہ) (بجر < وجر = بجلی)

ڈ ۔ جب اِن ہیں کھینچے کھڈگ توں (کلیات شاہی) (کھڈگ < کھڈگ = تلوار)

ت ۔ (۱) نا کچ لو پیا پھوچھ تیر (ارشاد نامہ) (پیتر < پیتر)

(۲) داد کے پوترا یو میرا من لگن (پوترا < پوتر) (ک)

(۳) یوں کرا چاند نرمل رتن (ابراہیم نامہ) (رتن < رتن)

د ۔ (۱) جوں سیج نِدر ان کھیچی رات (ابراہیم نامہ) (نِدر < ندرا)

(۲) اسماں سور چیندر تارے (خوش نامہ) (چیندر < چیندر)

(۳) گیان سمندر توں مُنج پاس (ارشاد نامہ) (سمندر < سمُندر)

پ ۔ (۱) نوں یوں اپیت راکھ نظر (ارشاد نامہ) (اپیت < اپیت)

(۲) گیت نو نچ ہوئر تو نچ پر گھٹ اچھے (گلشن عشق)

(گیت < گیت، پرگھٹ < پرکٹ)

(۳) تب تھے سپت دھن جوت پاکر (کلیات م۔ق۔ق) (سپت < سپت)

ب ۔ (۱) نچ سبدوں مُنج ہووے لاب (ارشاد نامہ) (سبد < شبدھ)

ل ۔ (۱) گرب ستے آیا بھار (ارشاد نامہ) (گرب < گربھ)

(۲) یوں یک درپن کیرے ٹھار (ارشاد نامہ) (درپن < درپن)

(۳) جل کا مارگ میں رسکھ سمبیلا (مارگ < مارگ)

(۴) وھاں نظر تو مرچھا کھائیے (ارشاد نامہ) (مُرچھا > مُرچھا = بیہوش ہونا)

(۵) ...لے کے پنھا یے برن (کلیات شاہی) (برن > ورنٹ)

(۶) .... جاتے پران سادے (کلیات شاہی) (پران > پرانٹ)

(۷) ... جگت سادہ برس دن تھے (کلیات م-ق-ق) (برس > ورشٹ)

(۸) پوُرب کی طرف اگر چلے پیر (من لگن) (پوُرب > پوُرو)

س - سرون ماں ہی نادسُنا وے (سکھ سہیلا) (سرون > شرونٹ = کان)

ہ (۱) توں دیو توں برہمن توئں پوجا (من لگن) (برہمن > براھمنٹ)

(۲) اُس بہمنی ہندو کا کس دھر کروں شکایت (کلیات - م - ق ق)

(بہنی > براھمنی)

(۱۴۴) ی - سے متعلق تسہیل کی مثالیں :-

گ (۱) بُوجوں لاگیا دیر گران (ارشاد نامہ) (گران > گرہن)

(۲) نکو یوں لگا برا ہوا ے گیانی (پھول بن) (گیانی > جیانی)

پ (۱) پیر دہی جے پریم لگا وے (خوش نامہ) (پرم > پریم)

(۲) پرم باس ہر کہوں کی سنگتا انھا (چندر بدن و مہیار)

(پرم > پریم)

(اُ) کی تسہیل۔

(۱۴۵) س - نِس دن کردں گی سُمرن (کلیات شاہی) (سُمرن > سُمرنٹ)

ہ - تاکے چھپ بسے جیوں باس (ارشاد نامہ) (چھپ > چُھپ)

(۱۴۶) عربی ۷ فارسی سے آئے ہوئے خالص لفظوں میں تسہیل کا استعمال بہت

کم ہوا ہے۔ تسہیل کی وجہ سے عربی / فارسی کے چند لفظوں میں تغیر کی مثالیں۔

اَ۔ کی تسہیل۔

کَ (۱) ناکُچ تیرے ہات حُکم (ارشاد نامہ) (حُکم > حُکُم)

(۲) اللہ میاں کا شُکرا دا کرتی (کہانی صبر پاشا کی) (شُکر > شُکُر)

نَ۔ بھوت سے انساناں پاتر نیاں .... (کہانی پریوں کی شہزادی)

(انسان > اِنسان)

رَ۔ کتّا کرجا ہُیّا (کہانی صبر پاشا کی) (کرجا > قرض)

لَ۔ (۱) جیتے عِلم جہاں کے .. (کلیات شاہی) (عِلم > عِلُم)

(۲) تیراں چھوٹے پچھے سارے مُلک میں .. (کہانی صبر پاشا کی) (مُلک > مُلُک)

اُ۔ کی تسہیل۔

(۱) بارا برُوج پر ہے ..... (کلیات م-ق-ق) (بُرُوج > بُرج)

رَ۔ (۲) تُمے سچے بُزرُوگ ہیں (کہانی نوسرہار) (بُزرُوگ > بُزرگ)

زیادت

(Coming of Letters)

(۱۴۷) تلفظ کی سہولت کے لیے لفظ کی ابتدا، درمیان اور آخر میں حرف کی زیادت یا ایزادی ہوتی ہے۔ زیادت سے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یاشک نے وید کی سنسکرت میں زیادت کی متعدد مثالیں دی ہیں۔ دراوڑی زبانوں خاص کر تامل میں تلفظ کی سہولت کے لیے مصوتوں کی زیادت کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ سبھی جدید ہند آریائی زبانوں میں مصمتوں (حرفوں) کی زیادت ہیں

فرق آتا ہے۔ لفظ کی ابتدا میں اگر مخلوط مصمتہ ہو اور وہ تسہیل کے سبب الگ نہیں ہوا ہو۔ نیز پہلا مصمتہ حذف نہ ہوا ہو تو اس قسم کے لفظوں کو ادا کرنے کے واسطے ابتدا میں (آ) یا (اِ) کا استعمال کیا جاتا ہے۔ برج بھاشا میں اس طرح کے لفظ کے ساتھ (اِ) ادا کیا جاتا ہے[1] کھڑی بولی میں ابتدائی مخلوط مصمتے سے پہلے (ا) کا تلفظ ادا ہوتا ہے[2] عرب اور ایران کے باشندے مخلوط مصمتے سے شروع ہونے والے غیر ملکی لفظوں کا تلفظ (اِ) کے ساتھ ادا کرتے ہیں[3]۔ عربی / فارسی کا یہ رجحان ہندی سے متعلق بولیوں میں سب سے زیادہ اردو نے قبول کیا ہے۔ اردو میں لکھتے وقت بھی ایسے لفظوں کو (اِ) سے شروع کیا جاتا ہے۔ اِسکول = سکول، اسٹیشن = سٹیشن۔ راجستھانی میں بھی اس طرح کے الفاظ (اِ) سے شروع ہوتے ہیں۔

دکھنی میں مخلوط مصمتے سے پہلے کچھ لفظوں میں (ا) سے مدد لی جاتی ہے اور کچھ میں (اِ) سے ایسے لفظوں میں بھی (اِ) کی زیادتی ہوئی ہے، جن کی ابتدا میں غیر مخلوط مصمتہ ہوتا ہے، لفظ کے درمیان تلفظ کی سہولت یا تقلید کے سبب کچھ مصمتوں کی زیادتی ہوتی ہے۔

اَ ۔ (۱) (غیر مخلوط مصمتے سے پہلے)

اپرذیپا اچپل استری کا دمن کرنا) (چپل ← چپل)

---

[1] دھربند ورما ۔ برج بھاشا ص ۵۲

[2] کیلاگ ۔ گرامر آف ہندی لنگویج ۔ ۸۱ ص ۵۱

[3] فلمنٹ ۔ ہائیر پرشین گرامر ۳۹

(۲) (غیر مخلوط مصمتے سے پہلے عربی / فارسی لفظ)

کینے شاہ اسوار اس پنچھ آے (ابراہیم نامہ) (اسوار ← سوار)

(۳) غیر مخلوط حرف سے پہلے)

اشتت کرے نظر کے جیوں بھاٹ (من لگن) (اشتت ← شتوتی)

اِی - (مخلوط حرف سے پہلے)

(۱) اِشتھول نھے نوا کینا ساک (ارشاد نامہ) (اِشتھول ← ستھول)

(۲) دوسری گھڑی عشق چادر اوڑے ہے واستری (کلیات م-ق-ق) (استری ← ستری)

کَ - (پہلے متوتے کے ساتھ)

جہاں دو تین ملے وہاں بڑا کچاٹ (سب رس) (کچاٹ ← اُچ چاٹ سنسکرت = اچاٹ ہندی)

کہ - (درمیان میں)

مت کو سراپ دے جیوں لانڈاں (من لگن) (سراپ ← شاپ)

دو - (درمیان میں)

کیتیں اخروٹ بادام پستے نفیس (قطب مشتری) (اخروٹ ← اکشوٹ)

مغنونیت

(Nasalization)

اوشم مصمتے سے پہلے عربی فارسی الفاظ۔

مثالیں حسب ذیل ہیں:—

(۱) طبق ہیں چار کاسے رکھ کو دیے (معراج العاشقین) (کاسا ← کاسہ فارسی = پیالا)

(۲) سورج چاند کے سو کانسے دھرے (کلیات م-ق-ق) (کانسہ = کاسہ فارسی)

(۳) تری تیغ کا سر کے کاٹنے میں آب (گلشن عشق)

(۴) ہونسا سوں بھرنے آتا۔ ۔ (سب رس) (ہونسا ہوں؛ آہ فارسی)

لہریہ (Glide)

(۱۴۰) سنسکرت میں مصوتہ لفظ کی ابتدا میں مستقل طور پر استعمال ہوتا ہے اور لفظ کے درمیان مصوتہ، مصمتے کی مدد کے لیے آتا ہے جہاں ایک کے بعد دوسرا مصوتہ آتا ہے، وہاں سندھی (تعلیلی قاعدوں) کے بموجب دونوں مصوتے مل جاتے ہیں۔ اور اُن کی جگہ دوسرے مصوتے کا تلفظ کیا جاتا ہے۔ وسطی ہند آریائی زمانے میں لفظ کے درمیان کئی مصمتوں کا حذف ہوا۔ نتیجتاً اُن مصمتوں سے ملے ہوئے مصوتے باقی رہ گئے۔ ان مصوتوں میں تعلیل نہ ہونے کے سبب ان کا ادا کرنا مشکل ہوگیا اور معنی کی دشواری بھی پیدا ہوئی دو مصوتوں کے قریب ہونے پر (یَ) (وَ) اور (ہَ) کا استعمال (لہریہ) کی صورت میں کیا جانے لگا۔ جب کوئی لفظ مصوتے سے شروع ہوتا ہے، تب اس کے ادا کرنے کے لیے لہریے سے کام لیا جاتا ہے۔ لفظ کی ابتدا میں (اِ ے) آنے پر اکثر (یَ) کا تلفظ کیا جاتا ہے۔ اپ بھرنش میں یہ (یَ)، (جَ) میں تبدیل ہوا۔ (اُ) سے شروع ہونے والے لفظوں کے ساتھ مہاراشٹری، شورسینی، ماگدھی اور اردھ ماگدھی میں (وَ) لہریہ کا کام دیتا رہا[۱] (آ) سے شروع ہونے والے حروف (متعلق فعل) کے ساتھ (ہَ) کا تلفظ کیا جاتا تھا[۲]۔ (آ) تلفظ کے باب میں یہ بتایا جاچکا ہے کہ دراوڑی

---

[۱] پشول۔ کمپیریٹو گرامر آف پراکرت۔ ۳۳۷ ص ۲۳۴

[۲] ہیم چندر پراکرت ویاکرن ۲۰ - ۲ - ۲۰

زبانوں میں ابتدائی (اے) اور (او) کے ساتھ ترتیب وار (یَ) اور (وَ) کا تلفظ ادا کیا جاتا ہے۔ مرہٹی میں بھی بعض الفاظ میں ابتدائی (اے) کا تلفظ (یَ) کی مدد سے ہوتا ہے[1]۔ دو مصوّتوں کو الگ رکھنے کے لیے مشرقی ہندی میں (آ) اور (ای) سے پہلے (یَ) اور (او) ...... والے) اور (او) کے پہلے (وَ) کا تلفظ ادا کیا جاتا ہے۔ اگر پہلا مصوّتہ (اِ) یا (ای) ہو تو (یَ) اور (وَ) کا استعمال نہیں ہوتا[2]۔ دکھنی میں (یَ) کا استعمال لہریے کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ کچھ لفظوں میں استثنائی صورت میں (وَ) کا بھی تلفظ ہوا ہے۔

یَ - ہ - کے بعد۔

(۱) ہیا داڑم چرایا ہے (کلیات شاہی) (ہیا > ہی آ > ہردیے)

(۲) آینگ بدل رہوں جب بند کھول آنکیاکے (کلیات شاہی)

(انگیا > انگی آ > انگی کا)

(۱) (ابتدا) دو کے بیچ ویک علاحدہ مان (ارشاد نامہ) (ویک > ایک)

(اَ) اور (آ) کے درمیان میں۔

(۲) (درمیان) میں اِس تے ہوا نرِ والا (ارشاد نامہ)

(نرِ والا > نرِ آلا > نرِالا)

(۳)۔ دکھنی میں بعض مصمتوں کے بعد تلفظ کی سہولت کے لیے تمام طور پر

---

[1] جول بلاک۔ لا فارمے شن دے لا لینگوا مراتھے۔ ۱۹۱۴ء ص ۱۹۴۔

[2] سبادرن ڈی۔ کیپر یشو گرامر آف گوڈین لنگویج۔ ۱۹۲۵ء ص ۳۳۔

(یَ) لہریے کا استعمال ہوتا ہے۔ شروع میں (یَ) کا استعمال دو مصوتوں کو الگ رکھنے کے لیے کیا گیا لیکن اس وقت آواز سے متعلق تبدیلیوں کے باعث اس کی شکل کئی لفظوں سے بہت بدلی ہوئی ہے۔ مشرقی ہندی میں تسہیل کی صورت میں منتملہ (ای) کے بعد (یَ) حذف ہو جاتا ہے اور لہریہ کی صورت میں (یَ) کا تلفظ نہیں ہوتا لیکن دکھنی میں ایسے موقعوں پر (یَ) قائم رہتا ہے۔ مثالیں حسب ذیل ہیں:—

(۱) ہریا تھا باغ اُس کے عدل کا جم (پھول بن) (ہریا ← ہریَا اور ← ہریَ تھ)

(۲) یے ہیں مویں اندھیارے (ٹاک لار شاہ نامہ)

(اندھیارا ← اندھ آرا ← اندھ کار)

(۳) کھَ، گَ، لَ، شَ اور سَ کے بعد بھی (یَ) لہریے کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے اس لحاظ سے دکھنی، راجستھانی سے مماثلت رکھتی ہے۔

کھَ کے بعد:—

جنے معرفت کو دکھیانے کوں دھن (گلشن عشق) (دکھیانا ← دکھانا)

گَ کے بعد:—

(۱) میری عقل میرے سنگیات ہے (سب رس) (سنگیات ← سنگات)

(۲) جھاناں میں بجر کو گیاساں ہوا ہیں تو (اڑا کو اسلیمان خطیب)

(گیاس ← گاس ← گیش)

لَ کے بعد عربی / فارسی الفاظ میں:—

(۱) اس کو اولیاد نہیں تھی (کہانی چوو شہزادے کی) (اولیاد ← اولاد)

(فعل) (۱) جواب لیّا وے.. ... (ارشاد نامہ) (لیّاوے ⟵ لاوے ⟵ لائے)

(تعداد) (۲) سکلیاں پر بھی ہے ناظر (ارشاد نامہ) (سکلیاں پر ⟵ سکلوں پر)

(۳) شؔ کے بعد۔ فارسی الفاظ۔

(۱) شیار کے رُوپابی یا واں مُچ پو آسکتے نہیں (سلیمان خطیب)

(شیّار ⟵ شہر)

(۴) سؔ کے بعد:۔

(۱) سَیو ون ہارے اپنے ویسے سو جاگ (پھول بن)

(سیُوون ہارے ⟵ سون ہارے)

(۲) پنکھی خوش مغز ہو سیار سے (کلیات شاہی) (سیار ⟵ سارے)

(۳) یو بید پُران سیاشتر گیان (من لگن) (سیاشتر ⟵ ساشتر ⟵ شاشتر)

حرفوں کا حذف

(EPSION of Letters)

(۱۴۹) وسطی ہند آریائی زمانے میں سنسکرت کے لفظوں میں جو آواز سے متعلق ردّ و بدل ہوئے اُن میں حرفوں کا حذف قابل ذکر ہے۔ لفظ کے ابتدائی مصمتے یا مصوّتے میں بہت کم تبدیلی ہوئی لیکن لفظ کے درمیان اور آخر میں واقع شدہ مصمتوں کے محذوف ہونے سے الفاظ کی شکلیں بہت کچھ بدل گئیں۔ وسطی ہند آریائی کی ابتدا ہی میں سنسکرت کے الفاظ کا آخری بے مصوّتہ مصمتہ محذوف ہوتا تھا۔ اس رجحان

کے سبب سنسکرت کے ساکن الفاظ مصوتے کے خاتمے کے ساتھ لکھے جانے لگے۔

نیش کی جگہ یش اور نامن کی جگہ نام کا استعمال ہوا۔

(اَ) کا حذف۔

کچھ عرصے کے بعد لفظ کے آخر میں (اَ) والے مصمتے کا تلفظ معصوتہ مصمتے کی طرح کیا جانے لگا۔ سبھی جدید ہند آریائی زبانوں میں آخر میں (اَ) والے اسما اور مادّے ساکن ادا ہوتے ہیں۔ لکھتے وقت اسما اور افعال کو حروفِ مغیرہ یا لاحقوں کے ساتھ الگ رکھتے ہیں، لیکن ادا کرتے وقت دونوں کو ملا دیتے ہیں۔ اردو کا مندرجۂ ذیل جملہ اس کی مثال ہے: ۔

(لکھتے وقت) پیدل چلتا ہوا وہ بات کی بات میں گھر پہنچ گیا۔

(بولتے وقت) پیدل‌چلتا ہوا وہ باتکی باتمیں گھر پہنچ گیا۔

(اَ) کا حذف لفظ کے درمیان میں بھی ہوتا ہے، لیکن لکھتے وقت اس حذف کو بیان نہیں کیا جاتا۔ (اَ) (ای) اور (اُ) کے بعد لفظوں کے آخر کا (یَ) مصوّتے کے ساتھ ادا ہوتا ہے۔ (اِ) (اِی) اور (اُو) کے بعد لفظ کے آخری (یَ) میں (اَ) ادا ہوتا ہے۔ تین مصمتے والے لفظ میں دوہرے مصمتوں میں اگر (اَ) ہو تو تلفظ نہیں کیا جاتا[۲]۔ لکھاوٹ میں بکرا اور تلفظ میں بکرا۔ چار مصمتوں والے الفاظ میں دوہرے (اَ) ملے ہوئے مصمتے کا تلفظ بے معصوتہ مصمتے کی طرح کیا جاتا ہے۔

---

[۱] چٹرجی۔ اوریجن اینڈ ڈویلپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۱۳۴ ص ۲۵۱

[۲] گرو۔ ہندی ویاکرن۔ ۶۵، ۸۷ ص ۴۸۔

لکھاوٹ' بل ہیں۔ تلفظ بلّین۔ چار مصمتے والے الفاظ اگر طویل (ای) کے ساتھ ختم ہو رہا ہو تو تیسرا (اَ) والا مصمتہ ساکن رہتا ہے۔ لکھاوٹ سنہری تلفظ سنہ ری۔ دکھنی میں بھی لفظوں کے درمیان اور آخر میں آنے والے (اَ) کا حذف اس طرح ہوتا ہے

(۱) آخری (اَ)

لکھاوٹ: اوپر کا چھلٹا سب دور ہوا۔ (سب رس)

تلفظ: اوپر کَ چھلٹا سبدُر ہوا۔

(۲) تین مصمتے والے لفظ میں دوسرے مصمتے کے (اَ) کا حذف۔

لکھاوٹ (۱) رہتے رہتے اَس جھنگے ہور کپڑے کا قصہ ہونا (سب رس)

تلفظ: رہتے رہتے اُسجھنگے ہور کپڑے کا قصہ ہونا۔

(۲) سُسرے کو واروں سیا کو واروں (گیت) (سسرا - سُسرا)

(۳) چار مصمتے والے لفظ میں تیسر آخری مصوتے کے (اَ) کا حذف۔

لکھاوٹ: کئی اخروٹ بادام پستے نفیس (قطب مشتری)

تلفظ: کئی اخ روٹ بادامپستے نفیس۔

(۴) چار مصمتے والے لفظ میں طویل آخری مصوتے کے تیسرے مصمتے کے (اَ) کا حذف۔

لکھاوٹ۔ لگیا کانان کوں مدرے ہور چکرے (پھول بن)

تلفظ۔ لگیا کاناں کوں مدرے ہور چکڑے

(۱۵۰) ابتدائی (اَ) کا حذف۔

وسطی ہند آریائی زمانے میں سنسکرت کے کچھ لفظوں میں ابتدائی (اَ) متبادل طور پر حذف ہوا[۱]۔ دکھنی میں سنسکرت کے خالص لفظوں میں ابتدائی (اَ)

---

[۱] درو چی پراکرت پرکاش - ۱ - ۴ -

کے محذوف ہونے کی کئی مثالیں ملتی ہیں :—

مثلاً : (۱) میرے ہے موس اندھیارے ٹاک (ارشادنامہ) (موس > اماوشیا)

(۲) اس گھر میں لایے لاجیاں . . (کلیات م۔ق۔ق)

(لایے > پراکرت الایہ سنسکرت الات = آگ لپٹ۔راجستھانی لایے)

مصمتے کا حذف۔

(۱۵۱) وسطی ہند آریائی زمانے میں کئی مصمتوں کا حذف ہوا۔ دکھنی میں انفیہ اور اور اوشم حرفوں کے محذوف ہونے کا رجحان زیادہ ہے۔

(۱۵۲) (ہ) کا حذف۔

پراکرتوں میں مصوتے کے بعد آنے والا (ہ) محذوف ہوتا تھا[۱] دکھنی میں اس کی مثالیں :—

(درمیان) کر بیل پوں پکھال بادل رمن لگن) (پکھال > پیس ، کھل)

(آخر) (۱) بیرے ہے موس اندھیارے ٹاک (ارشادنامہ) (موس > اماوشیا)

(۲) اسمان سور چندر ، نارے (خوش نامہ) (سور > سورہے)

(۱۵۳) - (ر) کا حذف۔

پراکرتوں میں (ر) اکثر حذف ہوتا ہے[۲]۔ دکھنی کے خالص لفظوں میں (ر) کے محذوف ہونے کی کئی مثالیں ملتی ہیں :—

(درمیان) خوش نظر اسب کی خوبی دِسے یک تن میں دو رنگ۔

---

[۱] ہیم چندر - پراکرت ویاکرن - ۱ - ۶۶ -

[۲] ہیم چندر - پراکرت ویاکرن - ۱ - ۷۷ ، ۱۷ - ۲۶۹

کہر یا سار کا یتمہ نیمہ ہے جیوں کے پوُل (کلیات شاہی) (پوُل ح پروال = عقیق)

(آخر .سب گوتاں کی پیاری (خوش نامہ) (گوتا ح گوتر)

(۱۵۴)۔(وَ) کا حذف۔

وسطی ہند آریائی میں بہت سے الفاظ میں (وَ) محذوف ہوگیا[1]۔ دکھنی کی مثالیں۔

(درمیان) (۱) یہاں جا گرت نہیں سُن سپن (ارشاد نامہ) (سپن ح سُوَپن)

(۲) جنم تجھ دندی جیو تے پھرنے کا چور (گلشن عشق) (دندی ح دوَن دِن)

(۳) اساساں کا بار چھُٹیا زور سوں (گلشن عشق) (اساس ح آچھواس)

(۴) دل شوق لیا کوئی سری کا (من لگن) (کوبی سری ح کویش دری)

(۱۵۵) (سَ) کا حذف۔

وسطی ہند آریائی میں لفظ کا ابتدائی بے مصوتہ (سَ) حذف ہو گیا[2]۔ دکھنی میں بھی ابتدائی (سَ) کا حذف ہوتا ہے۔

(ابتدا) تنُٹے چرخ کا نھاٹ باندیا تو ہی (گلشن عشق)

(نھاٹ، سنسکرت سنحاتر = چھپر اور کھپریل رکھنے کی لکڑی کا ڈھانچا۔
مرھٹی تھانیٹ = منظم کرنا)

(۱۵۶) (ہَ) کا حذف۔

وسطی ہند آریائی میں کچھ خالص سنسکرت لفظوں میں (ہَ) حذف ہوتا ہے[3]۔

ع[1] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن۔ ۲ ۔ ۷۹۔

ع[2] ″ ″ ″ ۔ ۱ ۔ ۷۷۔

ع[3] ″ ″ ″ ۔ ۲ ۔ ۸۴، ۸۵۔

دکھنی میں درمیانی (د) کے حذف ہونے کی مثال :-

(درمیان) ٹِیڑی بھری کا زور دیا سکتی ہے ؟ (سب رس)

(دکھنی ٹِیڑی < ہندی ٹِیڑی < سنسکرت ۔ ٹٹ ٹِبھ)

(۱۵۷) اَنُسوار کا حذف -

دکھنی کے کچھ لفظوں میں اَنُسوار کا حذف ہوتا ہے -

مثلاً : اُس کے گھر میں حاج پی تَنند ہور سا اس (سب رس) (تَننَد < تند)

تکملہ

(۱۵۸) جب تت سم لفظوں میں تلفّظ کی سہولت اور دوسرے وجوہ سے کوئی مصمتہ حذف ہوتا ہے اور ایک آواز دوسری آواز میں تبدیل ہوتی ہے تو لفظ میں جو کمی پوری کی جاتی ہے اس کو تکملہ کہتے ہیں - یہ طریقہ وسطی ہند آریائی کے زمانے سے شروع ہوتا ہے - جدید ہند کی زبانوں کے ابتدائی زمانے میں یہ رجحان بہت وسیع ہوگیا تھا -

(۱۵۹) طویل ہونا (مصمتے کے حذف کی وجہ سے)

وسطی ہند آریائی زمانے میں تلفظ کی سہولت اور تصغیر کے سبب لفظوں سے اگر کوئی مصمتہ حذف ہوتا یا کوئی اور تبدیلی کی جاتی ہے تو تکملے کی صورت میں اُس سے پہلے کا مصوتہ طویل کردیا جاتا تھا - جدید ہند زبانوں میں سے مغربی ہندی میں جب مخلوط مصمتے کا کوئی مصمتہ محذوف ہوتا ہے تو کچھ لفظوں میں ماقبل کا مصوتہ طویل ہوتا ہے اور بعض میں حسب سابق قائم رہتا ہے -

کچھ لفظوں میں دونوں روپ پائے جاتے ہیں۔ مثال کے لیے سچ، سچّا اور سانچا تینوں شکلیں رائج ہیں لیکن نت، نیشے کی ایک ہی شکل ملتی ہے۔ مشرقی زبانوں یعنی بنگالی، آسامی، اُڑیا، میتھلی، بھوج پوری اور مشرقی ہندی میں اور گجراتی، راجستھانی اور مرہٹی میں مخلوط مصمتے گروہ میں سے جب مصمتہ محذوف ہوتا ہے تو قبل کا مصوّتہ طویل ہو جاتا ہے۔ جہاں تک مشرقی زبانوں کا مسئلہ ہے اُن میں اس قسم کی طوالت زیادہ پائی جاتی ہے۔ مشرقی زبانوں کے برخلاف مغربی زبانوں یعنی سندھی، پنجابی اور لہندا میں مصمتے کے حذف ہونے پر بھی ماقبل کا مصوّتہ جوں کا توں رہتا ہے۔ اس بارے میں مغربی ہندی کی حالت بین بین ہے۔ اُس میں مشرقی زبانوں کی تقلید پائی جاتی ہے اور مغربی زبانوں کی بھی۔ قدیم مغربی ہندی میں طویل ہونے کا رجحان زیادہ تھا، لیکن موجودہ ادبی زبان میں یہ رجحان کم ہو گیا ہے۔ واضح طور پر یہ حالت شمال مغربی زبانوں کے اثرات کو ظاہر کرتی ہے[1]۔ "نکملے" کی صورت میں طوالت کے باب میں دکھنی اور مغربی ہندی یا کھڑی بولی میں پوری پوری مماثلت ہے۔ قدیم دکھنی میں طوالت کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے، لیکن مابعد کی دکھنی میں قصیر مصوّتہ جوں کا توں قائم رہتا ہے۔ ایک مصنّف نے ایک لفظ کی دو دو شکلیں بھی استعمال کی ہیں۔

مثالیں:— بل ہیں کہی لک رتن (گلشن عشق) (لک ← لکش)

فن کرے عقل لاکھ (گلشن عشق) (لاکھ ← لکش)

دکھنی لفظوں میں مصوّتے اور مصمتے کا حذف یا تغیّر ہوتا رہا ہے۔ یہی عمل

---

[1] چیٹرجی۔ اورجن اینڈ ڈویلپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۲۷ - ص ۱۶۰

اس وقت بھی دیکھا جا سکتا ہے (ت) کا حذف دوسرے مصمتوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں دکھنی کی کچھ مثالیں پیش کی جا رہی ہیں جن میں حرفوں کے حذف کی وجہ سے "تکملے" کا نتیجہ مصوّتے کی طوالت ہے۔

(۱) ک کے حذف ہونے کی وجہ۔

یونہی کھل رہی تھی سو جوں اوکھلی (قطب مشتری) (اُکھلی پراکرت ۔ اوکھل ۔ اُنکھل سنسکرت)

(۲) گ کے حذف ہونے کی وجہ۔

جلتی آگ تھے کھینچیا پاؤں (ارشاد نامہ) (آگ اگّی پراکرت ۔ اگنی سنسکرت)

(۳) (یَ) کے حذف کی وجہ۔

عشق کے توں ہے دگلشن عشق) (توں ۔ تُلییے)

(۴) (ر) کے حذف ہونے کی وجہ۔ یہ طوالت پراکرتوں میں بھی ہے[1]۔

(۱) جس نے یو ٹھنڈک یو آنچ ہے سانچا (من لگن)

(۲) سُرج کا آنچ بھو تیج تیز ہوگی (پھول بن)

معراج العاشقین میں خواجہ بندہ نواز نے آنچ اور آگ دونوں لفظوں کا استعمال کیا ہے (آنچ ۔ ارچی سنسکرت)

(۳) پان ناپھر کے بھی اُس باج (ارشاد نامہ) (پان ۔ پرنٹ) (باج ۔ ورج)

(۴) دھریں روپ پاتاں بی تج فہم سنگ (کلیات شاہی) (پات ۔ پتر)

(۵) سہس برس کا اکڑ دیکھو (سکھ سہیلا) (اکڑ ۔ مرکٹ)

---

[1] پشیل ۔ گریمر آف پراکرت ۶۲ ص ۶۲ ۔

(۶) منگے دل موں سب مہت و بیڑی تجے (گلشن عشق) (مہت = مہتر)

(۷) پوت کی ران کوں (گلشن عشق) (پوت = پوتر)

(۵) سَ کے حذف ہونے کی وجہ۔

(ابتدا) (۱) روح مقیم کا وہ ہے ٹھاہ (ارشاد نامہ) (ٹھاہ = مُتھل)

(۲) بِن اُس دیکھیں ہے اوں من تھیر (ارشاد نامہ) (تھیر = ستھر)

(درمیان) ہاتی ہے کینتک (من لگن) (ہاتی = ہستی)

(۶) ٹَھ کے حذف ہونے کی وجہ۔

(درمیان) بچن میٹھ اُس جو (ابراہیم نامہ) (میٹھ = مِٹّھ)

پیا نور ہوے ہیں اب (کلیات شاہی) (نوٹھر = نِشٹھر)

(۷) ہ کے حذف ہونے کی وجہ۔

(آخر) دسے ہر طرف تیری قدرت کا موں (گلشن عشق) (موں = مُنہ = مکھ)

(۱۶۰) طویل ہوتا۔ مخلوط مصمتے میں سے ایک مصمتے کے باقی رہنے کی وجہ۔

(۱) جّ ، جَ۔ کوی جا و کھو صبح ساجن سات (کلیات شاہی) (ساجن = سجّن)

(۲) ٹّ ، ٹَ۔ تا ئیچ بوڑے پاٹ پتمبر (خوش نامہ) (پاٹ = پٹّ)

اشنٹت کرے نظر کے جوں بھاٹ (من لگن) (بھاٹ = بھٹّ)

(۳) تّ ، تَ۔ کیتی بھورے کینی تیتر لکھے تھے (پھول بن) (تیتر = تِتّر)

(۴) لّ ، لَ۔ عبادت بھی تو حشق کا پھول ہے (گلشن عشق) (پھول = پھلّ)

یا پھر دشمن جنگل گھر کر کھاویں آلا پالا سکھ سہیلا (پالا = پلّو)

(۱۶۱) طویل ہونا۔ مصمتہ بدلنے کی وجہ۔

(۱) کّ ، کَ۔ عالماں منگے بھیکاں بھی (کلیات م۔ ق۔ ق) (بھیک = بھکشا)

(۲) ت ۔ چ ۔ جے تو من ہیں لکھیں سانچ (ارشاد نامہ) (سانچ < ستیہ)

(۱۶۲) طویل ہونا ۔ ہائے مختفی کے حذف ہونے کی وجہ ۔

یو دُوک گھنیرا گھبر یاباپ (کلیات شاہی) (دُوک < دُکھ)

(۱۶۳) طویل ہونا ۔ ہائیہ مصمتے کے غیر ہائیہ ہونے کی وجہ ۔

(۱) سب کُوچ (معراج العاشقین) (کُوچ < کچھ)

(۲) نکتہ پیدا ادیک ہوا (ارشاد نامہ) (آدیک < ادھیک)

(۱۶۴) مغنون ۔ کے اُنسوار ہونے کی وجہ ۔

دکھنی میں غنّے کی جگہ مصوتے کو انسوار کے مخلوط بننے کا رجحان زیادہ پایا جاتا ہے اور اس کا متعلقہ مصوتہ طویل ہوتا ہے۔

آ < آ ۔ (۱) سنوں ہیں و گھانٹے تے آواز جوں (گلشن عشق) (گھانٹا < گھنٹا)

(۲) بُرا ہوں سبھی ہوں تیری گانٹ کا (گلشن عشق) (گانٹ < گرنتھی)

(۳) یو بین کی دُھن وہ بانسری کی (من لگن) (بانسری < ونش + ری)

(۴) اتو کرتے ہنس ہنس لوکاں میں تانتا (سب رس)

(تانتا = ہندی تنتا مرہٹی تنتا سنسکرت تنت)

مغنونیت کی وجہ سے طویل مصوتہ جوں کا توں رہتا ہے ۔

مثلاً: جس ہیں ہمت نئیں سو خالی بھانڈا (سب رس) (بھانڈا < بھانڈ رکت)

اُ < اُو (۱) لُون چیت مُونڈت پھیر (نو سرہار نامہ)

(لُون چیت لُنچیت مُونڈت < مُنڈت)

(۲) بھجن میٹھا اس جو پڑیں بوند آ سے (ابراہیم نامہ) ([illegible])

غیر ہائیہ سے ہائیہ -

(۱۶۵) جب لفظ کے درمیان کا ہائیہ مصمتہ غیر ہائیہ ادا کیا جاتا ہے تو لفظ کے ابتدائی غیر ہائیہ مصمتہ ہائیہ بنتا ہے۔

(۱) بن کھاتّب قلندری دیا ہے (من لگن) (کھاتّب ← سُکمبھ)
(۲) کھانڈیاں پو اُس کے اپنے دستے (من لگن) (کھانداں ← سُکنڈھ)
(۳) ایس پائنواں کوں سب چھترا ہے بیٹی (پھول بن) (چھترا ← چھتر)
(۴) بھبوتی اپنے منہ کوں بچھر لگائی (پھول بن) (بھبوتی ← بھبُوتی ← وِبھُوتی)

ہائیہ ہونا -

(۱۶۶) بعض لفظوں میں آخری غیر ہائیہ مصمتہ ہائیہ ادا ہوتا ہے (ل) کے بعد اکثر اِس طرح کا تغیر دیکھا جاتا ہے۔ -

(۱) گنے پلکھاں کوں نیراں کے مقابل (پھول بن) (پلکھ ← پلاس)
(۲) کوئی کام کرو اُلٹھا ایچ ہوتا ہے (بول چال) (اُلٹھا ← اُلٹا)
(۳) انوں پلٹھ کو جواب دیتے .. (بول چال) (پلٹھنا ← پلٹنا)

مصمتے کا مشدّد ہونا -

(۱۶۷) (۱) مخلوط مصمتے گروہ میں سے جب بے مصوتہ مصمتہ محذوف ہوتا ہے تو کچھ لفظوں میں بے مصوتہ مصمتہ مشدّد ادا ہوتا ہے۔

(ا) جوں کے سُتّا میں دال (ارشاد نامہ) (سُتّا ← سوُرنٌ، دال ← ڈال)
(ب) پتھر ہوئے سُتّا جس پر شہ پچھاتو تے (گلشن عشق)
(۲) دکھنی کے کچھ لفظوں میں مصوتے کے بعد آنے والے لفظ کے آخری اور

اُوسٹم مصمتہ مشدد ہوتا ہے۔ یہ رجحان بول چال میں زیادہ ہے۔

(ج) گلا پھاڑ کر نکو بول (بول چال) (گلاّ د گلا)

(د) پستو اٹھا کو ماٹی ڈالیں گے ناوں پو تیرے (سلیمان خطیب) (پیتو دپسو)

مغنونیت ہونا۔

(۱۶۸) (۱) ماگدھی، اردھ ماگدھی اور جین ماگدھی میں مصمتے کے حذف ہونے کی وجہ سے "تکملے" کے نتیجے کے طور پر لفظ کا آخری (ا) مغنون ادا کیا جاتا ہے[1]۔ اس طرح کی مغنونیت مذکورہ بالا پراکرتوں کے متعلقاتِ فعل میں خاص طور پر دکھائی دیتی ہے۔ ان پراکرتوں میں کچھ ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جب لفظ کے آخری مصمتے کے گروہ میں سے ایک مصمتہ حذف ہوتا ہے، تو اس کا (ا) مغنون ہو جاتا ہے[2]۔ قدیم دکھنی میں اس طرح کا مغنون (ا) خاص کر استعمال ہوا ہے، لیکن آہستہ آہستہ یہ مغنونیت یا تو محذوف ہو گئی ہے یا پھر محذوف مصمتہ، ماقبل مصوتے پر اثر ڈالتا ہے۔ مثال کے طور پر قدیم دکھنی کے دو لفظ پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) پاھ ← پانو (۲) ٹھانو ← ستھان

ان لفظوں کی ایک دوسری شکل بھی رائج رہی ہے۔ پانوں ٹھانوں آج کل بول چال میں ان لفظوں کا تلفظ پانو اور ٹھانو کیا جاتا ہے، لیکن (م) جب (و) میں تبدیل ہوتا ہے، تو اس وقت بھی اسی کے ماقبل کا مصوتہ

---

[1] پشل - کمپریٹو گرامر آف پراکرت - ۱۸۱ ص ۴۷ -

[2] ورنچی - پراکرت پرکاش - ۴ - ۱۵ -

مغنون ہو جاتا ہے۔

وسطی ہند آریائی کے دوسرے زمانے میں لفظ کا آخری (م) "ون" میں تبدیل ہوا۔ جدید ہند زبانوں میں (م) کی تبدیل شدہ شکل مروّج ہے۔ اردو کے مصنّف (م > ون) کو مغنون لکھتے رہے ہیں۔ قدیم اردو میں "ون" سے پہلے کا مصوتہ بھی مغنون لکھا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر ہندی میں گانو لکھا جاتا ہے، جب کہ اُردو کے قدیمی مصنّف اِسے گانوں اور گاوں لکھا کرتے تھے۔

قدیم دکھنی کی مثال اس طرح ہے۔

مثلاً: تو دورج ہے سِس نانوں (ارشاد نامہ) (نانوں > نامن)

(۲) جب لفظ کے درمیان کسی حرف کا حذف ہوتا ہے، تو لفظ کا ابتدائی قصیر (اَ) "تکملے" کے طور پر طویل ہو جاتا ہے۔ بعض لفظوں میں یہ (آ) مغنون رہتا ہے۔

(ڈ) کا حذف۔

تیرے کھنگ آگے .... (گلشن عشق) (کھنگ > کھڈگ)

(پ) کا حذف۔

گگن سیپنی کر سُرج کا جل بھر (کلیات شاہی) (سیپنی > پراکرت سیپنّی)

(ی) کا حذف۔

انھیں سانچ بوجھیا ہے معشوق ناز (ابراہیم نامہ) (سانچ > سیتے)

(لہ) کا حذف

(۱) جو اُس نانگے کر سکے آنمود (گلشن عشق) (انگے > اگرے)

(۲) ہریک بُوند مُو ہوئیں سُمند (ابراہیم نامہ) (سُمند ، سَمُدر)

(۳) یوآنچ ہے سانچا (من لگن) (آنچ ، ارچی)

(۴) گر سانپ و گر بچھّو ہے (من لگن) (سانپ ، سرپ)

وَ کا حذف۔

...... دھیا تنشت نرالا (سکھ سہیلا) (تنشت ، تنشو)

ہ کا حذف۔

عجب طراں کی محل نیار کراتا (کہانی جادو کا پتھر) (طراں ، طرح)

(۳) جب لفظ کا کوئی درمیانی مصوتہ دوسرے مصوتے میں تبدیل ہوتا ہے تو کچھ لفظوں میں تبدیل شدہ مصوتے کا تلفظ مغنون ادا ہوتا ہے۔ جب کوئی مصمتہ دوسرے مصمتے میں تبدیل ہوتا ہے تو اس کا اپنا مصوتہ یا ماقبل مصوتہ مغنون بنتا ہے۔

آ ، اَ ۔ دکھنی میں طویل مصوتے کو قصیر بنانے کا جو رجحان ہے اس کا اثر مرکّب الفاظ کے طویل مصوتے پر بھی پڑتا ہے جب (آ) (اَ) بنتا ہے تو کچھ لفظوں میں تبدیل شدہ (اَ) کا تلفظ مغنون ہوتا ہے۔

سہج دیویوں نرنکار (ارشاد نامہ) (نرنکار ، نراکار)

اُ ، اَ ۔

گیان سمندر توں منج پاس (ارشاد نامہ) (سمندر ، سُمدر)

ہ ، اِ ۔

اس نار کوں کرن ہار سنگار (من لگن) (سِنگار ، شرنگار)

کشؔ > کھؔ۔

... بھوت پنکھی ہے ذات (سکھ سہیلا) (پنکھی > پکشی)

کشؔ > چھؔ۔

پنچھی کوں مجھی کے تیوں نیراتے (من لگن) (پنچھی > پکشی)

دؔ > وؔ۔

ہاتی کے توں پانوں کوئی نہیں وَحن (من لگن) (پانوں > پاد)

تکملے کا فقدان۔

(۱۶۹) مشرقی اور وسطی صوبائی ہند آریائی زبانوں میں تکملے کے طور پر قصیر مصوتہ، طویل بنتا ہے یا آواز کے تعلق سے کوئی دوسری تبدیلی ہوتی ہے، لیکن مغربی زبانوں میں عام طور پر کوئی تغیّر نہیں ہوتا۔ دکھنی کے بعض الفاظ مغربی اثر کو ظاہر کرتے ہیں۔

گؔ کا حذف۔

نظر نا لگے ٹیوں سٹے اگ سپند (ارشاد نامہ) (اگ > پراکرت اگّی)

جؔ کا حذف۔

لبریز تھے لج میں (من لگن) (لج > لجّا)

... پیتے ہیں نار کجل (کلیات شاہی) (کجل > کجّل)

لؔ کا حذف۔

کوئی پھاڑ موں بھاوے کن (ارشاد نامہ) (کن > کرن)

خدا نہ کرے اگر راج وٹ اٹھے (سب رس) (راج وٹ > راج ورتم)

سَن کا حذف۔ (لفظ کے شروع میں)
قطب سات کھم کا (کلیات م۔ق۔ق) (کھم = سکمبھ)

حرفوں کا قلب

(Metathesis of Letters)

(۱۷۰) آریائی زبانوں میں حروف کے قلب کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ یاشک نے ویدک سنسکرت کے کئی الفاظ درج کیے ہیں، جو قلب کی قدامت کو ثابت کرتے ہیں۔ تلفظ کی سہولت کے لیے بول چال کی زبان میں مصمتوں کا مقامی تغیّر ہوتا ہے۔ مابعد مصمتے کا تلفظ ماقبل مصمتے کی بجائے اور ماقبل مصمتے کا تلفظ مابعد مصمتے کی بجائے کیا جاتا ہے۔ سنسکرت اور پراکرتوں میں بھی یہی رجحان ہے۔ موجودہ زبانوں کی ادبی شکل حرفوں کے قلب کی تائید نہیں کرتی، لیکن بول چال میں اُس کی بہتیری مثالیں ملتی ہیں۔ دکھنی کے قدیم مصنفین نے لفظوں میں قلب کا استعمال کیا ہے۔

(۱) ماٹی میں چکڑ میں پڑ موا ہے (من لگن)
یو مشک سباس پٹوں او چیکڑ (من لگن)

موجودہ اردو اور ہندی کی نظر سے چیکڑ لفظ "کیچڑ" کی تبدیل شدہ شکل معلوم ہوتی ہے۔ ہندی شبد ساگر میں کیچڑ لفظ کا مبدا "کیچ" سے مانا گیا ہے، لیکن بعض علمائے السنہ نے اس لفظ کے بارے میں جو معلومات پیش کی ہیں۔ اُن کی رو سے ہندی کا "کیچڑ" لفظ چیکڑ یا چکڑ کی تبدیل شدہ

شکل ہی ہو سکتا ہے۔ راج واڑے نے (چکل) کو چکڑ کا ماخذ تسلیم کیا ہے۔ کچھ لوگ "ولد" ۔ "چربلید" اس لفظ کا ماخذ مانتے ہیں۔ مرہٹی اور پنجابی میں "چکڑ" لفظ کا استعمال ہوتا ہے۔ ان کی مثالیں :۔

(۲) بھریا گنج قدرت کا پٹارا بھرا ے (پٹارا < پٹارا < سنسکرت پٹک)

(۳) مونیاں سیتی نہانی پری (کلیات م۔ق۔ق) (نہان < سنان)

(۴) بھبوتی اپنے منہ کوں بھر لگائی (پھول بن) (بھبوتی < وبھوتی)

(۵) کرڑودن کیرا ہیرا (خوش نامہ) (کرڑودن < کراوڑن)

(۶) کتیاں کے دانت ہیں تھے پلکے درانتیاں (درانت < سنسکرت دانتر)

دکھنی میں ہائیہ کی جگہ اکثر تبدیل ہوتی ہے۔

(الف) کھاندے پرلے چلنا بات (ارشاد نامہ) (کھاندا < سکندھ)

(ب) رودرو کو ہندا ہوگیا ہے (کمانی جادو کا پتھر) (ہندا < اندھا)

(ج) پتھر کی ٹھوکر کھا کو مرگئی (کمانی اشرفیوں کی مالا)

(پتھر < پتھر < سنسکرت پرستر)

(د) کیئیں تو بی گھٹ گیا تو (کمانی نوسر ہار) (گھٹنا < گھٹنا)

(ھ) اس کے گدھے گم ہو گئے تھے (کمانی نوسر ہار) (گدا < گدھا)

مہموسہ سے مجہورہ

(Voiced) سے (Voiceless)

(۱۷۱) جدید ہند آریائی زبانوں میں جب کسی لفظ کے آخر میں مہموسہ غیر معکوس

آتا ہے اور اُس لفظ کے بعد آنے والا۔ لفظ مجہورہ مصمتے سے شروع ہوتا ہے تو مہموسہ اپنے سلسلے کے مجہورہ مصوتے کی طرح ادا ہوتا ہے، گو تبدیل شدہ مجہورہ مصمتہ آخری (ا) کے ساتھ لکھا جاتا ہے، تاہم اس کا تلفظ (ساکن) ہی ہوتا ہے۔ مرکّب الفاظ اور دو سے زیادہ مصمتے والے لفظ میں بھی اسی قسم کا تغیّر پایا جاتا ہے۔ لکھتے وقت لفظ کا آخری مہموسہ مصمتہ اصل شکل میں لکھا جاتا ہے، مگر بولتے وقت اس کی صورت بدل جاتی ہے۔

کَ ، گَ۔ لکھاوٹ: بیک بڑی تھا = تلفظ: بیگ بڑی تھا۔

لکھاوٹ: تھک گئی = تلفظ: تھگ گئی۔

لکھاوٹ: حکدار = تلفظ: حگدار۔

کھَ ، کَ ، گَ۔

لکھاوٹ: رکھ بول کو = تلفظ: رگ بول کو۔

چھَ ، چَ ، جَ۔ لکھاوٹ: کچھ دن = تلفظ: کج دن۔

ٹَ ، ڈَ۔ لکھاوٹ ٹھنڈوری پٹ گئی = تلفظ۔ ڈھنڈوری پڈ گئی۔

تَ ، جَ۔ لکھاوٹ: رت جگا = تلفظ: رج جگا۔

تَ ، دَ۔ لکھاوٹ: بھوت غم ہیں = تلفظ: بھود غم ہیں۔

قَ ، کَ۔ لکھاوٹ: فقط غریبی = تلفظ: فکد غریبی۔

پَ ، بَ۔ لکھاوٹ: آپ بیٹھو = تلفظ: آب بیٹھو۔

فَ ، پَ ، بَ۔

لکھاوٹ: طرفدار = تلفظ: طرپدار، طربدار۔

مجہورہ سے مہموسہ

(Voiceless) سے (Voiced)

(۱۷۲) اگر کسی لفظ کے آخر میں مجہورہ مصمتہ آتا ہے اور اس کے بعد آنے والا لفظ مہموسہ مصمتہ سے شروع ہو تو ایسے لفظ کے آخر کا مجہورہ مصمتہ اپنے سلسلے کے مہموسہ مصمتہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ دو سے زیادہ مصمتوں والے لفظ میں بھی مہموسہ مصمتہ، ماقبل مجہورہ مصمتے کو اسی طرح بدلتا ہے۔ لکھنے میں یہ تبدیلی ظاہر نہیں ہوتی۔ تبدیل شدہ (ا) مہموسہ مصمتہ ساکن ادا ہوتا ہے۔

گ > ک۔ لکھاوٹ: سُہاگ کی چیز = تلفظ: سُہاک کی چیز۔

ج > چ۔ لکھاوٹ: چیز پینائی = تلفظ: چیچ پنہائی۔

ڈ > ٹ۔ لکھاوٹ: ٹھنڈ سے = تلفظ ٹھنٹ سے۔

د > ت۔ لکھاوٹ: بے حد خوش = تلفظ: بے حت خوش۔

ب > پ۔ لکھاوٹ: خوبصورت = تلفظ: خوپ صورت۔

لکھاوٹ: اب تک = تلفظ اپ تک

لکھاوٹ: سُوب سنایا = تلفظ: سُوپ سنایا (سب سنایا

(۱۷۳) انسوار > ن۔ ماقبل آخر مصوتہ، مغنون ہو یا اس کے بعد کوئی ساکن مغنون مصمتہ آئے تو مابعد مصمتے کے اثر سے لفظ کے آخری (ڈ) (د) اور (دھ) محذوف ہو جاتے ہیں اور مغنونیت (ن) سے بدل جاتی ہے۔

ٹھن سے > ٹھنڈ سے۔

چان کا ٹکڑا < چاند کا ٹکڑا۔

بن دیے < بندھ دیے۔

(۱۷۴) ر < ن غنون مصمتے سے شروع ہونے والے لفظ سے پہلے اگر ایسا لفظ آئے جس کے آخر میں (ر) ہو تو (ر) (ن) سے بدل جاتا ہے مثلاً:۔ چان مینار < چار مینار۔ چان مینار میں (ر) کا تلفظ (ن) ہوتا ہے یا غلط فہمی سے "چار" کو چاند مان کر (ن) ادا کیا جاتا ہے' اس کا فیصلہ نہیں کیا جا سکا۔ اس طرح کی کوئی دوسری مثال نہیں ملی' لہذا یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چار کو چان قبول کر کے (ن) کا تلفظ کیا جائے۔

فقرہ = ضرب (Accent)

(۱۷۵) ڈاکٹر سنیتی کمار چیٹرجی کی رائے میں سبھی جدید ہند آریائی زبانوں میں فقرہ یا ضرب موجود ہے اور اس کا تعلق مصوتے کی طوالت سے ہے[1]۔ کاماتا پرشاد گرو نے ہندی میں فقرہ کا وجود قبول کرتے ہوئے کچھ قاعدے بنائے ہیں[2]۔

(الف) اگر لفظ کے آخر میں نامکمل تلفظ والا (ا) آئے تو اس کے ماقبل آخر حرف پر ضرب پڑتی ہے۔ جیسے۔ گھر' بھانڈ' سڑک وغیرہ۔

(ب) اگر لفظ کے درمیانی حصے میں نامکمل تلفظ والا (ا) آئے تو

---

[1] چیٹرجی۔ اوریجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف بنگالی لنگویج۔ ۱۹۲۶ء' ص ۲۷۶۔

[2] کاماتا پرشاد گرو۔ ہندی ویاکرن ۵۶ ص ۵۲' ۵۳

اُس کے ماقبل حرف پر ضرب پڑتی ہے۔ جیسے: ان بن بول کر، دن بھر لا۔

(ج) مخلوط مصمتے کے ماقبل حرف پر ضرب پڑتی ہے۔ جیسے: ہلاّ، آگیے، چنتا وغیرہ۔

(د) ہائے مختفی مصمتے سے مخلوط حرف کا تلفظ جھٹکے کے ساتھ ادا ہوتا ہے۔ جیسے: ۔ دُکھ، انتھ کرن۔

(ھ) مرکّب الفاظ میں اصل جُز کے حرفوں کی ضرب جوں کی توں رہتی ہے۔ جیسے: گنٹوان، جل ہیے، پریم ساگر وغیرہ۔

اس امر کے متعلق ایک اور قاعدہ بھی دیا گیا ہے:۔

اگر لفظ کی ایک ہی شکل سے کئی معنی نکلتے ہوں تو ان معنوں کا فرق صرف ضرب سے معلوم ہوتا ہے۔ دکھنی میں بھی مذکورہ قاعدوں کے بموجب ضرب کا وجود ہے۔ صرف ہائے مختفی کے نقص کے سبب ہائے مختفی سے پہلے فقرے کی مثال نہیں ملتی۔ ہائے مختفی سے متعلق فقرے کی جگہ عربی اور فارسی کے ایسے لفظوں میں جو (ہ) پر ختم ہوتے ہیں (ہ) سے پہلے کے مصوّتے پر ضرب پڑتی ہے۔

دکھنی کے کچھ لفظوں میں ہندی کی بہ نسبت ضرب زیادہ ہے۔ یہ مادوں میں زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے۔ پنجابی سے آیا ہوا (سٹ) مادہ اس کی مثال ہے۔ "سٹ" کے ماقبل آخر کے مصوتہ (اَ) پر جس طرح کی ضرب موجود ہے، ویسی ہی انگریزی افعال میں بھی ضرب پائی جاتی ہے۔

(۱۷۶) ادبی اور بول چال کی دکھنی میں جو الفاظ منتقل ہیں، اُن کو حسب ذیل حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :-

(۱) وسطی ہند آریائی اور ابتدائی جدید ہند آریائی سے آئے ہوئے الفاظ۔

(۲) ہندی کی ذیلی زبانوں سے آئے ہوئے دیسی) الفاظ۔

(۳) سنسکرت سے آئے ہوئے خالص الفاظ۔

(۴) عربی، فارسی سے آئے ہوئے خالص اور بگڑے ہوئے الفاظ۔

(۵) ہندی کے علاوہ دوسری زبانوں خاص کر پنجابی، گجراتی اور مرہٹی سے آئے ہوئے الفاظ

(۶) دراوڑی سے آئے ہوئے الفاظ۔

(۷) دیسی الفاظ۔

خاصیّت و فطرت

(۱۷۷) جدید ہند آریائی زبانوں کی طرح دکھنی الفاظ کی بہت بڑی تعداد وسطی ہند آریائی اور ابتدائی جدید ہند آریائی زبانوں سے آئی ہوئی ہے۔ دکھنی میں جو مادے استعمال ہوتے ہیں، اُن میں سے کچھ کو چھوڑ کر سب کے سب وسطی ہند آریائی میں نشو و نما پا چکے تھے۔ اس سرچشمے سے آنے والے لفظوں کے متعلق اس باب میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا خواجہ بندہ نواز سے لے کر اب تک دکھنی میں

اسی قسم کے الفاظ کی کثرت رہی ہے۔

وسطی ہند آریائی زمانے سے آئے ہوئے الفاظ سے متعلق ایک بات سوچنے کے لائق ہے۔ دکھنی میں ایک ہی معنی کے لیے وسطی ہند آریائی زمانے سے آئے ہوئے ایک سے زیادہ الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔ کچھ الفاظ ایسے ہیں جن کا اصل روپ مابعدی سنسکرت کی بہ نسبت ویدک سنسکرت میں زیادہ استعمال ہوتا تھا کچھ لفظوں کے بیان سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔

خواجہ بندہ نواز نے معراج العاشقین میں آنکھ اور انکھ لفظ کا استعمال کیا ہے۔ ہندی میں آنکھ کے لیے جتنے لفظ استعمال ہوتے ہیں، اُن میں آنکھ کا کثرت سے استعمال ہوتا ہے، یہ لفظ سنسکرت کے 'اکشی' سے بنا ہے۔ برہان الدین جانم نے آنکھ کے علاوہ 'چک' لفظ کا بھی زیادہ استعمال کیا ہے۔ محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ نے بھی انکھ کے علاوہ چک استعمال کیا ہے۔ چک کا تعلق سنسکرت کے 'چکشو' لفظ سے ہے۔ اکثر سبھی مصنفین نے آنکھ کے لیے "نین" لفظ کا بھی استعمال کیا ہے، لیکن "رنیتر" لفظ یا اُس کے تدبھو شکل کا استعمال کسی مصنف نے بھی نہیں کیا۔ دکھنی ادب میں تقریباً پانسو برس تک 'چک' لفظ کا استعمال ہوتا رہا ہے، لیکن اس وقت بول چال کی زبان میں اس لفظ کا استعمال نہیں ہوتا۔ 'چک' لفظ کے استعمال میں برج بھاشا کی بھی یہی حالت ہے۔ دکھنی کے مصنفین نے 'آگ' 'آنچ' 'وسندر' الفاظ کا استعمال کیا ہے۔

آگ۔ آگ میں پانی پانی میں بارا۔۔۔ (معراج العاشقین) (آگ < اگنی < اگی < اگنی)

آنچ۔ پردا اُٹھ جائے تو اُس کی آنچ تے میں جلوں (معراج العاشقین) (آنچ < اچی < انچی)

آنچ - سُورج کا آنچ بھو تیج تیز ہوگا (پھول بن)

-جس تے یو ٹھنڈک یو آنچ ہے سانچا (من لگن)

وسندر - تن جل وسندر میں سکل (کلیاتِ شاہی) (وسندر < ویشوانر)

ہندی سے متعلق بولیوں میں آگ کی بہ نسبت آنچ زیادہ رائج ہے، لیکن ادبی زبان میں آگ کا لفظ کا زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ بولیوں میں تقدس کے لیے وسندر لفظ بھی استعمال ہوتا ہے، لیکن ادبی زبان میں اس لفظ کا استعمال نہیں ہوتا۔

دکھنی میں پتّے کے لیے 'پات' اور 'پان' دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ جو بتدریج 'پتر' اور 'پرن' کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ پرن لفظ قدیم سنسکرت میں زیادہ استعمال رہا ہے۔ ہندی میں پتّا پتر کا استعمال زیادہ ہوتا ہے اور پان < پرن کے ایک خاص معنی پیدا ہوگئے ہیں۔ دکھنی میں اِن دونوں لفظوں کا استعمال ایک ہی معنی میں ہوتا رہا ہے۔

پان - نعمت بھوپ پریما پان (خوش نامہ) (پان < پرن)

خلافت جگت کی سو پان (ابراہیم نامہ) (پان < پرن)

پات - رنگیلا یو ہر ایک نزاکت کا پات (گلشنِ عشق) (پات < پتر)

اس جھاڑ کوں پھول پات عالم (من لگن)

دکھنی میں کچھ ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو وسطی ہند آریائی سے تعلق رکھتے ہیں اور جن پر جدید ہند آریائی کا اثر نہیں پڑا ہے۔ ایک ہی مصنف لفظ کے وسطی ہند آریائی اور جدید ہند آریائی دونوں روپوں کا استعمال کرتا ہے۔ دکھنی کے مصنفین نے 'پشپ' اور 'پھل' (چپلے) تتسم لفظوں کا استعمال

نہیں کیا۔ وسطی ہند آریائی میں۔ اِن دونوں لفظوں کا جو روپ تھا، اُسے بھی مصنفین نے قبول کیا اور جدید ہند آریائی کا روپ بھی استعمال کیا۔

پُھپ ۔ یا کے پُھپ بسے جیوں باس (ارشاد نامہ) (پُھپ ← پُھپّ ← پُشپ)

پُھوپ ۔ نعمت پُھوپ پر پیا پان (خوش نامہ) (پُھوپ ← پُھپّ)

پُھل ۔ مہکے باس سوں پُھل کیوڑی (کلیات م - ق - ق) (پُھل ← پُھلّ)

پُھول ۔ عبادت بھی یو عشق کا پھول ہے (گلشنِ عشق)

ہندی کی طرح دکھنی میں بھی کچھ ایسے الفاظ ہیں، جن کا تعلق وید کی سنسکرت سے ہے۔ وید کی سنسکرت میں کھمبے کے لیے 'سکمبھ' لفظ کا استعمال ہوتا تھا۔ سنسکرت میں 'ستمبھ' لفظ کا استعمال ہوتا رہا۔ ہندی سے متعلق بولیوں میں تھمب کی بہ نسبت 'کھمبا' زیادہ رائج ہے۔ دکھنی میں بھی 'کھمبھ' لفظ کا استعمال ہوتا ہے۔

دکھنی میں کچھ الفاظ اسی معنی میں استعمال ہوتے ہیں، جن معنی میں وسطی ہند آریائی کے آخری زمانے میں استعمال ہوتے تھے۔ مثال کے لیے 'دھن' لفظ لیا جا سکتا ہے۔ اپ بھرنش میں یہ لفظ عورت کے لیے استعمال ہوا ہے۔

سامی پسا دہ سَلَجُ پیو سیما سَندھی ہی باسُ
پے کھکیتو باہ بلڑا دھنْ میلیٰ لی ساسُ (ہیم چندر - پراکرت ویاکرن)
ایتھا لنگا و ڈونگ ری ہن بیپو رہ ڈنتو جائی۔
جو اسے ہا میری گلنْ منْ سو کی دھنْ ہی (ہیم چندر - پراکرت ویاکرن)

قدیم راجستھانی میں بھی 'دھنْ' (= دھن) لفظ کا استعمال عورت کے لیے ہوا ہے اور

بول چال میں بھی عورت کے لیے دھن ہے۔

(۱۷۸) دکھنی بولنے والے شمالی ہند کے مختلف لسانی علاقوں سے دکن آئے تھے اس لیے اُن کی بول چال کی زبان میں کئی ایسے الفاظ موجود تھے جن کا تعلق کسی خاص علاقے سے رہا۔ اس قسم کے لفظوں کا استعمال ہر جگہ نہیں ہوتا تھا گزشتہ چھ سو برسوں میں دکھنی بولنے والے عوام میں لسانی آمیزش کا جو رجحان رہا ہے اس کے سبب ادب ہی نہیں بول چال میں بھی زبان کا ایک معیاری روپ رائج ہوگیا ہے، اگرچہ مخصوص دیسی الفاظ کو قدیمی مصنفین کی سرپرستی حاصل نہ ہوسکی تاہم بہت سے الفاظ دکھنی روپ میں باقی رہ گئے، جن کا تعلق ہندی کی کسی نہ کسی ذیلی زبان سے ہے۔

دکھنی - اچھری -

بیے ہیں اچھڑیاں جوں ہات میں ہات (پھول بن) (اچھڑی < اچھڑا < اپسرا)

دکھنی - دُہیلی -

پرت سوں پیو کے ہو کر دُہیلی (پھول بن) (دُہیلی < دُہیلا < دُرہیلا)

اودھی - کہے سنی کس نا تمھ بوہ دُہیلی (جائسی)

دکھنی نے اسم ہی نہیں حروف بھی اودھی سے لیے ہیں -

باج (بنا) - (دکھنی)

پیا باج پیالا پیا جائے نا (کلیات م - ق - ق) (باج < وَرج)

(اودھی) گگن انتر کر لاکھا باج کھمبھ بن ٹیک (پدماوت)

برج بھاشا کے دیسی اور دیسی الفاظ کا استعمال دکھنی میں کثرت سے ہوا ہے۔

اس قسم کے لفظوں کا تعارف اسی باب میں حسبِ موقع کرایا جائے گا۔
یہاں کچھ ایسے الفاظ مثال کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں، جن کا تعلق ہندی کی ذیلی زبانوں اور بولیوں سے ہے۔

کھوڑ (من لگن) = راجستھانی کھوڑ (= بدنامی، نقص)
گھوڑ (من لگن) = مشرقی ہندی گھورا (کچرے کا ڈھیر)
چن ری (کلیات م۔ق۔ق) = راجستھانی چن ڑی (= چننا)
ڈونگر (گلشن عشق) = راجستھانی ڈونگر (مرہٹی اور گجراتی)
تانٹا (سب رس) = مشرقی ہندی ٹنٹا (مرہٹی تنٹا)
دھنی (من لگن) = راجستھانی دھنی (= مالک، شوہر)
نوانی (پھول بن) = میواتی نوان (نچلا مقام۔ کہاوت: نیم نوانے دھرم جھکانے)
پکھوا (پھول بن) = راجستھانی پاکھو (پنکھڑی)
پڑچو (ارشاد نامہ) = راجستھانی پرچو، پڑچے (طلسم، کرامت)
پاتر (کلیات م۔ق۔ق) = مشرقی ہندی اور دوسری بولیاں پاتر
(کسبی، ناچنے والی)
پیلاڑ (پھول بن) = راجستھانی پیلاڑی (اس طرف۔ پرے)
پھوکٹ (ارشاد نامہ) = مشرقی ہندی پھوکٹ (مرہٹی پھکٹ)
بتکا (کلیات م۔ق۔ق) = میواتی بتکا (کہاوت: بات کہوں بتکا کی)
باڑ (گلشنِ عشق) = بندیل کھنڈی باڑ (تلوار کی دھار)
بنا (قطب مشتری) = راجستھانی بنا (دولہا)

بنی (قطب مشتری) = راجستھانی بنی (دلہن)

بندڑا (لوک گیت) = راجستھانی بندڑا (دولھا)

بنولا (من لگن) = ہریانی بن (کپاس) + لا

بوتا (من لگن) = اہیراٹی بوترا < پوت + ڑا) (اونٹ کا بچہ)

بُھرکی (سب رس) = کھڑی بولی بُرکی < (پُر کنا) (جادو ٹونا)

بھیلی (من لگن) = میواتی بھیلی (گڑھ کی بھیلی)

مانڈا (پھول بن) = راجستھانی مانڈا < (منڈپ

رت جگا (کلیات م-ق-ق) = ہندی کی کئی بولیوں میں رت جگا۔

روک (ارشاد نامہ) = راجستھانی روکھ < وِرکش

لونتری (سب رس) = میواتی لونتری (چغل خور)

(۱۷۹) دکھنی ادب میں ابتدائی زمانے سے سنسکرت کے خالص لفظوں کا استعمال ہوتا آیا ہے۔ قدیم مرہٹی اور گجراتی میں سنسکرت خالص الفاظ بکثرت موجود تھے۔ مشرقی ہندی اور برج کے قدیم ادب میں خالص الفاظ کے استعمال کا زیادہ رجحان تھا۔ وسطی ہند آریائی زمانے میں آوازوں سے متعلق زیادہ تغیر کی وجہ سے جدید ہند آریائی کی ابتدا میں پہلی آریائی زبانوں کا رجحان خالص الفاظ کی طرف تھا یہی وجہ ہے کہ دکھنی کی ابتدائی تصانیف میں سنسکرت کے خالص الفاظ کا استعمال نسبتًہ زیادہ ہوا ہے۔ رفتہ رفتہ عربی و فارسی کے خالص الفاظ اور سنسکرت کے بگڑے ہوئے لفظوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ سنسکرت کے خالص الفاظ کا استعمال دو وجوہ سے زیادہ ہوا۔

(۱) جن صوفی بزرگوں نے ابتدائی زمانے میں دکھنی کے ذریعے اپنے سلوک وعرفان کو بیان کیا ہے، وہ ہندوستان کے ویدانت اور فلسفے سے واقف تھے۔ انھوں نے عرب اور ایران کے اسلامی افکار کے مسائل کے ساتھ ہندوستان کے قدیم اور مروجہ فلسفے کے امتزاج کی کوشش کی اس آمیزش کی بنا پر انھوں نے ہندوستان کے فلسفے میں استعمال شدہ اصطلاحوں کو قدرے ردّ وبدل کے ساتھ قبول کرلیا، اسی لیے اُن کے کلام اور اقوال میں سنسکرت کے خالص الفاظ کی افراط ہے۔

(۲) دکھنی کے مشہور شعرا بھی سسکرت کے ادبیات سے متعارف تھے۔ اُسی واقفیت نے اُن کی تصانیف کو سنسکرت کے متعدد خالص الفاظ عطا کیے دکھنی کے بعض محققین نے اس بات کا اشارہ کیا ہے کہ فلاں مصنف کے زمانے میں دکھنی نے سنسکرت کے خالص اور بگڑے لفظوں کو ترک کردیا۔ کلیتہً یہ خیال درست نہیں ہے مصنف اپنے مذاق اور موضوع کے لحاظ سے سنسکرت کے خالص الفاظ کا استعمال کم وبیش کیا کرتے تھے۔ علی عادل شاہ (ثانی) نے سسکرت کے خالص الفاظ کا استعمال زیادہ کیا ہے۔ جب کہ اُسی کے درباری شاعر نصرتی کی تصانیف میں عربی / فارسی کے خالص الفاظ زیادہ ہیں۔ یہاں سنسکرت کے خالص الفاظ دیے جا رہے ہیں۔

خواجہ بندہ نواز۔ نرگُن، رس، جیون، جیو (معراج العاشقین)

شاہ میراں جی۔ مسّی، تاسِک، داس، گیانی، چرن، چرنٹ،

برہان الدین جانم۔ پاتک، پرکاش، سنچت، سادٗ، اندریے، اِشٹت، سہج کمل،

سنجوگ، کال، سدا جیون، اپنت، سنسار، بھوگ، بلاس، سیوک، ندھان، گیان، درشٹی، دھرانت، سروپ، بھاؤ، بھید، بھید، بھاس، دیپ، اُپما، اُتم، نر، مایا، اُپکار، دیا، نِرن، حیل، پوجا، جپ، جوگ، کنٹھن، کرتا، کرودھ، لوپ، ماتا، چتر، ابھاس، کل، ہیت، بھید (ارشاد نامہ)

محمد قلی قطب شاہ۔

جیو، جَے، مالا، گگن، روپ، ناٹک، چنچل، چھند، کلا، پون، نیر، ذ نکینٹھ، نِرل، ادھر، بھروپ، امرت، کوکل، مکٹ، پیاری، ال، داس، گج، پلک، چمپا، نٹ، کرنگ، اپنی، رسال، یوون، سندر، پنتھ۔ (کلیات م۔ق۔ق)

وجہی — جیو، بھگتی (بھگتی ۔ بھگتی)، گمبھیر، مایا، کپٹ، ہلاہل، وجر (بجر)، (سب رس)

سندر، گن (گُن)، اَروپ، سنسار، نول، کنڈل، بھجنگ، بھال، رسن، (رسنا)، (قطب مشتری)

علی عادل شاہ ثانی۔

اچل، اچلا، ادھر، اپ روپ، الک، کنچک، گج، گھٹ، دھن، چھند، داڑم، پری ل، پل، پاوک، مان، رسال، ورہ، سکل، گوڈون کر، جل، مدن، جلد، نین، ترون (ترن)، سندر، گگن، مکھ، کھنڈ، روپ، چندن۔

(کلیات علی عادل شاہ)

ابن نشاطی۔

بھار، سدا، نین، دھن، ادھم، سکل، نپر، سکھ، نرمل، ادھر، ناسک، جگت، ورہ، موہنی، درجن، درپن (درپنٹ)، چیر، اپ روپ، انگار، سندر، کنتل۔ (پھول بن)

قاضی محمود بحری۔

گیان (گیان)، شری، انت، بل، امرت (امرت) کنٹھ (کنٹھ)، انشت، روپ، جیو، سماچار، پنج بھوت، جناردن، جن اپ چار، گپت، کارن (کارن)، سوکشم (سوکشم)، بھوپ، نرا کار، روگی، ادگن (ادگن)، اتیت، ترنجن، مرگ (مرگ) سر۔

(من لگن)

(۱۸۰) غیر ملک سے آنے والے مسلمانوں میں کوئی عام زبان رائج نہ تھی۔ کچھ لوگ ترکی بولتے تھے، کچھ عربی، کچھ فارسی اور کچھ وسطِ ایشیا کی مختلف زبانیں۔ عربی مذہبی زبان کی صورت میں قائم تھی، لیکن اُن کی اپنی زبانیں بہت مختلف تھیں، جو مختلف لسانی خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ مثال کے طور پر ترکی اور فارسی میں صرف لفظوں ہی کا فرق نہیں تھا بلکہ دونوں کی بنیاد یکسر مختلف تھی۔ عربی نے ایران میں کافی اہمیت حاصل کرلی تھی اور فارسی نے بے شمار الفاظ عربی سے اخذ کر لیے تھے۔ پھر بھی دونوں زبانوں کی اساس میں اصلاً اختلاف رہا۔ ہندوستان میں کچھ عرصے تک ترکوں کا اثر قائم رہا لیکن اُن کے زمانے ہی میں فارسی کو بڑی اہمیت حاصل ہوگئی۔ ترکوں کی

فتح اور مقدس عربی زبان کی عظمت کے باوجود عربی بولنے والے ملکوں کو چھوڑ کر باقی اسلامی ممالک میں فارسی سرکاری ہی نہیں تہذیبی زبان کی شکل میں بھی مسلط ہوگئی۔ ہندوستان کے مغل شہنشاہوں نے فارسی کی اس اہمیت کو قبول کرلیا تھا، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس شہنشاہیت کے بانی بابر نے اپنی خودنوشت سوانح ترکی میں لکھی تھی۔ ظہور اسلام کے بعد فارسی میں عربی کے متعدد الفاظ اپنائے جاچکے تھے۔ ترکی اور تاجیکی کے ساتھ جو فارسی ہندوستان پہنچی وہ مشرقی ایران کی جدید فارسی تھی۔ اس فارسی میں ترکی کے متعدد الفاظ شامل ہوچکے تھے۔ ہندوستان کے عوام نے پانچ چھ صدیوں تک جس فارسی کو سرکاری اور تہذیبی زبان کی شکل میں قبول کیا۔ اُس کے ذریعے کئی ترکی اور عربی الفاظ بھی ہندوستان کی زبانوں میں پہنچے فارسی کے ساتھ جو ترکی اور عربی الفاظ ہندوستان میں پہنچے، اُن کا تلفظ ایران ہی میں فارسی کے ڈھنگ سے کیا جاتا تھا اسی لیے اُن لفظوں کی معیاری آوازیں ہندوستان میں نہیں اور یہ لفظ جب ہندوستان کی زبانوں میں داخل ہوئے تو اُن کے طرزِ ادا میں تبدیلی آچکی تھی۔ اسی وجہ سے اِس کتاب میں ان لفظوں کو عربی/فارسی کے زمرے میں شامل کیا گیا ہے۔

جو فارسی ہندوستان کے حکومتی کاروبار اور تہذیبی علاقوں میں نشو ونما پائی، وہ بیرونی ملکوں کے ساتھ مراسلتی زبان بھی رہی اور اُسی کے ذریعے کئی صدیوں تک ہندوستان کے روابط غیر ممالک کے ساتھ قائم رہے۔

(۱۸۱) دکھنی ادب میں شروع ہی سے عربی/فارسی کے خالص الفاظ کا استعمال

کثرت سے رہا ہے، چناں چہ مثنویوں اور نثر کی کتابوں میں ان کا استعمال کم لیکن مذہبی کتابوں میں زیادہ ہے۔ ادبی کتابوں میں فارسی الفاظ زیادہ ہیں اور مذہبی کتابوں میں عربی الفاظ کی بہتات ہے۔

خواجہ بندہ نواز نے اُس وقت کے کثیر الاستعمال وسطی ہند آریائی سے آئے ہوئے الفاظ کا استعمال کیا ہے جیسے:۔

انک < اکشی۔ نک < ناسِک۔ کان < کرنٹ وغیرہ

مگر تصوف کی تعلیم و تلقین اور مذہب سے متعلق کسی موضوع کو واضح کرنے کے لیے انھوں نے عربی کے مروجہ الفاظ و اصطلاحوں کو برتا ہے۔ اگرچہ شاہ میراں جی اور برہان الدین جانم نے مذہبی موضوعات کی تشریح و تفسیر میں بھی سنسکرت کے خالص الفاظ زیادہ استعمال کیے ہیں، تاہم دونوں کی تصانیف میں عربی / فارسی کے خالص الفاظ کی تعداد کم نہیں ہے۔ نصرتی نے عربی / فارسی کے خالص الفاظ کا استعمال اپنے کلام میں زیادہ کیا ہے، لیکن اُن کی کتابوں میں سنسکرت کے خالص الفاظ بھی ملتے ہیں۔

دکھنی کے کچھ مصنفین اور شاعروں نے جس ڈھنگ سے عربی اور فارسی کے خالص الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ نمونے کے طور پر انھیں یہاں درج کیا جاتا ہے۔

خواجہ بندہ نواز۔

توحید، جبروت، جبلّی، رکعت، سفلی، شافی، شب معراج، ذکر خفی، طریقت، اسراف، کبریائی، لاہوت، عہد، نفس، خاکی، نگہبان،

مراقبات، زبان، مطالعہ، مرید، عارف، نزول، علوی، میثاق، محشر، مہتاب، متفکر، ملکوت، وحدانیت، بندگی، جمال، جمالی، بقا، مغرب، مشرق، مشاطہ، اقرار، لقا، وصل، ترتیب، منکر، کامل، نرض، طمع، حرص۔ (معراج العاشقین)

برہان الدین جانم۔

مرکب، نہان، خاص، کسبت، روح، خاص، فہم، منزہ، نور، مرشد، تالیف، کثیف، دائم، میثاق، جنت، دوزخ، غلاف، مخفی، غیبی، غواص، شاہد، واحد، قرار، صغیر، ماضی، عارف، ظہور، نشان، تفاوت، وصال، ظاہر، باطن، طالب، محیط (ارشاد نامہ)

محمد قلی قطب شاہ۔

امام، سبحان، شیریں، خوش رو، یاقوت، طبق، مشتری، ضریح، نازنسل، مہ پارہ، کرم، فانی، ملک، فلک، قطب زماں، آتش، سنہ، مولود، عرش، پیرہن، مقصود، غنچہ، زہرہ، مومن، منکر، طالب صالح، محب، حرمت، عید، میزبانی، جلوہ، زینت، تجلی، صادق، رہبر، جانشیں، دامن، سرود، مقرب، ہاتف، خلافت، فصاحت، افضل، فیض، عنایت، منظر، طلوع، سپر، عشرت، دائم۔ (کلیات م۔ق۔ق)

بحری۔

عقد، اغیار، عظمت، اجر، عذاب، عداوت، اسرار، عمل، احمق،

عاقل، آتش، آفتاب، عافیت، عابد، آشیاں، امامت،
اظہار، علت، کریم، کثافت، قادر، قہر، کائنات، کسوت، کوہ،
خاک، خار، خوش طبع، گنج، غفار، غازی، گرہ، گلہ، گور، گوہر،
چشمہ، چاہ، ذہن، جلوہ، ذاکر، زیاں، زشتی، زیر، تقلید،
تجلی، طالب، طرفہ، توشہ، دام، دل ربا، دیو، دوزخی، ننگ،
ناظر، نشہ، پرتو، پنہاں، پیشوا، فنا، فصیح، فہیم، فاسق، فقط،
بحری، بہار، بہشت، یار، باطن، بے نوائی، بوستان، مقبول،
مخدوم، مزید، محرم، مفلس، مصحف، مشتاق، موج، رشک،
رہزن، رند، رخسار، رسوا، روباہ، لاف، لاابالی، وضع،
واحد، ولایت، سنگ، صدا، ساقی، ساحر، سیراب، شفقت،
شرزہ، شیریں گفتار، شیدا، ہم زاد، ہم آغوشی، ہاتف، حرص، حیف،

غواصی۔

عقارب، اجل، عزم، علم، عاقبت، عارف، عرفان، عشرت،
استوار، کنیزہ، قدرت، غنی، غواص، غایت، غربت، غیب،
غوغہ، غوث، جفا، زرد، ضمیر، ظلمات، تقصیر، ترقی، توکل،
دبیر، دار، فضیلت، فال، فیض، بختاور، فرحت بخش، بشر،
بحر و بر، مقبول، مذکور، مراتب، مجرد، مرصع، منتہی، مشتری،
معمہ، رزم، رخسار، ورد، شفق، شہریار، شاہد، شجاعت،
سرو آزاد، حق یاوری، حمد، حیات، حاجب، عمدہ۔
(سیف الملوک و بدیع الجمال)

علی عادل شاہ (ثانی)

انگشت، انجمن، عطارد، عدالت، عدو، افور، افضل، افزون،
زیاں، علم، اہل سخن، آغاز، آب، آل، اقبال، عبادت، علم لدنی،
عشرت، عشق، عوج، تعتا، کمان، کیمیا، کشادہ، خجل،
خدمت، خوش وضع، خوبی، غلطاں، گرہ، گل، لالی، چمن بند،
جنگ، جدول، ظفر، زرینہ، جہنم، ضیا، زہ، ذوق، تقصیر،
تغافل، طبق، تشریف، تحسین، درس، دام، ننگ، نظّارہ،
نبات، نگار، نہال، پارہ، زمان، سم، فیض، بزم، بیر،
بحر، بسمل، بیت، منتظر، مغرب، مغرور، منظر، مرغ،
معارف، معلّم، مضمر، مجمل، سوز، مرگ، معرفت،
مشتری، محسن، معتبر، یاری، رنجور، رب، رمز، رشک،
روح، لب، لاف، لطف، ولی، وطن، ویران، سراپا، سفینہ،
صحن، صدق، سرخ، شیر، صوفہ، شجرے، زمرّد، شگفتگی،
شعلہ، حق، حقیقی، حسد، حور، عادی (کلیات)

ابن نشاطی۔

ہمیشہ، ضریع، طالع، صبح، عقل، وحدت، تازہ، بخشش، رحمت،
اعجاز، روح، مرسل، راہ، برحق، خاطر، سمار، جاروب، اصحاب،
صادق، سزاوار، سطر، رعایا، ستارہ، عدو، تعریف، علم،
بحری، مسند نشینی، رہزن، مطرب، ہمّت، ستم، حیلہ، دنیا،

مشکل، میدان، باغ بانی، مشرک، دریا، ساکن، جوانی، خار، زمرّد، آہو، ماکول، سعادت، شکر، وغیرہ (پھول بن)

بحری۔

قلندری، ذات، حقیقت، معرفت، راہ، زبان، بادشاہ، تیر، ابتدا، شتاب، قدرت، سوار، مقدمہ، طالب، مطلوب، لطیفہ، دل، نفس، زندیق، خودی، خطر، محبوب وغیرہ۔

(من لگن)

دکھنی کے مصنفین نے عربی فارسی کے خالص الفاظ کی پوری پوری حفاظت کی ہے، لیکن عام بول چال میں اُن کا روپ محفوظ نہ رہ سکا۔ عربی فارسی کے خالص الفاظ میں آوازوں سے متعلق جو ردّو بدل ہوئے ہیں اُن کا ذکر پہلے ہی کیا جا چکا ہے۔

(۱۸۱) ہندی کے سوا دوسری آریائی زبانوں سے بھی دکھنی نے الفاظ قبول کیے ہیں۔ اس قسم کے بہت سے الفاظ اصل روپ میں موجود ہیں۔ کچھ لفظوں میں آواز سے متعلق تھوڑی بہت تبدیلی بھی ہوئی ہے۔ ہندی کے علاوہ دوسری آریائی زبانوں میں گجراتی اور مرہٹی سے زیادہ الفاظ لیے گئے ہیں۔ کچھ ایسے الفاظ بھی ہیں جو گجراتی اور مرہٹی میں عام طور پر استعمال ہوتے رہے ہیں۔ یہاں بعض الفاظ مثال کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔

گجراتی۔

انجو۔ سمدر یک آنک کے انجو ہیں (من لگن) (انجو = اشرو)

گدھڑا۔ یا گدھڑے پہ قرآن لادیا (خوش نامہ) (گدھڑا = گدھا ڈو)

چاڑی ۔یوں اُس کے دھیر چاڑی کوی کھلے (پھول بن)

(چاڑی = چغلی - یہ لفظ مرھٹی میں بھی استعمال ہوتا ہے)

ٹیلا ۔ و پدمن کوں ٹیلا کرا چند لگے (کلیات م-ق-ق)

(ٹیلا = ٹیک، سہارا)

ناد ۔ سینے سوں لاوے دل کے ناد اُس کوں (پھول بن)

(ناد = سنسکرت آواز، اصل آواز اور عادت، دُھن۔ گھمنڈ)

نیٹ ۔ عرش کے دھیر یا رخ نیت اس کا (پھول بن) (نیٹ صفت مقیم طے شدہ)

پیٹلا ۔ حکمت کی عقل یوں پیلا رہی بات (پھول بن) (پیلا = پیٹیوں = پہلا)

پھانٹا ۔ دُبھتے تھے ہر کر پھولاں کے پھانٹے (پھول بن)

(پھانٹا = ہ پھٹ وَن = کھلنا - پھولنا)

پھوک ۔ ایسا گیان یو خالی پھوک (ارشاد نامہ) (پھوک = جھوٹا)

مؤس ۔ خاکی رچیاؤ ویسا مؤس (ارشاد نامہ)

(سنسکرت۔ مُشا، مُسٹی - پراکرت - موسا، رمرھٹی، ہندی، مُوٹھی = کٹھالی)

موکل ۔ روح کوں موکل رکھیا جتن (ارشاد نامہ)

(موکل = ہ مُون = بھیجنا، پہنچانا)

راوت ۔ تب ہوش کے راوت جتے (کلیات شاہی)

(راوت = گھڑ سوار - مرھٹی اور ہندی = راُت، پراکرت راےُت

میں سنسکرت راج پُتر)

سُرشی۔ گلے میں بھاکے سریاں کھینچ کر لیاے (پھول بن) (یہ لفظ مرھٹی میں بھی
استعمال ہوا ہے یعنی ایک قسم کی لکڑی)

ہیر۔ اُس کوں راکھے لیے وُہیر (ارشاد نامہ) (ہیر = چمک۔ تجلّی)

مرھٹی۔

اُڈھل۔ میں شاید دیکھ اُڈھل (ارشاد نامہ) (اُڈھل = نجات۔ پراکرت ڈھل) (سا پڑنا)
اچھال۔ کیا کرکرم عشق کا تس اچھال (گلشن عشق) (اچھال = آسمان۔ ابر آلود آسمان)
اُڑی۔ سُنا ہے اڑی تو جیوں کے کوڑیال (من لگن) (اُڑی۔ ایک مقام سے
دوسرے مقام پر جلدی سے اُچھل کر پہنچنا یا گرنا۔ کام کی صلاحیت)
کالوا چلے "تار تبورے کی کالوے (گلشن عشق)۔ ہر یک ایک کالوا پانی کا بھریا
ہے سو گلاب (کلیات شاہی)
نین نے کالوے لہو کے بھاوے (پھول بن) بولیا کے یو کالوے ہیں جل کے
(من لگن)
(مرھٹی۔ کالوا = سنسکرت کُلیا۔ ندی یا تالاب سے سنچائی کے لیے بنایا گیا۔
نالا یا چھوٹی نہر۔

گلاسا۔ گلاسیاں سوں ساندیا۔ کون ساندیا ہے تو ہی (گلشن عشق)
(گلاسی = پودے کا قلم)

کولسا۔ فلک یو مو ہے کولسے کا ڈھگار (گلشن عشق) (کولسا = مرھٹی کونٹسا۔
ویدکی سنسکرت کُل (جلنا)، پراکرت کونج کنرٹی کول ٹی)
کھلگا۔ بلی کوں باگ کا کس آے گا .... کھلگا ہتی کے کام سادے گا۔
کھلگا (کونکنی مرھٹی = بھینسا) (سب رس)

گمّت - گمّت رمت میری رکھ توں اُس بار سوں (گلشن عشق)

(گمّت، گمت = وقت گذاری، تماشا)

گوی - یو باگ تا باگ کی گوی ہے دمن لگن) (گوی = کچھار)

گانڈا - پھولاں کے منڈپ ہور گانڈے کے نھانیاں (کلیات م-ق-ق)

(گانڈا = سنسکرت کانڈ ہندی گنا)

چاڑ - معشوق چلچ کرے تو عاشق کے چاڑ (سب رس)

(چاڑ = چس کا - چٹک - مٹھاس)

جترا - برس ایک بعد از کی جترا وھاں (چندر بدن و مہیار)

(جترا = سنسکرت یاترا، جاترا)

جھبلا جھبلی - پرویا نرمل مونیاں کے جھبلے (پھول بن)

پرویا جواہر کی جھبلی مجھل (کلیات م-ق-ق) (جھبلا = پھولوں کا گچھا۔ ایک قسم کا جڑاؤ کام کا زیور)

ڈھگار - فلک یو سو ہے کو سے کا ڈھگار (گلشن عشق)

(ڈھگار = مرہٹی ڈھیگ - ڈھگال = ڈھیر)

تگٹ ... ... تارے تگٹ پھولاں سہیں (کلیات م-ق-ق)

جھینی چنرٹی پہ تگٹ تاریاں کر آئے انگن (کلیات م-ق-ق)

تگٹ توڑ بیٹھی تھی ساری زمین (علی نامہ) ... ... ہوا یہ دامنچے سکا

کرستاریاں کا تگٹ تس پر (کلیات شاہی)

مرہٹی - تگٹ - تکٹ زری کا کپڑا - زیور تیار کرنے کے لیے بنائی گئی

دھات کا پتر ایک گہنا۔ چھپائی یا رنگائی کا سنہرا کام۔

طاس۔ دن رات طاس ہر گھڑی من بسی کی یاد (کلیات شاہی)

(مرھٹی تاس (گھنٹا)۔ عربی طاس ایک قسم کا برتن)

تھوبڑا۔ بڑے تھوبڑے ہور بڑے ذات کے (قطب مشتری)

(تھوبڑا۔ مرھٹی تھوباڑ = جانور کا نیچے لٹکتا ہوا ہونٹ)

دُرائی، دراہی ۔ واں دوسروں کی نیں پھرتی دُرائی (سب رس)

تن کے مدن پٹن میں پیو کی پھرے دُرائی (کلیات شاہی)

نکو سو آج نے میری دُرائی (پھول بن) (رمبن میں اسی کی ہے دراہی (من لگن)

مرھٹی دُرائی ہے۔ دُراہی حکم اور حکومت کی طرف سے دلائی گئی قسم۔

دہائی۔ سنسکرت دُر + ہار + ای)

ڈاکٹر زور نے دُرائی لفظ کا مبداء تلگو کے دُرا لفظ سے بتایا ہے۔ اُن

کے خیال میں اس لفظ کا ماخذ اس طرح ہے :۔

تلگو۔ دُرا (= بڑا + آئی = ہندی دُرائی)

لیکن دکھنی کے کسی مصنف نے بھی اس لفظ کا استعمال حکومت یا بڑپن

کے معنی میں نہیں کیا ہے۔ سبھی مصنفوں نے دُرائی اور دُراہی لفظ کا

استعمال سرکاری حکم کے لیے کیا ہے۔

نڈوا۔ اچھا نہ مرگ بیچ نڈوا (من لگن) (مرھٹی۔ نڈ = ممانعت، رکاوٹ)

نیٹ۔ جسے نیٹ نیں، اُسے بھیٹ نیں (سب رس)

(نیٹ = کوشش، محنت، حوصلہ، ہمت)

پچبر - مٹھائی جگ بیں ہوئی آس کی پچبر تے پیدا (کلیات شاہی)

(پچبر ← پراکرت پچبر ← سنسکرت پرکشر = گھڑے
وغیرہ سے رسنے والی رقیق شے - ہندی ۷ رسنا)

پارمبی سر پہ جٹاں سُد پارمبیاں (کلیات شاہی)

(پارمبی ← سنسکرت پرلمب = بڑ کی ڈاڑھی)

پیک - یوُ جھاڑ بھاڑ پیک پاتی (من لگن) (پیک = پیداوار - فصل)

پوُرن - جوں بیچ میں پوُریاں کے پوُرن (من لگن)

(پوُرن ← مرہٹی پُرن = کچّے کھوپرے کا گھِسا ہُوا، پکی ہوئی دال، شکر وغیرہ مل کر بنائی جانے والی چیز۔ پوُرن گیلے آٹے میں لپیٹ کر پراٹھوں کی طرح پورن پولی تیار کی جاتی ہے)

پیکا - اپے گئے پیچھے پیکا جاے گا..... (سب رس)

(پیکا - نقدی پیسا، چار کوڑی)

بُڑبُڑا - دسے پک بُڑبڑے تے ہو کو کمتر (پھول بن)

(بُڑبڑا ← سنسکرت بد بد ہندی بُدبُدا)

بونبی - بونبی کھُل رہی تھی جیوں روکھی (قطب مشتری) (بونبی ← بنبی = ناف)

مڑی - تہاں کا مالی پیم کا پانی تیں مڑیاں میں سدا بھراوے۔
(کلیات شاہی) (مڑی ← مرہٹی مڑھی - پہاڑ کے نیچے سینچائی کے لیے
پانی کے لیے کھودا ہوا گڑھا - کھیت کی کیاری)

ماکڑ - سہس برس کا ماکڑ دیکھیا..... (سکھ سہیلا) (مرہٹی ماکڈ ← اپبھرنش مکڑ ← سنسکرت مرکٹ)

موپ۔ کچ پچ داروان کا موپ درکار ہے (سب رس) (موپ = بہت)

رہواس۔ جیون حکمت کا وہ رہواس (ارشاد نامہ) (رہواس = ساتھ رہنا، تعارف، بستی)

راج وٹ۔ خدا نہ کرے اگر راجوٹ اڑے پیچھے تو کھوے سوچ کام اپڑے

(سب رس) (راجوٹ۔ سنسکرت راج ورتی = سیاست۔ حکمران کا عہد،

راجا کا چال چلن)

لکار۔ فہم دلالی کا لکار (ارشاد نامہ) (لکار۔ ایک اشارتی لفظ جو (ل)

سے شروع ہونے والے تین لفظوں کو ظاہر کرتا ہے۔ (۱) لچا (۲)

لفنگا (۳) لباڑ۔

لاوک۔ نظر تیری خوبیاں کوں لاوک رہے (دلی نامہ)

(لاوک۔ خرافات جھگڑا۔ بے چینی)

وئتاگ۔ وئیتاگی۔ ہو وئیتاگی لیاسٹ اپنے وئیتاگ (پھول بن)

(وئیتاگ۔ ذہنی تکلیف۔ پچھتاوا۔ بے چینی۔ ترک دنیا)

ہوڑی۔ ایس سب کوں اُس ہوڑی کے بیچ ڈالی (قطب مشتری) نانا و نہ ٹوکرا نہ

ہوڑی (من لگن) مرہٹی ہوڑی (کشتی) سنسکرت ہوڑ (سمندر میں

چلنے والی چھوٹی کشتی)

گجراتی اور مرہٹی کے بعد ہندی کی ذیلی آریائی زبانوں میں پنجابی کا اثر دکھنی پر زیادہ پڑا ہے، جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے، پنجابی سے بہت کم لفظ راست دکھنی میں پہنچے ہیں۔ پنجابی الفاظ کا روپ ہندی بولنے والے علاقے ہی میں تبدیل ہوگیا تھا۔ یہاں کچھ الفاظ درج کیے جاتے ہیں، جو پنجابی سے تعلق رکھتے ہیں۔

کانٹد - گلا وا کانٹد پہ ابھا گویا بیبے ہے صندل (کلیات شاہی)

(دکھنی کانٹد > پنجابی کنڈھ > سنسکرت تنکنڈ، سکندھ = دیوار)

نک - حسد نک سوں بدبوی نہ لیتا سو (معراج العاشقین) (نک > پنجابی نک)

منجا، منجا - کھڑا ہے دول ہو دائم منجا کر باغ کے تائیں (کلیات شاہی)

- منجا رہے اسماں ہور . (کلیات م-ق-ق)

(منجا > پنجابی منجھا > سنسکرت منچ)

لوڑ، لوڑی - اُس کی لوڑ لوڑنا، اپنی خوشی، اس کی خوشی پر چھوڑنا (سب رس)

اب یُو منسا باندیا لوڑی جے یُو چندر دھاوے) (سُکھ سہیلا)

(دکھنی لوڑ، لوڑی = پنجابی - ضرورت، خواہش)

دکھنی ادب میں دراوڑی زبانوں کے الفاظ شامل نہیں ہوئے - دوچار لفظ ہی اس قول کے برخلاف پیش کیے جاسکتے ہیں لیکن بول چال کی دکھنی میں کئی دراوڑی الفاظ رائج ہیں - بول چال کے وقت پڑھے لکھے لوگ بھی دراوڑی زبانوں کے خالص اور بگڑے ہوئے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں - بیجاپور، گلبرگہ علاقے کی دکھنی میں کنڑی کے اور حیدرآباد، کرنول علاقے میں تلگو کے زیادہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں - دراوڑی زبانوں کے کچھ ایسے الفاظ بھی دکھنی نے قبول کیے ہیں، جنھیں ہندی نے لاحقہ وغیرہ لگا کر اپنا لیا ہے - دکھنی میں کچھ تلگو الفاظ جوں کے توں استعمال ہوئے ہیں - اس قسم کے خالص الفاظ کے استعمال کا مقصد محض تفنن رہا ہے - یہ رجحان سبھی زبانوں میں پایا جاتا ہے - ادیبوں میں صرف محمد قلی قطب شاہ کا نام لیا جا سکتا ہے

جس نے دل بہلائی کے لیے اپنی شاعری میں تلگو کے چند الفاظ استعمال کیے۔ یہاں ایک لوک گیت دیا جا رہا ہے۔

بی بو کا دُلا کانو کھیڑے والا ماں
دُولے کے واسطے میں کھانا پکائی
بی بو کا دُلا بوّا بوّا بولتا ماں
دُولے کے واسطے میں پان منگائی
بی بو کا دُلا آکو آکو بولتا ماں
دُولے کے واسطے میں پانی بھرائی
بی بو کا دُلا نِلّو نِلّو بولتا ماں

(تلگو۔ بوّا = چاول کھانا خشک۔ تلگو۔ آکو = پان۔ تلگو۔ نِلّو = پانی)

یہاں دکھنی ادب اور بول چال میں مستعمل کچھ خالص اور بگڑے ہوئے دراوڑی الفاظ مثال کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں:-

اڈّا ۔ اس این اَس کوں سارا اڈ (اشفا نامہ) (دکھنی اڑ کنڑی اڈّا = رکاوٹ)

آوا ۔ سِنے جلتے تجھے دِن کوں ہو کو آوا دیکھول بن (

(دکھنی آوا کنڑی۔ آوی = کمھار کی بھٹّی۔ مرہٹی آوا۔ ہندی آوا)

کٹّا ۔ جھاڑو کے کٹّے سے تیری مرمّت کروں گا (کہانی اشرفیوں کی مالا)

(تلگو کٹّا ۔ باندھ، یہ لفظ تلگو میں فعل کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس کے معنی ہے باندھنا۔ باندھنے کی وجہ سے جھاڑو کے ساتھ کٹّے کا لفظ جڑا ہوا ہے۔ دکھنی میں تالاب کے بند کے لیے رائج ہے)۔

کھڑی- انکھیاں ڈونگیاں جیوں کھڑی ساد کے (قطب مشتری)
(کھڑی > کنڑی گَڈ رو = کہ بیٹھنا - مرہٹی، ہندی کھڈی)

گدڑی - یک ٹھاد پڑ یا لے گدڑی اوڑ (من لگن) (گدڑی > کنڑی کا گدّ = کھودنا)

گھڑسی- اِل کے ذرا بازو دس پندرہ گھڑسیاں ہیں (بول چال) (دکھنی گھڑسی > تلگو
گڑسی > تامل کُرٹی = گھر، کُٹ = ملنا، کوڑ، کڈل، کرٹی شے = جھونپڑی
تلگو اور کنڑی گڈی = مندر، کنڑی گڈسل > گڑسی، گھڑسی - سنسکرت
کا کُٹی کٹیر اور کُٹمب اس لفظ سے تعلق رکھتے ہیں -

چاڑی - یوں اُس کے دھیر چاڑی کوئی کھاے (پھول بن)
(چاڑی > کنڑی چاڑی > مرہٹی چہاڑ، چاڑی)

جھونپڑی- گھانس کی جھونپڑی بغیر آگ دھونیں سوں جلے گی (سب رس)
(جھونپڑی > کنڑی جھونپڑے)

تانبل- یک تانبل کے پیٹ کے نیچے سے (کہانی جادو کا پتّھر)
(تانبل > کنڑی، تلگو، تانبل = کچھوا)

تگڑا کئی لاک تکڑے ہو پڑے، .... کلیات شاہی)
(تکڑا = مرہٹی، تکڑا > ہندی تکڑا > کنڑی تگڑی)

داٹ- اٹک ہیں اک خار و خس داٹ میں (گلشن عشق)
(داٹ = مرہٹی داٹ، کنڑی دٹ ٹ = بھیڑ گھچ پچ)

بھنگار- سکل کوٹ چوگرد بھنگار کے (قطب مشتری)
(بھنگار = تلگو بنگارمو سنسکرت بھنگارک = سونا)

منڈا۔ تمہارے باوا میرا سسرا ڈ منڈے میں کا بکرا (لوک گیت)
(تلگو منڈا = بھیڑوں کا ریوڑ)

منجل۔ میٹھے کئی نیر کے چشمے سیتی بھریا ہے منجل (کلیات شاہی)
(منجل ۔ تلگو منج = تاڑ پھل یا تال پھل۔ تلگو میں جمع کے لیے "ل" لاحقہ آتا ہے۔ دکھنی نے منج کی جمع والی شکل منج ل قبول کی۔ اب واحد منج کے لیے بھی منجل لفظ کا استعمال ہوتا ہے۔)

حیدرآباد کی بول چال کی دکھنی میں تلگو کے کئی الفاظ مستعمل ہیں، جن میں سے چند اس طرح ہیں۔ ۔

ایٹی (بیگار) کپّا (ڈھیر) گنپا (ٹوکرا) ڈبا (ڈبی) دبّا (موٹا) پوٹا (ڑکا) بنڈی (بیل گاڑی) نبتا (گدڑی) مندم (موٹائی)

سنسکرت نے آریوں کے ہندوستان میں آنے کے بعد کئی دراوڑی لفظوں کو اپنا لیا ہے۔ وسطی ہند آریائی نے سنسکرت سے ان الفاظ کو قبول کیا اور اب جدید ہند آریائی زبانوں میں وہ کچھ تغیر سے مروج ہیں دکھنی ادب میں ان الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر چند الفاظ یہاں دیے جارہے ہیں: ۔

آلی ۔ رمبا تے جیتی حسن میں آئی بندھی الیس تو ورد اتھا را (کلیات شاہی)
آلی = سنسکرت آلی (سہیلی) تلگو آل (بیوی) گونڈی آلی[1] (= بیوی)

---

[1] کالڈویل ۔ کمپریٹیو گرامر آف دی ڈراویڈین لینگویجز ص ۵۵۹

کوٹ - یکایک جو ایک کوٹ نظر آیا' آسمان پر پڑیا سایہ۔ (سب رس)

(کوٹ - کٹ تامل کوٹ - نے' کنڑی کوٹے' تلگو کوٹ[1])

نیر - لگے یوں نیر لید میانے شکرتے انفل (کلیات شاہی) (نیر - نی ماپ تامل نے

اس لفظ کا ماخذ ویدک سنسکرت نار (پانی) اور نستاں سے مانا ہے'

لیکن کالڈویل نے یہ ثابت کیا ہے کہ نیر لفظ ابتدائی دراوڑی میں

موجود تھا۔ دراوڑی زبانوں میں پانی کے لیے حرف (نیر' لفظ ہی استعمال

ہوتا ہے۔ ر' ل (نیر' تلگو میں نل لُٹ' ہو جاتا ہے۔

پٹن اُسی سے ناوں اُس کیخن پٹن تھا (پھول بن)

(پٹن = گانو' پور' شہر / پٹ (گھیرنا)

دراوڑی زبانوں میں پٹی' ٹ لفظ بھی گانو کو بتلاتا ہے۔ ہندی میں

رائج شدہ (پیٹھ) (بازار) لفظ پٹ' اور پٹی' ٹ سے ماخوذ مانا جاتا ہے[2]۔

نارنگی - نارنگی رنگ کا ہوس دھر لگی آیا غ منے (کلیات شاہی) (نارنگی -

نارنگ - دراوڑی - نار - سونگھنا) ملیالم نارنّو' نارانٹ گاے (نارنٹ

کاے) (= پھل' نارنگی[3])

لنکا لنکا پڑ لنکا ہور بنگالہ گوڑ (قطب مشتری) دراوڑی زبانوں میں لنکا لفظ

جزیرے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ سنسکرت میں یہ لفظ خاص جزیرہ کے لیے مخصوص ہوگیا۔

---

[1] کالڈویل - کمپریٹو گرامر آف ڈراویڈین لنگویج ص ۷ ۵ ۴ -

[2] کالڈویل - کمپریٹو گرامر آف ڈراویڈین لنگویج ص ۴۵۸

[3] کالڈویل - کمپریٹو گرامر آف ڈراویڈین لنگویج ص ۴۶۴

سابقے اور لاحقے

(۱۸۲) سنسکرت میں ادب اور لاحقے لفظ کی بناوٹ میں مدد دیتے ہیں۔ سابقے الفاظ کے معنی مقرر کرنے میں معاون ہوتے ہیں۔ سنسکرت میں جب پر (प्र) وغیرہ فعل کے شروع میں آتے ہیں تو سابقے کہلاتے ہیں[1]۔ جب اسم کے شروع میں (پر) وغیرہ سابقے اور حروف جوڑے جاتے ہیں تو وہ نپات کہلاتے ہیں۔ ہندی میں اسم کے ساتھ استعمال ہونے والے سابقے اور نپات میں فرق نہیں کیا جاتا۔ لفظ سے پہلے جو صوتی مجموعہ جوڑا جاتا ہے اس کو سابقہ کہتے ہیں[2]۔ جب مادّہ اور لاحقہ جڑتا ہے تب سنسکرت میں اسے کلمہ کہتے ہیں۔ سنسکرت میں کلمہ معنی بتلاتا ہے۔

وسطی ہند آریائی میں 'سپ' اور 'تن' بہت کچھ محذوف ہو گئے اور 'سپ' اور 'تن' لاحقوں کی عدم موجودگی کی صورت میں بھی لفظ معنی ظاہر کرنے لگا۔ قدیم ہند آریائی کی ابتدا میں مادّہ اور لاحقہ کا فرق موجود تھا۔ لیکن قدیم ہند آریائی کے آخری دور میں یہ فرق بہت کچھ ختم ہو گیا۔ وسطی ہند آریائی اور جدید ہند آریائی میں مادّہ لاحقہ کا اختلاف بجز چند الفاظ کے چھوڑ کر غائب ہو گیا۔

---

[1] باروز۔ سنسکرت لینگویج، ۱۹۵۵ء، ص ۱۵۹

[2] کامتا پرشاد گرو۔ ہندی ویاکرن۔ (دلی) ص ۱۰۱، ۲۳۰۔

سابقے

قدیم زمانے کے سنسکرت کے نحویوں میں سابقوں کے موضوع اور مہمل ہونے کے بارے میں اختلاف رہا ہے۔ بعض علما سابقوں کو معنی دار مانتے تھے اور بعض بے معنی، جو علما سابقوں کو بے معنی مانتے تھے، اُن کا خیال تھا کہ سابقوں کا استعمال مستقل صورت میں نہیں ہوتا۔ افعال کے ساتھ استعمال ہونے پر وہ فقط فعل کے معنی میں کسی قدر تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔

وسطی ہند آریائی میں بہت سے سابقے اور نپات بے معنی ہو گئے اور الفاظ سے کلمے کی شکل میں ایک مقررہ معنی کے لیے استعمال ہونے لگے۔

دکھنی میں کئی الفاظ جدید ہند آریائی زبانوں کے مانند سنسکرت کے اصل سابقہ نپات سے ملے ہوئے ہیں عربی یا فارسی کے بعض حروف اور سابقے بھی دوسری جدید ہند آریائی کی طرح عربی یا فارسی کے خالص الفاظ اور بگڑے ہوئے لفظوں کے ساتھ جوڑے جاتے ہیں کچھ ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت دنوں سے عربی فارسی کے سابقے ہندوستانی الفاظ کے ساتھ اور سنسکرت کے خالص اور بگڑے ہوئے سابقے عربی فارسی کے لفظوں کے ساتھ جڑتے ہیں۔ دکھنی میں مستعمل سابقے حسب ذیل ہیں۔

(۱۸۳)- ا- سنسکرت آ- روح جاری نج ادھان (ارشادنامہ)

(ادھان د آدھان = گھر)

(۱۸۴) ات - سنسکرت اتی - زہے باپ توات عقل سوں صد بندے (گلشن عشق)
(ات عقل = اتی + عقل)

(۱۸۵) ان = سنسکرت اَن (سنسکرت میں مصوتے سے شروع ہونے والے لفظ سے پہلے (اَ) ان' بنتا ہے اور مصمتے سے شروع ہونے والے لفظ سے پہلے (اَ) میں تبدیل ہوتا ہے۔ کھڑی بولی کی طرح دکھنی میں بھی مصمتے سے شروع ہونے والے بعض لفظوں کے ساتھ (اَ) ان بنتا ہے

انا چیتے اور جا کر پڑیا ہے دیھول بن) (اناچیتے = اَ + چیتے = بغیر سوچے)

(۱۸۶) اپ = سنسکرت اپ - سنسکرت کے برخلاف مثقلی اور دکھنی کے کچھ الفاظ میں (اپ) سالبقہ کے معنی (اچھا) ہوتا ہے (اپ = برا)

مثالیں:- جتے یار پھل پھول اپ روپ ہیں (گلشن عشق)

اپ روپ اجیل استری کا (من لگن)

(اپ روپ ویدک سنسکرت = نایاب طلسم)

(۱۸۷) ابھی = سنسکرت ابھی - جے توں پکڑیا لے ابھیمان (ارشاد نامہ)

(۱۸۸) اُ = سنسکرت اُت - اُساساں کا آرا چھپیا زرد سوں (گلشن عشق) اُساس = اُت + شواس = ٹھنڈی سانس)

(۱۸۹)- اُپ = سنسکرت اُپ - اُپکار منتج پر دھوں جگ (ارشاد نامہ)

(۱۹۰)- اَو = سنسکرت اَو - محج شہر میں شہر سے کی او دھان ہے۔

(گلشن عشق) (اودھان = اَو دھان = ہمت)

فہم میں توں دیا اوتار (ارشاد نامہ) (اوتار = اَو تار)

(۱۹۱) کُ = سنسکرت کُ - کُبل ہے زنن مول لیتا پرکھ (گلشن عشق)

(۱۹۲) دُ = سنسکرت دُر - بل پن میں اسی کی ہے دُراہی (من لگن)

(دُراہی < دُر + ہار = حکم)

(۱۹۳) نِیؔ = (اِلف) سنسکرت نیؔ - جب اس بھاوے کرے پنید (ارشادنامہ)

(نیؔ + پیدا)

نِکس چیز ناچیز ہوئے جگ میں بس (گلشن عشق) (نیؔ + کس) (طاقت)

ہے نور اگر نِرُوپ لیکن (من لگن)

(ب) نیؔ < سنسکرت نِس - میں سب پر اچھوں نسنگ (ارشاد نامہ)

(نسنگ < نس + سنگ)

(ج) نیؔ < سنسکرت نِر - جو آوے گا ترے کن وُ نِلاجا (پھول بن)

(نِلاجا < نِرلجا)

گیان چھُٹے کیوں نِسار (ارشاد نامہ) (نِسار < نس سار)

(۱۹۴) نِر = (الف) سنسکرت نِر - نوُر نِرنجن کرے نوُر (ارشاد نامہ)

نِرمول شکر کا (کلیات م - ق - ق)

کہ جو تھی یک رات نِرمل چودویں رات (پھول بن)

سب دار واپیچ نِربسی ہیں (من لگن) نربسی < (نِر + بسی) = وِشی = بے زہریلا)

(۱۹۵) نِر = (ب) سنسکرت نِر - نرگن کے پانی میں پکا کر کھانا (نِرگن < نِرگن)

جوں نمک عادس میں نِرمل (ارشاد نامہ) (نِرمل < نِرمل)

(۱۹۶) پیڑ < سنسکرت پیڑتی - وسطی ہند آریائی میں سنسکرت کا پڑتی سابقہ (پڈیؔ) میں تبدیل ہوا[1] - جدید ہند آریائی میں (پڈیؔ) آپر ختم ہونے والا

---

[1] ہیم چندر - پراکرت ویاکرن - ۱ - ۲۰۶ -

ادا ہونے لگا۔ دکھنی میں پڑ کا استعمال قدیم مصنفین نے بھی کیا ہے۔

لنکا پڑ لنکا ہور بنگالہ وگوڑہ (قطب مشتری)

(پڑ لنکا > پڈی لنکا > پڑنی لنکا)

اودھی میں 'پڑ' کا 'ڑ' بھی محذوف ہو گیا اور صرف پ باقی رہ گیا۔

تے ہی کی آگی اہیں پنی جرا

لنکا چھاڑی بلنکا پرا (جائسی۔ پدماوت)

جیب کھاے اور پڑ جیب نہ جانے (کہاوت)

(پڑ جیب = حلق کا کوا > پڑتی جھوا)

(۱۹۷) پیر > سنسکرت پڑ ۔ ہر ہر دھا نو بھو 'پرکار (ارشاد نامہ)

(پرکار > پپڑ کار)

بیا جوں دیسے میں جوں پرکاس (ارشاد نامہ) (پرکاس > پڑ کاش)

(۱۹۸) پسا > سنسکرت پڑ (ہے) پسار اپنے دوہت جیوں داک کے پاس

(پھول بن)

(۱۹۹) بی > سنسکرت وی ۔ کیا جانے کا بچار (خوش نامہ) (بچار > وچار)

۔ یاد بسر کا پھندا بھلا نہ ہوے (سکھ سہیلا) (بسر > وسمرنی)

۔ کی یے جگ ہونا سبھ بلاس (ارشاد نامہ) (بلاس > وِلاس)

(۲۰۰) سں = (ہے) سنسکرت سَ ۔ سرِ یا ہور نرم گرچہ میری بو بات (گلشن عشق)

ہیں توں یہاں کا دیک ستون (ارشاد نامہ)

(ب) سَ = سنسکرت سم ۔ چلیا یوں مناسی ہو پردیس کوں۔

(گلشن عشق)

(سناسی ← سم + نیاسی)

(۲۰۱) سم = سنسکرت سم - سنا دیاں میں کلا چودھ سنپوری ہے۔

(کلیات م-ق-ق) (سنپوری ← سم + پوری = کمل)

(۲۰۲) سُ = سنسکرت سُ - کے جوت کپور سگندھ تیں (ارشادنامہ)

دش + گند ← سگندھ)

کیا تس میں پیدا سباس اور رنگ (علی نامہ)

ہر آن سُدھن کے سُد میں اچھ (من لگن) (سُدھن ← سُبدھینا)

سُلکھن جیو کے رس پیرہن کوں (پھول بن) (سلکھن ← سُلچھن)

عربی، فارسی سابقے

(۲۰۳) دَر - (تحت ' نیچے ' اندر) جب عشق کے پر دھان مل بدسات

صف در صف لڑے (کلیات شاہی)

پیرکوں در کار دس چیز سمجھتا (معراج العاشقین)

(۲۰۴) نا - (نہیں) عجب ہے ہمارا جو دل نا صبور (گلشن عشق)

(۲۰۵) پیش - (سامنے ' حاضر) اچھو جم حق سوں اُس کو پیش بازی (پھول بن)

(۲۰۶) بَ - (سنسکرت سہ ' ساتھ) مقابل در رنگ در پن بجز جل تھل نہیں

(کلیات شاہی)

(۲۰۷) بد (برا) تیرے حق میں جن کو جا بد اندیش ہوئے (ارشاد نامہ - نذیا شاہی)

عبث جگ میں ہو میوں آج بدنام (پھول بن)

(۲۰۸) پر۔ (مناسب، سامنے) ایمان پر قرار رہے گا (معراج العاشقین)

(۲۰۹) با۔ (ساتھ، ملا ہوا)۔یوں ہو ہے موصوف با صفات (ارشاد نامہ)

(۲۱۰) بی، بے۔(خالی۔ لغیر) بچاری چیخاں مار کو رونے لگی (کہانی مہر پاشا کی)

(بچاری > بے چاری)

ہیں بچارا اُس میں کو ہے (ارشاد نامہ) (بچارا > بے چارا)

روُح کا کام بے رذ ج ہو ہے (ارشاد نامہ)

راکھے بے گنت شکر و پا مگاہ (گلشن عشق)

(۲۱۱) لا۔ (نہ، نہیں) یوں توں ریک لامکاں (ارشاد نامہ)

(۲۱۲) ہم۔(ساتھ، مانند) دو نوں بھی ملا رکھ تو ہم تول (گلشن عشق)

...... سو ہم زرد ہوی۔

ہے اُس کے نس سوں میرا رونا ہم رنگ (پھول بن)

(۲۱۳۔ ہر (ہرایک) مدد ہر دم اچھو تج کوں آگی (پھول بن)

ہر یک دن رات ترے ساتھ تھا ہیں (پھول بن)

لاحقے

(۲۱۴) دکھنی میں لاحقوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

(۱) سنسکرت کے تت سم (خالص لفظ) لاحقے۔

(۲) تدبھو (سنسکرت کے بگڑے ہوئے لفظ) لاحقے۔

(۳) عربی / فارسی لاحقے

دکھنی میں سنسکرت کے جو خالص الفاظ استعمال ہوئے ہیں اُن میں
سنسکرت لاحقے آتے ہیں۔ خالص لاحقوں کا ذکر کرنا ضروری نہیں ہے۔
بگڑے ہوئے اور دیشج (دیسی) الفاظ کے ساتھ جو بگڑے ہوئے لاحقے استعمال
ہوتے ہیں۔ اُن کی صراحت دکھنی اور کھڑی بولی کے ارتقائی عمل کو سمجھنے میں مدد
دے سکتی ہے۔ عربی، فارسی کے خالص لاحقوں کی اہمیت ہندی جاننے والوں
کے لیے زیادہ ہے، اس لیے یہاں تدبھو اور عربی فارسی کے لاحقوں کی واقفیت
بہم پہنچائی جاتی ہے۔ ان میں سے کچھ لاحقے افعال کے ساتھ جڑتے ہیں اور کچھ
اسموں کے ساتھ۔ سنسکرت میں یہ دونوں قسم کے لاحقے ترتیب وار شبہ فعلی
اور اسمی کہلاتے ہیں۔ بعض لاحقے ایسے بھی ہیں جو شبہ فعلی اور اسمی دونوں
میں آتے ہیں۔ یہاں ان لاحقوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ انھیں الگ الگ
بیان کرنے کی بجائے حروف تہجی میں پیش کیا جاتا ہے۔

تدبھو لاحقے

(۲،۳،۴) آ (ل) بعض مادّے جوں کا توں استعمال ہوتے ہیں اور اُن کی
حالت اسم کیفیت کی سی ہوتی ہے۔ ایسے مادّوں کو (ا) خاتمے کے
ساتھ لکھا جاتا ہے، لیکن اُن کا تلفظ سکون کے مانند ہوتا ہے۔
ہندی کے بعض نحویوں نے اس قسم کے اسمائے کیفیت کے ساتھ
استعمال ہونے والے لاحقوں کا نام "خالی لاحقہ" رکھا ہے، لیکن
کامتا پرشاد گرو نے اس نام کو غیر موزوں قرار دیا اور مادّے کے

آخری (ا) کے حذف کو قبول کرتے ہوئے اسم کے معنی دینے والا (آ) لاحقہ بیان کیا ہے[1]۔

ڈاکٹر دھریندر ورما نے بھی اس قسم کے اسموں کو (آ) ملا ہوا لاحقہ مانا ہے[2]۔ خالی لاحقہ ملے ہوئے، یا (آ) سے ملے ہوئے کچھ مادّے اسم کیفیت، صفت اور فعلِ معطوف کی صورتوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر دھریندر ورما نے اس قسم کے اصل مادّے کے ساتھ (آ) لاحقے کے جوڑ سے بننے والی کسی صفت کی مثال نہیں دی ہے۔

ڈاکٹر سنیتی کمار چیٹرجی کے خیال کے مطابق یہ (ا) لاحقہ سنسکرت کے مذکر لفظوں کے واحد متکلم میں استعمال ہونے والے آخری (آ) کی نمائندگی کرتا ہے[3]

بھیمز نے مادّے سے بننے والے اسموں کے ساتھ ساتھ دوسری قسم کے آخر میں (آ) آنے والے مذکر اسموں پر بھی غور کیا ہے۔ اُن کے خیال میں مذکر الفاظ کے آخر میں آنے والا (آ)، سنسکرت کے "کھ" وغیرہ لاحقوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ سنسکرت میں یہ (ا) مذکر میں (آ)، اور مونث میں (اَ) اور بے جنس میں (ام) کی شکل اختیار کرتا ہے۔

ورُوچی کی رائے کے مطابق (آ) پر ختم ہونے والے مذکر لفظوں میں حالتِ فاعلی کے واحد میں "سَ" "او" میں تبدیل ہوتا ہے[4]۔

---

[1] کاماتا پرشاد گرو۔ ہندی ویاکرن ص ۱۴۴۔

[2] دھریندر ورما۔ ہندی بھاشا کا اتہاس۔ ۱۷۸ ص ۲۲۶۔

[3] چیٹرجی۔ اوریجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف بنگالی لینگویج۔ ۱۹۲۶ ص ۶۵۲

[4] ورُوچی۔ پراکرت پرکاش ۵۔۱

ہیم چندر نے بھی اس بات سے اتفاق کیا ہے[1]۔ اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پراکرتوں میں (اَ) پر ختم ہونے والے الفاظ جوں کے توں رہتے ہیں، لیکن حالتِ فاعلی کے واحد کی علامت "او" آتی ہے۔

سنسکرت میں بھی سندھی (تعلیلی) قاعدے کے بموجب (اَ) پر ختم ہونے والی حالتِ فاعلی واحد میں وِسرگ (ہائے مختفی) (او) کی شکل اختیار کرتی ہے۔ راجستھانی میں اس وقت بھی حالتِ فاعلی میں (آ) پر ختم ہونے والا اسم (او) خاتمے والے کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ ماگدھی میں واحد متکلم کی علامت "اے" میں تبدیل ہوتی ہے۔ جب کہ اپ بھرنش میں حالت کی علامت اکثر (اُ) اور کبھی کبھی (او) کی صورتوں میں آتی ہے[2]۔ اِس وقت سندھی میں (اُ) پر ختم ہونے والے لفظوں کا چلن موجود ہے۔

بیمز کی رائے کے مطابق سندھی کو چھوڑ کر جدید ہند آریائی میں چودھویں صدی سے اِس طرح کے (اُ) خاتمے والے اسما (آ) پر ختم ہونے لگے ہیں[3]۔ ویسے اودھی ہندی میں (اُ) پر ختم ہونے والے لفظوں کا استعمال بہت عرصے تک ہوتا رہا۔ گجراتی اور سندھی کے علاوہ کئی جدید ہند آریائی زبانوں میں اس طرح کا آخری واو یا (اَ)، (آ) میں تبدیل ہوتا رہا ہے[4]۔

---

[1] ہیم چندر۔ ویاکرن ۳۔ ۲۔

[2] ہیم چندر۔ ویاکرن ۴۔ ۳۳۱، ۳۳۲۔

[3] بیمز۔ کمپیریٹیو گرامر آف دی ماڈرن آرین لینگویجز، حصہ دوم ۔ ۲ ص ۵۔

[4] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲ ص ۵۔

مادّوں سے بننے والے ایسے اسما جو (آ) پر ختم ہوتے ہیں، اُن کی
مثالیں حسب ذیل ہیں :۔۔

کاٹ ۔ تیغ سیف کی پر کاٹ تے جیوں مرغ بسمل (کلیات شاہی)
(کاٹ ۷ کاٹنا)

کھیل ۔ دھوں جگ مانڈیا اپنا کھیل (ارشاد نامہ) (کھیل ۷ کھیلنا)

چوک ۔ جے چوک میرا ہوپے دیس (ارشاد نامہ) (چوک ۷ چوکنا)

جوڑ ۔ کپڑے کی کینک جو جوڑیں جیسے رمن لگن) (جوڑ ۷ جوڑنا)

توٹ ۔ نور پنے میں یہ ہے توٹ (ارشاد نامہ) (توٹ ۷ توٹنا ۷ ٹوٹنا)

بول ۔ یے تو بول نا ہوپے خام (ارشاد نامہ) (بول ۷ بولنا)

(۲۱۵) **آ** ۔ (آ) پر ختم ہونے والے مذکر الفاظ کے متعلق ماہرین لسانیات مختلف خیالات رکھتے ہیں۔ بیمز کے لحاظ سے مذکر لفظ کے آخری (آ) کا ارتقا اس طرح ہے :۔ ۱ (ہائے مختفی کے ساتھ) ۷ او ۷ آ۔ مغربی اپ بھرنش میں ۱۰۰۰ء تک (آ) پر ختم ہوتے والے مذکر لفظوں کا استعمال نہیں پایا جاتا ۔ دسویں صدی کے بعد بھی اس طرح کے الفاظ زیادہ تعداد میں نہیں ملتے۔ مغربی دکھنی۔۔۔۔ اپ بھرنشوں میں پانچویں سے بارھویں صدی تک مذکر (آ) پر ختم ہونے والے الفاظ کا استعمال ملتا ہے۔ مشرقی اپ بھرنش میں بھی مونث لفظوں کے علاوہ (آ) پر ختم ہونے والے لفظوں کا استعمال ہوا ہے۔[۱]

ہیم چندر کے زمانے میں بعض مذکر الفاظ کے (آ) کے خاتمے والا

---

[۱] ٹگاریسے ۔ ہسٹاریکل گرامر آف اپ بھرنش ۔۔ ص ۱۰۹ ۔

روپ متضاد صورت میں رائج تھا۔ گھوڑا لفظ کی مثال دیتے ہوئے آخری (آ) سے متعلق حالت فاعلی کی جمع کی علامت، جس سے دکھائی گئی ہے۔[1]

(آ) کے خاتمے والے مذکر لفظوں کے بارے میں ہارنے لی کا خیال ہے کہ 'ک' لاحقہ کی وجہ سے اپ بھرنش اور حالیہ ہندی (آ) پر ختم ہونے والے لفظوں کا رواج ہوا۔ سنسکرت میں کچھ لفظوں کے ساتھ (ک) لاحقے کا استعمال ہوتا ہے، لیکن اس کے کوئی معنی نہیں نکلتے۔ 'کٹک' 'کدمبک' وغیرہ الفاظ اس کی مثالیں ہیں۔ پراکرتوں میں بھی مذکر (آ) پر ختم ہونے والے لفظوں کے آخر میں (ک) جوڑا جاتا تھا۔ تگارے نے اس رائے کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لفظ کے آخر کا (اک) ہی جدید ہند آریائی زبانوں میں آ ے ا بنتا ہے۔[2]

بیمز نے ہارنے لی کی مذکورہ بالا رائے کو قبول کرتے ہوئے سوال کیا ہے کہ سنسکرت کے متعدد بگڑے ہوئے (آ) کے خاتمے والے مذکر الفاظ اس قاعدے کے بموجب (آ) پر ختم کیوں نہیں ہوئے؟ ادٹھ، 'کان'، 'کاٹھ'، 'کانکھ'، 'گرم'، 'تیل'، 'دانت'، وغیرہ کے ساتھ پراکرت میں بے معنی (ک) لاحقہ کیوں نہیں جوڑا گیا؟ ان لفظوں کا مقابلہ کرنے میں خالص الفاظ پر ہمیں غور کرنا چاہیئے، جن کے آخری حرف پر نفرہ (= ضرب Accent) ہوتا ہے۔ ان لفظوں کی تدبھو شکل میں (آ)، پر ختم ہونے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

---

[1] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن۔ ۴-۳-۴۳۔

[2] تگارے۔ ہسٹاریکل گرامر آف اپ بھرنش۔ ۸۰ ص ۱۱۰

انڈا ← انڈ ’ کپڑا ← کپٹ ’ چھڑا ← چھڑ ’ چوڑا ← چوڑنٹ وغیرہ الفاظ اس کی مثالیں ہیں[1]۔

کھڑی بولی میں اسموں کی بہ نسبت صفتوں میں (آ) کے خاتمے کا میلان ہے۔

اندھا ← انڈھ ’ آدھا ← اردھ ’ اونچا ← اُچ ’ کانا ← کانٹ وغیرہ ۔

(اَ) اور (آ) کے خاتمے والے مذکر لفظوں کا خیال کرتے وقت یہ حقیقت بھی غور طلب ہے کہ یہ سوال صرف اسم اور صفت ہی سے متعلق نہیں ہے۔ فعل سے بھی اس کا تعلق ہے ۔ اس کے بارے میں مندرجہ ذیل حقیقت ہم پر کھلتی ہے :- (۱) (آ) کے خاتمے والے مذکر لفظوں کے آخری (آ) کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ سنسکرت کے گھ ’ اچ جیسے لاحقوں کی نمائندگی کرتا ہے۔

(۲) (آ) کے خاتمے والے مذکر الفاظ کی نسبت بھی کہا جا سکتا ہے ۔

(لف) جدید ہند آریائی لفظوں کے آخری (اَ) کا تلفظ نہیں کیا جاتا خاص موقعوں پر تلفظ کی سہولت کے لیے لفظ کو (آ) پر ختم کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے اسی غرض سے (اَ) کے خاتمے والے مذکر لفظوں کے ساتھ بے معنی (ک) لاحقہ لگایا جاتا ہو بعض پراکرتوں میں مصمتے کی بجائے مصوتہ ادا ہوتا تھا لہذا آخری اک = اَ اَ بنا اور ہم مصوتہ ہونے کی وجہ سے اَ اَ بنتا ہے۔

(ب) سنسکرت کے (اَ)، کے خاتمے والے مذکر لفظوں کے آخر میں واحد متکلم میں (اَ) رہتا ہے - پراکرتوں میں اَ ← او بنا - آخری (او) کا تلفظ کچھ بولیوں میں (اؤ) ہونے لگا - یہ (اؤ) بعض جدید ہند آریائی زبانوں میں (آ) بن گیا۔

---

[1] ہیز - کمپریٹو گرامر آف آریئن [illegible]

(ج) ہندی میں (آ) مذکّر کا لاحقہ ہے۔ اسموں اور صفتوں میں ہی نہیں فعل وغیرہ میں بھی (آ) کے جوڑ سے مذکّر لفظ بنتے ہیں۔ مذکر لاحقے کے (آ) پر کیشوری داس جی باجپائی نے زیادہ زور دیا ہے[1]۔

ان حقائق پر غور کرنے کے بعد ہم مندرجۂ ذیل نتائج پر پہنچتے ہیں۔

(۱) سنسکرت کے بے معنی (ک) لاحقے کے سبب (اک) اَ آ میں تبدیل ہوتا ہوا جدید ہند آریائی میں (آ) کی شکل اختیار کرتا ہے۔ لوہا < لوہک، کیڑا < کیٹک، گھوڑا < گھوٹک وغیرہ الفاظ اس کی مثالیں ہیں۔

سنسکرت کے جن خالص الفاظ میں (ک) لاحقہ فاعل کو بتلاتا ہے، وہاں (اک) آ سے نہیں بدلتا جیسا کہ لیکھک، پاٹھک۔

(۲) سنسکرت میں (آ) کے خاتمے والے الفاظ کے متکلم کی جمع میں (آہ) رہتا ہے۔ کچھ بگڑے لفظوں میں سنسکرت کا یہ جمع والا (آ) محفوظ رہ گیا ہے۔

(۳) پراکرت میں جو الفاظ او کے خاتمے والے تھے۔ کھڑی بولی اور کچھ دوسری جدید ہندوستانی زبانوں میں (آ) پر ختم ہونے لگے۔ تلفظ کے علاوہ اس قسم کے لفظوں میں (آ) کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ مغربی ہندی کی بہ نسبت مشرقی ہندی میں یہ رجحان پہلے ظاہر ہوا۔ ٹگادے نے اپ بھرنش کی نسبت جو حقیقت بیان کی ہے، وہ شمال مشرقی آریائی زبانوں پر بھی صادق آتی ہے۔

(۴) کچھ لفظوں میں (ک) حالت اضافی کو بتلا رہا ہے۔ یہ علامتِ حالت

---

[1] کشوری داس باجپائی۔ ہندی شبد انوشاسن ص ۱۹۰

کا جز بن گیا۔ ماقبل (آ) اور اس کے میل سے الفاظ طویل (آ) پر ختم ہونے لگے۔ کچھ صفتوں میں طویل (آ) اپنی اصلی شکل تک دکھنے کی یادگار ہے۔

(۵) بہت سے لفظوں میں طویل (آ) نے تذکیری لاحقہ کی شکل اختیار کر لی ہے۔

(۶) کچھ لفظوں میں ورؤچی کی رائے کے مطابق (او) یا (آ) حالتِ فاعلی کے واحد کو بتلاتا ہے۔ ہندی سے متعلق کچھ بولیوں میں تذکیری الفاظ کا حالتِ فاعلی کی غیر مبدّل شکل میں (او) کا رجحان رہا ہے اور کچھ میں (آ) کا۔ دکھنی دوسرے درجے کی زبان ہے اِس باب میں کھڑی بولی سے پورا میل رکھتی ہے۔ ادبی دکھنی میں صرف تین الفاظ ایسے ملے ہیں جو اس سے مستثنیٰ سمجھے جا سکتے ہیں۔

پرچوں ۔سب داس ودی پہ چوسا نا ہیں ۔ (سکھ سعیلا)

پرچوں (سنسکرت پرچیہ (= کرشمے، طلسمات)

پلو ۔ پلو سات انجو اس کے پوچن لگی (قطب مشتری) (پلو ہندی پلا = آنچل)

پیتو ۔ پیتو اٹھا کو اٹی ڈالیں گے ٹاؤں پو تیرے (خطیب) (پیتو ہندی پیسہ)

دکھنی میں (آ) لاحقہ ملے ہوئے مذکر الفاظ کی چند مثالیں اس طرح ہیں۔

آ ۔ (مذکر) نہیں کچھ خوب چالاکی ڈبے چالا (مونث چال (چلنا مذکر چال + آ = چالا)

آ ۔ (اضافت کو بتلانے والا) کر جا جینے کنٹا گل میں گھالی (پھول بن) (گھنا (کنٹ + آ)

آ - (سنسکرت آا ے پراکرت اا آ، کماں ۱۰ ۱۱: مجہ کل آت

دارشاد نامہ) (ا، ھا - ا، ھا)

بالا بوڑھا ادھیا ترنا .. (من لگن)

(بالا > بالک، بوڑھا > ورِدھک، ترنا > ترونک)

کبھی کا تمٹے سوں جا چھاتی کوں مارے (پھول بن) (کانٹا > کنٹک)

(۲۱۶) انت۔ سنسکرت کے اسم کیفیت شبہ فعلی لاحقے سے اس کا تعلق ہے۔ دکھنی میں اس لاحقے کی مثالیں اس طرح ہیں۔

دوح میں تو کچھ نہیں گھٹنت (ارشاد نامہ) (گھٹ > گھٹنا + انت)

جے کوئی یو چلنت چلتا ہے (سب رس) (چل > چلنا + انت)

(۲۱۷) ات - حال مطلق شبہ فعلی لاحقے کی صورت میں (ات) کا استعمال ہوتا ہے۔ کھڑی بولی میں اس لاحقے کا استعمال نہیں ہوتا۔ مرہٹی کے کچھ لفظوں میں یہ لاحقہ جڑتا ہے۔ مرہٹی میں اس لاحقے کی جو مثالیں ملتی ہیں ان میں لاحقہ مادے کے ساتھ اس قدر مل گیا ہے کہ اس کا الگ وجود باقی نہیں رہا۔ دکھنی میں اس لاحقے کی مثال حسب ذیل ہے:-

حضرت کے گھر ایک دن گمت تھا (من لگن) (گم + آت - تمانشا)

منجا اہے اسماں ہور تارے جڑتے اس کوں جڑت الہیات (ق۔ق)

(جڑ > جڑنا + آت)

(۲۱۸) آنٹ - کھڑی بولی کے بعض لفظوں میں (آہٹ) کے اختصار کی شکل (آنٹ) لاحقہ کا استعمال ہوتا ہے۔

سرسراٹ = سرسراہٹ - مرھٹی میں ایسے موقعوں پر (آنٹ) لاحقہ کا استعمال ہوتا ہے - ہندی سرسراہٹ = مرھٹی سرسرانٹ - دکھنی کے کچھ لفظوں میں (آنٹ) انٹی کی شکل میں بدلا ہے -

مثلاً : کوُلانٹ کھیلے سرلسبر (کلیات م-ق-ق) (کوُلا دکولھا + آنٹ = انٹی)

(۲۱۹) **آئی** - اس لاحقے کا استعمال شبہ فعلی اور اسمی لاحقوں کے طور پر ہوتا ہے

(۱) جب اس لاحقے کا استعمال فعل کے ساتھ کیا جاتا ہے تو لفظ فعل کے عمل یا معاوضے کو ظاہر کرتا ہے -

(۲) صفت کے ساتھ (آئی) جوڑ کر اسم کیفیت بنایا جاتا ہے - چیٹرجی نے اس لاحقے کا ارتقا اس طرح بتلایا ہے -

قدیم آریائی زبان - آپ + اِکا > آوکَ آ، آوکَ آ - آدی آ > آئی -

آ ائی ہارن لی کی رائے کے مطابق سنسکرت کا اسم کیفیت لاحقہ (تا) پراکرت (دا) اور (آ) کے ساتھ بے معنی لاحقہ (کَ) کے جوڑنے سے (آئی) بنا - ہارن لی نے اس لاحقے کا ارتقا اس طرح بیان کیا ہے :-

سنسکرت تا + کَ = تِکا > پراکرت ئیَ آ، یا اِ آ، یا آ ائی یا > آئی -

مثال کے طور پر مٹھائی کا ماخذ اس طرح دیا گیا ہے :-

سنسکرت مِشٹ تا یا مِشٹ تِکا > پراکرت مِٹ ٹھی آ > مشرقی ہندی مٹھائی اور سنسکرت مِشٹک - تِکا = پراکرت > مِٹ ٹھا اِی آ > ہندی مٹھائی -

کیلاگ اس لاحقے کا تعلق سنسکرت تو یا توَن سے مانتا ہے[۱] -

---

[۱] کیلاگ - گرامر آف ہندی لنگویج ۱۹۱۳ء، ص ۳۵۳

صفت سے اسم کیفیت بنانے کے لیے جن لفظوں میں "آئی" لاحقہ جوڑا جاتا ہے۔ اُن کے بارے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ فارسی میں بھی یہی لاحقہ استعمال ہوتا ہے۔ فارسی کے اسم کیفیت کا لاحقہ (آئی) سے متعلق مثالیں آگے چل کر دی جائیں گی۔ دکھنی میں اسم کیفیت بنانے کے لیے اس لاحقے کا استعمال کم ہوا ہے۔

(الف) اسم کیفیت شبہ فعلی لاحقہ کی مثال۔

نا دیتا کوی تجھے یو بدھائی (سب رس) (بدھ < بدھنا + آئی)

(ب) اسم سے اسم کیفیت۔

لڑکائی نہی مجھ ادیہ ستم (من لگن) (لڑکا + آئی)

(ج) صفت سے اسم کیفیت۔

یو چکنائی ست (سب رس) صفت (چکنا + آئی)

برے سوں بھلائی کرنا دشمن سوں سگائی (سب رس) (بھلا + آئی، سگا + آئی)

مٹھائی یوں ہوا (معراج العاشقین) (میٹھا + آئی)

میری مٹھ لوی مٹھائی پیالی پلاتی ہے (کلیات۔ م۔ ق۔ ن)

(۲۲۰) آؤ۔ ہارن لی نے اس لاحقے کا ماخذ سنسکرت لاحقے (تر) کے ساتھ (ک) جوڑ کر بتلایا ہے (۱) کے (ا) میں تبدیل ہونے کے بعد تر ک ، تک < اؤ یا آؤ۔ ہارن لی نے مثال کے طور پر دو لفظ دیے ہیں

سنسکرت بھترتا ، پراکرت بھتؤ، سنسکرت پترہ ۔ پراکرت پی او[1]

---

[1] ہارن لی ۔ کمپیریٹو گرامر آف موڈرن لنگویجس ۲۲۳ ص ۱۵۶۔

مثلاً، کے اپس کے من میانے منگوں منات (کلیات م-ق-ق)
(منات ← منانا + آت)

(۲۲۳) **آن** (= ان) لاحقہ (شبہ فعلی)

چیٹرجی نے اس لاحقے کا استعمال اسم مصدر شبہ فعلی کی صورت میں بیان کیا ہے[۱]۔ ہارن لی اس کا ماخذ سنسکرت (انی یہ) سے مانتے ہیں۔ سنسکرت انی یہ پراکرت انڈ آ یا انّ آ اپ بھرنش میں بھی انڈ آ یا انُّ آ کی صورت میں استعمال ہوتا ہے[۲]۔ ہندی میں یہ لاحقہ مذکر 'ان' انا اور مونث انی کی شکل میں مستعمل ہے۔ دکھنی میں یہ (آن) کی شکل میں ہے۔
مثلاً: ناکیجے کہیں بندھان (ارشادنامہ) (بندھان ← باندھ' باندھنا + آن)

(۲۲۴) **آیت**۔ (اسمی)

آیت = آ اِنت کا تعلق ہارن لی اور بیمز نے پراکرت انت یا اِتّ سے بتلایا ہے۔ یہ سنسکرت کے ونت یا منت لاحقوں سے ماخوذ ہے۔ تلفظ کی سہولت کے لیے ابتدا میں (آ) کا اضافہ ہوتا ہے۔ منت > امنت؛ ونت > اونت۔ آگے چل کر آ انت 'آینت' آ اِنت یا اِنت مشرقی ہندی میں آتا یا اَنے اور مونث آ اِتی' اِتی مغربی ہندی میں آ اِت 'آیت اور ایت۔ دکھنی میں یہ لاحقہ آیت کی شکل میں استعمال ہوتا ہے اور اسم کیفیت بنانے کے کام آتا ہے:۔

---

[۱] چیٹرجی آریجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف بنگالی لانگویج ۹۹۳ ص ۶۵۶۔

[۲] ہارن لی کمپریٹیو گرامر آف گوڈین لنگویجس ۳۲۱ ص ۱۵۳۔

مثلاً: دنیا میں اپنایت خوب ہے (سب رس) (اپن + آیت)

(۲۲۵) **آر** (اسمی)

(الف) ممکن ہے کہ اس کی اصل سنسکرت لفظ آلیے سے ہو۔ مرہٹی میں بھی یہ لاحقہ استعمال ہوتا ہے۔ ہارن لی نے (آر) کا ماخذ علامتِ اضافت کر، کرا یا کیرا سے بتایا ہے۔ مرہٹی میں (کر) لاحقہ کا استعمال باشندہ کے معنی میں کیا جاتا ہے۔ جیسے گانو کرا ساور کر۔ (کار) سے (آر) ماخوذ ہے۔ دکھنی کی مثالیں اس طرح ہیں:۔

فلک یو سو ہے کوسے کا ڈھگار (گلشن عشق) (ڈھیگ = ڈھیر + آلیے)

کتنے گیان بھگت ویراگی کتے مورکھ گنوار (خوش نامہ) (گانو + آر + آلیے)

(ب) سنسکرت لفظ کار کے قصر سے اس لاحقے کا ماخذ ہے۔

مثلاً: کیتوں کوں دھڑکوں پٹ ناہیں کیتوں کوں دھولار (خوش نامہ)

(ڈھولار = دھول + آکار)

(ج) اس لاحقے کی اصل سنسکرت کے اسمی لاحقے "کار" سے مانی جاتی ہے جو اسم فاعل کو ظاہر کرتا ہے۔ مثال حسبِ ذیل ہے:۔

جوں کے سوتا ہور سنار (ارشاد نامہ) (سنار = سورن + کار)

(۲۲۶) **آرا**

مثلاً: نھا پور رجو اک پٹارا (من لگن) (سنسکرت سم پٹ = جمع کرنا آرا = کار + آ)

(۲۲۷) **آری** - (اسمی)

اس لاحقے سے تعلق یا اضافت ظاہر ہوتی ہے۔ ہارن لی اس کی اصل

کرہ، کرا اور کری سے بتلاتے ہیں[1]۔

چیٹرجی نے سنسکرت اسم فاعل کے لاحقہ (کار) اور کاری (کارِن) سے اس کا مبدا مانا ہے[2]۔ جو موزوں معلوم ہوتا ہے (کاری > آری)

مثلاً: پکڑ بھکاری تخت بٹھاوے (خوش نامہ)

(بھکاری < بھیک < بھکشا' آری < کاری)

(۲۲۸) **آلو** (اسمی)

ہارن لی نے اس کا ماخذ پراکرت آل یا آلو < سنسکرت آلیچ سے بتلایا ہے۔ ہیم چندر نے سنسکرت مَتپ (آلو) کی اصل بتائی ہے[3]۔ یہ لاحقہ فاعلی کیفیت کو بتلاتا ہے۔

مثلاً: کیے نند ڈرالو اہے توں عجب (قطب مشتری) (ڈر + آلو)

بریر نکھے بیچ ہیں جوں لجالو (من لگن) (لج < لجا + آلو)

(۲۲۹) **آو** (مشبہ فعلی و اسمی)

ہارن لی نے (آو) کو صفت سے اسم کیفیت بتانے والا لاحقہ ظاہر کرتے ہوئے اس کا تعلق سنسکرت (تو) یا (توں) سے بتلایا ہے۔ پراکرت میں یہ دونوں لاحقے (تم، تتم) میں تبدیل ہوئے۔ اصلاً (آ) کی زیادتی سے (اتم یا اتن) بنتا ہے۔ (ت) کے حذف ہونے سے (آ ام) یا (آ اں) یا آ اُ، آ اَں، یا آ آ اُ > آ اُ یا آو۔ آ آں سے (آں) کا ماخذ ہے[4]

---

[1] ہارن لی کمپریٹیو گرامر آف گوڈین لنگویجس ۲۲۷ ص ۱۳۰۔
[2] چیٹرجی اوریجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف بنگالی لنگویج — ۶۱۲ ص ۶۶۔
[3] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرنٹ ۔ ۲ ۔ ۱۵۹۔
[4] ہارن لی۔ کمپریٹیو گرامر آف گوڈین لنگویجس ۲۲۷ ص ۱۱۳۔

کیلاگ ہارن لی کے ساتھ اتفاق کرتا ہے۔ دکھنی کی مثالیں اس طرح ہیں:۔

(الف) ایک بوند پانی تے ہے سب کا جماو (پنچھی نامہ) (جما + آو)

(ب) چیٹرجی کے قول کے مطابق شبہ فعلی لاحقہ (آو) کا استعمال فعل کے ساتھ۔

کہاں اپاو کہاں سماو (ارشاد نامہ) (اپاو = اپجنا + آو۔ سماو = سمانا + آو)

(۲۳۰) **آوَن**۔ (شبہ فعلی)

مثلاً: بندھاون تفنگ ہر یسے ..... (کلیات م۔ ق۔ ق)

(باندھنا + آو + ان)

(۲۳۱) **آوا** (اسمی)

مثلاً: ستم دو دِن جو گاڑیا تھا گڑاوا پڑے تھے بندسب سالم پڑاوا (پھول بن)

(گڑاوا = گاڑنا + آو + آ۔ پڑاوا = پڑنا + آو + آ)

گلاوا کا ندپے سارا گویا پیپے ہے صندل (کلیات شاہی)

گلاوا = گل (فارسی مٹی) + آو + آ۔

ہیا نذر کے دو پھراوے (ارشاد نامہ) پھراوے (= پھرانا + آو + آ)

نج اُس لگایا ہلاوا (پھول بن) ہلاوا (= ہلنا + آوا)

(۲۳۲) **اِبا** (اسمی)

چیٹرجی نے اس کا ماخذ اس طرح بتلایا ہے: سنسکرت اِک + آ

اِ آ + آ۔ اس لاحقے کے جڑنے سے وصف یا نسبت کو بتلانے والی صفت

بنتی ہے[1]

---

[1] چیٹرجی۔ آریجن اینڈ ڈویلپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۱۲۶ ص ۶۷۔

مثلاً: آنگ ــ بدل رہوں اب بند کھول انگیا کا (کلیات شاہی) (انگ + ایا)

(۲۳۳) ای (اسمی)

(الف) سنسکرت کے اسم فاعل پر مشتمل اِن کا واحد مذکر (ای) بنتا ہے اور موجودگی اور معیت کو ظاہر کرتا ہے۔

مثلاً: (۱) یہ گیانی ہوے سوجانے (ارشاد نامہ) (گیانی < گیان + اِن)

(۲) قطب شاہ بھاگی نوے سندر چلو (کلیات م ۔ ق ۔ ق)

(بھاگی < بھاگ + اِن)

(۳) جنم تج دندی جیوت پھرنے کا چور (گلشن عشق)

(دندی < دونڈو + ان)

بھوگی ہیں سو جوڑ بہت کھرلے ہیں (من لگن) (بھوگی < بھوگ + اِن)

روگی تو رہا منے پڑے ہیں (من لگن) (روگی < روگ + ان)

(ب) ای < سنسکرت ا ن یہ

مثلاً: سنتے کی ہے یا پتلی دیکھنے کُن (پھول بن) (پتلی < پٹ لیہ)

محمدی (معراج العاشقین) (محمد + ای یہ)

سبین مسجدی ہور دیری تجھے (گلشن عشق) (مسجدی < مسجد + ای ایہ) (مسلمان)

(ج) ای < سنسکرت اک

مثلاً: پت ایک اندیشہ جھار د بے (ارشاد نامہ) (جھاری < جھار + اک)

(د) ای < سنسکرت اِ لا [1]

---

[1] چٹرجی ۔ آریجن اینڈ ڈویلپمنٹ آف بنگالی لنگویج ص ۱۷۱

مثلاً: نانا و نانڑ کرانا ہوڑی (من لگن (ہوڑ = سمندر میں چلنے والی کشتی (ہوڑی > ہوڑ + ای)

(ھ) ای بے معنی۔ دکھنی میں کچھ لفظوں میں بے معنی ای لاحقہ کا استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً: طابیگی سوں اس مچھلی کوں حال (پھول بن) (بیگی > ویگ + ای)

(۲۳۴) ایڑ، ایر، ایری (اسمی)

ہارن لی نے ایڑ، ایر اور ایری لاحقوں کا تعلق سنسکرت در شم (= سدرشم) سے مانا ہے[1] جہاں تک ایری کا تعلق ہے ہندی میں اس کا ماخذ ایری > ہری سے معلوم ہوتا ہے۔ دکھنی کی مثال حسب ذیل ہے۔

بالا بوڑھا ادھیڑ ترنا (من لگن) ، ادھیڑ > ادھ + ایر = ایڑ)

شئے میں آنچل دھنویر جیوں گگن پر دکھائے م-ق-ق (دھنویر > دھنو + ایر)

کری نج یتے بوٹا منیری دھرے دگلشن عشق (منیری > منور ٹ + ایر ۔ ۔ ہری)

(۲۳۵) ایلی (اسمی)

ہارن لی نے اس لاحقے کا تعلق سنسکرت د ر ش سے بتلایا ہے۔ مثلاً: یونانک چند رنگے چھب با ئی چھبیلی (پھول بن) (چھبیلی > چھب + ایلی)

(۲۳۶) او، ای (اسمی)

تصغیر کو ظاہر کرتا ہے۔ ماخذ نا معلوم۔

مثلاً: کرھیں پیوسے کنگوئی جو کھونے جال (پھول بن) (کنگوئی > کنگا (= کنگھا) + او ای)

(۲۳۷) ٹی (شبہ فعلی)

اس لاحقے کا ماخذ اس طرح ہے:۔ سنسکرت ٹ + ای (مونث لاحقہ)

---

[1] ہارن لی۔ کمپریٹو گرامر آف گوڈین لنگویجس ۲۵۱ ص ۱۲۱

مثلاً: یوُ دیوٹی ۔ یوُ چراغ ۔ یوُ چوُلا (من لگن) (دیوٹی ← دیپ + سٹھ + ای)

(۲۳۸) ڑا (اسمی)

چیٹرجی نے اس لاحقے کی نسبت لکھا ہے کہ وسطی ہند آریائی زمانے میں شمالی ہند کی بولیوں میں اس لاحقے کا استعمال شروع ہوا۔ راجستھانی میں اس لاحقے کا زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

قدیم ہند آریائی کے وِرت' سے ' ڈ ' (ڈا) کا ماخذ ہے[۱]۔ ہارن لی نے اس لاحقے کی اصل " دِرش " سے مانی ہے' لیکن چیٹرجی کی رائے زیادہ موزوں معلوم ہوتی ہے۔ دکھنی میں اس لاحقے کی مثالیں:۔

یا گدھڑے پر قرآن لادیا (خوش نامہ) (گدھڑا ← گدھا + ڑا)

ادھر کی مدکی گھڑکی سُں کلف نہا سو مکڑا (مکڑا ← مکھ + ڑا)

وہ چھبیل چھبیلڑا چھپا کُنج (من لگن) (چھبیلڑا ← چھبیلا + ڑا)

(۲۳۹) ڑی ← ڑا (اسمی)

مذکر سے مونث۔

نا پھول سیجڑی مُنج ماتی اہے (قطب مشتری) (سیج + ڑی)

(۲۴۰) ت (شبہ فعلی' اسمی)

چیٹرجی نے اس لاحقے کا تعلق سنسکرت کے تو ے پراکرت ت سے مانا ہے[۲] لیکن دھریندر ورما کی رائے کے مطابق اس کی اصل کسی دوسرے لاحقے سے ہے

---

[۱] چیٹرجی اوریجن اینڈ ڈیویلپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۲۹ء ص ۴۰ ۔ ۶۸۴ ' ۶۸۸

[۲] چیٹرجی " " " " ۶۶۲ ص ۶۹۱

"ت" لاحقہ والا لفظ ہندی میں مونث ہوتا ہے لہٰذا دھریندر ورما "ت" - "تو" کے ماخذ کو نہیں مانتے۔

سنگت کرنا اپنے ٹھار (ارشادنامہ) (سنگت > سنگت + نا)

(۲۴۱) **تا** (شبہ فعلی)

ہارن لی زمانۂ حال کے شبہ فعلی "تا" کا تعلق سنسکرت لاحقہ "ات" سے بتاتے ہیں۔

(۲۴۲) **تی** (شبہ فعلی)

تا کا مونث

میں ایچھا وتی کرتا کار (ارشادنامہ)

(۲۴۳) **ن، نا، نی** (اسمی)

(لف) ن، نا، نی - ہارن لی کی رائے سے ان تینوں لاحقوں کا مبدا سنسکرت لاحقہ "انی" ہے > پراکرت "انی" ہے یا "انیہ" یا "ان" سے ہے۔ سنسکرت کے "تبت" لاحقے سے اس کی اصل زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے "نا" کی مونث شکل "نی" ہوتی ہے۔ مرہٹی میں "نا" حالت مفعولی کی شکل میں استعمال ہوتا ہے اور ہندی میں بعض بعض الفاظ کے ساتھ "نا" حالت اضافی کی علامت ہے ہندی کی حالت فاعلی "نے" سے بھی اس لاحقے کا تعلق دکھائی دیتا ہے اس کے بارے میں "حالت" کے باب میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔ ہندی کے کچھ لفظوں میں حالت اضافی کو ظاہر کرنے والا "نا" یا "نی" علامتیں لفظ کے جز بن گئے ہیں۔ جیسے۔ چاندنا، چاندنی۔

"نا" کا استعمال اسم مصدر میں شبہ فعلی کے مانند ہوتا ہے۔ دکھنی میں جب

ٹ ہارن لی کمپریٹو گرامر آف گوڈین لنگویجیس ۲۲۱ ص ۱۵۲

کوئی دوسرا لاحقہ اسم مصدر کے ساتھ جڑتا ہے' تو 'نا' کا تلفظ "ن" کیا جاتا ہے۔ دکھنی کی مثالیں :-

ایسے یہاں کے برتن دینے (ارشادنامہ) (برتن > برن > ۷ برتنا + نَ (> لیوٹ)

کے اُس گرجن تھے بادل گرج دھرتا (کلیات م۔ق۔ق) (گرجن > گرج (نا) + نَ)

جو دیکھی دُچلن ہور اُس کی ذچال (پھول بن) (چلن > ۷ چل (ا) + نَ (> لیوٹ)

(ب) بعض مونث الفاظ میں "ن" لاحقہ سنسکرت کے 'نی' یا 'آنی' کو ظاہر کرتا ہے۔[1]

سُنار سُہاگن بنایا دکھاتی نوسر ہار ہے (سہاگن > سہاگ + اِن)

(۲۴۴) پن (اسمی)

ہارن لی نے اس لاحقے کا ماخذ سنسکرت 'تو'، 'توَن' > پراکرت پتّم پتّنیم سے بتلایا ہے۔[2]

اپ بھرنش میں سنسکرت توَ یا تلب لاحقہ پپّن سے بدل جاتا ہے۔[3]

بالک پن بھی تروناچھر (ارشادنامہ) (بالک پن > بالک + پن > تون)

بھید جدا پن ایک اہیں نوُر (ارشادنامہ) (جدا پن > جدا + پن > تون)

وھاں دسنا تیرا پن لے گا ناپن (تیرا + پن > تون) بے گانا + پن > تون)

سچّا پن سو بنتی پرہے مسلم (پھول بن) (سچا > سچّا + پن > توں)

---

[1] چیٹرجی۔ اوریجن اینڈ ڈولپمنٹ آف بنگالی لنگویج۔ ۵۴۴ ص ۶۹۲

[2] ہارن لی۔ کمپریٹو گرامر آف گوڈین لنگویجس۔ ۲۳۱ ص ۱۱۵

[3] ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرنم۔ ۴۔ ۳۷۴۔

خدا کا دیدار پنا اللہ کوں نہیں دیکھا سو (معراج العاشقین) (دیدار + پنا < توَن + آ)

نور پنے ہیں یے ہیں توٹ (ارشاد نامہ) (نور + پنے < توَن + اے)

(۲۴۵) بار (شبہ فعلی)

(اسم فاعلی) والا < وار < بار -

جن تم کیتا کرن بار (ارشاد نامہ) (کرن + بار ے والا)

(۲۴۶) ری (شبہ فعلی)

اس لاحقے کی اصل چیٹرجی نے سنسکرت 'رِت' سے مانی ہے -

مثلاً: باس جن جن کے چنری بندھے (کلیات م-ق-ق) (چنری < چننا + ری)

(۲۴۷) لَ سنسکرت پراکرت لَ (اسمی لاحقہ)

مثلاً: کجل نیناں سہیلیاں کے سو پریمل شیا دیا داماں (کلیات م-ق-ق) (پریم + ل)

فلک تاب داں ہور رہیا نت نول (گلشن عشق) (نو + ل) اِس لاحقے کا استعمال متعلق فعل کے ساتھ بھی کیا جاتا ہے -

مثلاً: جس کے اگل سب ہیں کام (ارشاد نامہ) (اگل < اگرے + ل)

(۲۴۸) لا (اسمی)

(لو) چیٹرجی نے اِس لاحقے کا تعلق سنسکرت کے (لَ) سے بتلایا ہے' لیکن بعض ہندوستانی زبانوں میں "لا" حرف جار کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ مرھٹی میں "لا" ہے۔ حالتِ مفعولی اور ثانی ہوتا ہے۔ ہندی میں "لا" صفت بنانے کے لیے استعمال ہوتا اور اضافت بتلاتا ہے۔ دکھنی کی مثالیں اس طرح ہیں :-

غصا لا بھوت ہے (پھول بن) (غصالا < غصہ + لا)

رنگیلا یو ہر یک نزاکت کا پات (گلشن عشق) (رنگیلا ← رنگ + لا)

(ب) راجستھانی میں اسم تصغیر ظاہر کرنے کے لیے "لا" کا استعمال کیا جاتا ہے۔

دکھنی میں بھی "لا" لاحقہ اس معنی کو بتلاتا ہے۔

پگلیاں اوپر دکھیا سیس (ارشاد نامہ) (پگلا ← پگ + لا)

مینھوں کے بُندلے پڑتے ہیں (سب رس) (بُندلا ← بُوند + لا)

(ج) لی ← مذکر "لا" کا مونث اسم تصغیر۔ نہ مچھلی اُس کے سم کوی آوے پچلی

(پھول بن)

(۲۴۹) ونت (اسمی)

سنسکرت لاحقہ (مَتپ) کی حالت فاعلی میں، جمع بغیر شکل کو ظاہر کرنے والے ہائے مختفی کے حذف ہونے کے بعد کی شکل۔

چنچل چیتر بد ونت فنی (کلیات۔م۔ق) (بُدونت ← بُدھ + ونت ← مَتپ (واحد)۔

میا ونت دا تا نج باز کوے (قطب مشتری) (میا + ونت) ونتا ← ونت + آ (مذکر)

کچھ لفظوں میں ونت، ونتا ادا کیا جاتا ہے۔

مثلاً: نرگن گن ونتا (خوش نامہ) ونتی ← ونت کا مونث)

مثلاً: ستونتی تھی رانی شاہ کوں یک ستونتی نار (پھول بن) (ست + ونتی)

(۲۵۰) وا (اسمی)

اضافت بتلانے والا۔ ماخذ نا معلوم۔

مثلاً: کہیں چبھتے تھے اُس تلوے میں کانٹے (کھول بن) (تلوا < تل + وا)

(۲۵۱) وال (شبہ فعلی)

ہارن لی کی رائے میں اقتدار یا صفت ظاہر کرنے کے لیے اس لاحقے کا استعمال ہوتا ہے اور اس کا تعلق سنسکرت لفظ (پال) (محافظ) سے ہے مثالیں:۔

آپ خود ہی سب دنیا وال (ارشاد نامہ) (دنیا + وال < پال)

علی اور آل دائم نت رکھ وال (کلیات م ۔ ق ۔ ق)

رکھ وال (رکھ < رکھنا + وال < پال) والا < وال + آ (مذکر)

میں متوالی ہوں لالن متوالا (کلیات م ۔ ق ۔ ق) (مت + وال < پال) (والا < وال + آ)

تمیں غیب کے جاننے والے ہیں (کہانی نو سرہار) (جاننا + والا < پال + آ)

والی < مذکر وال + ای (مؤنث)

مثلاً: میں متوالی ہوں لالن متوالا (کلیات م ۔ ق ۔ ق)

(۲۵۲) سا / سی ۔

مماثلت بتلانے والا لاحقہ ۔ ہارن لی نے ان دونوں کا ماخذ سنسکرت لفظ سدرش مانا ہے، لیکن چٹرجی سنسکرت "ش" سے اس کی اصل مانتے ہیں چٹرجی کی رائے موزوں معلوم ہوتی ہے۔

مثلاً ۔ چاند سا پونم سا ہو بنیاد (ارشاد نامہ)

سا ۔ تجھ سخت دشمن ہیں شیطان (ارشاد نامہ)

سی ۔ ترواں جیسی بجلی آئی جھلکا ۔۔۔ (۔۔۔)

(۲۵۳) ہری < سنسکرت ہر کا مؤنث (آمی)

مثلاً: کتا تو من ہری مُنج آوے۔ بل میں (پھول بن) (من + ہری)

(۲۵۴) ہار (شبہ فعلی)

ہارن لی نے اس کا تعلق سنسکرت کے "انیہ" سے بتایا ہے۔ ڈاکٹر دھریندر ورما اس ماخذ کو اطمینان بخش نہیں مانتے[1]۔ کچھ لفظوں میں اس لاحقے کی معنی کو خیال میں رکھتے ہوئے اِس لاحقے کا ماخذ ہار ← دھار سے مانا جاسکتا ہے۔

مثلاً: سب واحد دیکھن ہار (ارشاد نامہ) (دیکھن + ہار) ہار ← دھار

.... پنجرے ہمارے نِت ڈھون ہار (پھول بن) (ڈھون + ہار) ہارا ← ہار

(شبہ فعلی)

میں کامل مرشد نفع بخشنے ہارا (معراج العاشقین) ہارا ← ہار + ای (مونث)

بے ماٹی گزرن ہاری ہے (ارشاد نامہ) (گزرن + ہاری)

(۲۵۵) **تفضیلی لاحقہ۔**

دکھنی میں عربی / فارسی کے خالص الفاظ کو چھوڑ کر سنسکرت کے بگڑے ہوئے لفظوں کے ساتھ تفضیلی لاحقہ نہیں آتا۔ البتہ "سے" کے ساتھ اچھا یا بہت اچھا لکھ کر ترجیح کا کام لیا جاتا ہے۔ اس معنی میں سنسکرتی لاحقہ "تر" "تم" کا استعمال نہیں کیا جاتا۔

مثلاً اتھا مشہور حاتم سوں کرم میں (پھول بن) (سوں = سے) حالتِ ظرفی)

---

[1] دھریندر ورما۔ ہندی بھاشا کا اتہاس۔ ۲۳۵ ص ۲۴۴

عربی و فارسی لاحقے

(۲۵۶) عربی و فارسی کے لاحقے اکثر خالص (عربی و فارسی) کے الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ یہ لاحقے ادبی دکھنی میں مستعملہ لفظوں کے جز و لاینفک بن چکے ہیں۔ عربی و فارسی سے نابلد لوگوں کے لیے ان کی فہرست مفید ثابت ہوگی۔ ادبی دکھنی میں ان کے اشکال تبدیل نہیں ہوئے ہیں۔

(۲۵۷) **انگیز** (اسمی لاحقہ)

اسم سے صفت بنانے کے لیے دونوں پیوے شراب عشرت انگیز (پھول بن)
(عشرت + انگیز)

(۲۵۸) **ات** (اسمی لاحقہ)

صفت اور اسم سے اِسم کیفیت بنانے کے واسطے اِس لاحقے کا استعمال ہوتا ہے۔ ات لاحقے سے ملا ہوا لفظ دکھنی میں مؤنث ہوتا ہے۔

مثلاً: غفلت کے کان سوں (معراج العاشقین) (غفلت = غافل + ات)

اشارات بن نہ کھولے زلف سنبل (پھول بن) (اشارات = اشارہ + ات)

(۲۵۹) **آ** - (شبہ فعلی لاحقہ) صفت کو بتلانے والا۔

توں دانا اور بینا (خوش نامہ) (دانا = دانستن + آ)

(۲۶۰) **آیش** - (شبہ فعلی لاحقہ) اسم کیفیت بنانے والا

جو کچھ آرایش بنائے (معراج العاشقین) (آرایش = آراستن + آیش)

(۲۶۱) **آئی** - (اسمی لاحقہ) صفت سے اِسم کیفیت بنانے کے لیے اِس لاحقے

کا استعمال کیا جاتا ہے۔

اُس کی آشنائی کیے تو (معراج العاشقین) (آشنا+آئی)

اوّل علم اچھے دانائی کا (معراج العاشقین) (دانا+آئی)

کریا صاحب سوں اپنے بے وفائی (پھول بن) (بے وفا+آئی)

(۲۶۲) آنا - (اسمی لاحقہ) اسم سے صفت بنانے کے لیے اسم فاعل۔

تو نورانا سچت سادہ (ارشاد نامہ) (نورانا = نور+آنا)

آنی = مذکر آنا کا مونث۔

اُسے نورانی تن محمد کا بولتے ہیں (معراج العاشقین) (نور+آنی)

تو اس نفسانی دریا طوفان (ارشاد نامہ) (نفس+آنی)

(۲۶۳) آمیز (اسمی لاحقہ) اسم سے صفت بنانے کے لیے۔

توں رنگ آمیز کیتا ہے تیں کوں (پھول بن) (رنگ+آمیز)

(۲۶۴) آل - (اسمی لاحقہ) تعلق بتلانے والا لاحقہ۔

سارے جگ دنبالے ہیں (ارشاد نامہ) (دنبالہ = دنبال دم+آل)

(۲۶۵) آوت (اسمی لاحقہ) اسم کیفیت بنانے کے لیے۔

مثلاً سخاوت (معراج العاشقین) (سخا+آوت)

توں حاتم ثانی جو ہے تیری سخاوت (پھول بن)

(۲۶۶) آور - (مرکب لاحقہ) اسم کیفیت سے صفت

چھپیا اُس کینہ ور کوں شہزادہ (پھول بن) (کینہ آور = آور دن)

(۲۶۷) اندہ (شبہ فعلی) اسم فاعل۔

مثلاً چرندہ - پھودپرندیاں کا کھینی رنگ (پھول بن) (چر+ندہ) (پر+اندہ)

(۲۶۸) **اِش** (اسمی لاحقہ) اسمِ کیفیت۔

مثلاً: سوؤ جو کے نین جم پرورش پایا (پھول بن)

(۲۶۹) **ای یت** (اسمی لاحقہ) اسمِ کیفیت بنانے کے لیے یہ لاحقہ استعمال کیا جاتا ہے۔

مثلاً: شریعت و طریقت و ۔ ۔ ۔ ۔ (معراج العاشقین) (شرع + ای یت)

یہاں کچھ آدمیت نہیں ۔۔۔ (ترجمہ نام حق) (آدمی + ای یت)

(۲۷۰) **ای** (اسمی لاحقہ)

(الف) صفت سے اِسمِ کیفیت بنانے کے لیے اِس لاحقے کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ہندی کے اسمِ کیفیت کے لاحقہ ای سے فارسی کے اِس لاحقے کی بہت مماثلت ہے۔

بدبوئی نابینا منو۔ (معراج العاشقین) (بدبو + ای)

نادانی کی بات نہ کرے۔ ۔۔ (معراج العاشقین) (نادان + ای)

ہنرمندی میں قدرت کے ہنر کا (پھول بن) (ہنرمند + ای)

(ب) تعلق بتلانے کے لیے اس لاحقے کا استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً: یہ مقام اس کا شیطانی ۔۔۔ (معراج العاشقین) (شیطان + ای)

خودی برتے دو ہیے جہاں (ارشاد نامہ) (خود + ای)

(اسمی لاحقہ) (ج) (دیکھے معنی)

(اسمی لاحقہ) (د) خدا کہا کوئی دردمندی ہو کر آیئے (معراج العاشقین)

(دردمندی = دردمند)

(۲۷۱) امی (اسمی لاحقہ) وصف بتلانے والا۔

مثلاً: دیا توں زلف شہ کوں عنبری خوب (پھول بن) (عنبر+ای)

(۲۷۲) خانہ (اسمی لاحقہ) اِسم ظرف۔ خانہ لفظ لاحقے کی صورت میں استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً: جیوں کے مکتب خانہ تھا دا ادشاد نامہ (مکتب + خانہ)

(۲۷۳) خواری (خوار + ای۔ اسم کیفیت)

مثلاً: نمک خواری کے اپنی سب دھرم چھوڑ (پھول بن) (نمک+ خوار+ای)

(۲۷۴) خور (اسمی لاحقہ۔ کھانے والا)

چاڑی خور کا منہ جگ میں کالا (پھول بن) (چاڑی+خور)

(۲۷۵) گر (اسمی لاحقہ۔ اِسم فاعل) اس لاحقے سے بنانے والا سمجھا جاتا ہے۔

بازی گر جیوں (ابراہیم نامہ) (بازی+گر)

ہے جلوہ گر تازہ اخلاص میں (گلشن عشق) (جلوہ+گر)

(۲۷۶) گری (گر+ای' اسم کیفیت)

جو صنعت گری توں دکھانے پہ جیا۔ (گلشن عشق) (صنعت+گری)

(۲۷۷) گار (فعلی لاحقہ' اسم فاعل)

مثلاً: ہمن ایسیاں کے رتے شہ دن خوب گار (پھول بن)

تو مجھ سے گنہ گار کا کیا حیال (گلشن عشق) (گنہ+گار)

(۲۷۸) گاہ (اسمی لاحقہ' اسم ظرف)

حسن عشق کا بارگاہ (ترجمہ نام حق) (بار+گاہ)

(۲۷۹) گی (اسمی لاحقہ' اسم کیفیت)

اُتروواں ماندگی ساری اُتاری (پھول بن) (ماندہ+گی)

ہر بات میں تازگی جگی ہے (من لگن) (تازہ+گی)

تج اُستادگی جگ سپتے ثابت کری (کلیات شاہی) (استاد+گی)

(۲۸۰) **گیر** (اسمی لاحقہ، صفت بتلانے والا)

کیا شہ باغباں سوں ہو کو دل گیر (پھول بن)

(۲۸۱) **زدہ** (اسمی لاحقہ = مرکّب)

وتین آیا دوڑ کر اُس غم زدے پر (پھول بن) (غم+زدہ)

(۲۸۲) **زاد** (اسمی لاحقہ، سنسکرت جات)

مثلاً: ہوی سو مہرباں آخر پری زاد (پھول بن) (پری+زاد)

(۲۸۳) **تر** (تفضیلی لاحقہ، سنسکرت تر)

عبادت کا منج باغ دھر تازہ تر (پھول بن) (تازہ+تر)

(۲۸۴) **داں** (اسمی لاحقہ، سنسکرت گیہ)

نہ ہم نقی ہیں نکتہ داں.... (کلیات شاہی) (نکتہ+داں)

(۲۸۵) **داں** (اسمی لاحقہ، سنسکرت ظرف)

سا اگر توں نہ سرمہ داں میں مانگا (من لگن) (سرمہ+داں)

(۲۸۶) **دانی** - (= دان+ای، مونث)

دسے یاقوت کی ہو سرمہ دانیاں (پھول بن) (سرمہ+دانی)

(۲۸۷) **دار** (= سنسکرت دھار)

مثلاً: ہو عقل پر گواہ دار (ارشاد نامہ) (گواہ+دار)

روانہ ہوئے جنگ کے نام دار (کلیات شاہی) (نام + دار)

(۲۸۸) داری - (ح دار + ای - اسم کیفیت)

نہ طالع ہور گنج میں دوست داری (پھول بن) (دوست داری)

(۲۸۹) **ناک** + اسم سے صفت بنانے کے لیے اس لاحقے کا استعمال کیا جاتا ہے۔

غضب ناک ہوجیوں (قطب مشتری) (غضب + ناک)

اول جس کی چلک توں کرے ناب ناک (گلشن عشق) (تاب + ناک)

ہوس ناکاں دکھا کر اپنے انداز (پھول بن) (ہوس + ناک)

(۲۹۰) **بندی** (اسمی لاحقہ) صفت کے ساتھ ملانے سے اسم کیفیت بنتا ہے۔

گلا کریں کیسے ہیں پیٹ بندی (پھول بن) (پیٹ + بندی)

(۲۹۱) **بر** (سنسکرت ور)

لگے پھول انداں کے بیچ بنبہ بر (کلیات م-ق-ق)

(۲۹۲) **بان** (ح بان = نگہبان)

ہور حکمت تھا باغ تس جوں باغبان تھا (پھول بن) (باغ + بان)

پانچ دربان ہیں (معراج العاشقین) (در + بان)

(۲۹۳) **بازی** (اسمی لاحقہ، اسم فاعل)

کیسے سو عشق بازی عشق بازاں (پھول بن) بازی (باز + ای)

کرتا تھا سو جوگان بازی (پھول بن) (چوگان + بازی)

(۲۹۴) **باری** (ح بار = بارش + ای، اسم کیفیت)

صفت باری کے نمنے جگ میں تھا پور (پھول بن)

(۲۹۵) **مان** (سنسکرت سمان)

جو خم دستا ہے حلقہ آسمان کا (پھول بن) (آس + مان)

(۲۹۶) **ور**۔ صفت کو بتلانے والا لاحقہ۔

عقل کے آکاس پہ سیج نامور توں سور ہے (کلیات شاہی)

(۲۹۷) **وا** (اسمی لاحقہ) اسم فاعل۔

تجمل سوں گیا وُ پیشوا وا (پھول بن) (پیش + وا)

(۲۹۸) **وار** (اسمی لاحقہ، اسم فاعل، قابلیت کو بتلانے والا)

مثلاً (عدالت کے وُ مذہب سکہ سزاوار (پھول بن)

(۲۹۹) **ستّن** (اسمی لاحقہ، اسم ظرف)

پڑیا اس گمد کے گلشن میں اپسل کر (پھول بن)

حکائی الفاظ

(۳۰۰) لاحقوں اور لاحقوں سے بننے والے اسما کے علاوہ دکھنی میں اسماے صوت کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ یہ آواز شکل صورت وغیرہ کی نقل کی بنا پر وجود میں آتے ہیں، اس لیے یہ حکائی الفاظ بھی کہلاتے ہیں۔ ان سے نہ صرف اسم بنتے ہیں، بلکہ کچھ صفت اور متعلق فعل بھی بنتے ہیں۔ اس قسم کے الفاظ میں کچھ آوازوں کو دُہرایا جاتا ہے۔ کچھ لفظوں میں آخر میں شعری آہنگ بھی ہوتا ہے۔ اس طرح کے الفاظ ایک نوعیت کے لفظی جوڑے ہوتے ہیں۔ یہاں اس قسم کی کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں:۔

ٹھنا ٹھن، ٹکنا ٹکن۔ ــــ ٹھنا ٹھن دیکھ ہور سن کر کسا ٹھن (پھول بن)

ریل جھیل ــــ بے نہایت ریل جھیل (سب رس)

چر چر (آواز) ــــ چراغ میں چر چر (سب رس)

ٹھن ٹن (کانا پھونسی) ایسیاں باتاں سن سن، گھر گھر میں ہوتی ٹھن ٹن (سب رس)

کل کل (شور و غل) جو دیکھے تو کل کل . (سب رس)

جگ مگ . . . جوں وہ جگ مگ کرے ٹھار (ارشاد نامہ)

تکراری الفاظ

(۳۰۱) کئی ہندوستانی آریائی زبانوں کے مانند دکھنی میں بھی الفاظ کی تکرار پائی جاتی ہے۔ اس قسم کے رجحان کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

۱۔ معنی پر زور دینے کے لیے لفظ کو بغیر تغیر کے دہرایا جاتا ہے۔ اس قبیل کی لفظی .... تکرار سے ہر ایک کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔

گھٹ گھٹ۔ مثلاً: سب گھٹ گھٹ تا ندوں یک (ارشاد نامہ)

چیں چیں ، کبھی چیں چیں کرے شادی سوں ہل ہل (پھول بن)

چھن چھن ، جیتا اڑ اڑ چھن چھن (ارشاد نامہ)

دھن دھن ، دھن دھن لیو بھاگ تیرے ٹھل (ارشاد نامہ)

رتی رتی ، لیے روپ تیرا رتی رتی (من لگن)

۲۔ لفظی جوڑوں کے دوسرے جز میں کچھ تبدیلی ہوتی ہے۔ ایسے جوڑوں میں بھی دونوں اجزا کے معنوں میں اختلاف نہیں پایا جاتا ہے:۔

اُوٹی پٹوٹی - مثلاً - چھوٹے پاتشا اوٹی پٹوٹی مارنو پلنگ پو پڑ گئے۔
(کہانی اندر پاتشا زادی کی)

چل وچل - ہو چل وچل نوجان سکل (کلیات شاہی)

دھوم دھڑکا - پڑے دھوم دھڑکے رتے چھوٹے پاتشا کی۔ (کہانی اندر پاتشا زادی کی)

پھل پھلالی - جنگل میں کیں پھل پھلالی اچھے (قطب مشتری)

بُرہ بُڑا - ترے بحر ہستی کا یک بُڑ بُڑا (گلشن عشق)

۳ - کچھ لفظی جوڑے دکنی کی خصوصیات کو ظاہر کرتے ہیں۔ جوڑے کے پہلے لفظ کو (اے) پر ختم کرتے ہیں اور پھر اسی لفظ کو جوڑے کا دوسرا جزو بناتے ہیں۔ کھڑی بولی میں جوڑے کے پہلے جزو کو (او) کے خاتمے والا بنا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ ایسے لفظی جوڑے متعلقات فعل کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ دکنی کے مذکورۂ بالا الفاظ کے ساتھ حرف جار نہیں آتے۔ لیکن وہ زیادہ تر مقام کو ظاہر کرتے ہیں اور معنی میں "ہر ایک" سے مراد ہوتی ہے۔

گھٹے گھٹ - مثلاً۔ کیتا ہے گیان ہر گھٹے گھٹ (من لگن)

چمنے چمن - چمنے چمن اللہ ہوا (کلیات شاہی)

گھرے گھر - گھرے گھر بیچے ٹھیل دولت کے تیس (گلشن عشق)

ٹھارے ٹھار - پھر کوم کیتے ٹھارے ٹھار (ارشاد نامہ)

ٹھاویں ٹھاؤں - اس کی معرفت ٹھاویں ٹھاؤں (پھول بن)

پتے پت - پتے پت جنگل جنگل پہاڑے پہاڑ (قطب مشتری)
جنگل جنگل
پہاڑے پہاڑ - گویاں ہوئے جھڑپے پہاڑے پہاڑ (قطب مشتری)

پات پات - پات پاسھر جیو بھلا نا (سب رس)

باٹے بال - بچھڑ گیا باٹے باک اس میں کیسا پون (دکنی ادب)

سج سج - سج سج دکا ریہاں (ارشاد نامہ)

(۴) (د) بعض لفظی جوڑوں میں دوسرے جز کا پہلا حرف تبدیل ہو جاتا ہے اور باقی حروف جوں کے توں قائم رہتے ہیں۔ ماہرین لسانیات کے نقطۂ نظر سے اس قسم کے لفظوں کی خاص اہمیت ہے۔ خاص خاص صوبے کے لوگ دوسرے جز کے ابتدائی حرف میں خاص تغیر برتتے ہیں۔ مثال کے طور پر کنڑی اور مرہٹی بولنے والے لوگ جو تبدیلی کرتے ہیں اس کی مثال دی جا سکتی ہے۔ ہندی بولنے والے دوسرے جز کے پہلے حرف کی جگہ پر "وا" "او" یا "اُو" استعمال کرتے ہیں برخلاف اس کے مرہٹی اور کنڑی بولنے والے "گی" "گا"۔ دکھنی نے مرہٹی اور کنڑی کے اثرات کو قبول کیا ہے۔

مثلاً (دکھنی) باجا گیجا (ٹیپ ریکارڈ کرنول) (ہندی) باجا واجا۔

(دکھنی) میانا گیانا (" " ") (ہندی) میانا وانا۔

(دکھنی) روٹی گیٹی (" " ") (ہندی) روٹی اوٹی۔

(ب) بعض جوڑوں میں پہلے حرف کی جگہ "م" ادا ہوتا ہے

مثلاً: سپائی کی بیٹی کو سوکے ٹکڑے دیتی (کہانی سپاہی کی بیٹی)

(ج) بعض جوڑوں میں دوسرے جز میں پہلے حرف کی شکل "و" آتی ہے۔

مثلاً: انگا ونگا۔ چھوڑ سوئے کی زینٹ لے کو ہی آگے بڑھی (کہانی اشرفیوں کی مالا)

(ھ) دکھنی بولی کے بعض لفظی جوڑوں میں ایک اور خصوصیت پائی جاتی ہے

(ٹیپ ریکارڈ حیدرآباد) یعنی لفظی جوڑے کا ٹیڑا حصہ دوسرے جُز کی صورت میں ادا ہوتا ہے۔
یا پہلے جز میں اصل لفظ کے پہلے حرف کو بدل دیا جاتا ہے جیسے ۔ ل بدل اگل بگل
اس قبیل کی مثالیں دکھنی میں کبھی آتی ہیں :-

مثلاً : کھادیں آلا پالا ز سکھ سہیلا (پالا > پلّو)

اکا نایے کا تا (معراج العاشقین)

۲- معنی پر زیادہ زور دینے کے لیے دو ہم معنی لفظوں کو استعمال
کیا جاتا ہے۔

کھیل کھلاڑ۔ مثلاً : نا کھیل کھلاڑ شہ نا شطرنج (من لگن) (کھلاڑ > کھِل واڑ)
گڑ کوٹ ۔ گڑ کوٹ کے کافراں کوں ماریا (من لگن) (گڑ > گڑھ)
جان پہچان ۔ جانو قدیم جان پہچان (سب رس) (جان پہچان > ۲ جاننا پہچاننا)

ٹھوک پیٹ ۔ لگا دے ٹھوک پیٹاں وئیں ہوئی دوڑ (پھول بن)
(ٹھوک پیٹ > ۲ ٹھوکنا پیٹنا)
مٹی دھول ۔ اُس پر مٹی دھول پڑے و (ٹیپ ریکارڈ ، حیدرآباد)
پوُچ وچار ۔ وہاں بھلے ہور بُرے کا پوُچ وچار ہووے گا (سب رس)
(پوُچ وچار > ۲ پوچھنا وچارنا)
چوُم چاٹ ۔ انگوٹی دیکھ چوُم چاٹ سر چڑھایا (سب رس
(چوُم چاٹ > ۲ چومنا چاٹنا)
جنّی اماّ ۔ میں نہیں آتی جنّی اماں میں نئیں آتی (کہانی چور شہزادی کی) (جنّی > ۲ جننا)

لاڈ چاو - اس واسطے بڑے لاڈوں چاوں سے ۔۔ (کہانی صبر پا شاکی)

(۷) کبھی کبھی دو متضاد الفاظ سے جوڑا بنایا جاتا ہے۔

گریوں جونا جوڑ توڑ ہے (من لگن) (جوڑ توڑ > جوڑنا توڑنا)

(۸) بعض اوقات ایسے الفاظ کا بھی جوڑا بنتا ہے۔ جس کے جوڑے کا دوسرا جز اکثر بے معنی ہوتا ہے۔ یہ تابع مہمل کہلاتا۔

چوڑا چاڑا - مثلاً بولیاں سو والے کو چوڑا چاڑا (ٹیپ ریکارڈ حیدرآباد)

جھاڑاں پاڑاں - سارے جھاڑاں پاڑاں کھا گیا (کہانی جادو کا پتھر) (پاڑ > پہاڑ)

دیوانا دھانڈا - سب سے چھوٹا ذرا دیوانا دھانڈا تھا (کہانی صبر پا شاکی)

پوچ پچھار - کچھ پوچھ پچھار نا ہوسی (سب رس)

سکال دکال - لاعلاج کوں سکال دکال ہوتا ہے (سب رس)

سیر سپاٹا - شہزادے کوں سیر سپاٹے کا بھوتیچ شوق تھا
(کہانی جادو کا پتھر)

(۹) وسطی ہند آریائی زبانوں میں دو مختلف زبانوں کے مترادف لفظوں کو جوڑے کی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے"۔ ڈاکٹر سنیتی کمار چیٹرجی" نے ہندی اور بنگالی کے ایسے کئی لفظی جوڑوں کی تحقیق کی ہے[1]
دکھنی کی مثال یوں ہے :-

پانواں میں چھالے آبلے پڑ گئے (کہانی ناگ پری کی) (چھالا ہندی) > آبلہ (فارسی)

---

[1] پریمی ابھینندن گرنتھ ص ۶۵/۴۳

(۳) اسم

تغیری اور غیر تغیری صورتیں

(۳۰۲) سنسکرت میں جنس، تعداد اور حالت کے جو قاعدے رائج تھے، اُسے زمانۂ وسطی کی ہند آریائی زبانوں نے قبول نہیں کیا۔ جدید ہند آریائی زبانوں نے تت سم اور تدبھو اسموں کو اختیار کرتے ہوئے بھی جنس اور تعداد سے متعلق اُن قاعدوں کو جن کا چلن وسطی ہند آریائی زبانوں میں رہا قبول نہیں کیا۔ اِس نقطۂ نظر سے جدید ہند آریائی زبانوں میں انقلاب انگیز تغیرات ہوئے اور وہ قدیم ہند آریائی سے بہت دور چلی گئیں ادبی زبانوں میں جو کچھ قدیم قاعدے باقی رہ گئے ہیں وہ بھی بول چال کی زبانوں میں تیزی کے ساتھ متروک ہوتے جا رہے ہیں ڈاکٹر گریرسن نے آریائی زبانوں کی درجہ بندی کرتے ہوئے ان کو اندرونی اور بیرونی گروہوں میں تقسیم کیا ہے یہ تقسیم بعض وجوہ کی بنا پر علما نے متفق الرائے ہو کر قبول نہیں کی، لیکن اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہندی بولنے والے علاقے کی مرکزی بولیوں میں جنس اور تعداد کے جو مستقل قاعدے موجود ہیں وہ بیرونی علاقے کی بولیوں میں دکھائی نہیں دیتے۔ یہ بولیاں سہولت پسندی کی طرف مائل ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ اپبھرنش کے زمانے میں جنس، تعداد اور حالت کے ابواب میں جو تغیرات دکھائی دیتے ہیں وہ ادبی

زبانوں میں گزشتہ اسّی نوّے برسوں سے محدود ہیں، مگر ذیلی زبانوں اور بولیوں میں خاص کر مرکزی بولی سے دور کی بولیوں میں وہ تغیرات زیادہ تیزی سے دکھائی دیتے ہیں۔ دکھنی اپنے خاندان کی مرکزی بولی یا زبان سے بہت دور ہے اور مختلف خاندان کی زبانوں کے درمیان پلی بڑھی ہے لہذا اس میں جنس اور تعداد سے متعلق قاعدے بہت زیادہ بھدے ہیں۔

یہ بھدا پن قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے۔ جہاں تک تعداد کا تعلق ہے دکھنی میں مذکر اور مونث کی صورتوں میں کھڑی بولی کے مانند کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ کھڑی بولی سے ہٹ کر دکھنی میں مذکر الفاظ کا تغیر ہوتا ہے (آ) کے خاتمے والے لفظوں کو چھوڑ کر دوسرے الفاظ میں آخری مصوتوں کی بنیاد پر جمع بنانے میں کوئی خاص فرق نہیں آتا۔ مذکر اور مونث ہونے کی وجہ سے بھی الفاظ کی جمع میں زیادہ ردّ و بدل نہیں ہوتا۔ ان سب وجوہ سے دکھنی میں تعداد کا قاعدہ نہایت ہی آسان ہے

قدیم ہند آریائی اور وسطی ہند آریائی سے آئے ہوئے الفاظ کی جمع ہی نہیں عربی / فارسی کے زیادہ تر الفاظ کی جمع بھی دکھنی اپنے رجحان کے مطابق بناتی ہے۔ ادبی زبان ہی میں عربی / فارسی الفاظ کی جمع بنانے میں کہیں کہیں ان کے قاعدوں کے بموجب عمل کیا جاتا ہے۔ دکھنی ارتقا پذیر زبان رہی ہے پچھلے سات سو برس میں جنس اور تعداد سے متعلق قاعدوں میں کئی تبدیلیاں ہوئیں۔ ہندی سے تعلق رکھنے والی مختلف بولیوں کی جنس کے قاعدے اور تعداد کے طریقے کے اثرات اس پر پڑے۔ ایک تو خود جنس اور تعداد کے بارے میں مختلف اثرات کا اظہار کرتا ہے۔ نیز تعداد کے قاعدے بنتے گئے۔

تاہم ادبی زبان میں کئی مستثنات باقی رہ گئے۔

مذکر کی غیر تغیری صورت

(۳۰۳) (الف) آ پر ختم ہونے والے۔

آج کل پڑھے لکھے لوگ (ا) کے خاتمے والے مذکر الفاظ کی غیر تغیری صورت کا استعمال کرتے وقت ہندی اردو کی طرح تعداد میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے، لیکن قدیم ادبی زبان اور آج کل کی بول چال میں آ کو آں بناتے ہیں۔ یہاں کچھ مثالیں بول چال سے دی جاتی ہیں۔

بماں گرا اگرا کو توپاں چلا چلا کو (خطیب) (واحد بم، جمع بماں یا بمّاں)

سات تیراں دے کے بدلا (کہانی اندر پاشاہ زادی کی) (واحد تیر، جمع تیراں)

ہیرے جواہراں لے کو (کہانی جادو کا پتھر) (واحد جواہر۔ جمع جواہراں)

تمام سانپاں بچھوّاں بھاد کو چھیکلی (کہانی سپاہی کی بیٹی)

واحد سے جمع بنانے کا یہ طریقہ خواجہ بندہ نواز کی تصانیف میں بھی پایا جاتا ہے۔ عربی فارسی کے بعض الفاظ کی جمع بھی اس ڈھنگ سے بنائی گئی ہے۔

چوبیس ہزار پیغمبراں ہوے (معراج العاشقین) (پیغمبر واحد، پیغمبراں جمع)

پنجابی اور راجستھانی میں (ا) خاتمے والے مذکر الفاظ کی جمع میں اسی طرح کی تبدیلی ہوتی ہے۔ راجستھانی میں (ا) خاتمے والے مونث الفاظ کی جمع بھی ایسے ہی بنائی جاتی ہے۔ راجستھان کے بھیل لوگ جس زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ اُس میں بھی (ا ے آن) ہے۔ دکھنی میں (ا) خاتمے والے مونث الفاظ کی

جمع بھی اسی طرح بنائی جاتی ہے برخلاف اس کے کھڑی بولی میں (ا) خاتمے
والے مونث الفاظ کی جمع میں (ا) کی جگہ (اں) کر دیتے ہیں۔ بیمز کی رائے میں
غیر تغیری حالت میں مونث یا مذکر الفاظ کی جمع بناتے وقت ہندی سے متعلق
جن ذیلی زبانوں اور بولیوں میں (آ) پر ختم ہونے والے کی جمع (یں) یا (ان) یا
(آں) سے بنائی جاتی ہے۔ یہ سب سنسکرت کے (آ) پر ختم ہونے والے لفظ کی جمع
میں استعمال ہونے والا (آنی) لاحقہ کا اثر ظاہر کرتے ہیں۔ راجستھانی کے قدیم ترین
روپوں میں (آن) کے میل سے جمع بننے کی مثالیں ملتی ہیں جو (آنی) کی تغیری
صورت ہے۔ یہ (آن) آگے چل کر (آں) میں تبدیل ہوا۔ یہ بات دکھنی کے (آں)
پر بھی صادق آتی ہے

(ب) (آ) پر ختم ہونے والے (آ) پر ختم ہونے والے الفاظ کی جمع میں
مصنفین نے کوئی مقررہ طریقہ اختیار نہیں کیا۔ البتہ والے شخص پر ہندی سے
متعلق جس بولی کا اثر تھا اس کے بموجب (آ) کے خاتمے والے مذکر الفاظ کی جمع
بنائی گئی۔ کھڑی بولی میں بھی (ا) خاتمے والے الفاظ کے مانند (آ) خاتمے والے
الفاظ کی جمع میں یکساں قاعدے رائج نہیں ہیں۔ غیر تغیری صورت میں لڑکا
کی جمع میں جو تبدیلی ہوتی ہے وہی راجا اور چاچا وغیرہ الفاظ میں نہیں ہوتی۔ دکھنی میں (آ) کے
خاتمے والے مذکر الفاظ کی غیر تغیری صورت میں جمع بنایا جاتا ہے۔ ان کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

آسے اُسے۔ راجے راتی گرد جادے۔ (خوش نامہ ...)

سب کے چیتے نچھل . (کلیات قلی قطب شاہ ...)

۱۔ بیمز کمپیریٹو گرامر آف آریا لنگوجز جلد دوم ... ۲۰۴ ...

خاک کے پتلے نما ۔ (کلیات شاہی) (پتلا - پتلے)

اہیں روشن جنوں سوں دل کے دیدے (پھول بن) (دیدہ - دیدے)

بلیاں کی گود میں اُندرے چھپائے (پھول بن) (اُندرا - اندرے)

ستارے ستیں گگے تیں پر بکھرے (نجات نامہ) (ستارا - ستارے)

گل گلے تل کو کھلاتیوں (کہانی اشرفیوں کی مالا) (گل گلا - گلگلے)

آ ے یاں ۔ لے کے ستاریاں سنکات ۔ (کلیات شاہی (ستارا ستاریاں)

فرشتیاں (معراج العاشقین) (فرشتہ فرشتیاں)

آ ے اِ ے کے بارے میں ماہرین لسانیات کا خیال ہے کہ سنسکرت کے (آ) خاتمے والے مذکر الفاظ کی جمع میں جو "آہ" لاحقہ جوڑتے ہیں، اُس سے اس "اے" کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ سنسکرت ضمائر کی مذکر والی شکل میں واحد متکلم کی جمع میں (اے) جوڑتے ہیں ہندی کے (آ) خاتمے والے مذکر الفاظ کے جبر تغیری شکل میں جمع والا آخری (اے) سنسکرت ضمیروں کے واحد متکلم کی جمع سے تعلق رکھنے والی حالت کی علامت (اے) کے اثر کو ظاہر کرتی ہے۔ کھڑی بولی میں راجا چاچا الفاظ وغیرہ مبدل رہتے ہیں لیکن دکھنی کے بعض مصنفین نے اِن لفظوں کو جمع میں استعمال کرتے وقت (اے) کے خاتمے والا بنایا ہے۔ دکھنی میں راجا۔ راجے جیسا استعمال مرھٹی کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔ دکھنی میں آ ے یاں والی شکل راجستھانی کے اثر کو بتلاتی ہے۔ اس "یاں" میں آں (آنی) سے تعلق رکھتا ہے اور (ی) کا استعمال لہریہ کی صورت میں ہوا ہے۔

(ج) (ای) پر ختم ہونے والے - دکھنی میں تصیر (اِ) خاتمے والے الفاظ کا استعمال نہیں ہوتا۔(ای) خاتمے والے مذکر الفاظ کا استعمال کرتے وقت جمع میں (ای) کو "ایاں" بناتے ہیں۔ بعض لفظوں میں ای > ایاں کا استعمال ہوتا ہے۔ کھڑی بولی میں اس طرح کا استعمال مروج نہیں ہے۔ غیر تغیری حالت میں جمع بناتے وقت (ای) خاتمے والے لفظ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی لیکن دکھنی میں اکثر تبدیل شدہ شکل کا استعمال ہوتا ہے۔

ولیاں جگ کے سنارے ہیں علی بھان (پھول بن)

ای > یاں — یا ای > ایاں میں (آں) یا آنی، کو ظاہر کرتا ہے اور ی لہریہ کی شکل میں استعمال ہوا ہے۔

(د) (او) پر ختم ہونے والے۔او کے خاتمے والے مذکر الفاظ کی غیر تغیری شکل میں جمع بناتے وقت او کو (اُ وا) بناتے ہیں۔

تمام سانپاں، بچھواں مار کو بھینکی۔ (کہانی سپاہی کی بیٹی) (واحد بچھو) (جمع بچھواں)

آں = آنی، اور (و) لہریہ کی شکل میں استعمال ہوا ہے۔

مونّث کی غیر تغیّری صورت

(۲۰۴) (الف) کھڑی بولی میں (آ) خاتمے والے مونث الفاظ کی جمع میں آخری (آ) کو "ایا" بناتے ہیں لیکن دکھنی میں مذکر کے مانند (آ) کو "اں (<سنسکرت آنی) بناتے ہیں۔ مارواڑی اور میواڑی میں بھی یہ شکل رائج ہے۔ دکھنی کی مثالیں:—

ہندی کی کئی بولیوں میں یہ شکل استعمال ہوتی ہے۔ (مائی) کی جمع (مائیاں) بنتی ہے۔ (ا) کے حذف کے سبب دکھنی میں (مایاں) کی شکل رائج ہوئی۔

(ج) (ای) پر ختم ہونے والے۔

ای > یاں اور ای > ایاں (ای) کے خاتمے والے مونث الفاظ میں مذکر الفاظ کے مانند جمع میں ای کی جگہ یاں استعمال ہوتا ہے۔ مابعد دکھنی میں ای کو ایاں بنانے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ اس کا تعلق سنسکرت کے لاحقہ آنی سے ہے اور ی کی زیادت لہر یہ کی شکل میں ہوتی ہے۔ مارواڑی اور میواڑی میں ای > یاں اور کنڑی بولی میں ای = ایاں جمع بنتی ہے۔

دکھنی کی مثالیں حسب ذیل ہیں:-

ناریاں دیکھ مدن کیاں ماتیاں من میں دوت آچاوا (خوش نامہ) (ناری - ناریاں)

کبتاں کے دانت تھے یک دراتیاں (پھول بن) (درانتی - درانتیاں)

سویاں ہو کر گلے چھلیاں تے ٹانکیا دچ ال بن) (سوی - سویاں)

ہوے دو طرف تے سلاماں لکیاں (قطب شتری) (سلامکی سلاماں لکیاں)

چلیں گے جہنم میں لکڑیاں تمن (تجات نامہ) (لکڑی - لکڑیاں)

شہد و لبن کی ندیاں۔ (کلیات شاہی) (ندی - ندیاں)

سرج [illegible] منگایا ہے (کلیات [illegible]) [illegible]

گوپیاں ہیں ان کوں او بیں جو کانا ن لگن (گو [illegible])

جا جا ایلیاں چن کولا... (کہانی اشرفیوں کی مالا) (ایلی - ایلیاں)

کمل ہاتھاں بیں لے سکیاں (کلیات م - ق - ق) (سکی - سکھی سکھیاں)

بیے پاترنیاں سَب پہ پانچ ہیں (کہانی پریوں کی شہزادی کی) (پاترنی - پاترنیاں)

(د) (او) خاتمے والے۔

او خاتمے والے الفاظ کی جمع بناتے وقت (او) کو (اواں) بناتے ہیں۔ (و) لہریہ کی شکل میں اور (آ)، آنی کی تبدیل شدہ شکل ہے۔

مثلاً: ذرا جوّاں تو دیکھ (کہانی سیاہی کی بیٹی کی) (واحد - جوں، جمع - جوّاں)

(ھ) (او) خاتمے والے۔

او خاتمے والے الفاظ میں او کو آں = سنسکرتی لاحقہ آنی میں تبدیل کرکے جمع بناتے ہیں۔

مثلاً:- بابُیکاں بنیں گی رانڈاں (خطیب) (واحد - بابُیکو مرھٹی - جمع بابُیکاں)

(و) (او) خاتمے والے۔

او خاتمے والے الفاظ میں بھی اؤ کو آں میں تبدیل کرکے جمع بناتے ہیں۔

مثلاً: کہا اُس دھن سوں یوں پھر کر سَواں کھا (پھول بن) (واحد سَوں - جمع سَواں)

سَواں کی جھوٹ کھاتے ہو؟ (کلیات شاہی) (قسم)

مذکر کی تغیری صورت

(۳۰۵) (الف) (آ) خاتمے والے۔

آ سے ختم ہونے والے مذکر الفاظ کی تغیری حالت میں جمع بناتے وقت مختلف اشکال کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ادبی اور بول چال کی زبان میں مندرجہ ذیل اشکال رائج رہے ہیں۔

اَ ، آں — مذکر اَ خاتمے والے الفاظ کے ساتھ جب جمع میں حالت کی جمع آتی ہے، تو آخری (آ) آں میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ سنسکرتی مصوتے کے خاتمے والے الفاظ کے ساتھ حالتِ اضافی کی جمع میں حالت کی علامت استعمال ہوتی ہے پراکرت میں آنام' آنْم بنتا ہے۔ پراکرتوں میں حالت اضافی کی علامت کا استعمال دوسری حالتوں میں بھی کیا جاتا تھا۔ اپ بھرنش کے زمانے میں حالتِ اضافی کا استعمال دوسری حالتوں میں زیادہ ہونے لگا۔ سنسکرت کی حالتِ اضافی کی جمع کے لاحقے کو جدید ہند آریائی کی حالت کی جمع میں محفوظ رکھا گیا ہے۔ مشرقی ہندی میں اس قاعدے کی استثنائی صورتیں ملتی ہیں۔ دکھنی میں حالتِ فاعلی کے علاوہ دوسری حالتوں میں اُن کی علامتوں کی جمع میں حالتِ اضافی کی جمع کو بنیاد بنایا جاتا ہے سنسکرت آم یا آنام پراکرتوں میں آنْم بنتا ہے۔ اودھ ہندی میں آنْم اؤں یا اوں کی شکل اختیار کرتا ہے۔ کچھ بولیوں میں یہ آنْم، آں میں تبدیل ہوتا ہے۔ سنسکرت کے غیر جنس آنی سے بننے والے آں سے یہ آں مختلف ہے۔ دکھنی میں اس کی مثالیں حسب ذیل ہیں: —

پانچ عناصراں کا واجب الوجود ہوجا (معراج العاشقین) (عناصر کا۔ عناصراں کا)

میرے دوستاں کوں توں نت دے جنت (کلیات م۔ ق۔ ق)

(دوست کوں۔ دوستاں کوں)

میرے دشمناں کوں اگن یا تیع (کلیات م۔ ق۔ ق)

(دشمن کوں۔ دشمناں کوں)

... کمل ہاتاں میں لے سکھیاں (کلیات م۔ق۔ق) (ہات میں۔ہاتاں میں)
وُ ملک پریاں۔دیواں کا ہے (کہانی اندر پاشا کی) (دیو کا۔دیواں کا)

آ > اوں — مابعدی دکھنی میں کھڑی بولی کے مانند (آ) خاتمے
والے مذکر الفاظ کی جمع میں (آ) کو اؤں (= اوں) بنانے کا رجحان دکھائی
دیتا ہے۔ بیمز کی رائے میں تغیر شدہ شکل میں استعمال ہونے والا یہ اوں
یا اؤں سنسکرت کی حالتِ اضافی آنام کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ نَ یا نٌ
کے تکملے کے لیے آ اور آ کا تلفظ او ہونے لگا۔ اور انسواد باقی رہ گیا
دکھنی کی مثال —

بھوت دنوں کے بعد (کہانی نوسرہار) (دن کے۔دنوں کے)

آ > آن — بعض مذکر (آ) خاتمے والے الفاظ کو حالت کی علامت
کے ساتھ استعمال کرنے میں آخری (آ) کے ساتھ نَ جوڑتے ہیں۔ بھوج پوری
میں کھڑی بولی کے مانند علامت حالت کی شکل آ > اوں سے بنتی ہے
لیکن آخری (آ) کے ساتھ (نَ) میں جوڑتے ہیں۔ قنوجی اور ماگدھی میں جمع
کے لیے نَ اور میتھلی میں نّی کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ شکل بھی حالت اضافی
آنام اور پراکرت آنم سے بنتی ہے۔ دکھنی میں حالت اضافی کے علاوہ دوسری
حالتوں میں بھی آخر (آ) کے ساتھ ن کا استعمال ہوتا ہے۔
مثلاً: تو بہوت ہے تس رُخن تے بُو دسے کو ن تا واں (گلشن عشق)
(واحد۔رُخ تے۔جمع رخن سے)

ملے بیمز۔کمپیریٹو گرامر آف آرین لنگویجیز حصہ دوم۔ ۲۰۰ ص ۹۹

ہے کہ وڈن کیرا ہیرا (خوش نامہ) (کر وڈ کیرا۔ کر وڈن کیرا)

دو جنن کے چیت رہن لگّر (ا (جن کے جنن کے)

ہر وقت بودن کے بدیں اچھہ (رہن لگن) (بُد د بُد ھ کے۔ بدن کے)

(ج) آ کے خاتمے والے

جہاں تک واحد کا تعلق ہے۔ ہندی میں حرف (آ) خاتمے والے الفاظ ہی ایسے ہیں جن کے تغیری اور غیر تغیری شکلوں میں فرق ہوتا ہے۔ دکھنی میں (آ) خاتمے والا لفظ حالت واحد میں آ' اے میں تبدیل ہوتا ہے۔ آ د اے، کو ماہرین لسانیات مذکر ضمیر کی حالت فاعلی کی جمع سے متاثر مانتے ہیں۔

مثلاً: دروازے پر ۔۔۔(معراج العاشقین)

آ د اوں ۔۔ کھڑی بولی میں تغیر شدہ جمع بناتے وقت آ کو اوں سے بدل کر علامتِ حالت لگاتے ہیں ہندی سے متعلق بعض بولیوں میں اوں کی جگہ اؤں استعمال ہوتا ہے۔ ماہرین لسانیات سنسکرت میں حالت اضافی کی جمع کے لیے استعمال ہونے والے لاحقے آنام (عام) ہے۔ پراکرت آنْ سے اس کا تعلق بتلاتے ہیں۔ حالتِ اضافی کی علامت کا استعمال جمع کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔

دکھنی کی مثالیں حسب ذیل ہیں ۔۔

چھ بیٹوں کے تیر طے ۔ دکھانی (ندر پاتسازادی کی) (بیٹے کے۔ بیٹوں کے)

چھوں شہزادوں اکوں کرکے لائے دکھیں ۔ (پاتشازادی کی)

(شہزادے کوں۔ شہزادوں کوں)

آ ← یاں — راجستھانی میں مؤنث الفاظ کی حالت والی جمع میں (ای) کے خاتمے والے الفاظ میں ای کی جگہ یاں آتا ہے۔ بعض مذکر الفاظ میں بھی یہ تبدیلی دیکھی جاتی ہے۔ جیسے' مالیاں ار دو = مالیوں کا دکھنی میں (ای) کے خاتمے والے ہی نہیں (آ) کے خاتمے والے الفاظ میں بھی یہ تغیر ہوتا ہے۔ یاں میں، آں سنسکرت مذکر جمع آنام ← پراکرت آنم کی تغیری شکل ہے اور یَ کی زیادت لہریہ کی شکل میں ہوئی ہے۔

دکھنی میں اس طرح کی تبدیلی کی مثالیں یہ ہیں:—

میرے بندیاں کوں ... (معراج العاشقین) (بندے کوں — بندیاں کوں)

نچھل پیاسے جو ہیریاں کے ..... (کلیات م۔ق۔ق) (ہیرے کے۔ ہیریاں کے)

زمل چھپ رہیا سات پردیاں کے آڑ (گلشن عشق) (پردے کے۔ پردیاں کے)

فرشتیاں کا نہ تھا پھیرا..... (کلیات شاہی) (فرشتے کا۔ فرشتیاں کا)

کھاندیاں پچھے اس کے اپنے دست امن لگن) (کھاندا ← سکھند) پچھے کھاندیاں پچھے

(ج) ای خاتمے والے۔ ای ← یاں غیر تغیری ای کے خاتمے والے لفظ کے مانند علامتِ حالت کی ای خاتمے والے لفظ کی جمع میں اِی کو "یاں" سے بدل کر علامتِ حالت کو جوڑ دیا جاتا ہے۔ یَ لہریہ کی شکل میں اور آں انام کی بدلی ہوئی صورت ہے۔

مثلاً: اتے آدمیاں میں ایک بھی نئیں دِسیا ربولی۔ ٹیپ ریکارڈ کر دل)

(آدمی میں — آدمیاں میں)

ای ← ایاں — غیر تغیری کی حالت کی تغیری حالت میں بھی جمع

بناتے وقت ای کو ایاں سے بدل لیتے ہیں۔

برڈیے کے جوسیاں کا (کلیات شاہی) (جوسی کا - جوسیاں کا)

(د) اؤ > أواں - واں ہیں و لہریہ کی شکل ہیں اور آں > آنام > پراکرت آنم۔

مثلاً: کچھ کچھ داروں کا موپ دہ کا ہے (سب رس) (دارو کا - داروواں کا)

حالت کی علامت کی صورت میں جمع مؤنث

(۳۰۷) آ خاتمے والے مونث لفظوں کی جمع بناتے وقت آ کو آں میں تبدیل کرکے حالتِ اضافی کی علامت کا اضافہ کرتے ہیں۔

مثلاً: اُن باتاں کا کیا سواد (ارشاد نامہ) (بات کا - باتاں کا)

انجو ہیں یہاں بس بلبلاں کا ہے شور (گلشنِ عشق) (بلبل کا - بلبلاں کا)

(ل) آ > ان - کچھ لفظوں میں آخری آ کے بعد (ن) جوڑ کر حالتِ اضافی کی علامت بڑھائی جاتی ہے۔ (ن) بارے میں دکھنی بروج بھاشا، نیپالی، بھوجپوری، ماگدھی اور میتھلی کے مماثل ہے۔ (ان) کا تعلق آنام (نام) سے ہے۔

سوکن کی جھل (سب رس) (سوکن کی - سوکن کی)

سوتن ہیں پیو ہیج کوں . . (کلیات شاہی سوتن ہیں - سوتن ہیں)

(ب) ای خاتمے والے۔

ای > ایوں - اس تغیر کا تعلق بھی انام سے ہے تکملے کے طور پر (آ) کا

تلفظ اۇ ہونے لگا۔ ںؐ کی زیادت لہجہ کی شکل میں ہوئی۔

مثلاً: پرُیوں کا جل گیا (کہانی نوسرہار) (پری ح پیوری کا۔ پریوں کا)

ای ح اِن — یہاں بھی ان کا تعلق سنسکرت آنام سے جوڑا جاتا ہے۔ تلفظ کی آسانی کے لیے طویل (ای) اِ سے بدلتی ہے۔

مثلاً: تن کے دن پرَن ہیں (کلیات شاہی) (پری ہیں۔ پرِن ہیں)

دُتن کے دل سب ہوا اوارا (کلیات شاہی)

(دُتی ح دوُتی کے۔ دُتن کے)

ای ح یاں — ای خاتمے والے مذکر الفاظ کے مانند ای خاتمے والے مونث الفاظ کی تغیری جمع بناتے وقت ای کو یاں سے بدلتے ہیں یؐ لہجے کی شکل میں اور آں ح آنام۔

خوباں کنواریاں کو (کلیات م۔ ق) (کنواری کی۔ کنواریاں کی)

(ج) اوُ - وُں۔ اوُ کے خاتمے والے مونث الفاظ کی تغیری جمع میں اوُ، وُں میں تبدیل ہوتا ہے۔ کھڑی بولی میں اوں کی زیادت اور دُو، اُ سے بدلتا ہے۔

بھوئوں کوں دوسری سواری پڑجاتا تھا (کہانی) (اندرپا شاہزادی کی)

(بھوُ کوں۔ بھوؤں کوں)

عربی ۷ فارسی لفظوں کی جمع

(۳۰۰۷) دکھنی میں عربی ۷ فارسی لفظوں کی تعداد کا قاعدہ عموماً ہندی کی تعداد

کے قاعدے کے مطابق ہوتا ہے۔ بعض موقعوں پر ادبی زبان میں عربی/فارسی الفاظ کی جمع عربی/فارسی قواعد کے بموجب بنائی جاتی ہے۔

(ا) بعض لفظوں کے شروع میں (ا) کی زیادت ہوتی ہے اور درمیان میں مصوتے کو بدل کر جمع بنائی جاتی ہے۔

مثلاً: اول صدیق ابابکر ہیں، صحاب (چول بن) (صحابی۔اصحاب)
سنوں ہارت کرے توں افواج اشقیا کا (کلیات شاہی) (فوج۔افواج)
تیرے احکام محشر لگ (کلیات شاہی) (حکم۔احکام)
تو عقل آگے بست افلاک اچھے ...... (فلک۔افلاک)
رنگارنگ تج ہت کی اشکال ہے (گلشن عشق) (شکل۔اشکال)
اس کا کیا منج کہو اخبار (ارشاد نامہ) (خبر۔اخبار)
ارواح کیرا چند وجا (ارشاد نامہ) (روح۔ارواح)

(ب) کچھ لفظوں میں ابتدائی حرف کو تبدیل کر کے جمع بنائی جاتی ہے۔

مثلاً: عشاق سوں پیچھے ہے تیرے لٹ کے سر دام (کلیات م۔ق۔ق)
(عاشق۔ عشّاق)

(ج) کچھ لفظوں کے درمیان میں حرف کی زیادت ہوتی ہے یا درمیان کے کسی حرف کو... تبدیل کر کے جمع بناتے ہیں۔

مثلاً۔ ملائک نور درشن کے (کلیات م ق۔ق) (ملک۔ملائک)
پودے بندھا قواعد (کلیات شاہی (قاعدہ۔قواعد)
قلوب مومن کا آشنا ہے (ارشاد نامہ) (قلب۔قلوب)

(د) کچھ لفظوں میں لاحقہ لگا کر جمع بنائی جاتی ہے :-

ات مثلاً: تسر یو تعلقات توڑے (من لگن) (تعلق - تعلقات)

" " : مرادات کا ہم تو ننگ سارا (قطب مشتری) (مراد - مرادات)

" " : کیتا اُن سب مخلوقات (ارشاد نامہ) (مخلوق - مخلوقات)

ین " : تیرے نعلین کا سایہ (کلیات شاہی) (نعل + ین)

جنس اور حالت

(۳۰۸) مغربی ہندی اور دوسری بولیاں مغربی ہندی میں اسم اور فعل میں جنس کے فرق کا خیال خاص طور پر رکھا جاتا ہے، لیکن مرکزی ہندی (کھڑی بولی) کے علاقے سے جو بولیاں جس قدر دور پڑتی ہیں، اُن میں جنس کا فرق اسی قدر کم ہوتا جاتا ہے کھڑی بولی اور جن آریائی زبانوں میں جنس کے قاعدے کا زیادہ عمل ہوتا ہے اُن کے بارے میں ڈاکٹر سنیتی کمار چیٹرجی کی رائے ہے کہ جنس کے فرق کی نسبت یہ زبانیں کول زبانوں سے متاثر ہوئی ہیں۔ مرہٹی، گجراتی اور دراوڑی زبانوں کے قریب رہی ہیں، اس لیے ان دونوں میں آج بھی غیر جنس موجود ہے۔ کھڑی بولی اور دوسری زبانوں میں صرف مذکر اور مونث ہی ہے۔[1]

دکنی کھڑی بولی، مرہٹی اور گجراتی سے متاثر ہوئی ہے، لہٰذا اُس نے کھڑی بولی کی جنس کا قاعدہ قبول کیا۔ دکنی میں غیر جنس نہیں ہے۔

---

[1] سنیتی کمار چیٹرجی - ۲۰۸ تا ۴۲

جنس کا تغیّر

(۳.۹) دکھنی میں کچھ الفاظ اصلاً مونث یا مذکر ہیں زیادہ تر لفظوں میں لاحقہ لگاکر یا تغیّر حرف کے ذریعے جنسی تبدیلی کی جاتی ہے۔ پچھلے باب میں لاحقوں کا تعارف کرایا جا چکا ہے۔ یہاں کچھ ایسے لاحقوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو خاص طور پر جنسی تغیّر کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

(۱) **ان** - اس لاحقے کا استعمال مذکر لفظوں کو مونث بنانے کے لیے لیا جاتا ہے۔ مثلاً۔ اس مالن سوں نادانی (پھول بن) (مالی۔مالن)

اپنی دُلن کونے کو ۔ (لوک گیت) (دُلا۔دُلن)

میں کبھی کوئی گوٗلن ہے سری گلّی (لوک گیت) (گوٗلی۔گوٗلن)

(۲) ای۔ سنسکرت میں کچھ مذکر الفاظ کو مونث بنانے کے لیے ای لاحقہ لگایا جاتا ہے[۱]۔ ہندی میں اس لاحقے کا استعمال (آ) کے خاتمے والے مذکر لفظوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ کچھ لفظوں میں اس لاحقے کا استعمال تصغیر کے لیے ہوتا ہے۔

دکھنی میں اس کی مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

مثلاً: پنچھی کوں مچھی کے تیوں تیزا ۔ (من لگن) (مچھی مچھ + مت سٹے + ای)

یک جوتس کے کریں ڈھگاری (من لگن) (ڈھگاری۔ڈھگار + ای)

دیکھ خیال موہنیاں کے (کلیات م۔ق۔ق) (موہنی۔موہن + ای)

اُس بہمنی ہندو کا . . (کلیات م۔ق۔ق) (بہمنی۔بہمن + ای)

---

[۱] پانڈی - اشٹ ادھیائی ۴-۵-۱۰۵، ۱۰۸، ۴-۱۰، ۱۵، ۱۶

(۳) آ ۔ ای (آ) خاتمے والے مذکر الفاظ کو (ای) کے خاتمے سے مونث بنایا جاتا ہے۔ ضمیروں میں بھی آ ۔ ای سے جنسی تبدیلی ہوتی ہے ماہرین لسانیات اس (ای) کو لاحقہ مان کر اس کا تعلق سنسکرت کے (اِکا) لاحقے سے جوڑتے ہیں۔

مثلاً: ڈنڈی سو کہکشاں کی کر۔ (کلیات شاہی) (ڈنڈی ۔ ڈنڈا + ای)

(۴) نی ۔ ہارن لی اس لاحقے کا آغاز سنسکرت لاحقہ اپنے پراکرت ۔ انی آ یا انا سے مانتے ہیں۔ مثالیں: ۔

مسلماں سوں چندنی کے روشن دیا (علی نامہ) (چندنی ۔ چاند + نی)

سو قطب شاہ پیو بھوگنی (کلیات م ۔ ق ۔ ق) (بھوگنی ۔ بھوگ + نی)

اپنے پی یارنی اس یار کی ہوئی (پھول بن) (یارنی ۔ یار + نی)

چلی بن بن وا اس لے بیراگنی ہو (پھول بن) (بیراگنی ۔ بیراگ + نی)

یک بندرنی جھٹی ہوئی ہے (کہانی اندر پا شاہزادی کی) (بندرنی ۔ بندر + نی)

مونث سے مذکر

(۳۱۔) کچھ مونث الفاظ سے مذکر الفاظ بنائے جاتے ہیں ایسا کرتے وقت (اَ) اور (ای) کے خاتمے والے لفظوں کو (آ) خاتمے والے بناتے ہیں: ۔

مثلاً: سخن کا سٹ توں عالم میں اوانا (پھول بن) (اوانا ۔ اوان + ا)

حرم کی اس پری کی تس پرے سوں (پھول بن) (پرا ۔ پری ۔ ای ۔ آ)

پرا جو ہوا ہے تیرے ہات سوں (قطب مشتری)

اب بلاّ دِسنے لگیا (کہانی چور شہزادی کی) (بِلاّ - بِلّی + آ ← ای)
نظر کا دھاں چالا کہاں (ارشاد نامہ) (چالا - چال + آ)

بے قاعدہ جنس

(۳۱۱) ابتدائی زمانے سے دکھنی میں جنسی بے قاعدگی رہی ہے، جو لوگ غیر ملک سے یہاں آئے اور جن کی مادری زبان عربی، فارسی، ترکی وغیرہ میں سے کوئی ایک تھی۔ وہ دکھنی (= ہندی) کے جنسی قاعدے کو ٹھیک ٹھیک ذہن نشین نہیں کر سکتے تھے قدیم ہند آریائی اور وسطی ہند آریائی سے آئے ہوئے خالص اور بگڑے ہوئے الفاظ کی جنس تعین کرنے میں ہندی بولنے والے علاقوں میں یکساں قاعدے رائج نہیں تھے۔ آج بھی جنس کی نسبت بے قاعدگی موجود ہے۔ ہندی بولنے والے جنسی قاعدے کو بہت کچھ روایت اور استعمال سے اپناتے ہیں۔

دکھنی بولنے والے بھی جنس کے بارے میں متفق الرائے نہ تھے۔ عربی اور فارسی میں ہندی کے مانند جنسی قاعدہ نہیں ہے۔ جب عربی فارسی کے الفاظ کا استعمال دکھنی میں ہونے لگا تو فعل میں جنسی فرق کے سبب۔ یہ ضروری تھا کہ عربی، فارسی سے آئے ہوئے لفظوں کو دکھنی اپنے رحجان کے مطابق مذکر اور مونث میں تقسیم کرتی۔ اس قسم کی تقسیم کی کوئی ٹھیک اساس نہیں تھی" لہذا بہت سے لفظوں کی نسبت مصنف کی فہم و بصیرت کا نتیجہ سمجھا گیا۔ جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا یہ بے قاعدگی بہت کچھ ختم ہو گئی، لیکن آج بھی بعض لفظوں میں جنسی تعلق مشتبہ بنا ہوا ہے۔

وسطی ہند آریائی سے آئے ہوئے الفاظ کی جنس کی نسبت کم، لیکن عربی یا فارسی

الفاظ کی نسبت جنسی ...... بے قاعدگی پائی جاتی ہے۔ ایک مصنف دو دو شکلوں کو استعمال کرتا ہے۔

(الف) وسطی ہند آریائی سے آئے ہوئے الفاظ میں جنسی بے قاعدگی:۔

مثلاً: سورج کا آنچ بھو تیج تیز ہوگا (پھول بن)

(آنچ۔ سنسکرت ارچیؔ مونث۔ ہندی آنچ مونث)

یوں آنچ ہے سانچا (من لگن)

یا کے دیکھیں جیسا ڈھول (ارشاد نامہ)

(ڈھول۔ سنسکرت ڈھولؔ۔ ہندی ڈھول مونث)

دے تیرے ثنا کا سب کس کوں شکر (پھول بن)

(شکر۔ سنسکرت شرکرا مونث)

پاتی ہے جاسوس ہے بھیدی ہے چر ہے اس کا ہے مایا رب وس)

(الیا ہے تو ڑ سلامت گت سو جو گیاں کا (کلیات شاہی)

(مت گت مذکر۔ سنسکرت متیؔ گتیؔ مونث)

(ب) سنسکرت کے کچھ غیر جنس الفاظ ہندی میں مونث ہوتے ہیں، اسی طرح کے کچھ الفاظ دکھنی میں مذکر ہیں:۔

مثلاً: جوں بھیڑ کا دیک انگار (ارشاد نامہ)

(دکھنی انگار مذکر۔ سنسکرت انگار غیر جنس۔ ہندی انگار مونث)

ممتنع کے آنکھ سوں (معراج العاشقین)

(دکھنی آنکھ مذکر۔ سنسکرت اکششیؔ غیر جنس۔ ہندی آنکھ مونث)

(ج) کچھ سنسکرت کے خالص الفاظ مخالف جنس میں استعمال ہوتے ہیں:—

مثلاً: ولاس - ہوئیوں شیر مجلس وچن کی ولاس (ابراہیم نامہ)

چیتر - گگن نین تری چیتر کی شان کا (گلشن عشق)

اُپما - اُس میں اُپما پکڑیا جاے (ارشاد نامہ)

(۳۱۲) عربی فارسی الفاظ کی بے قاعدہ جنس —

مثلاً: تو مجھ سے گنہ گار کا کیا مجال (گلشن عشق)

تیرا یاد رکھ مجھ ہر یک بات میں (گلشن عشق)

(دکنی یاد مذکر، ہندی یاد مونث)

فلک تج ہوئی تو گزی طاس طور (گلشن عشق) (ہندی فلک مذکر)

قیامت میں دیکھے گا اپنا سزا (من لگن)

ہور فارسی اس تے ات رسیلا (من لگن)

ایک آواز آیا (معراج العاشقین)

ترا تعریف کرنا ایک ساعت (پھول بن)

صفا کر راہ میرا (پھول بن)

عجب تاثیر تھا واں کی ہوا کا (پھول بن)

عقل کیا واں گمن (کلیات شاہی)

بیتے چلتے تھے کشتیاں ہور کھڑے تھے (پھول بن)

تمام کا روست (معراج العاشقین)

یے کون ہے اُس کے موج (ارشاد نامہ)

عربی یا فارسی جن الفاظ میں ات لاحقہ جڑتا ہے، ہندی میں وہ سب مونث مانے جاتے ہیں، لیکن دکھنی میں ایسے کچھ الفاظ مذکر ہوتے ہیں:۔

مثلاً: جس تے جو یو سلطنت ہے سارا (من لگن)

خدا کا معرفت تج سوں ہے پیدا (پھول بن)

(۳۱۳) دکھنی میں کچھ ہندی الفاظ کی جنسی تبدیلی ہوتی ہے:۔

مثلاً: سوگند تیرا جو یاج تیرے (من لگن)

بھنزیو تن کی ٹھاٹ ٹوٹ جاے (من لگن)

ہر آن سدھن کے سُدمیں اچھ (من لگن)

ایسا اُن میں پڑیا پھوٹ (ارشاد نامہ)

داڑھی مونچھیاں آیا تو کیا مرد ہوئے (سب رس)

سب ہیراں کیرے کھان (خوش نامہ)

ہمیں کیتیا ہور کیتیا ہمارا سمجھ (علی نامہ)

حالت

(۳۱۴) قدیم ہند آریائی کے آخر تک اسم کی حالت اور علامتِ حالت میں بہت کچھ تفاوت ہوچکا تھا۔ سنسکرت میں یعنی سُپ اور تِن لاحقوں کے اسم یا فعل تینوں میں ملتے تھے۔ وسطی ہند آریائی میں سُپ لاحقوں کی حالت کی علامتوں کے بجائے آکے ب کا استعمال ہونے لگا تھا۔ سنسکرت میں

علامت حالت اسم کا جز بن کر استعمال ہوتی تھی اپ بھرنش کے زمانے میں اس قسم کا قاعدہ کلیتہً ختم ہو گیا۔ اپ بھرنش کے زمانے میں علامتِ حالت اسم کا جز بننے کی بجائے مستقل طور پر استعمال ہوتی تھی۔

موجودہ ہند آریائی زبانوں میں علامتِ حالت اسم سے مختلف ہے۔ ماہرین لسانیات کے خیال میں جملے میں استعمال شدہ اسموں کو اور اسموں کے ساتھ فعل کا تعلق پیدا کرنے کے لیے اسم کے علاوہ جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں وہ سب ابتدا میں اسم اور حروف کی شکل میں بڑھتے جاتے تھے۔ زیادہ استعمال کے سبب اِس قسم کے الفاظ اور حروف میں بہت ردّ و بدل ہوا ہے۔

جدید ہند آریائی زبانوں میں علامتِ حالت کے بغیر بھی اسما استعمال کیے جاتے ہیں۔ برج اودھی وغیرہ میں یہ رجحان قدیم زمانے سے ہے دکھنی میں بھی گفتگو کرنے والا زیادہ توجہ نہیں دیتا۔ بول چال کی زبان میں علامتِ حالت میں بے پروائی برتی جاتی ہے دکھنی کی حلقی علامتوں پر ہندی سے متعلق کئی بولیوں کا اثر پڑا ہے۔ پر یہاں ہم وہ کھڑی بولی سے زیادہ مماثل ہے۔

(۳۱۵) **نے** ۔ مشرقی اور مغربی جدید ہند آریائی زبانوں میں یکساں طور پر علامتِ حالت کا قصر ہوا ہے۔ جہاں تک حالتِ فاعلی کی علامت کا سوال ہے۔ مشرقی اور مغربی ہندی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ مشرقی بولیوں میں حالتِ فاعلی کی علامت کا بالکلیہ فقدان ہے۔ مغربی ہندی میں بھی حالتِ فاعلی کے ساتھ اس کی علامت کا یکسر استعمال نہیں ہوتا۔ متعدی فعلوں کے ماضی میں "نے" کا استعمال ہوتا ہے۔ حالت فاعلی کی علامت کے تعلق سے

دکھنی، مشرقی بولیوں سے زیادہ مماثلت رکھتی ہے۔ ادبی دکھنی میں کچھ موقعوں پر "نے" کا استعمال ملتا ہے، لیکن عام طور پر علامتِ حالت کے بغیر ہی اسم کا استعمال ہوتا ہے۔ بول چال کی زبان میں اِس علامت کا استعمال کم نظر آتا ہے۔

کیلاگ کے خیال میں آج سے تین سو برس پہلے مغربی ہندی میں (نے) کا استعمال نہیں ہوتا تھا[1] مگر دکھنی میں ادب کی اشاعت کے بعد یہ حقیقت نمایاں ہوئی کہ آج سے چھ سو برس پہلے اس علامت کا استعمال کیا جاتا تھا اگرچہ اس کے استعمال کے لیے کوئی قاعدہ مقرر نہیں تھا۔ ہندی سے تعلق رکھنے والی نوبلی زبانوں اور بولیوں میں فقط راجستھانی میں "نے" کا استعمال قدیم زمانے سے ہوتا ہے، لیکن وہاں یہ حالت مفعولی کی علامت ہے۔ کیلاگ "نے" کا ارتقا اس طرح مانتے ہیں۔ سنسکرت لگ ے پراکرت لگّی اور ہندی لگی، لئی، لیے، نے۔ اس علامتِ حالت کا موقع استعمال اس طرح ہے:۔ کھڑی بولی۔ نے، قنّوجی۔ نے، گڑھوالی۔ نے، کماونی۔ لے، نیپالی۔ لے، راجستھانی، قدیمی بیسواڑی، اودھی، بھوجپوری، ماگدھی اور میتھلی میں حالتِ فاعلی کی علامت کا فقدان ہے۔ یہ تصور کیا جاتا ہے کہ نیپالی کی حالت فاعلی کی علامت لے، نے سے تبدیل ہوئی۔ ل اور ن آپس میں بدلتے ہیں، اس لیے کیلاگ کے خیال میں نیپالی کا "لے" راجستھانی کی حالتِ مفعولی میں "نے" بنا۔ اس کے بارے میں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ نیپالی اور کچھ پہاڑی بولیاں راجستھانی سے تعلق رکھتی ہیں، لہٰذا

۱۔ کیلاگ ۔ گرامر آف ہندی لینگویج ۔ ۱۹۳۶ ص ۱۳۱ ۔

یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ راجستھانی کا "نے" نیپالی میں "لے" بنا۔ راجستھانی میں قدیم زمانے سے "نے" حالتِ مفعولی کی علامت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس بارے میں ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔

آیو کہیٔ کہیٔ نام اچھی ڈِل جائسکھ دے تیا امنے جم[1]

راجستھانی اور برج سے متعلق بولیوں میں بھی نے کا استعمال حالتِ مفعولی میں ہوتا ہے۔

میواتی

سوجا لالا سوجا

آگئی ہے پانی نے

تونے دینا مُونے دینا (لوری)

راسو میں بعض موقعوں پر نے (= نے) کا استعمال حالت فاعلی میں ہوا ہے۔

ور وشتر سبھی بال نے سیتب مس سگ ڈاری

ادبھو کن نو گرہ ہہ کرجو دن چرّت سواری[2]

پُورب کی اودھی، بھوج پوری وغیرہ میں آج کل کے اور قدیم ادب میں نے کا استعمال نہیں ملتا۔

بیمز نے "نے" کی اصل کے بارے میں کیلاگ سے اتفاق کیا ہے مرھٹی میں ایسا لفظ فعل کے ذریعے بنتا ہے۔ اس کے واحد میں علامت

---

[1] بیلی کرسن اکمنٹی۔ ادی ص ۶۹۔

[2] پرتھوی راج راسو ۱۰، ۲۹ ص ۳۸۴۔

کے طور پر "نے" این' ای اور شین کا استعمال ہوتا ہے' اس لیے یہ قیاس کیا گیا ہے کہ سنسکرت کے مذکر الفاظ حالت آلی کے مستعملہ "این" سے "نے" ماخوذ ہوئی ہے' لیکن یہ بات غیر موزوں معلوم ہوتی ہے۔ بیمز ا۔ رکبلاگ نے جو (نے ‹ سنسکرت لگ) کا ماخذ بتایا ہے' وہ مرہٹی کے لحاظ سے موزوں ہے مرہٹی میں حالت مفعولی کی علامت کے لیے "لا" کا استعمال ہوتا ہے[1] جس کا تعلق واضح طور پر "لگنا" مادے سے ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ جب لَ نَ سے تبدیل ہوا تو نے "حالتِ آلی میں اور "لا" حالتِ مفعولی میں استعمال ہونے لگا۔ گجراتی میں "نے" کا استعمال حالتِ مفعولی میں اور "نا" اور "نی نو" کا استعمال حالتِ اضافی میں ہوتا ہے[2]۔ اردو میں اپنا کا "نا" اضافت کو ظاہر کرتا ہے۔

مذکورہ بالا حقیقتوں سے واضح ہوتا ہے کہ ہند آریائی زبانوں میں راجستھانی' گجراتی اور مرہٹی میں زمانۂ قدیم ہی سے "نے" کا استعمال حالتِ مفعولی میں ہوتا رہا ہے اور اس کی اصل "لگ" ہے۔ اپ بھرنش کے زمانے میں ایک ہی حالت کی علامت کا استعمال دوسری حالتوں میں ہوتا تھا' خاص کر اضافی' مجروری اور مفعولی حالتوں کی علامتوں میں فرق نہیں رہ گیا تھا۔ یہی سبب ہے کہ "نے" اور اس سے متعلق دوسری شکلیں حالت مفعولی ہی میں نہیں' حالتِ مفعولی زمانی' اور حالتِ اضافی میں بھی استعمال

---

[1] کہ - بان - کلاکرنی - مرہٹی بھاشا ادگم و وکاس ص ۳۳۱

[2] م ھیسے گجراتی ویاکرن نے حاشیے - جینا۔

ہوتی ہیں کھڑی بولی میں راجستھانی کے اثر سے فعلِ متعدی کی ماضی کی شکل میں حالتِ فاعلی "نے" کا استعمال ہونے لگا۔ اس کا ایک سبب یہ ہو سکتا ہے کہ کھڑی بولی میں حالتِ مفعولی اور حالتِ مفعولی ثانی میں پہلے سے "کو" کا استعمال ہوتا تھا "نے" کا استعمال حالتِ فاعلی کے لیے محفوظ کر دیا گیا۔

دکھنی پر گجراتی، مرہٹی اور راجستھانی کا اثر ہے لیکن علامتِ حالت کی شکل میں وہ "نے" کو عموماً قبول نہیں کرتی۔ صرف ادبی دکھنی ہی میں کہیں کہیں "نے" کا استعمال ملتا ہے۔ اس بارے میں تین حقیقتیں قابلِ ذکر ہیں۔

(۱) دکھنی میں نے کا استعمال کم ہے۔ قدیم زمانے میں ایک دو مقامات پر حالتِ مفعولی میں "نے" کا استعمال ہوا ہے۔ فعل متعدی کی ماضی کے ساتھ حالتِ فاعلی میں اس علامت کا کہیں کہیں استعمال ہوا ہے۔

(۲) دکھنی کے قدیم ادب میں کہیں کہیں "نے" کا استعمال ہوتا تھا لیکن اُس کے استعمال کے واسطے کوئی قاعدہ مقرر نہیں ہوا تھا۔

(۳) بعض مصنفین نے فعل متعدی کے ماضی کے ساتھ ہی نہیں فعل لازم کے ساتھ بھی حالتِ فاعلی میں کہیں کہیں "نے" کا استعمال کیا ہے اور زمانے کے تعلق سے اپنی مرضی سے کام لیا ہے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز کی تصانیف میں ہم "نے" کا استعمال دیکھتے ہیں۔ اُن کے مابعد کے مصنف برہان الدین جانم کی کتابوں میں "نے" کا استعمال زیادہ نہیں ہے۔ اس کا ایک سبب یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز کا زیادہ تر زمانہ دلّی میں گزرا تھا۔ اس وقت تک دلّی کے آس پاس کی

کھڑی بولی میں "نے" کا استعمال ہونے لگا ہوگا۔ یہاں کچھ مثالیں دی جاتی ہیں۔

(الف) اُن نے نہیں دیتا ..... (معراج العاشقین)

اس مثال میں "وہ" ضمیر کی تغیر شدہ شکل کے ساتھ حالتِ فاعلی جمع میں "نے" کا استعمال کیا گیا ہے۔ آج کل کی کھڑی بولی کے قاعدے کی رو سے مصدر "دینا" کے ساتھ ماضی شرطیہ میں "نے" کا استعمال نہیں ہوتا۔ کھڑی بولی میں اس جملے کا استعمال ہوگا "وہ نہیں دیتا"

(ب) .... تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرماتے ہیں (معراج العاشقین)

یہاں فرمانا کا استعمال تعظیم کے لیے ماضی قریب میں کیا گیا ہے۔ اس طرح کا استعمال دکھنی کی خصوصیت ہے۔ کھڑی بولی میں اس جملے کی شکل ہوگی "تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے۔ کھڑی بولی کے برخلاف دکھنی میں اس طرح کا استعمال تعظیم کے لئے ہوتا ہے۔

تم نے دودھ پیے سو خوب کیا (معراج العاشقین)

کھڑی بولی میں یہ جملہ اس طرح ہوگا "تم نے دودھ پیا سو خوب کیا"

حضرت خواجہ بندہ نواز نے کچھ جملوں میں فعل ماضی کے ساتھ 'نے' کا استعمال نہیں بھی کیا ہے۔ مثالیں :۔

"خدا کہا" (معراج العاشقین) "نے" سے متعلق بعض مثالیں اس طرح ہیں

عشق بھید بوجھا انھیں نے تمام (ابراہیم نامہ)

اسی مصنف نے بعض موقعوں پر 'نے' کا استعمال نہیں کیا ہے۔ ۔

انھیں سا نچ بوجھیا ہے معشوق ناز (ابراہیم نامہ)

گلابی گل نے دکھایا اپنے کو کھول اپنے (کلیات شاہی)

دھریا ہے چاند نے جیوں ٹیکا اپس مک کے اگل (کلیات شاہی)

علی عادل شاہ ثانی نے کئی مقامات پر "نے" کا استعمال نہیں کیا ہے:۔

پریاں اچرج ہو کھیاں دیکھ کے اس حوض کے تیں (کلیات شاہی)

علی نے فعل لازم کے ساتھ بھی "تے" کا استعمال کیا ہے۔

اُسی کے دُک تے پہلی رات نے ہور تے ڈھلک (کلیات شاہی)

عام بول چال میں "نے" کا استعمال کم ہوتا ہے۔ بعض مقامات پر "نے" کا استعمال ہوتا ہے لیکن اس کے لیے قاعدہ مقررہ نہیں ہے۔

گل شہزادے نے اپنے دل کی آرزو پاشا کو سنایا (کہانی جادو کا پتھر)

ساس بی بی نے کلیجے سے لگائے سیدا (لوک گیت)

فعل مستقبل کے ساتھ بھی "نے" کا استعمال ہوتا ہے۔

تیری سیانے بیں گی للیا (لوک گیت)

بول چال اور ادبی زبان میں "نے" کا استعمال اکثر نہیں ہوتا۔ کچھ مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

توں رنگ آمیز کیتا ہے چمن کوں (پھول بن)

خدا قرآن میں تجھ کوں سراپا (پھول بن)

دکھا کر تو نقش بدیع الجمال (گلشن عشق)

ہمن جیو دے ہم پچھانے نا اس (گلشن عشق)

سجدہ کیے اس ٹھان سبھی (سب رس)

قاضی سنار سے پتلی کی شادی کردیے (کہانی جادو کا پتھر)

رکا سبنی نسوب کیفیت سُنائی (کہانی جادو کا پتھر)

(۳۱۶) حالتِ مفعولی ۔ کوں، کو، این، اور ن ۔

(ا) کوں، کو ۔ کھڑی بولی میں حالت مفعولی کی علامت کو ہے"
دکھنی میں عام طور پر کوں یا "کو" استعمال ہوتا ہے ۔ دکھنی کے کوں "کو" یا ہندی
کے کو کی قدیمی شکل "کوں" ہے ۔ دراوڑی زبانوں میں حالت مفعولی اور
حالتِ مفعولی ثانی میں "کی" اور "کو" کا استعمال ہوتا ہے ۔ بعض ماہرین لسانیات
کے خیال میں ہندی کا "کو" دراوڑی زبانوں سے حاصل کیا گیا ہے، لیکن یہ
خیال زیادہ مستند نہیں مانا جاتا ۔ دکھنی کا "کوں" برج کے "کہن" "کہن"
یا کہن سے متعلق ہے ۔ بیمز اس حالت کی علامت کا ارتقا اس طرح مانتے
ہیں، ککش > ککھن > کاہن > کون > کو ۔ قدیم پنجابی میں اس کی شکل نمہ
کَ، اکو، کو اور کوں رہتی ہے ۔ اڑیا میں کو استعمال ہوتا ہے[1] ۔ اڑیا اور
دراوڑی زبانوں کا جو تعلق رہا ہے، اُسے ملحوظ رکھ کر اُڑیا کی حالتِ مفعولی
کی علامت "کو" پر غور کیا جا سکتا ہے ۔ دکھنی میں "کوں" کا استعمال زیادہ
قدیم ہے ۔ آج کل بھی کو کا استعمال ہوتا ہے ۔ پڑھے لکھے لوگ بول چال میں
کو کا استعمال کرتے ہیں ۔ دکھنی میں اس حالت کی علامت کی مثالیں حسبِ
ذیل ہیں ۔

خالق ہیں تے خلق کوں ۔ (معراج العاشقین)

اُکاراں کوں نا ہیں کچھ (ارشاد نامہ)

---

[1] بیمز ۔ کمپیریٹو گرامر آف آرین لنگویجیں حصہ دوم ۵۶ ص ۲۵۸

کدیں پاڑ و تزا کوں و املک سوں دوُر (گلشن عشق)

. ملک کوں لاتا (ابراہیم نامہ)

عقل کوں اوصاف کا... (کلیات شاہی)

بعضیاں کوں اس جا کایوں سوال ہے (سب رس)

نام حق سوں گر زباں کو سر بسر (ترجمہ نام حق)

. گھاٹ کوں جاتی ہوں میں (خطیب)

(ب) این۔ سنسکرت کے مانند جدید ہند آریائی زبانوں میں حالت علامت لفظ کے ساتھ نہیں جڑتی کچھ استعمال آج بھی قدیم شکل کو یاد دلاتا ہے۔ اس طرح کا استعمال کبھی کبھی مفعولِ آلی اور مفعولِ ثانی حالتوں میں ہوتا ہے۔ جب کہ لفظ کو (اے) کو یا (ایں) کے خاتمے والے بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ ہندی سے متعلق کئی ذیلی زبانوں میں یہ لاحقہ (اہی) کی شکل میں لفظ کے ساتھ جڑتا ہے۔ مغربی ہندی کی علامت حالت سے متعلق (ائے) یا (ایں) کے خاتمے والی شکل اسی (اہی) سے ماخوذ ہے۔ چیٹرجی کے خیال میں سنسکرت کے حالتِ مجروری کے واحد مذکر لفظ کے ساتھ جو (اے) علامت لگتی ہے اسی سے اے، ائے یا ایں کا تعلق ہے حالتِ مجروری کی علامت (اے) مفعولِ آلی اور مفعول ثانی حالتوں میں استعمال ہونے لگی[1] ہارن لی اور بھنڈارکر اے، ایں، ائے ، آہی یا آہِں کا تعلق سنسکرت کی حالتِ اضافی کی علامت (سیئے) سے جوڑتے ہیں۔

---

[1] چیٹرجی۔ آریجن اینڈ ڈویلپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۹۹۴ ص ۷۴۷

جب کہ ڈاکٹر بابو رام سکسینہ باٹیں سٹوڈی اس کا رشتہ حالتِ آلی کی جمع کی علامت بھیئہ – اٹھیہ سے بتاتے ہیں۔

دکھنی مثال:- کوی یک اجھیں ترتیں جاے (ارشاد نامہ) (اجھیں = اج + ایں)

(ج) اوں۔ حالتِ مفعولی کی جمع میں بغیر کسی علامت کے مستعملہ حرف کے ساتھ 'اوں' جوڑتے ہیں۔ اس "اوں" کا تعلق سنسکرت کی حالتِ اضافی کی علامت ہے "اوں" کا استعمال حالتِ آلی میں بھی ہوتا ہے۔

ایک چھوڑ جے بھوتاں لاگے (خوش نامہ) (بھوتاں = بھوت + اوں = عام)

(د) دکھنی میں حالت مفعولی عموماً بغیر کسی علامت کے استعمال ہوتی ہے۔

جے کوئی تیری محبت لیاں سوں۔ ۔ ۔ (ارشاد نامہ)

سیا دشت سوں دُرجن سکھ کرتا (قطب مشتری)

(۲-۱) حالتِ آلی سے تے، تیں، تھیں، سات، سیتی، سے سوں، آ، او، اوں (لو)، تے، تیں، تھیں۔ تے یا تیں کا استعمال برج اور دوسری زبانوں میں حالتِ آلی اور مجروری میں کیا جاتا ہے۔ کچھ بولیوں میں "تھے" یا تھیں کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ پنجابی میں "تے" اور گجراتی میں "تھی" کا چلن ہے۔ بیمز نے تے، تیں، تھے، تھی، یا تھیں کا رشتہ سنسکرت کے فعل کو بتلانے والے تس = تہ لاحقہ سے جوڑا ہے۔ ہارن لی اس کی ارتقا اس طرح مانتے ہیں:- سن + تہ مادہ تہ رت شکل۔ پراکرت تہ ری اے > ت ائی اے > ت ائی اے > تے اکسواریوں ہی آ گیا۔ کچھ لوگ تے، تیں، تھیں کا آغاز سنسکرت لفظ "ستھان" سے مانتے ہیں۔ قنوجی، برج، اور گڑھوالی میں حالت کی یہ علامتیں ملتی ہیں۔ تہ سے تو بننے پر "او" پہلے "آ" بنا اور پھر "آ" اسے

میں تبدیل ہوا[۱]۔

ہوا جس تے منڈان وہ ایک ہے (نجات نامہ)

سو تس کدورتی نون تیں (کلیات م۔ ق۔ ق)

کے جیوں سانت (پندرھواں سیارہ) میہوں تھے جگ سب اگھایا

(کلیات م۔ ق۔ ق)

ننیہ کے شراب تھیں ہوئی ... (کلیات شاہی)

نین کے پھول کا ناں تے چنیا ہوں (پھول بن)

(ب) "سن" "سوں" سے دکھنی میں حالت آلی کے لیے خصوصاً "سوں" کا استعمال ہوتا ہے۔ مابعد کی دکھنی میں "سے" کا استعمال بھی ہونے لگا۔ بیمز یہ مانتے ہیں کہ کھڑی بولی کا "سے" "سوں" سے بدلا ہے اور سوں سم کی تغیر شدہ شکل ہے۔ ہارن لی نے "سے" کی اصل پراکرت "سنتو" "سن تو" اور سنسکرت "اس" سے مانی ہے۔ بیمز کا قول مناسب معلوم ہوتا ہے ہندی سے تعلق رکھنے والی کئی بولیوں میں آج بھی سوں اور سوں کا استعمال ہوتا ہے جو "سم" کے زیادہ قریب معلوم ہوتے ہیں۔ مارواڑی میں حالتِ آلی اور مجروری "سوں" کا استعمال ہوتا ہے۔ اس بارے میں مارواڑی اور دکھنی میں یکسانیت موجود ہے۔ ادبی اور بول چال کی دکھنی میں اس حالت کی مثالیں حسبِ ذیل ہیں:۔

انکھ سوں غیر نہ دیکھنا (معراج العاشقین)

۱۔ بیمز۔ کمپریٹو گرامر آف آرین لنگویجس حصہ دوم ۲ - ۱۸۷۸ء ص ۲۷۳ -

غفلت کے کان سوں غیر نہ سنتا سو (معراج العاشقین)

میراں ناؤں روز سوں سنوں لے سے نہ بھی (قطب مشتری)

وہی عدل سوں ملک کوں لا نتا (ابراہیم نامہ)

دل وجاں سوں کہوں (پھول بن)

توں اک تازہ قبولیت کے میوں سوں ... (پھول بن)

ٹک اپنے دل کے لھو سوں واں نکاروں (پھول بن)

نام حق سوں اگر زباں کوں سر بلند (ترجمہ نام حق)

پھر اگر بچن روپ چابک سوں مار (ابراہیم نامہ)

تو قدرت سے پیدا کیا یک رتن (نجات نامہ)

کنجی سے محل کا دروازا کھلیں گا (کہانی ناندرہ پاشا زادی)

... پنچھوں سے سکھ کری (کہانی جادو کا پتھر)

(۳) سانت - سات (= ماخذ) کا استعمال بھی حالتِ آلی کی علامت کی شکل میں کیا جاتا ہے۔

پلو سات انجو اُس کے پوچھن لگی (قطب مشتری)

(۴) سیتی - ہارن لی نے "سے" کا ماخذ پراکرت سن توں یا ئن تو سے بنایا ہے۔ دکھنی اور ہندی سے متعلق کچھ بولیوں میں حالتِ آلی کی شکل میں "ستی" کا استعمال ملتا ہے۔ ممکن ہے۔ اس "سیتی" کا آغاز سن توں یا سنتوں سے ہوا ہو۔ ماگدھی میں "سنی" کا استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی کی مثالیں اس طرح ہیں :- بھونیک اپا سیتی اپنا ... (کلیات م - ق - ق)

لگے سٹنے گلے جنگل سیتی جانب (پھول بن)

(۵) آ۔ سنسکرت کی حالتِ آلی کے واحد "آ" (ٹا) کا استعمال دکھنی کے بعض الفاظ میں ملتا ہے

... بڑا گل کی رہتا رسکھ سہیلا (رہتا ء رہت یا)

(۶) او، اوں۔ سنسکرت کی حالتِ اضافی کی جمع کے لاحقہ "عام" یا آنام سے اوں یا او کا آغاز ہوا۔ ہندی میں اس حالت کی علامت کو لفظ کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں اور کوئی دوسری حالت کی علامت نہیں لگائی جاتی۔

کس لکھوں کروں اُچار (خوش نامہ)

چندر مہرا نگے تس کی شرموں گلے (گلشن عشق)

اینیک چھندوں ایس بنائی (کلیات شاہی)

ایس کی لطافتاں بھلانا (من لگن)

گئی بھاگ رین ایس کے بھاگوں (من لگن)

(۳۱۸) **حالتِ مفعول ثانی** ۔ تیئں، تائیں، کوں، کو، کاج، خاطر، بدل، واسطے (لے)، تئیں، تائیں۔ ہمیز کے خیال میں ان دونوں علامتِ حالت کی اصل سنسکرت کے 'ستھان' سے ہوئی ہے۔

دکھنی میں دونوں کا استعمال حالتِ مفعول ثانی کی علامت کے طور پر ہوتا ہے۔ مثالیں :-

ملنے کے تئیں (معراج العاشقین)

پریاں اچرج ہو کھیاں دیکھ کے اس حوض کے تئیں (کلیات شاہی)

کھڑا ہے دول ہو دائم منجا کر باغ کے تائیں (کلیات شاہی)

دیا توں شمع کے تئیں نوُر ہور تاب (پھول بن)

فلک ہر کس کے تئیں جو بھار لایا (پھول بن)

(ب) 'کوں' 'کو' کی اصل کے لیے دیکھیے ۳۱۲ (ل)

ہارن لی نے اس کی اصل سنسکرت لفظ 'کرتے' سے مانی ہے۔ ممکن ہے کہ مفعولی اور مفعول ثانی حالتوں میں استعمال شدہ کو یا کوں الگ الگ لفظوں سے تعلق رکھتے ہوں۔ معنی کے اعتبار سے حالت مفعولی کا 'کو' ککش لفظ سے اور حالت مفعول ثانی کا 'کو' کرتے سے رشتہ رکھتا ہو۔ کوں یا (کوں) سے کھڑی بولی کے (کو) کا آغاز ہوا۔ دکھنی میں اس حالت کی علامت کا استعمال نیچے کی مثالوں میں دیکھا جا سکتا ہے :۔

کیے انصاف کے بوجنے کوں ...... (معراج العاشقین)

جتے۔ معرفت کا دکھیانے کوں دھن (گلشنِ عشق)

پوَن کوں دیا عمر یا بندگی (نجات نامہ)

دیوے جس میں اپمانیں جوڑ کو (ابراہیم نامہ)

(ج) حالتِ مفعول ثانی کے لیے۔ مندرجہ ذیل الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں :۔

(۱) کاج > کارِیے۔ مثالیں :۔

سب کیتا اس کے کاج (ارشاد نامہ)

میں تیرے کاج جلوے لاگ پا پا (کلیات م-ق-ق)

(۲) بدل < عربی فارسی ~ بدلتا۔

دنیا کے بدل دین تواں کھونکو (نجات نامہ)

عشرت بدل امرت پھوئی چھڑکیا (کلیات شاہی)

عقل کسوٹی طبع کے کستے بدل (کلیات شاہی)

(۳) خاطر (عربی ~ فارسی)

یک خاطر کریں قرار (ارشاد نامہ)

پیالا جیوں کے آباد کی خاطر (پھول بن)

(۴) واسطے (عربی فارسی)

کیا واسطے . . . (معراج العاشقین)

(د) اے :- اسم مصدر کو اے خاتمے والا بنا کر حالت مفعول ثانی میں استعمال کرتے ہیں یہ اے کا خاتمے والے واحد مذکر کی صورت میں حالتِ ظرفی کو ظاہر کرتا ہے - ظرفیت کے لیے اس کا استعمال حالتِ مفعول ثانی میں ہوتا ہے۔

چندر تارے بلانے گھر . . . (کلیات شاہی)

منگتا ہونے ہے نادں ایلیا کا (کلیات شاہی)

ہوس ہے دل میں میرے بھوت رونے (پھول بن)

(۳۱۸) حالتِ مجروری۔ - تے، نئیں، تھیں، تھے، ستی، سینی، سوں، سے سوں۔

(ل) تے، تیں، تھیں، تھے۔ اصل کے لیے۔ دیکھیے (۳۱۷ (ل))

حالتِ آلی کے علاوہ ان حالت کی علامتوں کا استعمال حالتِ مجروری میں بھی ہوتا ہے مثالیں حسبِ ذیل ہیں۔—

مرید اسلام تے جانا ہے (معراج العاشقین)

سہاگاں کا گل سر اجل تھے بندے ہیں (کلیات م۔ ق۔ ق)

چک تے انجواں کی پورا (گلشن عشق)

اکاس تے دھرت پر اُتاریا (من لگن)

مرگ جنگل نے لیٹا یا ہے (کلیات شاہی)

برے کام تے منہ ایس کا مڑوڑ (نجات نامہ)

زمین تیں نیشکر جب بجار آیا (پھول بن)

اس تھے اپ سوں اثیپ گن (ارشاد نامہ)

تب لگ تن تھے نا ہووے قوت (ارشاد نامہ)

جس مارگ تھیں جیو سنچرے (خوش نامہ)

کدھیں چاند کانسے تھیں بس بس جھڑے (ابراہیم نامہ)

سرگ تھے برسات پاڑ (کلیات شاہی)

(ج) سنتی، سینتی، سوں، سے، سیتی۔ ان پانچوں کی اصل حالت آلی کی علامت کے بیان میں مذکور ہو چکی ہے۔ حالتِ آلی کے علاوہ حالتِ مجروری میں بھی ان کا استعمال ہوتا ہے۔

یہاں تو نکلے سنتی پیا (ارشاد نامہ)

گلابی پھول پر دعوا لگیا کرنے سمن سیتی (گلشن عشق)

سفیدی سوں بھر چاند دا وات کر... (ابراہیم نامہ)

کدی باڑ اُجرا سوں والک کوں دور (گلشن عشق)

دُکان سیں پانی کے اُلماں کو دیو (معراج العاشقین)

پدر سیں سو تیرے بہادر کہے (گلشنِ عشق)

(۳۲۰) **حالتِ اضافی کی علامت**:- کا، کی، کیّاں، کے، کیرا، کیری، کیرے، کر، اے۔

(ک) کا- کی- کے- کھڑی بولی میں حالتِ اضافی کی ان تینوں علامتوں کی حیثیت دوسری حالتوں کی علامتوں سے جداگانہ ہے۔ یہ تینوں اور حالتِ اضافی کی دوسری علامتیں کیرا، کیری اور کیرے صفت کے جزٗ کے طور پر استعمال ہوتی ہیں، جن کے معنی ہیں متعلقہ، مقبوضہ، مملوکہ۔ یہی وجہ ہے کہ اسم کی جنس اور تعداد کا اثر (کا) اور (کیرا) پر بھی (آ) کے خاتمے والے لفظ کے مانند پڑتا ہے۔ مذکر لفظ کے ساتھ واحد میں (کا) کا استعمال ہوتا ہے۔ مونث میں (کا) کی جگہ کی، اور کیرا کی جگہ کیری علامت کا استعمال ہوتا ہے۔

کھڑی بولی میں مونث کی جمع میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ لیکن دکھنی میں مونث پر بھی تعداد کا اثر پڑتا ہے کئی مصنفین نے جمع میں کی کے بجائے کیّاں کا استعمال کیا ہے۔ (کا) کا ارتقا بیمز نے اس طرح بتلایا ہے۔ سنسکرت کرتس ← پراکرت کے رئی او ← کیرا اور کیر تو ←

کیراؤ اور کیرا ، کرا ، کا[1]- دکھنی کی نیچے کی مثالوں پر غور کیجیے :-

پانچ عناصراں کا۔ ۔ ۔ ۔ (معراج العاشقین)

۔۔۔۔ بُلبلاں کا ہے شور (گلشنِ عشق)

لیوے ناک نے جیو یا سوں گا ئسکھ (گلشنِ عشق)

تھنڈ ناک سوں خود کی بدبوئی نا لینا سو (معراج العاشقیں)

لجا کر دکھا عادخاں کی نظر (ابراھیم نامہ)

چک تے انجوواں کی پوُر (گلشنِ عشق)

دیا چاند تاراں کوں ھیریاں کی تاب (علی نامہ)

اپنے معراج کیاں نشانیاں (معراج العاشقین)

انکھیاں جیسے من کیاں ندھان (ارشاد نامہ)

انوں کے دِلاں انوں کیاں آنکھیاں ۔۔۔۔۔ (سب رس)

پڑیاں رس کیاں بیلاں سو جنت کے تاد (گلشنِ عشق)

۔ ۔ جوں گرگٹیاں بھیلیاں (من لگن)

دکان سے پانی کے اُملاں کو دیو (معراج العاشقیں)

کہیں کہیں مونث الفاظ کے ساتھ بھی "کے" کا استعمال ہوا ہے۔

نبض کے زباں سوں ۔۔۔۔ (معراج العاشقیں)

میکائیل کے مدد کے پانی سوں (معراج العاشقین)

ہیبے کے نینوں دیکھوں عین (ارشاد نامہ)

---

[1] بیمز - کمپریٹو گرامر آف ماڈرن لنگویجیس حصہ دوم ۵۹ ص ۲۸۵۔

بیس کے بیس پڑیاں میرے کو کھلاڈالی (کہانی نوسرہار)

جورو کے جوتیاں کھاتا (کہانی اشرفیاں کی مالا)

اُس کے گود میں چھوڑ کو (کہانی اشرفیاں کی مالا)

(ب) کرا، کیرا، کیرو، کیرے۔

چیٹرجی ان حالت کی علامتوں کا تعلق سنسکرت لفظ "کاریے" سے مانتے ہیں[1] یہ سبھی علامتیں صفت کے جزو کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ لہٰذا (آ)، کے خاتمے والے اسم یا صفت کے مطابق جنس اور تعداد کے سبب ان میں تبدیلی ہوتی ہے۔ قدیم مشرقی ہندی میں مذکر میں (کیر، یا کیرا) اور مونث میں (کیری) اور قدیم مغربی ہندی میں (کیرو) یا (کیرؤ) کا استعمال ہوتا تھا۔

گجراتی میں واحد مذکر میں کیرا اور واحد مونث میں "کیری" آتا ہے۔ قدیم ہندی میں مذکر لفظ کے ساتھ "کر" بھی استعمال ہوتا تھا۔ ہارن لی ان سب کا مبدا سنسکرت "کرت" سے مانتے ہیں[2]۔

اودھی میں "کر" کا اور ماگدھی میں "کیرا" اور "کیرے" کا استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی میں ان علامتوں کا زیادہ استعمال ہوا ہے۔ اس باب میں دکھنی اور مشرقی ہندی میں بہت یکسانیت پائی جاتی ہے۔ مثالیں:۔

---

[1] چیٹرجی۔ آریجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۵۰۳ ص ۷۵۲

[2] ہارن لی۔ گریمر آف گوڈین لنگویجس ۳۷۰ ص ۱۴۷

بھوگ بِلاس کر سُکھ لینے . . . (خوش نامہ)

سو اُس پیو کر ست جگت تو مرے (ابراہیم نامہ)

دھرت کر ڈھیر سوں ڈھیر یک رنیا تا (پھول بن)

عابد کیرا ایکڑ پا بھاو (ارشاد نامہ)

نِداکیرا آسن مارے (سُکھ سہیلا)

ایسیاں کیرا گرب نہ راکھے (خوش نامہ)

ہے کرتا و رن کیرا ہیرا (خوش نامہ)

نہیں تو مرکٹ کیری گھات (ارشاد نامہ)

صفت کروں میں اللہ کیری (خوش نامہ)

غفلت کیرے بھوٗدوں پڑے (ارشاد نامہ)

نوٗر تر نجن کیرے نوٗر (ارشاد نامہ)

سب ہیروں کیرے کھان (خوش نامہ)

سو لامکاں کیرے مکان (کلیات م-ق-ق)

جو حَج امر کیرے صبا خاص میں (گلشن عشق)

(ج) سنسکرت میں حالتِ ظرفی کے واحد کی علامت (اے) کا استعمال دکنی میں حالتِ اضافی کو بتانے کے لیے ہوا ہے۔

نہ کاج اندھارے پاسا (ارشاد نامہ)

(۳۲۱) حالتِ ظرفی سپے ٹیٗے، پوٗ، پرٗ، اُپر، منے، مانے، میانے، منجھ، مانْہی، مجھار، اے، الے، پے، ٹپے، پوٗ، پرٗ، اُپر۔ ان سب کا تعلق سنسکرت اَپری یا اُپرے سے ہے۔ پنجابی میں پر، وں کی

شکل رائج ہے۔ برج میں "پے" کا استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی میں "پو" کا استعمال خاص طور پر کیا جاتا ہے۔

سنبھالیا سو کان پے (معراج العاشقین)

عقل کا جاسوس ہو کم پے اچھے یو کرن (کلیات شاہی)

جوں لال پھول ڈالیاں پر پتوں ڈنڈاں پئے اپنے (کلیات م۔ ق۔ ق)

انگوٹھی پئے جوں ہے نگین یا سمیع (کلیات۔ م۔ ق۔ ق)

جو صنعت کری توں دکھانے پئے آئے (گلشن عشق)

نشانی دسے کس کئی پو پھٹے (گلشن عشق)

ہوا دل پو یوں ... (قصہ چندر بدن و مہیار)

بندھیا نینوں پو .... (پھول بن)

...... ہوٹاں پو چھالے آئے (پھول بن)

یہاں پو چھپتی واں نکلتی ...... (خطیب)

وقت پو مرد کا کام کرنی تھی (کہانی اندر پاشا زادی کی)

ہوا دروں پو تھی (کہانی پاشا زادی کی)

چل پو چل گئی تو ایک رکاسی کا گھر ملیا (کہانی سات بھائیاں کی)

خدا کے دروازے پہ (معراج العاشقین)

سکل تخت پہ میرا یو تخت کر (کلیات۔ م۔ ق۔ ق)

سو ادپھول جھڑ کر پڑیا گلن پہ (ابراہیم نامہ)

(ب) منے 'مانے' 'متیانے' 'منہہ' تھادہ میں۔ ہارن لی نے سنسکرت (مدھیے) یا مدھیم سے ان کا تعلق بتلایا ہے۔

مدھیے > مدھی > مبی > ماہی > مہ یا مہن۔ ہ > ی اور ی > ای۔ ماہن > مہن > میں، موں۔ اِسی طرح مجھّم، مجھار وغیرہ مدھیے سے بدلتے ہیں۔[1] منے، مانے، مّیانے بھی مدھیے یا اس سے ملتے جلتے لفظ سے تبدیل شدہ ہیں۔ مثالیں:۔

عقل کی حکومت منے (کلیات شاہی)

ناسب منے توں نانج منے سب (من لگن)

ڈُلتے چمن میانے .... (کلیات شاہی)

جوں جل کے مجھار کچ ہے مچ ہے (من لگن)

عقل نظر منہ آوے نا (ارشاد نامہ)

دو کے بیچ منہ سو پیا ہوے (ارشاد نامہ)

دھو جگ ماہنی اہے اجل (ارشاد نامہ)

عقل کی خلعت منے ...... (کلیات شاہی)

دھن تج چرنوں میں کھڑی (ارشاد نامہ)

تن کے قلعے میں سدا ... (کلیات شاہی)

(ج) اے، این۔ حالتِ مفعولی، حالتِ آلی اور حالتِ مفعول ثانی مانند حالتِ ظرفی میں بھی سنسکرت کی حالت ظرفی کی علامت "اے" لفظ کا جز بن کر استعمال ہوتا ہے اور کسی دوسری

---

[1] ہارنلی۔ کمپریٹیو گرامر آف گوڈیان لنگویجس ص ۳۷۸ ص ۲۴۱

علامتِ حالت کا استعمال نہیں ہوتا۔

سیج آج تیر تیج بانٹے دِسے (گلشن عشق)

ہموار ہو رہے سُم تلے (کلیات شاہی)

اس تجھے جان کنارے وہ (ارشاد نامہ)

جوُں کے دیکھوں جنگلے بیچ (ارشاد نامہ)

سوُرج چاندکاں سے امرت بِس ملا بیے (ابراہیم نامہ)

بعض جملوں میں حالتِ ظرفی علامت کا استعمال نہیں ہوتا:۔

گیا اُس اتا بالک ردیس (ارشاد نامہ)

... ... شعر کہ کِس زبان (ابراہیم نامہ)

گگن کے ہیں چھایا ہے (کلیاتِ شاہی)

سر چھتر چھایا (سب رس)

(۳۲۲) حالتِ ندائی۔ رے، ارے، بھئی، یا، اے، اجی، گے، اگے۔
یہ حروف ندا لفظ کی ابتدا میں آتے ہیں۔ اے یا یا کا تعلق عربی و فارسی
علامتِ حالت سے ہے۔ دکھنی کی مثالیں:۔

(رے)۔ بوجھے رے توُں اپنا حال (ارشاد نامہ)

یوں کیا سمجھا رے انجل (ارشاد نامہ)

(ارے)۔ ارے اِناں یک وچار (ارشاد نامہ)

ارے نصرتی ہے یہ (گلشن عشق)

(بھئی) سوال دیتا بھئی اُن یوں (ارشاد نامہ) (بھئی = بھائی)

(یا)۔ یو ہے حسن کی مکھ کا یارب شراب (گلشنِ عشق)

میرے دشمناں کوں اگن یا سمیع (کلیات م۔ ق۔ ق)

(اسے) کے اسے بن کوں دیون ہارے سدا پیر (پھول بن)

(اگے)۔ اگے کیا گے اماں (کہانی نوسرہار)

(گے)۔ نکو دو گے بیٹی (کہانی بھائی بہن کی)

(اجی)۔ اجی چھوٹی شہزادی (کہانی اندر پاشا کی)

(۳۲۳) دکھنی میں حالتِ ظرفی کی علامت کے ساتھ بعض موقعوں پہ دوسری حالتوں کی علامتوں کا استعمال کیا جاتا ہے:۔

حالتِ ظرفی + حالتِ مجروری

کرنی پہ تجھے کرنا بوج (ارشاد نامہ)

کھسا جو بن کس میں تجھے (کلیات۔ م۔ ق۔ ق)

چھپ کر دیکھتے پاتاں ہباتے جھانک (پھول بن)

صفت اس کی اپنے پرتے کرنا

حالتِ ظرفی + حالتِ اضافی۔

پانی پہ کا پنت چلے تو مچھلی کی رے دھات (سکھ سہیلا)

علی سارے ولیاں میں کا ہے سردار (پھول بن)

عارف الوجود میں کا جان پنا بوجیا تو (معراج العاشقین)

ہنسا بہریاں کے گنگھریاں کے دانے (پھول بن)

(۳۲۴) کھڑی بولی اور دکھنی کی ضمیروں میں بہت کچھ یکسانیت ہے۔ کھڑی بولی کی استعمال شدہ سبھی اصل ضمیریں اور اُن کی تغیر شدہ شکلیں دکھنی میں ابتدائی زمانے سے استعمال میں آتی رہی ہیں۔ ساتھ ہی دکھنی میں کچھ ایسی اشکال بھی رائج ہیں، جو کھڑی بولی میں مستعمل نہیں ہوتیں، لیکن ہندی سے متعلق اور بولیوں میں خاص کر مشرقی بولیوں میں ان کا استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی ضمیروں کی فہرست اس طرح ہے:۔

(۱) **ضمیر شخصی** — میں تو، توں، آپ۔
(تعظیمی) آپ، اپن، اپس۔ (نجی) اپن (متکلم، حاضر کے لیے)

(۲) **ضمیر اشارہ** — یہ اے، یو، وہ، وُ، او، اُوُ، سو۔

(۳) **ضمیر تنکیر** — کوئی، کچھ، کچ، کوُچ۔

(۴) **ضمیر موصول** — جو، سو۔

(۵) **ضمیر استفہام** — کون، کیا، کی۔

(۳۲۵) میں (ضمیر شخصی)، چیٹرجی (میں) کا ماخذ سنسکرت کی ضمیر شخصی متکلم "اشمد" کی حالت آلی کے واحد (میّا) سے مانتے ہیں۔ سنسکرت میّا، میے، اپ بھرنش مئی، مغربی ہندی میں "مئی" کے (ائی) کی مغنونیت کی نسبت چیٹرجی کا خیال ہے کہ حالت آلی کے واحد کے

لاحقہ (این) (ٹا) کا باقی ماندہ جزء ہے[1]۔ ہندی "یش" کی مغنونیت "این" کو ظاہر کرتی ہے۔ دکھنی میں بعض مقامات پر شعری آہنگ کے لیے مصرع کے آخر میں "میث" کا استعمال ہوا ہے۔

ہوں تو عارف عاقل میث (ارشاد نامہ)

(۱) میں - غیر تغیری۔ واحد (میں) کا استعمال ہوتا ہے۔

میں تجھے دیتا ہوں (معراج العاشقین)

میں اتنا سمجھا ہوں (نجات نامہ)

(۲) ہم - ضمیر شخصی متکلم "میں" کی غیر تغیری اور تغیری کی جمع میں "ہم" کا استعمال ہوتا ہے۔ ہارن لی "ہم" کی اصل اس طرح مانتے ہیں:- ویدک سنسکرت اَسمے، پراکرت امہے، امہے، امہاٹ، امانٹ، امہہ، امہا مشرقی اور مغربی ہندی "ہم"[2]۔

ہیم چندر نے ضمیر شخصی جمع متکلم میں "امہہ" کو بنیادی طور پر قبول کیا ہے[3]

دکھنی میں بعض موقعوں پر "ہمن" کا استعمال ملتا ہے۔ ہمن کی طرح جن، کن اُن وغیرہ صورتوں میں موجودہ (ن) کے لیے سنسکرت کی عالت اضافی کی جمع میں ان کی تہایی اشکال "کا نام" یا "تام" وغیرہ بنائی گئی ہیں۔ ہندی میں جمع کے لیے

---

[1] چیٹرجی - آریجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۵۲۹ ص ۸۰۸

[2] ہارن لی - گیریٹو گرامر آف گوڈین لنگویج ۴۳۰ ص ۲۷۹

[3] ہیم چندر - پراکرت دیاکرن ۳ - ۱۱۴ -

(ن) لاحقہ جوڑنے کا رواج رہا ہے جو غیر جنس کی حالتِ فاعلی اور مفعولی کی جمع میں استعمال شدہ (آنی) سے تعلق رکھتا ہے (برج میں "ن" جوڑ کر جمع بنائی جاتی ہے) "ہمن" میں "ن" جمع کو بتلاتا ہے۔ دوسرے لفظوں کی تقلید میں جمع کو بتلانے والے "ہم" کے ساتھ "ن" کا استعمال کیا گیا ہے۔

مثلاً: ہمن جیو ولے ہم پچھانے نہ اُس (گلشن عشق)

(۳) مجھ، مُج، میرا۔ میں کے واحد میں تغیری شکل "مجھ" اور "میرا" بنتی ہے۔ غیر ہائیہ کے میلان کے سبب "مجھ" کی جگہ مُج کا بھی استعمال ہوتا ہے۔

کھڑی بولی میں حالت اضافی میں "مجھ" کا استعمال نہیں ہوتا۔ اسی طرح ادبی زبان میں "میرا" کا استعمال حالتِ اضافی کے علاوہ کسی دوسری حالت میں نہیں ہوتا لیکن دکھنی میں "مجھ" اور میرا کا ایسا استعمال ملتا ہے۔ "مجھ" کے ارتقا کے بارے میں ہارن لی کی رائے اس طرح ہے:۔

سنسکرت مہیم > پراکرت مجھ > اپ بھرنش مجھو[1]۔ ہارن لی اس رائے کو یکسر موزوں نہیں مانتے، لہذا انھوں نے سنسکرت (مدی یے) سے بھی مجھ" کا ارتقا ممکن قرار دیا ہے[2]۔

چیٹر جی کے خیال میں سنسکرت مہیم > پراکرت مجھو > مجھ سے مجھ کی اصل ہے[3]۔ مرہٹی میں مجھ سے متعلق ماجھا، ماجھی وغیرہ شکلیں مروج ہیں۔ سنسکرت کے

---

[1] [2] ہارن لی۔ کمپریٹو گرامر آف گوڈین لنگویجس ۱۸۸۰ء ص ۲۸۲

[3] چیٹر جی۔ آریجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۱۹۲۶ء ص ۸۱۳

تھیم سے ماخوذ "تجھ" کی تقلید میں ہندی میں "مجھ" کی جگہ تجھ کا چلن ہوا۔ "میرا" کی نسبت چیٹرجی کا خیال ہے کہ حالتِ اضافی کی علامت کیر کے میل سے یہ شکل بنی ہے۔ میرا کا استعمال کھڑی بولی میں صرف حالتِ اضافی میں ہوتا ہے لیکن مشرقی بولیوں میں دوسری حالتوں میں بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں دکھنی مشرقی بولیوں کے اثر کو ظاہر کرتی ہے۔ مجھ اور میرا کا استعمال مختلف حالتوں میں حسب ذیل ہے

حالتِ مفعولی اور حالتِ مفعول ثانی

مجھے بھوت ہوا (معراج العاشقین) (مجھ + اے)

سمجھنے کا یارب مجھے گیان دے (نجات نامہ)

اے کی نسبت علماے لسانیات یہ مانتے ہیں کہ سنسکرت میں ظرفی کے واحد میں (اے) کا استعمال ہوتا ہے۔ ہندی حالتِ مفعولی اور مفعول ثانی میں بھی اس "اے" کا استعمال کیا جاتا ہے:۔

مُنج اُس کی دیو خبر (ارشاد نامہ)

میرے کو کدلا ڈالی (کہانی نوسرہار)

حالتِ آلی اور حالت مجروری:۔

او میرے سوں بیعت کرے گا (معراج العاشقین)

انو میرے سے تین روپے لے کو گیا (بول چال)

مجھے سے یہ کام ہونے کا نئیں۔ (بول چال)

اُنوں نین کتاباں مجھ سے لے گیا (بول چال)

حالتِ اضافی :۔

ہے یو میرا میر آپج پاس (ارشادنامہ)

تو یہ توڑیں میری رُنج (ارشادنامہ)

مُنج ہردے کا کیا کا رہی ہے۔(ارشادنامہ)

کے مجھ رُوپ تجھے ہو ادھک شہ دکن (ابراہیم نامہ)

حالتِ ظرفی :۔

میرے پہ ایمان .... (معراج العاشقین)

بہی مجھ منے عشق ہور شوق تھا (گلشن عشق)

(۴) ہم، ہمن، ہمنا۔ یہ ہیں کی تغیّری جمع ہیں ہم اور ہمن کے علاوہ "ہمنا" کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ حالتِ مفعولی اور حالتِ مفعول ثانی میں "ہمنا" کے ساتھ کوئی علامتِ حالت نہیں استعمال کی جاتی۔ ہمنا میں (نا) کا تعلق۔ حالتِ ظرفی کی علامت " نا " سے جوڑا جا سکتا ہے "ہمارا" کا استعمال بھی دوسری حالتوں میں کیا جاتا ہے۔ ہمارا میں (آر) یا (آرا) حالتِ اضافی کی علامت "کیرا" یا " کر" سے متعلق ہے۔

غیر تغیّری :۔

ہم پڑے تج تے دُور (گلشن عشق)

ہم کیّا تو بی کرکے پیٹ پال ہیں گے (بول چال)

تغیّری حالت مفعولی اور مفعول ثانی۔

ہمارے گن کوں دیکھے سو ہمنا دیکھے (سب رس)

حق کی حقایق کی بوُج سب تو ہمن کوُں کہاں (کلیات شاہی)

ہمیں غریب نیا ئے ... . (خوش نامہ)

ہمیں کیا جو ہمنا تے کچھ ہوے بات (گلشنِ عشق)

علامتِ حالت کے بغیر حالت فاعلی کی جمع میں کبھی ہمیں کا استعمال ہوتا ہے

ہمیں کا ادتھ . . . (نجات نامہ)

(ہارن لی کا خیال ہے کہ پراکرت اھمہ ہم یا اتھی سے "ہمیں" ماخوذ ہے اپ بھرنش میں مفعولی اور اضافی حالت میں ہے "ہم" کا استعمال ہوتا ہے۔ اھمہ ہم سے (ہ) محذوف ہوکر اتھی باقی رہا)

اتھی ، مشرقی ہندی ہم ہی ، کھڑی بولی ہمیں ، مارواڑی ہمیں[1]

حالتِ آلی اور حالت مجروری:۔

ہمیں کیا جو ہمنا تے کچھ خیر ہوے (گلشن عشق)

ہمنا تے بی ان گے تھے (سب رس)

حالتِ اضافی:۔

ہمن جیو ولے ہم پچھانے نہ اُس (گلشنِ عشق)

ہمارے گن کوُں دیکھو سو ہمنا دیکھو (سب رس)

چوک ہمارا چ ہے (قطب مشتری)

ہمرا شکل 'بھوج پوری اور متیھلی میں استعمال ہوتی ہے۔ دکھنی نے یہ استعمال مشرقی بولیوں کے اثر سے قبول کیا ہے۔

---

[1] ہارن لی۔ کمپریٹیو گرامر آف گوڈین لنگویجس ۱۸۸۰ء ص ۲۷۰

حالتِ ظرفی ۔۔

ہمن میں توفیق نیک و بد کی تمیز (گلشنِ عشق)

مرکب ہے پن جہل ہمناں میں او (کلیات شاہی)

... کرم ہمن پہ کرو پیاری (کلیات شاہی)

ہمارے پو کیا کیا بھرایا ہے دیک (نجات نامہ)

بچپنے سے ہمارے پو میا کرتا ہے (کہانی پریوں کی شہزادی کی)

(۳۲۶) (۱) ضمیرِ شخصی واحد حاضر۔ توں' تیں۔

ضمیرِ شخصی واحد حاضر کی غیر تغیّر شدہ شکل میں تو' توں' تیں کا استعمال ہوتا ہے۔ سنسکرت کے (توم) سے (توں) کی اصل ہے۔ مغنونیت محذوف ہو کر تو کا چلن ہوا۔ مرہٹی' گجراتی' راجستھانی اور پنجابی میں "تو" کا استعمال ہوتا ہے بعض علمائے لسانیات پش حد میا کے مانند "تو" کی پیدائش "تویا" سے مانتے ہیں' لیکن (توں) کی موجودگی میں (توم) کو ہی اساس ماننا زیادہ مناسب ہے (تیں) کی نسبت بمیز کی رائے ہے کہ اپ بھرنش کے "ضمیر شخصی واحد حاضر" کی "تیئں" سے اس کی ابتدا ہوئی ہے اور ہندی کی کچھ بولیوں میں تیں کی تقلید میں (تیں) کا استعمال ہونے لگا۔[1]

دکھنی میں ضمیرِ شخصی حاضر کی غیر تغیّری واحد کی مثالیں حسب ذیل ہیں :۔

... ... توں دیک عیاں (ارشاد نامہ)

جے توں ہوسی سورا (خوش نامہ)

---

[1] بمیز۔ کمپیریٹو گرامر آف آرین لنگوئج حصہ دوم ۵۹ ص ۳۱۰

توں کون ہے کیا سو توں تج جانے (من لگن)

خدا کوں سمج دل منے ایک توں (نجات نامہ)

الٰہی زبان گنج توں کھول مُنج (ابراہیم نامہ)

اتھا جبر توں معشوق بی . . . (گلشن عشق)

قدیم زمانے میں (تو) کا استعمال کم ہوتا تھا۔ آج کل بات چیت میں (تو) کا استعمال ہوتا ہے :—

تو کون سو تو پچھانتا ہے (من لگن)

تو قدرت سے پیدا کیا یک رتن (نجات نامہ)

(۲) **تم** ۔ ضمیر شخصی حاضر کی غیر تغیری اور تغیری جمع میں (تم) کا استعمال ہوتا ہے ۔ تم کی اصل سنسکرت کے (تُم) سے مانی جاتی ہے ۔ تعظیم کے لیے واحد میں بھی "تم" کا استعمال ہوتا ہے

مثلاً: جن تم کیتا کرن یاد (ارشاد نامہ)

(۳) **تج ۔ تیرا ۔ تو** ۔ ضمیر شخصی حاضر کی تغیر شدہ شکل میں (تج) کا استعمال ہوتا ہے (تجھ) کا اصل سنسکرت (تو۔یم) سے مانی جاتی ہے ۔ بعض موقعوں پر (تو) کا استعمال بھی ہوتا ہے جو اودھی بھوج پوری اور میتھلی کے اثرات کو ظاہر کرتا ہے (تو) کی اصل (توم) سے مانی جاتی ہے ۔ تجھ اور تو کے علاوہ (تیرا) استعمال بھی ہوتا ہے (توم) کے ساتھ حالتِ اضافی کو مبتلانے والا "کیر" یا "کیرا" کے میل سے (تیرا) کا ارتقا ہوا

کھڑی بولی کی طرح دکھنی میں بھی (تیرا) کا استعمال خاص کر حالتِ اضافی

میں ہوتا ہے۔ لیکن بعض دوسری حالتوں میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے بعض موقعوں پر بغیر علامت کے بھی حالت اضافی کے علاوہ دوسری حالتوں میں بھی اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔

حالت مفعولی اور حالت مفعول ثانی

اب تج کمہ سوں تیرا کتھن (ارشاد نامہ)

جو کوئی بھاری دیئے ہیں تجھ کوں باری (پھول بن)

حالت آلی اور حالت مجروری:۔

سب جگ کوں تجھ سوں کام ہے (کلیات م-ق-ق)

تو سوں ہمت مچھر گرٹائے جو پاگا (پھول بن)

حالت اضافی:۔

چندا قمرہ ہے تج سمدور کا یک (کلیات م-ق ق)

ہمنا تج ترنگ کے جو سر پر دسے (گلشن عشق)

تیرے نور سوں پیدا کیا ہے (معراج العاشقین)

سچ آج تیر تج بانٹے دسے (گلشن عشق)

جے کوئی تیری محبت. (معراج العاشقین)

تیری صفت کن کر سکے. ,, (کلیات م-ق-ق)

تور اندھارا تیرے تاب (ارشاد نامہ)

(نور مشرقی بولیوں کے اثر کو ظاہر کرتا ہے)

بعض موقعوں پر مذکر (تیرا) کی جمع (تیرے) کے اندر مونث (تیری) کا

استعمال (تیریاں) ہوتا ہے:-

تیریاں حکمتاں دیکھتا ہے وچار (علی نامہ)

حالتِ ظرفی:-

تا کرم تج پتے ہوئے (کلیات شاہی)

کریں تج پتے بوٹ سبزی دھری (گلشن عشق)

فدا اپنے کرے جی تج پو یاراں (پھول بن)

نا سب ہنے تواں نہ تج منے سب دمن لگن)

(۴) تُمُہہ، تمن۔ دکھنی میں تغیّری جمع میں عموماً (تم) کا استعمال ہوتا ہے لیکن کھڑی بولی کی طرح (تمہ) بھی رائج ہے۔ (تُمہ) کی اصل پراکرت کے تُمہ، تُمّ اور اپ بھرنش کے تمہ، تمّیں، تُمہان، تمہہیں یا تُمہہ ایں سے مانی جاتی ہیں۔ بعض موقعوں پر (تم) کے ساتھ جمع کو بتلانے والا (ن) جوڑا جاتا ہے۔ اس طرح کا استعمال برج میں بھی رائج ہے۔ غیر تغیّری فاعلی حالت میں تعظیم کے معنی میں "تمیں" کا استعمال ہوتا ہے، جو "تمن" سے نکلا ہے۔

تمیں ہیں چاند میں ہوں جوں ستارہ (کلیات م-ق-ق)

سنگاتی ہیں تمیں میرے جیون کے (کلیات م-ق-ق)

تمیں غیب کے جاننے والے ہیں (کہانی نوسرہار)

حالتِ مفعولی اور حالتِ مفعول ثانی۔

شبیر خدا تم ہیں کہ بر حق نشاں کر (کلیات شاہی)

تُمنا سہاتا بولنا .... (کلیات شاہی)

(تنا) کا استعمال حالتِ اضافی میں ہوتا ہے۔ حالتِ اضافی کی شکل مفعولی اور مفعول ثانی حالتوں میں بھی استعمال ہوتی ہے اس لیے یہاں حالتِ مفعولی میں (تمنا) کا استعمال ہوا ہے۔

تمہیں کیا ہوا . . (نجات نامہ)

تم کوں دس روپے دیتوں (بول چال)

حالتِ آلی۔ حالتِ مجروری :۔

جس دن سے تمن سات لگیا ہنڑا ہمارا (کلیاتِ شاہی)

جو کوئی تمارے سوں بیعت کرے گا (ارشاد نامہ)

تمارے سے ہم کوں کیّا لینا ہے (بول چال)

طوبیٰ تمارے سوں بیعت کرے گا۔

حالتِ اضافی :۔

تمہاری اُمت کو بھی . . . . (معراج العاشقین)

معمور ہیں امر کے تمارے (من لگن)

" " جب نہجے ہوا جگ تمارا (کلیات م۔ق۔ق)

حالتِ ظرفی :۔

تمارے میں کوئی تو بات ہونا (بول چال)

(۳۲۷) تعظیم اور آپ کو بتلانے والے۔ آپ' اپن' ایس۔ ہارن لی کے خیال میں تجی اور تعظیم کے لیے ظاہر کرنے والی ضمیر (آپ) کا ارتقا اس طرح ہے

سنسکرت آتما (آتمن) پراکرت اپّا یا اتّا (ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن ۲۔۵۱۔ وررچی پراکرت پرکاش۔ ۳۔ ۸۴، یا اَپّو (ہیم چندر۔ پراکرت ویاکرن۔ ۳۔ ص ۶۵) برج اَپُ کھڑی بولی آپ[1]۔

چیٹرجی کے خیال کے مطابق وسط ہندی اور مشرقی پراکرتوں میں اتّ کا استعمال ہوتا تھا جو دکھن اور مغربی پراکرتوں اپّا کی وجہ سے حذف ہوگیا۔ (اپّا) اور (اپ) سے "آپ" نکلا ہے وسط ہندی زبان کے اثر ہی سے دوسری بولیوں میں آپ کو بتلانے والی ضمیر کا رواج ہوا[2]۔

دکھنی میں بعض موقعوں پر تھہر کے رجحان کے باعث (آپ) کی بجائے (اپ) کا استعمال ہوتا ہے۔ تعظیمی اور غیر تعظیمی واحد اور جمع میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جمع بناتے وقت (آپ) کے ساتھ (لوگ) کا لفظ (جمع) استعمال کیا جاتا ہے۔ دوسری ضمیروں کے مانند دکھنی میں (آپ) کے ساتھ حرف تخصیص "ہی" کا استعمال ہوتا ہے۔ اکثر (ہ) حذف ہو جاتا ہے اور ای اور اے ضمیر کے ساتھ جڑ جاتے ہیں۔ آپ کی جگہ اپنے (آپ + ہی) کا استعمال بھی ہوتا ہے۔

حالتِ فاعلی :۔

اپنے معراج کیاں نشانیاں (معراج العاشقین)

۔۔۔ توں آپ ترالا (ارشاد نامہ)

۔ آپ جب مادرگ لاسی میراں میں جاوں تدھر (خوش نامہ)

---

[1] ہارن لی۔ کمپریٹو گرامر آف گوڈین لنگویجس ۱۸۸۰ء ص ۲۰۲

[2] چیٹرجی۔ اوریجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۱۹۲۶ء ص ۸۴۶

جھوٹے کہیا آپ کرے بکھان (ارشاد نامہ)

اپے ہی ملتا .. (کہانی پریوں کی شہزادی کی)

. . .. کے وہ اپنے مثال (ارشاد نامہ)

حالتِ اضافی :-

- یوں بوُج توں اپنی ریت (ارشاد نامہ)

اپنا نائب کر کو...... (معراج العاشقین)

(اپنا میں" نا" حالتِ اضافی کو بتلاتا ہے)

حالتِ ظرفی :-

یوں آپ میں اپس دیک (ارشاد نامہ)

(۳۲۰) خود کو بتلانے والا "اپس" ضمیر نجی کی شکل میں "اپس" کا بھی استعمال ہوتا ہے - قیاسی شکل آت مسے (= آت منہ) > آپسے > اپس- دکنی میں اس شکل کا زیادہ استعمال ہوا ہے -

حالتِ مفعولی :- دیک اپس اپ لیوے چُن (ارشاد نامہ)

پلاس اپ سے فنا کرتا ہے اوّل (پھول بن)

اس تھے اپ میں اثبت کر (ارشاد نامہ)

یوں آپ میں اپس دیک -

حالتِ اضافی :-

اپس کی ذات میں ایسا توں یک ہے (پھول بن)

حالتِ ظرفی :- کہا درویش اپس میں آپ سُن یوں (پھول بن)

حالتِ اضافی میں بغیر کسی علامت حالت کے "اپس" کا استعمال ہوتا ہے، جو اسی اَت مشبہ ے اپسّیے کی اصل کو مستند بناتا ہے۔

آپس حسن دکھلا۔۔۔ ۔۔۔۔۔(گلشنِ عشق)

اپس فعل پر کیوں او بادل ہوئے (گلشنِ عشق)

(۳۲۹) ضمیر نجی اور ضمیر شخصی متکلم، حاضر۔ اپن۔

خود کو بتلانے والی اور متکلم، حاضر ضمیر شخصی " اپن" خاص کر قابلِ ذکر ہے کھڑی بولی میں (اپن) کا استعمال نہیں ہوتا۔ چیٹرجی کا خیال ہے کہ زمانہ وسطی کی ہند آریائی میں (اپنٹّ) ضمیر کا رواج تھا اس کی تغیری شکل (اپن) ہے۔ کول زبانوں میں متکلم اور حاضر ضمیر شخصی کو ایک ساتھ اظہار کرنے والی ضمیر موجود ہے آریائی زبانوں میں اس قسم کی ضمیر کا چلن نہیں رہا۔ دراوڑی زبانوں میں متکلم ضمیر شخصی کے لیے دو ضمیریں استعمال ہوتی ہیں۔ تلگو مہابھارت میں ضمیر شخصی متکلم کی جمع میں ایم۔ نیمُ کا استعمال پایا جاتا ہے۔ میمُ کا استعمال کم ہوا ہے۔ (منمُ) کا استعمال کہیں کہیں ہوا ہے[1]۔ (منمُ) متکلم اور حاضر دونوں کو بتلاتا ہے کول اور دراوڑی زبانوں کے اثرات سے ہندی سے متعلق بعض بولیوں خاص کر مشرقی بولیوں میں متکلم اور حاضر دونوں کے لیے (اپن) کا استعمال شروع ہوا۔ مشرقی بولیوں میں (اپن) کی مثال :۔ "بھائی اپن سے کیا مطلب" دکھنی میں اس کا استعمال اپنے آپ، اور متکلم اور حاضر دونوں کے لیے ہوتا ہے :۔

---

[1] بی۔ وی شیتیا۔ دراوڈک سٹیڈیز حصہ دوم ۲ ص ۷

بھو تنیک میا سینی اپن ۔۔ ۔ (کلیات م-ق-ق)

اپن مِل کو گھر جائیں گے (بول چال)

اپن اُس کوں بڑا کر کو جھٹکا خلائیں گے (کہانی مبریا شاکی)

(۳۲۰) ضمیر نجی- اپنا -یہ ضمیر (آپ) کے ساتھ حالتِ اضافی کا 'نا' لاحقہ جڑ کر بنتی ہے تمام حالتوں میں اس کا استعمال ملتا ہے۔

اپنے کو کیّا سمجھتا اے (بول چال)

اپنوں سے دُور ریچ رہنا اچھّا (بول چال)

اپنے میں آپ ڈُوب کو رھیا (بول چال)

پیو سنگ کاج کرتے دیکھے سگُن اپن میں (کلیات شاہی)

(۳۲۱) ضمیر اشارہ (قریب) یہ' ای' اے' یُو' یے۔

(۱) چیٹرجی نے ضمیر اشارہ قریب کی اصل سنسکرت کے "اے تت" سے مانی ہے۔ "تت" کے حذف ہونے پر "اے" باقی رہ جاتا ہے[1]۔ لہندا اور گجراتی میں حالتِ فاعلی غیر تغیری صورت میں "اے" کا استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی میں بھی "اے" رائج ہے۔ اودھی اور گجراتی کی تغیّری حالتِ فاعلی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس "اے" سے یہ اور یے نکلے۔ اودھی کی غیر تغیّری علامتِ حالت فاعلی میں (یو) کا استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی میں بھی (یُو) استعمال ہوا ہے۔ بہاری میں غیر تغیری حالت فاعلی میں ای یا ایّ کا استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی ادب اور بول چال میں اس کا استعمال

---

[1] چیٹرجی- اوریجن اینڈ ڈویلپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۶۶۶ ص ۲۹م

ہوا ہے۔ ان حقیقتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ضمیر اشارۂ قریب کے استعمال میں دکھنی ایک طرف پورب کی بولیوں سے اور دوسری طرف لہندا سے متاثر ہوئی ہے۔ ایک ہی مصنّف یا بولنے والا کئی صورتوں کا استعمال کرتا ہے

ای ۔ای نقص اگر نہ چلبلاتا (من لگن)

اے ۔اے دود محبّت (معراج العاشقین)

اسے ۔یو یود او اسے کیتک بار (ارشاد نامہ)

اسے ۔اسے دو دستے ایک ہی حال (ارشاد نامہ)

یو ۔غفلت کرتا سو یو کون (ارشاد نامہ)

یوُ ۔دھریا جس نے یوُ گلشن عشق ناوں (گلشن عشق)

یے ۔یوُں اسیچ کا یے ٹھسّا ہے (ارشاد نامہ)

(۲) یے۔ضمیر اشارۂ قریب (یہ) غیر تغیری جمع ہیں (یے) کی شکل میں استعمال ہوتا ہے۔ سنسکرت کی ضمیروں کے مذکر متکلم کی جمع کے آخر میں "اے" کا اس شکل پر اثر ظاہر ہوتا ہے۔

یے دوُک اس کوں ان (ارشاد نامہ)

(۳) اِس۔تغیری واحد میں (یہ) (اس) میں تبدیل ہوتا ہے۔ چٹرجی کے خیال کے بموجب سنسکرت (اسے تت) کے مذکر حالتِ اضافی کے واحد اسئے نیشئے سے اس کی اصل ہے۔

حالتِ مفعولی اور حالتِ مفعول ثانی

اس ین اس کوُں سارا اڈ (ارشاد نامہ)

اس کوں کچھ کھانے کو تو دو (بول چال)

حالتِ آلی۔ حالتِ مجروری:۔

پن اِس سوں دائم یاری ہے (ارشاد نامہ)

اس سے بچ کو جاتے کاں ہیں (بول چال)

حالتِ اضافی:۔

اس کا معنے ... (معراج العاشقین)

حالتِ ظرفی:۔

یوں اس میں اچھتے جیوا (ارشاد نامہ)

(۴) اِن، انن، انوں ۔ تغیّری جمع میں "اِن" کا استعمال ہوتا ہے۔ اس کی اصل سنسکرت کے اِدم قیاسی شکل اُے نام سے مانی جاتی ہے۔ برج بھاشا کے مانند کہیں کہیں جمع بتلانے والا (ن) جوڑ کر (اِنن) کے ساتھ علامت حالت استعمال کی جاتی ہے۔ "انو" "اُنن" کی تبدیل شدہ شکل ہے۔ غیر تغیّری حالتِ فاعلی کی جمع میں بھی "اُنو" اور "انوں" کا استعمال ہوتا ہے

انوں دونوں آماں بیٹے کھاپی کو ...... (کہانی صبر یاشا کی)

حالتِ مفعولی۔ حالتِ مفعول ثانی۔ ۔

اِن کوں کائی کوں ستاتے (بول چال)

حالتِ آلی۔ حالت مجروری:۔

اِن سے کچھ ہوتا ہی ہے؟ (بول چال)

اِن سے کیش، دوُر جانا پڑے گا (بول چال)

حالتِ اضافی :-

ان کا نم بال بنگانیں کر سکتے (بول چال)

حالتِ ظرفی : ــــ

اِنو پئے غصہ آیا تو . . . . (بول چال)

(۳۳۲) ضمیرِ اشارہ بعید اور دوسری ضمیر شخصی - وہ، وُ، جو -

(۱) غیر تغیری واحد میں وہ وُ، او کا استعمال ہوتا ہے
چیٹرجی قیاسی شکل (او) سے (او) کی اصل مانتے ہیں[۱]

ہندی سے متعلق کئی بولیوں میں ضمیر شخصی غائب اور ضمیر اشارہ بعید کی شکل میں او اور اوُ اور اس سے ملتا جُلتا روپ رائج ہے (او) یا سنسکرت (ادس) کی علامتِ حالت سے (وہ) کا ارتقا ہوا۔ موجودہ اردو میں واحد اور جمع میں وہ کا استعمال ہوتا ہے۔ وَہ میں (و) لہرئیے کی شکل میں آیا ہوگا۔ دکھنی میں وہ اور وُ کے علاوہ او کا بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں دکنی اور لہندا میں مماثلت ہے۔ میتھلی میں بھی (او) استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی کی مثالیں حسب ذیل ہیں :-

یے سب کرنی اوے بوُج (ارشاد نامہ)

نہ کر سک جو او واں . . . . . . (ابراہیم نامہ)

---

[۱] چیٹرجی اوریجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۲،۸ ص ۸۲۵

پر دا او جو بیچ تھا گیا پھٹ (من لگن)

صفت کی صورت میں بھی (او) کا استعمال ہوا ہے۔

بہ تدا ئن او دیوانا چپ رہا (پنچھی نامہ)

وہ - وہ پہاڑ کے پچھے گیا۔ (کہانی نوسرہار)

.وہ ہے عہد (نجات نامہ)

حق کو دہیں پا اول (کلیات شاہی)

وو - وو پہاڑ کے پچھے گیا (کہانی نوسرہار)

(۲) **وے** - غیر تغیّری جمع میں (وے) استعمال ہوتا ہے ؛۔

مثلاً: سکے دیکھنے وے تیری ذات پاک (گلشن عشق)

(۳) **اُس، اُن** - تغیری واحد میں (وہ) کی جگہ اُس کا استعمال ہوتا ہے۔ سنسکرتی ضمیر (ادس) کی قیاسی شکل (او) کی حالت اضافی کے واحد اوس ہے ۔ اُوس سے ماخوذ مانا جاتا ہے ۔ تغیری جمع کی شکل اُن۔ ادس کی قیاسی شکل (او) کی حالتِ اضافی کی جمع والی شکل (اوانام) سے نکلی ہے ۔کھڑی بولی میں متبادل طور پر (انھ) یا (انھوں) کے ساتھ علامتِ حالت لگائی جاتی ہے۔ دکھنی میں اس طرح کا استعمال کم ملتا ہے بعض موقعوں پر اُن کے ساتھ جمع بتلانے والا (اں) اور جوڑا جاتا ہے (اُنن) سے (اُنوں) اور (اُنوا) کا ارتقا ہوا ہوگا۔ غیر تغیر شدہ حالتِ فاعلی میں بھی (اُن' اور (اُنوں) کا استعمال پایا جاتا ہے۔

اُن اسا میں جواب دینا (ارشاد نامہ)

دن رات اُن اور نہ سوچے (خوش نامہ)

کہ آدھا دہیں اُن ترا دھاد کوں (گلشنِ عشق)

اُتوکنہ گا دہوتے ہیں' ہوں (نجات نامہ)

اُس کی مثالیں حسب ذیل ہیں:-

حالتِ مفعولی اور حالتِ مفعول ثانی :-

جس کا ہے یے اُسیچ پوُچ (ارشاد نامہ) (اُسیچ = اُس + ہیچ)

وہ کیا اس کوں جانے (خوش نامہ)

اچھوں جم حق سوں اس کو بیش بانی (پھول بن)

جیسے جیوں منگتا اُسے اوُں رکتا (سب رس)

حالتِ اضافی :-

اُسی کے نقطا دیاں میں نت شوق تھا (گلشنِ عشق)

(اُسی کے = اُس + ہی کے)

حالتِ ظرفی :-

ترا ایک وزیر اُس پہ بے بھاری اچھے (علی نامہ)

کیا اُس اُپر یک جلالی نظر (نجات نامہ)

بمن کا دِل اُس پو آگیا (کہانی نو سرہار)

(۴) جب 'وہ' ضمیر صفت کی صورت میں استعمال ہوتی ہے' تو کئی موقعوں پر تغیّر شدہ موصوف کے ساتھ اس کا استعمال غیر تغیّر شدہ واحد میں کیا جاتا ہے۔

وُ محلّے میں ایک دھوبی تھا (کہانی نو سرہار) (وُ محلّے میں = اُس محلّے میں)

وُگھر کی بیٹی تمارے سے شادی کر کو لاوں گا (کہانی اندر پاشازادی کی)
(وُگھر کی = اُس گھر کی)

تغیری جمع (اُن) یا (اُن) کی مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

حالتِ فاعلی :۔
عشق بھید بوجھا انھیں نے تمام (ابراہیم نامہ)

حالتِ مفعولی اور حالتِ مفعول ثانی :۔
جو کوئی چور ہے دے انھوں کوں سزا (نجات نامہ)
شہنشا اُنن کوں لگے کاٹنے (کلیات شاہی)
ہیں کچھ پن اُنن کوں بوجیا کچھ (من لگن)
.. حانا اُنہیں کدھر (خوش نامہ)

حالتِ اضافی (علامتِ حالت کے بغیر) :۔
اُنن نوں تھے حور جنت کی لاجے (قطب مشتری)
چندر سورج اُنن دونوں ..... (کلیات م-ق-ق)

کچھ لفظوں میں حالتِ اضافی میں (اُن) کی جگہ (وِن) کے ساتھ
علامتِ حالت لگائی جاتی ہے۔ اس طرح کی شکل برج بھاشا میں بھی ملتی ہے۔
کریں بھوگ وِن کے .. (کلیات م-ق-ق)

حالتِ ظرفی۔۔ انھوں میں یہودی اتھا ایک کلاں (کلیات شاہی)

دوسری ضمیر شخصی :۔ انوں میں یا بتا یوں آیا ہے (سب رس)

ضمیر اشارہ اور ضمیر موصول

(۳۴۳) (سو) کا استعمال دکھنی میں ضمیر اشارہ اور ضمیر شخصی غائب کی طرح ہوتا ہے۔ بعض موقعوں پر (جو) کے ساتھ اس کا استعمال ضمیر موصول کی صورت میں ہوتا ہے (وہ) اور (سو) کا استعمال اکثر ایک ہی معنی میں ہوتا ہے۔ سنسکرت کی ضمیر شخصی غائب (تت) کا واحد متکلم (سہ) سے اس کا ارتقا ہوا ہے۔ سنسکرت میں واحد متکلم کو چھوڑ کر (تت) کا باقی (ت) رہتا ہے اور اس کے ساتھ علامت حالت لگائی جاتی ہے۔

دکھنی اور ہندی سے متعلق دوسری بولیوں میں غیر تغیری واحد اور جمع میں (سو) کا اور تغیری (تس) کا استعمال ہوتا ہے (تس) سنسکرت (تت) کے مذکر میں حالتِ اضافی واحد (تسیہ) تبدیل ہوتا ہے۔ تغیری جمع میں (تن) قیاسی صورت (تانام) (تیشام) سے بدل گیا ہے۔ دکھنی میں (سو) کی تغیری جمع میں (تن) کی جگہ (اُن) کا استعمال ہوتا ہے

(غیر تغیری) حالتِ فاعلی:۔

واجب کا ممکن سو نفس ۔ ۔ ۔ ۔ (معراج العاشقین)

سو ہے سگٹ ذاتِ قدیم (ارشاد نامہ)

سو پیتا کچھ بڑا (گلشنِ عشق)

حالتِ مفعولی حالتِ مفعول ثانی :۔ پل تس کوں نہ ہوئے فام (ارشاد نامہ)

پکڑ ڈوری کہکشں سو تس کو ہلا (ابراہیم نامہ)

زمین جو ہری تس پچھانے تو کوئے (ابراہیم نامہ)

حالتِ آلی اور حالتِ مجروری:۔

کیا لک لک کہو تس سوں (کلیات شاہی)

مار ڈالے ہیں مجھے تس تے ہنوز (پنچھی نامہ)

حالتِ اضافی:۔

کریک امر توڑیا سو تس کا یو حال (گلشن عشق)

پھل تس کے نا بات چڑے دے (سکھ سہیلا)

تس ناوں سو علی ہے (کلیات شاہی)

حالتِ ظرفی:۔

ستاریاں کا نگٹ تس پر (کلیات شاہی)

. . تس پر دیوے سان (پھول بن)

سکیں کاں فلک تس پنے دیدے پھرا (پھول بن)

کدیں تس میں لیا گل رو پیری دھرے (گلشن عشق)

حالتِ اضافی (سو) کی مثال:۔

جو نمارا جی بولیا سو کرو (کہانی جادو کا پتھر)

(۳۳۴) (۱) ضمیر موصول 'جو' 'جے'۔

چیٹرجی (جو) کی اصل سنسکرت (یت) کی حالتِ فاعلی کے واحد (یہ) سے مانتے ہیں۔ اودھی اور چھتیس گڑھی میں حالتِ فاعلی کی جمع (یے) کی تغیری

شکل (جے) کے واحد میں بھی استعمال ہوا ہے۔ دکھنی میں مغربی ہندی کا (جو) اور مشرقی ہندی کا (جے) دونوں استعمال ہوئے ہیں۔ غیر تغیّری جمع میں بھی (جو) اور (جے) جوں کے توں رہتے ہیں۔ کبھی کبھی جمع میں (لوگ) کا لفظ جوڑ دیتے ہیں۔ میتھلی اور گجراتی میں بھی (جے) کا رواج ہے۔

مثلاً: جے کوئی نماز اد ُپ جو من میں چتارے ہے علی (کلیات م-ق-ق)

فلک یوُجو ہیں . . . . . (گلشن عشق)

راہ اچھے جو کُل . . . . (کلیات شاہی)

جے تا کا یا دھوُل مِلاوے (خوش نامہ)

جے کام کرے .... (من لگن)

(۲) بعض دوسری ضمیروں کے ساتھ (جو) کی غیر تغیّری شکل کا استعمال ہوتا ہے۔

جے کُچ بول مُج ..... (ابراہیم نامہ)

جو کُچ منگوں تج پاس تھے (کلیات-م-ق-ق)

جو کُچ توں کرے بُد کی تدبیر سوں (علی نامہ)

جُنکچ کہنے کا تھا سو میں تو کہیا (کلیات-م-ق-ق)

جو کوئی چور ہیں- دے انھیں کو سزا (نجات نامہ)

جب (جو) کسی تغیّری صفت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، تو بعض مقاموں پر اُس کی غیر تغیّری شکل کا استعمال کیا جاتا ہے۔

مثلاً: جو گھر میں تیر گریں گی.. . (کہانی اندر پاشازادی کی)

(جو گھر میں = جس گھر میں)

(۳) جِس ۔ تغیری واحد میں (جو) (جس) میں تبدیل ہوتا ہے۔ سنسکرت (یت) کی حالتِ اضافی کے واحد مذکر (یس یہ) سے اِس کی اصل ہے۔

حالتِ مفعولی اور حالتِ مفعول ثانی :۔

جسے پال پوس کر بڑا کیا (بول چال)

حالتِ آلی اور حالتِ مجروری :۔

جس تے یو چند رہے سیٔر بیج (من لگن)

جس سے پایا اَسیج کا گایا (کہاوت)

حالتِ اضافی :۔

یے جس کا بجے بے حال (ارشاد نامہ)

جس کا ناوں خدا ہے (سب رس)

حالتِ ظرفی :۔

جس پر اللہ رحم کرتا (بول چال)

(۴) تغیری جمع میں (جن) کا استعمال ہوتا ہے۔ اس کا تعلق قیاسی شکل (یا نام) سے ہے۔ کہیں کہیں برج کی طرح جمع کو بتلانے والی (نَ) بھی جوڑی جاتی ہے۔ حالتِ اضافی کے لیے بھی (نَ) لاحقہ لگاتے ہیں۔ مثالیں۔

جن تم کیتا کرن وار (ارشاد نامہ)

جن جوت میں گیّان کوں آیا یا (من لگن)

جن کے آگے چاند ۔ سورج ۔۔ (سلیمان خطیب)

جنن نادن .... (گلشن عشق)

غیر تغیّری جمع میں بھی جتنے یا جنوں کا استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً: بیٹھا ہے جتنے اپس کے تیں ہار (من لگن)

(۳۳۵) **ضمیر تنکیر۔ کوئی**۔ کوئی کا ارتقا اس طرح ہوا ہے:۔

سنسکرت کوپی پیٔ > شورسینی کو وِیٔ > کھڑی بولی۔ کوئی۔

غیر تغیّری واحد اور جمع میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ تغیّری واحد میں "کسی" کا استعمال ہوتا ہے۔ کسی کی اصل سنسکرت "کس یاپی" سے مانی جاتی ہے۔ تغیّری جمع میں (کن) اور (کنی) کا استعمال ہوتا ہے۔ کن کی اصل قیاسی شکل (کانام) سے ہوئی۔ کہیں کہیں کوئی کی جگہ غیر تغیّری (کو) کا استعمال ہوتا ہے اس (کو) کا تعلق سنسکرت (کہ) سے ہے۔ کوئی کی جگہ کلمے کے آخر میں (کوییے) کا بھی استعمال ہوتا ہے۔

غیر تغیّری واحد:۔

اندھارے کی کوئی لے دارو پلایا (ابراہیم نامہ)

جو ہر کوئی لیوے .... (گلشنِ عشق)

یا اُس شاہ سا شاہِ ولایت ہے کو یے (ابراہیم نامہ)

نہ مجھ شاہ استاد سا ہور کو (ابراہیم نامہ)

غیر تغیّری جمع:۔

کوئی سگٹا ہا دکھیں گے (سکھ سہیلا)

تغیّری شکل:۔

اب لگ تو کسے تا دا ے پوچھیا (من لگن)

کن صاف ہوا نہیں ین انصاف (من لگن)

(۳۲۶) **ضمیر تنکیر کچھ** - سنسکرت (کن چیت) سے (کچھ) کی اصل مانی جاتی ہے۔ غیر تغیری اور تغیری تعداد میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ غیر ہائیہ کے نَ کے سبب (کچھ) کی جگہ (کچ) کا استعمال ہوتا ہے۔

. . . . جو کچھ آرایش (معراج العاشقین)

وہ تو خالی کچ نا کچ (ارشاد نامہ)

نہ تھا کچ سو دوش ... (ابراہیم نامہ)

کچ کا کچ ہو گیا نا ...... (بول چال)

(۳۲۷) **ضمیر استفہام - کون۔**

(۱) کون کی اصل مشتبہ ہے۔ مغربی اپ بھرنش کے کونو اور کون سے اس کا تعلق مانا جاتا ہے۔ ہارن لی اس کی اصل اپ بھرنش کے صفتِ مقداری (کیوڈ) سے مانتے ہیں[1]۔ چٹرجی اس کو (کہ پنہ) سے خود قبول کرتے ہیں[2]۔ غیر تغیری واحد اور جمع میں۔ کون کا استعمال ہوتا ہے۔

غفلت کرتا سو یو کون (ارشاد نامہ)

تو کون سو توں پچھانتا ہے (من لگن)

گھر میں کون تھے کون نیں ہمنا معلوم نیں (بول چال)

(۲) تغیری واحد میں (کس) اور جمع میں (کن) کا استعمال ہوتا ہے۔

---

[1] ہارن لی - کمپریٹو گرامر آف گوڈین لنگوبجس - ۱۸۸۰ء ص ۲۹۱

[2] چٹرجی - آرجن اینڈ ڈیولپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۱۹۲۶ء ص ۸۴۴

دکس) کی اصل سنسکرت کس ہے ، پراکرت کس سے مانی جاتی ہے۔ جمع
دکن) کا تعلق سنسکرت مذکّر دکم) کی حالتِ اضافی کی قیاسی شکل دکانام)
سے ہے۔ غیر تغیّری کے استعمال میں بھی (کن) آتا ہے۔

کاں سے یں کسے دیؤں (معراج العاشقین)
اُس تے ظالم کہنا کس (ارشاد نامہ)
تیری صفت کن کر سکے (کلیات۔م۔ق۔ق)
کنے کہہ سکے حمد تجھ بے شمار (علی نامہ)

(۳۳۸) **ضمیر استفہام ' کیا۔**

دکھنی میں (کیا) اور (کیوں) کے لیے ماگدھی کے (کی) سے ملتی جلتی شکل
(کی) کا استعمال ہوتا ہے قدیم دکھنی میں (کیا) کی جگہ (کی) کے استعمال کا رجحان
زیادہ رہا۔

پوچھا یا کہ تم کیا سبب آئے ہو (قطب مشتری)
ہر یک ٹھار قدرت کے کیا کیا ہیں کام (نجات نامہ)
توں کون ہے کیا سو توں جاتے (من لگن)
کی گت ہوئے دیکھ ابھاس (ارشاد نامہ)

(۳۳۹) **بعضے** - عربی و فارسی ضمیر "بعض" - کا استعمال دکھنی میں ہوتا ہے۔
مثلاً: بعضے کہیں کر جائز حق (ارشاد نامہ)

صفت

(۳۴۰) دکھنی کی صفتوں کو ذیل کے حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:—

(۱) سنسکرت سے حاصل شدہ تت سم صفات۔

(۲) عربی اور فارسی سے حاصل شدہ خالص صفات۔

(۳) وسطی ہند آریائی سے حاصل شدہ تدبھو صفات۔

(۴) اسم، ضمیر، حرف اور فعل سے بنی ہوئی صفات۔

(۵) مرہٹی سے حاصل شدہ صفات۔

(۶) علاقائی بولیوں سے حاصل شدہ صفات

(۳۴۱) سنسکرت سے حاصل شدہ خالص تت سم صفات:۔ دکھنی میں ایسی بہت کم صفتیں ہیں، جو راست سنسکرت سے آئی ہوں سنسکرت کی بہت سی خالص تت سم صفتیں ہندی فلسفے کی اصطلاحوں کے طور پر استعمال ہوئی ہیں۔
کچھ مثالیں اس طرح ہیں:—

سنچت سار (ارشاد نامہ)

اس تھے اپ سوں النپت گن (ارشاد نامہ)

جیسا۔ ویسا کلپت ہے (ارشاد نامہ)

تو اُس لوے کھنڈت گیان (ارشاد نامہ)

فلک تا اب واں ہو حیا نت نول (گلشن عشق)

گوڑ بدن کے بنا سیام سلونے نیا (کلیات شاہی)

چو سر چنچل نار کرے پیارا پار را (کلیات شاہی)

او ٹکڑے یو اکھنڈ سارا (من لگن)

سبھی عیداں ہیں اُتم عید . (کلیات م-ق-ق)

(۴۴۲) عربی یا فارسی سے حاصل شدہ خالص صفات۔

(۱) عربی فارسی سے حاصل شدہ صفات کی تعداد سنسکرت کے تحت مسلم صفات سے زیادہ ہے۔ عربی فارسی کے منفی الفاظ کئی لاحقوں سے مل کر صفتیں بنتی ہیں۔ مذہبی اور عشقیہ جذبات کو ظاہر کرنے کے لیے اس قسم کی صفتیں استعمال ہوئی ہیں۔ ایسی صفتوں کی تعداد بہت کم ہے۔ جو کھڑی بولی میں استعمال نہیں ہوتیں

تو اِس نفسانی مار یا طوفان (ارشاد نامہ)

گیان چیک اندھے مشکل گت (ارشاد نامہ)

پاک دیدہ منزہ نور (ارشاد نامہ)

بے تو برلنا ہوئے خام (ارشاد نامہ)

ذاتِ قدیمی اہے اصل (ارشاد نامہ)

نیک آپیں کرتا بھی۔ (ارشاد نامہ)

فانی حکمت ہیں دیک صفات (ارشاد نامہ)

انھار وپ مخفی جو سبحان کا (ابراہیم نامہ)

گنی لوک لقمان بدھ بے شمار (ابراہیم نامہ)

.. .. معشوق بی بے مثال (گلشنِ عشق)

کگر پاس تیر تیج بے خود ہیں من (گلشنِ عشق)

...... ہوے دِل خجل (گلشنِ عشق)

ہوا ہے عمل نامہ میرا سیاہ (گلشنِ عشق)

دِسے کِذب اعمال نامہ سیاہ (گلشنِ عشق)

دِسے کِذب موروثی ہے تجھ میں جم (گلشنِ عشق)

کوا یا دُگن نامور نیک بخت (گلشنِ عشق)

شجاعت سو نامی بہادر تو ہی (گلشنِ عشق)

...... مینی نازک نویلی ہے (کلیاتِ شاہی)

تیرے بچن شیریں آگے شکر دیکھوں کھاری لگے (کلیاتِ شاہی)

مطّول کر توں میری زندگانی (پھول بن)

کرم سوں ہے تیرے طوبیٰ مثمر (پھول بن)

(۲) عربی فارسی صفات اکثر جوں کی توں استعمال ہوتی ہیں، لیکن بعض مقاموں پر اُن کا آوازوں کی تبدیلی کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔

گوندیا خیال بھوترا کونا پاس (ابراہیم نامہ) (کونا < کہنہ)

کروں اس گُنگیاں سات کیا بات میں (قطب مشتری) (گونگا < گُنگ)

یک خبصورت لڑکی ملی (کہانی نوسرہار) (خبصورت < خوبصورت)

اونچی ماڑی بلن در دو ترا (گیت) (بلن < بلند)

(۳) بعض مقاموں پر عربی فارسی صفات کا کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً: ایک دیو ہے پادشاہ رُو، سیاہ، گمراہ، بدکار، اس کا ناوں رقیب نابرخوردار، دل آزار، پشت مردار، ہیچ کار، بے بہار... (سب رس)

(۳۴۳) سنسکرت اور عربی، فارسی کی خالص صفات کی بہ نسبت وسطی ہند آریائی سے حاصل شدہ صفتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ صفات سنسکرت سے عہد وسطی کی پراکرتوں میں پہنچیں اور وہاں سے اپ بھرنشوں سے ہوتی ہوئی دوسری جدید ہند زبانوں کی طرح دکھنی میں آئیں۔

سنسکرت صفت نرالا سے تعلق رکھنے والی (نرال) اور (نروال) کا استعمال دکھنی شاعروں نے بہت کیا ہے۔ ۔

بوجت ہے توں آپ نرالا (ارشاد نامہ)

۔ ....، کراپس کوں نروال (من لگن)

جے کچ نوا کرے شعار (ارشاد نامہ) (نوا ← نو)

نوا روپ یہ گٹ ہو ۔ (ابراہیم نامہ)

نوی بات مضمون کر اس کتاب (ابراہیم نامہ)

یا کے چند سیتل سات (ارشاد نامہ) (سیتل ← شیتل)

... جسے ہے گیان سپورا (خوش نامہ) (سپورا ← سمپورن)

گنی لوک لقمان بدھ بے شمار (ابراہیم نامہ) (گنی ← گنی)

گیت تو نچ ہور تو نچ پرگھٹ اچھے (گلشن عشق) (پرگھٹ ← پرکٹ)

کہ جس کا خلق توں سلکھن اہے (گلشن عشق) (سلکھن ← سلکشن)

راہ اچھے جو کمل (کلیات شاہی) (کمل ← کومل)

یو امریو توں روپ اپورب (من لگن) (اپورب ← اپورو)

دسنے مج نین اس حوض پے یو چنچل (کلیات شاہی) (چنچل ← چنچل)

رنچھل پانی سوں سبز دھوے ..... (پھول بن) (رنچھل ﹤ نشِ چھل)

ازل تھے کیئے ہیں جیے مہبلی (کلیات شاہی) (مہبلی ﹤ مہابلی)

دیکھے تو او بن سکا ہے بالکل (من لگن) (سُکا ﹤ خشک)

یا چیونٹی لڑ نسنگ نھاسے (من لگن)، (نسنگ ﹤ نیہ شنک)

نا تھیر رہے دو بہشٹ تب لگ (من لگن) (تھیر ﹤ ستھر)

چتادا ہو عطاردا آچتر ہر یک بیچتر ...... (من لگن) (بیچتر ﹤ ویچتر)

ہیں یک بن کی کلی کنولی ہوں مقبول (پھول بن) (کنولی ﹤ کوملا، کوملی)

چتر چتر سادرا جیا اُس نگر کا (پھول بن) (چتر ﹤ چتُر)

" پیا نٹھر ہوے ہیں اب (کلیات شاہی) (نٹھر ﹤ نش ٹھر)

اچھے تو جو بنگے بنگیچ اچھے (من لگن) (بنگا ﹤ ونگ)

رُنڈ آدمی اور پر چکنا دشتا در زنی سب رُوکھا (سب رس) (رُوکھا ﹤ رُکش + آ)

(۳۴۴) (۱) کھڑی بولی کی طرح دکنی میں بھی اسم، حرف اور فعل کے ساتھ سابقہ لاحقہ جوڑ کر صفات بنائی جاتی ہیں۔ بعض موقعوں پر سابقہ یا حرف + اسم اور حرف + فعل، اسم + فعل کے ملاپ سے صفات بنتی ہیں۔

منفی حروف اور اسما کے میل سے بننے والے الفاظ صفات ہوتے ہیں:۔

اگر لک امولک رتن جوت ہوے (ابراہیم نامہ) (ا ﹤ نا + مولک)

اٹل عقل کا گرچہ گرمست ہے (گلشن عشق) (ا ﹤ نا + ٹلنا)

کم آدے اچھوتا ج جانا سکے (علی نامہ) (ا ﹤ نا + چھونا)

گو ربدن کے منا شام سلونے نپیا (کلیات شاہی) (س + لونا ﹤ لون)

چندا سو ہاتھ کا نکھ ہو لگیا چھاتی پے کبن (کلیات شاہی) (ک + بل)

اتھا شہ کے نینوں کوں اڑکل ازار (کلیاتِ شاہی) (اد + کل)

اُچک تیر لاگیا۔۔ (کلیاتِ شاہی) (ا + نا + چونکنا)

کیوں پاسکے یہے سُگھڑ سُلجھی (من لگن) (سُ + گھڑنا)

نا ہے ابوجے ہور ادھورے (من لگن) (ا + نا + بوجنا)

بینددھیا ان بیندھا موتی کا دانہ (سب رس) (ان + نا + بیندھنا)

(۲) بعض اسموں کے ساتھ لاحقہ جوڑ کر صفات بنائی جاتی ہیں۔ اِسم کے ساتھ (آ) جوڑ کر مذکر اور ای جوڑ کر مونث صفات بناتے ہیں۔ (آ) کے بارے میں لاحقہ سے متعلق باب میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔ بعض صفات اصلاً (آ) کے خاتمے والے ہوتے ہیں۔ مونث صفتوں کے ساتھ جب اُن کا استعمال ہوتا ہے تو وہ (ی) کے خاتمے والے بن جاتے ہیں۔ صفات میں آخری (آ) اکثر مذکر کو بتلاتا ہے۔

چھوٹا ہلاک ہے (معراج العاشقین) (جھوٹ + آ)

یا کھارے بہر پانی جیوں (ارشاد نامہ) (کھار ← کشتر + آ)

جے مغز میٹھا لاگے (خوش نامہ) (میٹھ ← مسٹ + آ)

وہی عاشقوں میں سچا عشق باز (ابراہیم نامہ) (سچ ← ستیے + آ)

دیا یوں میٹھے لب سوں کڑوا جواب (گلشنِ عشق)

(کڑوا ← کٹ + ک کڑوا (و) لہریہ)

کیا جیو جلتی آگ کا ٹھنڈا (علی نامہ) (دکھنی ٹھنڈ = کھڑی بولی ٹھنڈ + آ)

دیکھے تو اوبن آ سکا ہے بالکل (من لگن) (سُک ← شُشک + آ)

گُن نج بین جو ہیں کھوٹے کھوٹے (من لگن) (کھوٹ + آ)

پچھڑتے تھنّا گھیا ہے گج تے (من لگن) (گھن + آ)

نثری تعریف کا اونچا ہے پایا (پھول بن) (اُچّ + آ > اونّچا)

کوڑا آدمی اوپر چکنا دستا رُوئی میں سب رُوکھا (سب رس)

(روکھا > رُوکش + آ، چکنا > چِکّن)

اِن صفتوں کی تانیث اس طرح ہوئی :—

جھوٹی کھاری، میٹھی، سچّی، مِٹّھی، کڑوی، تھنڈی، سکّی، کھوٹی، گھنی اور اونچی۔

(۳) سنسکرت کی خاص صفتوں کا استعمال کرتے وقت بھی مذکّر (ا) کے خاتمے

والے الفاظ کو (آ) کے خاتمے والے بنانے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

جے کچ نوا کرے شعار (ارشاد نامہ) (نو + آ > نوا)

سکلا وکار رہے سمان (ارشاد نامہ) (سکل + آ > سکلا)

(۴) حالتِ اضافی کی علامتوں کے ملاپ سے صفتیں بنتی ہیں :—

ایرا > کیرا - چچیرے بھائیاں بی ہنس کو . (کہانی صبر پا ستا کی)

(چچیرا > چاچا + ایرا > کیرا)

اِلا، ایلا، ایلا، لا، کیرا، کر، پراکرت اِلاّ وغیرہ۔

مثلاً : شاہ علی خدا کے لاڈیلے (سب رس) (لاڈ + اِلا)

رسیلے کنٹھ سوں الاپ . (کلیات م - ق - ق) (رس + ایلا)

بھوت چھبیلا بڑا ہٹیلا . (سب رس)

(چھبیلا > چھبی + ایلا، ہٹیلا = ہٹ + ایلا)

میری سَوتیلی ماں مجھے روزانہ .. (کہانی سیاہی کی بیٹی کی) (سوت + ایلی)

پہلے میں منجھلی بیگم کو پوچھتا ہوں۔۔ (کہانی اندر پاشا زادی کی)

(مجھ ← مدھیے + لی مونث)

کی - مثلاً: سٹے بھاراں بنگالے کی شکر کی (ڈھول بن)

(۵) بعض لفظوں کے ساتھ (ای) کے جوڑ سے مذکر صفات بنائی جاتی ہیں

یہ (ای) سنسکرت اِن یا اِک کی نمایندگی کرتی ہے -

ایسا ہے وہ غیبی نشان (ارشاد نامہ) (غیب + ای)

یوں بھو بھیک لبیسی ہوے (ارشاد نامہ) (لبیس ← لباس + ای)

(۳۴۵) اسم اور فعل کے میل سے بعض صفات بنتی ہیں:—

اعلا سکی اعلادِ سے جوبن لکڑی دُو داں بھری (کلیات م ق - ق)

(دُو ← دُگدھ + √ بھرنا + ای - مونث)

(۳۴۶) ماضی کے شبہ فعل کا استعمال کئی موقعوں پر صفتوں کی صورت میں کیا جاتا ہے - اس قسم کی صفات تذکیر کی صورت میں (آ) کے خاتمے والے اور تانیث کی صورت میں (ای) کے خاتمے والے رہتے ہیں -

بھونیا - بھونیا بیچ کیوں کر اُگے (سکھ سہیلا)

(√ بھونا + ایا ← سنسکرت اِتہ = بھونیا)

پھاٹی - پھاٹی ڈٹی کمبلی میلی کلمہ جین بار (خوش نامہ)

(√ پھٹنا - شبہ فعل ماضی مذکر پھٹا - مونث پھٹی، پھاٹی)

(√ ٹوٹنا - شبہ فعل ماضی مذکر ٹوٹا - مونث ٹوٹی)

بھری - بھری: ی میں جیسے ناؤ - (ارشاد نامہ)

(√ بھرنا۔ شبہ فعل ماضی مذکر، بھرا۔ مونث۔ بھری)

یا دھان چھڑیا ہوئیے سارا (سُکھ سہیلا)

(√ چھڑنا۔ شبہ فعل ماضی مذکر، چھڑیا)

(۳۴۷)۔ فعل حال کا استعمال صفت کی صورت میں ہوتا ہے:۔

ندیاں بہنتیاں سکھایا ہے (کلیات شاہی)

(بہنا۔ شبہ فعل حال بہنتا ← بہتا مذکر۔ مونث (جمع) بہنتیاں)

میں اپ بھاوتا کرتا کاہ (ارشاد نامہ)

(اپ = آپ + √ بھانا۔ شبہ فعل حال بھاوتا = اپ بھاوتا)

(۳۴۸)۔ کھڑی بولی اور ہندی سے متعلق دوسری بولیوں میں مروجہ کچھ صفات کے الفاظ دکھنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں:۔

ایسا گیان یو خالی چھوک (ارشاد نامہ)

(چھوک۔ قدیم ہندی، گجراتی، مرہٹی چھوکٹ پنجابی چھوک، چھوگ، چھکا = جھوٹا)

وہ تو چوکھے بوجھن ہار (ارشاد نامہ)

فلک یو جو ہے سو یتا کچھ بڑا (گلشن عشق)

نپٹ اڈلہ ھیاں کا مددگار تونچ (گلشن عشق)

یوں آنک ننھی تھی یا بڑی تھی (من لگن)

تیڑا ہے اسے ٹھکان پر لیا (من لگن)

نیکے نیکے نکات بولے (من لگن)

جب چال چلی اپس انوٹی (من لگن)

یک جان تے ہم ہور کرڑا اڑا (من لگن) (کرڑا ڑا ح کرڑا ح کرہا)

اے معانی تیری انی سب میں سیانی نادہے (کلیات م-ق-ق)

عجیب جان میمنت ماتا ہے وہ (قطب مشتری)

(۴۴۹) - دکھنی میں کچھ صفات خاص طور سے استعمال ہوتی ہیں:-

ترے جم دوستاں سوں یار ہوں میں (پھول بن)

پانچ کے تختے پڑے باغ کے دستے جمن (کلیات شاہی)

(جمن، جم - جمے ہوئے)

انصاف ہے صاف گدگڑا تطلم (من لگن) (گدگڑا - ہندی بولی گدگلا)

یوں رات گڑد، یو دیس، یو دھول (من لگن) (گڑد ح گرد)

اس پلیٹٹ ٹھار میں ...... (من لگن) (پلیٹٹ = ناپاک)

ایسے مرد عورتاں کے ہبتر راسک راس (سب رس)

(ہبتر = بدتر - راسک راس (ڈھیر کے ڈھیر)

. کفر تلیپٹ ہوا (کلیات م-ق-ق)

خیر بچارا ہراس ہے کلو جنوں بوے ... (کہانی نوسرہار)

تو میرے کٹولے بچے کی پیٹھ پو بیٹھ کو .. (کہانی صبر پاشا کی)

(کٹولا ح سنسکرت کومل)

(۴۵۰) مرہٹی کی کچھ صفتیں جوں کی توں دکھنی میں استعمال ہوتی ہیں:-

گودڑے جونے نوے تھگلے لگا (پنچھی نامہ) (جونا = پرانا)

انکھیاں ڈونگیاں جیوں کھڈی سار کر (قطب مشتری) (ڈونگی = گہری)

عرش کے دھیر تھا رخ نیٹ اس کا (پھول بن)

(نیٹ = ٹھیک، صاف، موزوں)

(گجراتی میں نیٹھ کی شکل رائج ہے، جس کے معنی ہیں قائم، پکا)

یتاؤ ڈاٹ تھا جنگل جو کھول آنک (پھول بن)

تھے گھر پہ گھر یتے اُس شہر میں ڈاٹ (پھول بن) (ڈاٹ = مرہٹی ڈاٹ = گھنا)

تُج پر لئی لئی قصے گھڑیں گے اس ٹھار (سب رس) (لئی = بہت)

(٣٥١) صفتِ ضمیری یا ضمیرِ صفتی۔

(١) بعض ضمیریں صفت کی صورت میں استعمال ہوتی ہیں:—

فلک یو جو ہے ... ... (گلشن عشق)

یہ دُکھ اُس کوں شان (ارشاد نامہ)

کے یو لیلیٰ اہے ہور دُسو مجنوں (پھول بن)

(٢) حالت والے موصوف کے ساتھ کچھ ضمیروں کا تغیّری روپ استعمال ہوتا ہے۔

دیا عشق کا تِس زلیخا کو داغ (گلشن عشق)

(٣) یہ، وہ، جو اور کون سے صفتِ مقداری بنتی ہیں:—

(الف) ضمیر اشارہ قریب یہ > اِتا، یتا، یتھی، اتنا۔ ہارن لی (اتنی) کی اصل سنسکرت (ایت) سے مانتے ہیں[1]۔ دکھنی میں اِتا، یتا مذکر اور اتی، ینی، یتھی مونث کی شکلیں ہیں۔ دکھنی میں کھڑی بولی کی (اتنا) صفت

---

[1] ہارن لی۔ کمپریٹو گرامر آف گوڈین لنگویجس ٣٠٤٤، ص ٢٧٩، ٢٥٤ ص ٣٠٥

کم استعمال ہوتی ہے۔ ماخذ کے اعتبار سے اِتنا کی بہ نسبت اِتا، یتا، ایت،
سے زیادہ قریب ہیں۔ اپ بھرنش کی صفت ضمیر اشارہ کی صفت ضمیری کا
ایوڈو اور پراکرت ایو، ایم وغیرہ سے اِتا، یتا کا تعلق نہیں ہے۔
کہیں مونث موصوف کے لیے بھی (یتا) کا استعمال ہوا ہے۔ جمع میں (یتے)
کا استعمال ہوتا ہے:۔

یتے اوُچے تھے اُس گھر کے دیواراں (پھول بن)

یتھی آرایش ہوئی . . . (کلیات شاہی)

میں اِتنا سمجھتا ہوں وہ ہے احد (نجات نامہ)

ایک عشق اُس کے ایتے رنگاں اپنے صورتاں، ایک آپے اپناں اپناں مورتاں (سب رس)

(ب) صفتِ ضمیری اشارہ بعید۔ وہ، اُتا، وتے، وِتے سنسکرت
تاوت، سے ماخوذ ہے۔ سنسکرت تاوت > پراکرت تے تی، ا اور تیتی،
اُ > کھڑی بولی تِتا اور اُتا > ادبی کھڑی بولی اُتنا۔ سنسکرت تت کے
واحد کی شکل (سہ) سے ہندی کے او، وُ اور وہ کا تعلق مانا جاتا ہے۔
او یا وہ کی شکل سے ہی (اُت) وغیرہ کا رشتہ ہے:۔

تم کوں کل اُتا سبھاسے بن تم مانتے نئیں (بول چال)

اُتا لیکھیا لیکھن ہار (ارشاد نامہ)

جے تے ملاح باندے وتے (کلیات شاہی)

جِتنے جیواں ہیں عالم کے وِتے جیو دان پا سر تھے (کلیات۔ م۔ق۔ق)

(ج) ضمیر موصول۔ جو > جِتا، جے تا، جتے، جیتے۔ جِتا وغیرہ کی اصل

سنسکرت (یاوت) سے مانی جاتی ہے۔ سنسکرت یاوت، پراکرت جےتیٔ
اَے کھڑی بولی۔ جِتا، ادبی کھڑی بولی جتنا۔ دکھنی کے جِسے تا کا (یاوت) سے
قریبی تعلق ہے۔ جے تا کی جمع جِتے اور جے تے ہوتی ہے۔ مثالیں۔۔

جِتا جیو ترِ لوک ہو لکھن ہار (ابراہیم نامہ)

جیتا اُڑ اُڑ چھن چھن جاے (ارشاد نامہ)

جیتا سب جگ کرتب وار (ارشاد نامہ)

جِتے میگھ دھاراں ہو برسے جو بوند (ابراہیم نامہ)

جتے جیتے مخلوق کے کرتب ... (ارشاد نامہ)

(ج) **ضمیر استفہام**۔ کون، کِتا، کِتّے، کیتی، کیتک۔ کِتا وغیرہ کی
اصل سنسکرت کییت، پراکرت کے تیّ اُ سے ہے کھڑی بولی میں کتنا
کا چلن ہے۔ ادبی ہندی میں (کِتنا) کا استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی میں مذکر کے
واحد میں کِتا، جمع میں کِتے اور مونث میں کیتی، سنسکرت کی یتی استعمال
ہوتی ہے۔ بعض مقاموں پر کیتک < کِتا + ایک کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔
مثالیں:۔ کِتا بولوں نئیں سرتے سو باتاں (پھول بن)

.... نیم دھرم ہور کِتے (کلیات شاہی)

کیتی شکل دکھاو .... (کلیات شاہی)

جنوں کِتّا ہشار ہے (کہانی نوسر ہار)

حلق میں کِتے زمانے سے پھوڑا تھا (کہانی اندر پاشا کی)

(۴) **صفتِ ضمیری ذاتی**۔ یہ، وہ، جو اور کون سے دکھنی میں

صفت ضمیری ذاتی بنتی ہے۔ یہ صفات ہندی ادب میں ترتیب وار اس طرح ہوتی ہیں۔ ایسا، ویسا، جیسا، کیسا۔

دکھنی میں ضمیرِ موصول سے نکلا ہوا (تیسا) کا استعمال نہیں ہوتا۔

(الف) ضمیرِ اشارہ قریب سے - یہ سے واحد مذکر (ایسا) جمع مذکر (ایسے) واحد مونث ایسی اور جمع مونث ایسی بنتی ہیں۔ ہارن لی نے (ایسا) اور اُس کی دوسری شکلوں کا ارتقا اس طرح مانا ہے۔ سنسکرت اید رشں، اپ بھرنش آ ای ٹّ سو، کھڑی بولی اور دکھنی ایسا۔ چیٹرجی بھی اس خیال سے متفق ہیں۔

مثلاً: جے ایسا گیان مَنج چھوٹا (ارشاد نامہ)

(ب) ضمیرِ اشارہ بعید سے - وہ ۔ ویسا۔ سنسکرت کی حالتِ فاعلی کے واحد (سہ) سے جس طرح او اور وہ کی اصل ہے۔ اُسی طرح (ویسا) کا تعلق (تا، رشں) سے ہے۔

مثلاً: جیسا تو آپ، ویسا جان (ارشاد نامہ)

خاکی جیسا دُ ویسا دُس (ارشاد نامہ)

(ج) ضمیرِ موصول سے جو، جیسا اس کی اصل (یادرشں) سے مانی جاتی ہے۔

مثلاً: ہے جیسا وہی دکار (ارشاد نامہ)

(د) ضمیرِ استفہام سے - کون، کیسا۔ سنسکرت (کیدرشں) سے کیسا کی پیدائش ہوئی۔

مثلاً: توں کیا کیڑیا کیسا گن (ارشاد نامہ)

(۳۵۲) صفت عددی۔ دکھنی میں صفات عددی کا تعلق زیادہ تر سنسکرت سے ہے۔

اور پراکرت اور اپ بھرنش کی تبدیلیاں تمام صفات عددی میں پائی جاتی ہیں۔

بعض صفاتِ عددی ایسی بھی ہیں، جو کسی پراکرت اور اپ بھرنش سے مماثلت نہیں رکھتیں۔ اس قسم کی صفتوں کی نسبت علمائے لسانیات کا خیال ہے کہ کسی ایسی پراکرت سے اس کا تعلق رہا ہوگا، جن کی مثالیں اب باقی نہیں رہیں، دکھنی میں بہت تھوڑی عددی صفات ہیں، جو عربی فارسی اور کسی دوسری زبان سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۳۵۳) **صفتِ عددی معیّن** - دکھنی اور کھڑی بولی کی صفاتِ عددی معیّن میں بہت یکسانیت ہے

ایک- ایک کے لیے خاص طور پہ سنسکرت تت سم (ایک) کا استعمال ہوتا ہے۔ (یَ) اور (وَ) لہر بہ کے سبب اِس کا تلفظ کہیں کہیں ییک یا ویک کیا جاتا ہے۔ مخلوط عددوں کی شروع میں اور کہیں کہیں مستقل طور پہ بھی اک > ایک کا استعمال ہوتا ہے۔

الکادش > گیارہ پراکرت سے تعلق رکھتا ہے۔

بعض مقاموں پہ فارسی (یک) کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ ایک اور اس کی دوسری شکلوں کے آخر میں کہیں کہیں تعیّن کے معنوں میں ای > ہی جوڑتے ہیں۔

مثالیں:- ایک جا گا میلانا (معراج العاشقین)

دوں ہو دیکھت ایک ہی ایک (ارشاد نامہ)

چاروں بھیک کا دیکھنا ییک (ارشاد نامہ)

یو قدرت سے پیدا کیا یک رتن (نجات نامہ)

شاہی لگا یک دھیان سوں (کلیات شاہی)

یک سار ہے ااس ہور رتی میں (من لگن)

اُن دو نوں کی یکی دھات (ارشاد نامہ) (یکی = یک + ہی)

انتر دیسے یکی ذات (ارشاد نامہ)

دو۔ عموماً دو کے لیے دو = سنسکرت دیٔ اوٗ کا استعمال ہوتا ہے۔ کہیں کہیں (دو یے) کا استعمال بھی ہوتا ہے۔ گجراتی اور مرہٹی میں سنسکرت کے خالص لفظوں کے ابتدائی مخلوط حرف کا پہلا جز حذف ہوتا ہے۔ مثلاً: ہندی کھیت، مرہٹی شیت = سنسکرت چھیتر۔ ہندی دو، مرہٹی، گجراتی بے = سنسکرت دیٔ اوٗ۔

مخلوط عددوں میں ہندی بھی دو کی جگہ (بَ) = مرہٹی بے کا استعمال کرتی ہے۔ بیالیس، بیاسی۔ مرکب الفاظ میں اور کبھی مستقل طور پر بھی سنسکرت دیٔ اور ے دکھنی وُر کا استعمال ہوتا ہے۔ مثالیں:۔

اِن دو بِنا نا ہے رُچ (ارشاد نامہ)

خدا ایتے دوے جہاں (ارشاد نامہ)

تو وہ زندہ دوے جہاں (ارشاد نامہ)

نہ لینا ہات میں گرمیں دو دھارا (پھول بن)

۔۔۔۔۔ دُرجک دُتر عدن (کلیات شاہی)

تین۔ عموماً (تین) کے لیے "تین" کا استعمال ہوتا ہے۔ مرکب الفاظ میں

اور مستقل طور پر بھی کہیں کہیں تین کی جگہ "ترِ" کا استعمال ملتا ہے۔ جن کا تعلق سنسکرت مذکر (ترییہ) سے ہے۔ بعض موقعوں پر (ترِ) کا صرف (ت) باقی رہ جاتا ہے۔

تیس سپارے میں تین قسم کیے (معراج العاشقین)
گھرے گھر عید ہوے سارے ترِبھون میانے (کلیات م ق ق)
دُگن ترِگن اس کا توں واں پاے گا (قطب مشتری)

چار۔ "چار" کے لیے بالعموم "چار" کا استعمال کیا جاتا ہے۔ بول چال میں (چیار) بولا جاتا ہے۔ چار کی اصل سنسکرت چت واری > پراکرت چتّاری ہے۔ مرکب الفاظ میں (چار) کی تغیری شکل چَو > سنسکرت چتُر > پراکرت چَو (دو کا استعمال ہوتا ہے۔ مثالیں: ۔

چار چیزاں چھپا کر...... (معراج العاشقین)
چار وجود میں پکڑیا بندھان (ارشاد نامہ)
اچھے چَو بینہ یوُ دالان پے طوبی کا سکل (علی نامہ)

بعض موقعوں پر (چار) کی جگہ فارسی (چہار) کا استعمال کیا جاتا ہے۔
ایسیا باٹاں دیک چہار (ارشاد نامہ)
یوُل کرا نتھے چہار یار او (من لگن)

پانچ۔ پانچ کے لیئے دکھنی میں پانچ > سنسکرت پنچ۔ استعمال ہوتا ہے۔ قدیم دکھنی میں پانچا > پنچک کا بھی استعمال ملتا ہے۔

ہر ایک تن کوں پانچ دروازے ہیں (معراج العاشقین)

نج دِھر آکھوں ذکراں پانچ (ارشاد نامہ)

.... کہے انسان کے بوجھنے کوں پانچا تن (معراج العاشقین)

کہیں کہیں پانچ کی جگہ فارسی (پنج) کا بھی استعمال کیا جاتا ہے،۔

پنج بھوت کے پانچ پو رتن گیان (من لگن)

چھے دکھنی چھے = کھڑی بولی۔ چھ' کا تعلق پراکرت چھ' سے مانا جاتا ہے

انگے چھے ماس کوں ہوگا سو پورے (پھول بن)

سات ۔ سات ← سنسکرت ۔ سپت ۔

سات ایمان کے اوپر لاے۔

سات زمین سات آسمان .. .. (سب رس)

آٹھ ۔ آٹ = کھڑی بولی آٹھ ← سنسکرت اشٹ۔

ایک راجا کے آٹ بیٹے بی دو بیٹیاں تھے (بول چال)

نو ۔ نو ← سنسکرت نوَ۔

سو اُس میں ہوا رُوپ نو دس عطا... .. (ابراہیم نامہ)

پو سات دھرت ہے نو گگن گیان (من لگن)

تیری ہمت کے دریا پر نو انبر (پھول بن)

دس ۔ سنسکرت دش ← پراکرت دس = دکھنی ' ہندی دس

دنیا میں دس آخر کوں ستر (سب رس)

گیارہ سے اٹھارہ تک کے صفت عددی عام طور پر اس طرح استعمال ہوتے ہیں:۔ گیارا ' بارا ' تیرا ' چودا ' پندرا ' سولا ' سترا ' اٹھارا

کھڑی بولی کے اثر سے ادبی دکھنی میں کہیں کہیں گیارہ، بارہ، تیرہ، چودہ، پندرہ، سولہ، سترہ، اٹھارہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اِن صفات عددی اور سنسکرت کے ایکادش، دوادش وغیرہ میں جزوی یکسانیت ہے۔ علمائے لسانیات کے خیال سے ہندی (دکھنی) میں یہ صفتِ عددی کے الفاظ ایسے پراکرت سے آئے ہیں جن کی مثالیں محفوظ نہیں ہیں۔

مثالیں:۔ بارا اماماں بن کہیں (کلیات شاہی)

سورج جوت بارہ کلا لاگتے (ابراہیم نامہ)

بڑائی چودہ اماماں تانوں سوں (کلیات۔م۔ق۔ق)

دوجے چاند سولا کلا جا گتے (ابراہیم نامہ)

ونیّس۔ دکھنی ونیّس۔ کھڑی بولی۔ اُنیس ← ایکون ونشتیؐ۔

مثلاً۔ وُ لڑکی ونیس برس کی ہوئی (بول چال)

بیس۔ دکھنی بیس۔ کھڑی بولی بیس ← پراکرت بیس ای ← سنسکرت ون شتیؐ۔

مثلاً: جوانی کے برس سو بیس ہے (پھول بن)

جب بیس، تیس وغیرہ کے ساتھ "ایک" جڑتا ہے تو اس کی تبدیلی (اک) میں ہوتی ہے۔ اکیس، اکتیس وغیرہ کہیں کہیں فارسی کے (یک) سے بھی مخلوط صفاتِ عددی بنتی ہیں۔

مثلاً: یکیس بچے ہوئے۔ (کہانی چور شہزادی کی)

بیس، تیس وغیرہ کے ساتھ جب دو کا عدد جڑتا ہے تو (دو) کی جگہ (ب)، سنسکرت وی ادُ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

بتّیس لچھن میں جم جم (علی نامہ)

تیّس۔ دکھنی تیس کھڑی بولی تیس < سنسکرت ترّن شت۔

مثلاً: واں پوتیس ہزار آدمیاں جمع ہوے (بول چال)

چالیس۔ دکھنی چالیس۔ کھڑی بولی چالیس < پراکرت چتّالیس < سنسکرت چتوارن شت۔ دوسرے عددی الفاظ کے جوڑسے چالیس کی ابتدائی (چ) میں تلفظ کے لحاظ سے تبدیلی ہوتی ہے۔

مثلاً: لگا لگ اِسی دھات چالیس دن (قطب مشتری)

پچاس ۔ دکھنی پچاس، کھڑی بولی پچاس < پراکرت پنچاسا < سنسکرت پنچا شت

مثلاً: سبھی غرق ہو جا کے یاراں پچاس (قطب مشتری)

ساٹھ ۔ دکھنی ساٹ، کھڑی بولی ساٹھ < پراکرت سٹھ < سنسکرت سٹمٹس ٹی (مخلوط عدد میں ساٹ < سٹ)

مثلاً: تکڑے جو ہیں تن کے تین سو ساٹ (من لگن)

ستّر ۔ دکھنی ستر۔ کھڑی ستر < پراکرت سٹری < سنسکرت سپ تتی۔ چیٹرجی کے خیال کے مطابق (سپ تتی) کا آخری ت < ٹ < ڑ < ر ہوتا ہے۔

مثلاً: دنیا میں دس اخر کوں ستر (سب رس)

مخلوط اعداد کے جوڑسے ستّر کے مشروع (س) میں تلفظ کے اعتبار سے تبدیلی ہوتی ہے۔

پچھتّر نقش لکھ لایا نقّاش (پھول بن)

(پچھتر < پانچ + ستّر)

اسّی - دکھنی اسّی کھڑی بولی اسّی < پراکرت اسی اسی < سنسکرت اشی تی۔
کھڑی بولی کے اثر سے کہیں کہیں (اسّی) کا بھی استعمال ہوا ہے۔

مثلاً: ایک لک اسّی ہزار پیغمبراں (کلیات۔م۔ق۔ق)

نود ' نوّد۔ دکھنی میں (نوّے) کے لیے (نوَد) یا نوّد کا استعمال ہوتا ہے
(نود) کا ماخذ آگے کی طرح ہے۔ نوّد < سنسکرت نوتی۔ کھڑی بولی کے
نوّے کی مانند نود کا تعلق پراکرت نوے سے نہیں ہے۔ مرہٹی میں نوّد کا استعمال ہوتا ہے۔

ہجرت نوصد نود مان (ارشاد نامہ)

سو۔ سؤ < پراکرت سا < سنسکرت شت

مثلاً: اٹھ سو بار نھاویں (سکھ سہیلا)

کہیں کہیں سو کی جگہ فارسی صد کا استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً: اچھے رحمت انوں پنے صد ہزاراں (پھول بن)

سہس - بعض مقاموں پر سہس < سنسکرت سہسر کا استعمال ہوا ہے۔

سہس جیو اسوں نہ آوے ٹاک (ارشاد نامہ)

سہس برس کا ماکڈ دیکھو (سکھ سہیلا)

ہزار - عموماً سہسر کی جگہ فارسی ہزار کا استعمال ہوتا ہے۔

ایسے عالم چند ہزار (ارشاد نامہ)

اگر جیو ہر بال ہویں ہزار (ابراہیم نامہ)

لاک - لاکھ۔ لاک' لاکھ' لکھ < سنسکرت لکش

سو لکھ سال گا جے (کلیات م۔ق۔ق)

اگر لک امولک رتن جوت ہوئے (ابراہیم نامہ)

پل میں کئی لاک رتن (گلشن عشق)

...... فن کرے عقل لاکھ (گلشن عشق)

کر لاک ٹکڑے .... (کلیات شاہی)

کڈور - کڈور ← سنسکرت کوٹی ٹ ← ڈ

مثلاً: ہے کڈورن کیرا ہیرا (خوش نامہ)

(۳۵۴) **صفت عددی غیر معین** - کھڑی بولی اور دکھنی کے صفت عددی غیر معین میں کوئی فرق نہیں ہے۔

پاو - پاو ← سنسکرت پاد

ابھوں دیس جٹیا نہیں پاو گھڑی (سب رس)

آدھا - آدھا ← سنسکرت اردھک

پیشانی میں رکھیا آدھے چندر کوں (پھول بن)

پدنت میں کہیا توں آدھا ہے کی سارا (پھول بن)

پون - پون ← سنسکرت پادون

پون روپیہ خرچ کرکے چپ بیٹھ گئے نا (دل چال)

سوایا - مذکر سوایا - مونث سوائی ← سنسکرت سپادک

ہے جس میں فائدہ دیوڑی سوائی (پھول بن)

دیوڑا - مذکر دیوڑا - مونث دیوڑی ← پراکرت دیّ اڈھ ← سنسکرت دویردھ -

ہے جس میں فائدہ دیوڑی سوائی (پھول بن)

ساڑے - ظہار میں آدھا کے لیے ساڑے ← سنسکرت سارد ھ کا استعمال

کیا جاتا ہے۔

ساڑھے چار ہور ساڑھے پانچ ملائے تو دس ہوتے ہیں (بول چال)

ڈھائی ۔ ڈھائی، اڑھائی < پراکرت اڈہیو < سنسکرت اردھ تریتیہ۔

ڈھائی روپے کو پان سو پڑا (بول چال)

(۳۵۵) صفتِ عددی ترتیبی ۔ دکھنی میں عموماً ابتدائی جدید ہند آریائی سے آئی ہوئی صفات عددی ترتیبی میں استعمال ہوتی ہیں۔ ابتدا سے ہی فارسی صفاتِ عددی ترتیبی بھی استعمال ہوتی رہی ہیں۔

(۱) چار کی تعداد تک صفت عددی ترتیبی کی شکل مختلف رہتی ہے لیکن چار کے بعد چھ کو چھوڑ کر دوسرے عددی الفاظ کے ساتھ واں < سنسکرت تم جوڑتے ہیں۔

پہلا ۔ بیمز کے خیال کے بموجب سنسکرت پرتھم سے "پہلا" لفظ ماخوذ ہے اس کا مونث پہلی ہوتا ہے ۔

پہلی گھڑی سانتی کے مینہ (کلیات ۔ م ۔ ق ۔ ق)

بول چال کی دکھنی میں ادا کے تغیر کے سبب پہلا ، پئیلا کا استعمال ہوتا ہے قدیم دکھنی میں بھی یہ شکل پائی جاتی ہے ۔

پئیلا تن واجب الوجود ۔ (معراج العاشقین)

نکو کچ تقسیم پیئلے لاگ (ارشاد نامہ)

دوسرا ۔ بیمز کی رائے کے مطابق سنسکرت دیو + سرت دوسرا لفظ ماخوذ ہوا[1] قصر کے رجحان کے سبب (دُسرا) لفظ کا استعمال بھی ہوتا ہے

[1] بیمز ۔ کمپریٹیو گرامر آف آرین لنگویجس، حصہ دوم ۱۴۷ صفحہ ۱۴۲

دوسرے عادل .... ۔ (من لگن)

تا ایک کوں دوسرا تبولے (من لگن)

دوسری گھڑی چادر اوڑے ہے (کلیات۔ م۔ ق۔ ق)

دوجا۔ دکھنی میں (دوسرا) کے ساتھ دوجا ح سنسکرت دیوتیے صفت بھی استعمال ہوتی ہے۔ ہندی سے متعلق کچھ بولیوں میں "دوجا" کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے۔

مثلاً: دوجا حسن المجتبیٰ (کلیات شاہی)

تیسرا۔ دکھنی تیسرا کھڑی بولی تیسرا سنسکرت تری + سرت۔

مثلاً: تیسری گھڑی باندھے پریم کی گل سری (کلیات م۔ ق۔ ق)

تیسرا کے ساتھ تیجا ح سنسکرت ترتیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

تیجا حسین مقتدی ۔ ۔ ۔ (کلیات شاہی)

چوتھا۔ چوتھا ح پراکرت چاتھیہ ح سنسکرت چترتھ۔

چوتھے ہیں علی ۔ ۔ ۔ ...... (من لگن)

چوتھا رہے وصفیاں میں دھنی کے (من لگن)

چوتھی گھڑی چوکاں رچے ..... (کلیات۔ م۔ ق۔ ق)

پانچواں۔ سنسکرت پنچ تم > پانچواں۔

جو لگوں پانچویں آکاس پے دستا ہے میں کال (کلیات شاہی)

پانچویں گھڑی پانچوں رنگاں ... (کلیات م۔ ق۔ ق)

چھٹا۔ چھٹا۔ سنسکرت ششٹھ > چھٹا چھٹا۔

چھٹی گھڑی چھانی اُپر (کلیات م۔ق ق)

ساتواں - سپت تم > ساتواں، مونث ساتویں۔

ساتویں گھڑی ساتوں سکیاں........ (کلیات م۔ق۔ق)

آٹھواں - سنسکرت اشٹ تم > آٹھواں۔ مونث آٹھویں۔

آٹھویں گھڑی چھنداں سیتیں (کلیات۔م۔ق۔ق)

نواں - سنسکرت نوتم > نواں، نوّاں۔

نوّاں آدمی گھوڑے پو بیٹھا (بول چال)

دسواں - سنسکرت دشَ تم > دسواں۔

دسواں باب سفر کا۔

بارواں - بارہ + تم > واں

اُنے یہاں یو بارویں صدی ہے (من لگن)

چودواں - چودہ + تم > واں مونث، چودویں۔

وُ چوڈویں رات کی چندر تھی (من لگن)

(۳۵۶) بعض مصنفین نے ہندی صفت عددی ترتیبی کے علاوہ فارسی کے صفت عدد ترتیبی کا بھی استعمال کیا ہے۔

اوّل - اول - ہندی (پہلا) کی بہ نسبت فارسی (اوّل) کا زیادہ استعمال ہوتا ہے۔

اوّل علی المرتضیٰ (کلیات شاہی)

اوّل کچھ نہ تھا . . . . . (نجات نامہ)

دویم ۔ دُوم ۔ دویم سخاوت اچھے دل کا۔ . . (معراج العاشقین)

اور کبت لبسر کے دُوم (ارشاد نامہ)

سویم ۔ سوبم ۔ عمل اچھ دانائی کا...... (معراج العاشقین)

چہارم ۔ چارم ۔ چہائم مُرید کے ... (معراج العاشقین)

کُلّ امام چارمی .... (کلیات شاہی)

پنچم ۔ پنچم مرید کے مال سوں . . . . (معراج العاشقین)

ششم ۔ ششم عقل اچھے .. . (معراج العاشقین)

ہفتم ۔ ہفتم شجاعت اچھے ... (معراج العاشقین)

ہشتم ۔ ہشتم یاد میں رہنا . . . (معراج العاشقین)

نہم ۔ نہہ ہم ۔ نہم حال پر حال ہوئے (معراج العاشقین)

دہم ۔ دہم سولو جا کا مالک (معراج العاشقین)

(۳۵۷) **صفتِ عددی اضعافی** ۔

سنسکرت گُنک ، گُنا، گُن ، گُن کے جوڑ سے صفاتِ عددی اضعافی بنائی جاتی ہیں۔ نَ ، ل ، نَ کے باہمی تغیّر کے سبب (گُن) کی جگہ دگل کا بھی استعمال ہوتا ہے۔

دُگن ۔ کوریا دگن نامور نیک بخت (گلشنِ عشق)

پینا درد میرا دُگن ہے اُس ستے (من لگن)

دُگل ۔ اچھے امرت تے ہیرا حوض یو سمدور نے دُگل (کلیات م۔ق۔ق)

دکھانے نور اپس کا کیا ہے دلیس دُگل (کلیات شاہی)

تِنہ گُن - دُگُن تِرگُن اس کانوں واں پاے گا (قطب مشتری)

(۳۵۰) صفتِ عددی کے بارے میں کچھ قابلِ ذکر حقائق کا اظہار۔

(۱) + ایک - صفتِ عددی کے ساتھ (ایک) کا لفظ جوڑتے ہیں۔ کسی عدد کے ساتھ (ایک) کا لفظ جڑنے سے اُس عدد کا تقریباً کچھ کم اور کچھ زیادہ کا علم ہوتا ہے۔

اکن یوں دیا بارکیتیک (ارشادنامہ) (کیتیک = کتی + ایک)

بھول پڑے تج بھوتیک اتگ (ارشادنامہ) (بہت + اک = بھوتیک)

(۲) غیر متعین عدد کو ظاہر کرنے کے لیے ایک ساتھ دو صفاتِ عددی کا استعمال کیا جاتا ہے۔

مثلاً: تالاب کنٹے کے پاس دس بیس گھر بھوئیوں کے ہیں (لوا جال)

(۳) صفتِ عددی مجموعی بنانے کے لیے عدد والے لفظ کے آخر میں "اوں" جوڑتے ہیں سنسکرت میں صفت کے ساتھ موصوف کی جنس اور تعداد کا استعمال ہوتا ہے حالتِ اضعافی کے عام اصل ہے " اوں " کی۔

بعض لفظوں میں اُنسوار کے بغیر (او) کا بھی استعمال ہوتا ہے۔ لبعض جگہ لہریے کی شکل میں (ٶ) یا (ۇ) کا استعمال ہوا ہے:۔

سو دونوں عالم . . . (معراج العاشقین)

پکڑ رات دن ہاتھ دوتوں پھرے (ابراہیم نامہ)

اور لیو دو نھوں دھاتوں کھول (ارشادنامہ)

تینوں عالم کوں خبر دیو (معراج العاشقین)

تینوں باتوں پر بھی شاد (ارشاد نامہ)

جے من بھاوے چاروں دھیر (ارشاد نامہ)

...... تیرے چاروں گھر (ارشاد نامہ)

واں کے بٹیاں چھیوں شہزادوں کوں .. (کہانی اندر پاشازادی کی)

جب ساتوں بیٹے بڑے ہوئے (کہانی اندر پاشازادی کی)

(۴) صفتِ عددی معین کے ساتھ حالتِ اضافی کی علامت لگا کر اُسی عدد کو دُہرایا جاتا ہے اس کو صفتِ عددی مجموعی کہتے ہیں۔

بیس کے بیس پریاں میرے کو کھلا ڈالی (کہانی نوسر ہار کی)

چھے کے چھے تاٹ کے کپڑے پہن لیاں (کہانی اندر پاشازادی کی)

(۵) بعض الفاظ صفت عددی یا صفتِ مقداری کی صورتوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

سارا - پرت میں کیا توں آدھا ہے کہ سارا

کئی - کئی - ہندی کئی د سنسکرت کتی۔

شاہ و گدا کئی نیا ... (کلیات شاہی)

کل (عربی/فارسی) اشیا و رح کا کل حصہ (ارشاد نامہ)

جملہ (عربی/فارسی) واں سب جملہ ارواح ایک (ارشاد نامہ)

بھو - بھو د سنسکرت بہو

مثلاً: یوں ہے اگن بھو پرکار (ارشاد نامہ)

بھوت - بھوت، ہندی بہت، د سنسکرت بہو۔

مثلاً: بہو صفت بھوت

بھتیرا - بھوت، ہندی بہت + ایرا ← گیرا

اور فارسی بھوتیرا . . . (خوش نامہ)

گھنا - گھنا ← سنسکرت گھن۔

مثلاً: پہن پئن لیاوے بول گھنے

چند - (عربی ۷ فارسی) - ایسے عالم چند ہزار (ارشاد نامہ)

(۳۵۹) (آ) پر ختم ہونے والی صفات کے علاوہ دوسری صفات موصوف کی جنس اور تعداد سے متاثر نہیں ہوتیں۔ قدیم دکھنی میں کچھ مثالیں ایسی ملتی ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ صفتوں میں موصوف کی جنس اور تعداد کا اثر پڑتا تھا، ایسا استعمال استثنائی صورت ہی میں ملتا ہے۔

سدعن کی منکیاں انچیاں و ننکیاں۔

لگیاں پاتنے پلانے کنز کدارا (کلیات شاہی)

لگیا کھانے کوں جھوٹے سب نو لیلیاں۔

اچھ پلیاں بالیاں . . . . (کلیات - م - ق - ق)

(اچھپلی ← اچپلا ← اچپلی ← اچپلیاں جمع۔ بالی ← بالا۔ جمع بالیاں)

پنجابی میں موصوف کی جنس اور تعداد کے بموجب صفت کی جنس اور تعداد اثر پذیر ہوتی ہے

ہندی - یہ بات بھلی نہیں (واحد)

یہ باتیں بھلی نہیں (جمع)

پنجابی - ایسے گل چنگی نہیں (واحد)

ایسے گلاں چنگیاں نہیں (جمع)

دکھنی میں اس طرح کا استعمال پنجابی کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔ قدیم ہندی نثر میں استثنائی صورت میں اس قسم کا استعمال ملتا ہے۔ ہندی کے مانند اردو کے قدیمی شعرا نے کہیں کہیں استثنائی صورت میں صفتوں کا استعمال موصوف کی جنس اور تعداد کے مطابق کیا ہے۔

سودا - دیوانہ ہو گیا تو آخر ریختہ پڑھ پڑھ۔

نہ میں کہتا تھا اے ظالم کہ یہ باتیں نہیں بھلیاں[1]۔

انشا نے ہندی میں صفتوں کا استعمال کرتے وقت حسب ذیل جملے لکھے ہیں۔

"ان سبھی پر کچھ کچھ کنچنیاں، رام جنیاں ڈھیڑی ہوئی اپنے کرتبوں میں ناچتی، گاتی، بجاتی، کودتی، پھاندتی، دھومیں مچاتیاں، انگڑائیاں جمھائیاں انگلیاں نچاتیاں ڈھلی پڑتیاں تھیں[2]۔

فعل

(۳۶۰) **مادّے** - آج کل کی ادبی ہندی کی بہ نسبت اُس سے متعلق بولیاں اور ذیلی زبانیں (مادّے) کے اعتبار سے بہت مالا مال ہیں۔ قدیم ہندی میں

[1] محمود شیرانی - پنجاب میں اردو - ص ۶۰

[2] انشاء اللہ خاں انشا - رانی کیتکی۔

راست مادّے سے بنے ہوے۔ فعل کے کلموں کا استعمال زیادہ ہوتا تھا
رفتہ رفتہ فعل کے کلموں میں شبہ فعلی لفظوں کے ساتھ امدادی افعال کا استعمال
بڑھا۔ اِن دنوں ادبی زبان میں اسموں سے زیادہ کام لیا جاتا ہے فعل کے
اظہار کے لیے مادّے یا اسمِ مصدر کا استعمال زیادہ پایا جاتا ہے۔ بولیوں میں
آج بھی ایسے جملے ملتے ہیں۔

(۱) میرا سر پڑاتا ہے۔
(۲) گوالا گائے دُھتا ہے۔
(۳) وہ اُس سے تپیاتا ہے۔

ادبی ہندی میں اِن تینوں جملوں کا استعمال اِس طرح کیا جائے گا۔

(۱) میرے سر میں درد ہے
(۲) گوالا گائے کا دودھ نکالتا ہے۔
(۳) وہ اُس سے بات کرتا ہے۔

ادبی دکھنی اور بول چال کی دکھنی کے فعل کے کلموں میں مادّوں کا استعمال
کثرت سے ہوا ہے۔ ضمیمہ (۱) میں دکھنی مادّوں کی فہرست دی گئی ہے۔ اس
فہرست سے واضح ہوتا ہے کہ ابتدائی زمانے ہی سے دکھنی مادّوں کے نقطۂ نظر
سے دکھنی سرمایہ دار زبان رہی ہے۔ اس کے زیادہ تر مادّے سنسکرت سے
تعلق رکھتے ہیں جو وسطی ہند آریائی اور ابتدائی جدید ہند آریائی کے تغیرات
کو قبول کرتے ہوے اس تک پہنچے۔ بعض مادّے دکھنی نے دوسری زبانوں
سے لیے ہیں۔ مادّوں، امدادی فعل، زمانہ، تعداد اور ضمیر شخصی سے متعلق لاحقے

دکھنی اور کھڑی بولی میں یکساں ہیں۔

مجرّد مادّہ۔

(۳۶۱) کھڑی بولی کے مانند ابتدائی جدید ہند آریائی سے آئے ہوئے دکھنی کے مادّوں کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (۱) مجرّد مادّہ (۲) مرکّب مادّہ۔
مجرّد مادّہ اصل شکل میں یا کچھ آوازوں کے تغیّر کے ساتھ سنسکرت کے مادّوں سے تعلق رکھتا ہے۔ مرکّب مادّہ لفظ اور لاحقے کے جوڑ سے بنتا ہے۔

مجرد مادّوں کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

گھٹ = سنسکرت گھٹ۔

عقل کا جس گھٹ منے پورا چھپے گا گھٹا (کلیات شاہی)

دھاو = سنسکرت دھاو۔

جے من دھاوے چار و دھیر (ارشاد نامہ)

پینا - پینا، سنسکرت پا۔

حضرت دودھ پینے (معراج العاشقین)

پڑھ - سنسکرت پٹ۔

جیو کا بیج پڑایا ہوں (معراج العاشقین)

دس - سنسکرت درش۔

دسے سپورن ہر ایک بھانت (ارشاد نامہ)

چھٹ - سنسکرت چھُٹ۔

تہنے تج چھٹے (گلشن عشق)

پاڑ > سنسکرت پت

ہر یک دل بیں پاڑیا ہے کئی بھانت شور (گلشن عشق)

پاڑے تو ہے یک اپنے منے بیچ (من لگن)

بیش > سنسکرت وِش۔

لیلیٰ کے آدل میں بیش (گلشن عشق)

نہ کیوں بیٹھیں یکس تے ایک لگ لگ (پھول بن)

پھٹ > سنسکرت سپھٹ

کئی پو پھٹے (گلشن عشق)

ڈپھٹتے تھے ہو کر پھولوں کے چانٹے (پھول بن)

پرکھ > سنسکرت پری + اِکش

پرکھنے کوں لذت کسوٹی کیا (گلشن عشق)

سہم > سنسکرت شنکہ۔

سہی نھن پنے میں کمالات تجھے (گلشن عشق)

موچ > سنسکرت مِش۔

دندی دیکھ تجھ مکھ انکھیاں موچتا (علی نامہ)

لھ > سنسکرت لبھ۔

ایسا سادھو بھاگ ملے تو۔ ... (سکھ سہیلا)

مرکب مادہ۔

(۳۶۳) مرکب مادہ کی تین قسمیں ہیں (۱) اشتقاقی مادہ (۲) فرعی مادہ (۳) مرکب مادہ

(۱) کسی لفظ کے ساتھ لاحقے کو جوڑ کر یا اصل آواز میں تغیر کر کے جو مادہ بنتا ہے اُسے اشتقاقی کہتے ہیں۔

(۲) جب اسم مادے کی شکل میں استعمال ہوتا ہے تو اُسے فرعی مادہ کہتے ہیں۔

(۳) خاص مادہ کے ساتھ سنسکرت شبہ فعلی کی ملاوٹ سے مرکب مادہ بنتا ہے۔

دکھنی میں اِن تینوں کی مثالیں حسب ذیل ہیں: —

اشتقاقی مادہ۔

جوڑ ← سنسکرت جُٹ سے ماخوذ، اسم فاعل، متعدی۔

تو توں فکر ایسی جوڑ (ارشاد نامہ)

بہتر جو پرت پیا سوں جوڑ (من لگن)

کِھلانا ← کھیلنے کا متعدی۔ کھیل ← سنسکرت کریڑ۔

سفلی کھیل کِھلائے دام (خوش نامہ)

فرعی مادہ۔

جوہ = (اسم جوتشی) ← پراکرت جوائے اہی یا جوآ ای

بن روپ چند اُکون جوے (ارشاد نامہ)

بھوگ = (اسم۔ بھوگ) سب تو وہی بھوگے خاص (ارشاد نامہ)

ناند = (اسم۔ ناد) سب میں ناندوں میں ہوں ایک (ارشاد نامہ)

اندیش ← اسم اندیشہ (ع یا فارسی)

لگیا اندیشنے لاکل کوں بات (چہ ل بن)

تاج = اسم - تاج (عربی، فارسی)

کہ حضرت بی بی ہیں ببیاں سپس تاجے (کلیات - م - ق - ق)

اُپس = اسم - اُپا سنا۔

جیوں وجہی عاشق ... اُپنتا ہے (سب رس)

ران = اسم - راٹھا۔

وہی عدل سوں ملک کوں رانتا (ابراہیم نامہ)

پیگ = اسم - پینگ۔

زلفاں کے پینگ میانے نیہ سوں پنگاتی منج کوں (کلیات - م - ق - ق)

مرکب مادہ

پھونک = سنسکرت پھوت + کرت، پراکرت پھکے ای، پھکی۔

پھونکیا بال بال اس میں کیسا پون (علی نامہ)

چونک = سنسکرت چیو + کرت، پراکرت چکی۔

نت چلک بو چوک کے تجھے سو چکھ سب توں چکایا ہے (کلیات شاہی)

تھک = سنسکرت ستمبھ + کرت، پراکرت تھکی۔

پار کھی تھکے یو اہل نظر (گلشن عشق)

سلک (سرک) سنسکرت سر + کرت، پراکرت سرکیی، سرکی۔

مجھی کے جلد سلکنے کوں (کلیات شاہی)

جھلک = سنسکرت جھلا + کرت، پراکرت جھلکیی، جھلکی۔

پیو سور سا جھلکتا (کلیات شاہی)

(۳۶۳) جن مادوں کا تعلق سنسکرت سے ہے، اُن میں سے بیشتر پر سنسکرت کے زمانۂ حال کی شکل کا اثر ہے۔ سنسکرت کے مادّے دس مدارج میں منقسم ہیں اور ہر ایک درجے میں لاحقہ وغیرہ کے باعث مادہ مختلف قسم کی شکل اختیار کرتا ہے۔ پراکرت کے زمانے میں اس طرح کا اختلاف بہت کچھ ختم ہوچکا تھا تمام درجوں کے مادّے یکساں طور پر مستعمل ہونے لگے تھے۔ درجے کی حالت کی خاص شکل غائب ہوگئی۔ ہندی میں مادّے کی جو زمانۂ حال کی شکل قبول کی گئی وہ چھٹے درجے سے ملتی جلتی ہے[1]

(۳۶۴) دکھنی میں ابتدائی زمانے ہی سے پنجابی کے بعض مادّے استعمال ہوتے رہے ہیں۔ ہندی سے متعلق بولیوں میں ان کا استعمال نہیں پایا جاتا۔ ان کا تعلق قدیم ہند آریائی زبان کے مادّوں سے رہا ہے۔

(۱) √ آکھ (پنجابی) = کہنا، بتانا، بیان کرنا۔ پوچھتا، آکھیا۔ گجراتی آکھنؤ = کہنا۔ دکھنی √ آکھنا = √ پوچھنا کہنا۔

مثلاً۔ تب آکھے اُس کی بود (ارشاد نامہ)

اُس ہے "میں" "نہیں" یں بھید آکھیا (من لگن)

(۲) آپڑ (پنجابی) √ پہنچنا سنسکرت آ + پراپنؔ۔

نا یہاں اپڑے کچھ شُد بود (ارشاد نامہ)

(۳) √ لوڑ (پنجابی) ضرورت پڑنا۔ دکھنی لوڑنا، لوڑنا، خواہش ہونا۔ ضرورت پڑنا، چاہنا۔

۱۔ ہارن لی۔ ہندی دھاتو سنگرہ۔

اب تج لوڑے بچھان خدا (ارشاد نامہ)

نا منج لوڑے پاٹ پیتمبر (خوش نامہ) نا منج لوڑے پلنگ نہالی (=)

جو کچھ لوڑے سوہی کر (ارشاد نامہ)

(۴) سٹ (دکھنی) = ڈال' پنجابی سِٹ = ڈال' چھوڑ۔ پنجابی میں سِٹ مادہ امدادی فعل کی شکل میں استعمال ہوتا ہے' لیکن دکھنی میں اس کا استعمال مستقل فعل ہی کی صورت میں ہوتا ہے

پن پاپ سٹ دیجیے۔ ۔ (خوش نامہ)

گستاخی سوں سٹتے ہیں بھوت ناداں یتی (کلیات م-ق-ق)

سخن کا سب توں عالم میں اوازہ (پھول بن)

سٹے وو جو اپنے کرم کی جو چھاون (گلشنِ عشق)

بعض مادے ہندی اور پنجابی میں یکساں طور پر استعمال ہوتے ہیں' لیکن دونوں زبانوں کی آوازوں کے اثرات اُن پر دکھائی دیتے ہیں۔ دکھنی نے اس طرح کے کچھ مادوں میں پنجابی کی تقلید کی ہے ہندی اور پنجابی میں کچھ مادے یکساں ہیں' لیکن محاوروں میں اُن کے معنی مختلف ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر √ ڈ مادہ' ہندی میں بچھو کے ساتھ اور √ کاٹ اور √ ڈس سانپ کے ساتھ۔ پنجابی میں سانپ کے ڈسنے کے لیے بھی √ ڈ کا استعمال ہوتا ہے۔

بھجنگ تِس میں بے طاقتی کا لڈیا (گلشنِ عشق)

(۲۶۵) مرہٹی اور گجراتی کے کچھ مادے دکھنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ √ ڈِس =

مرھٹی دِس ئیں = دکھائی دینا۔

دِسے سیوُرن ہر ایک دھات (ارشاد نامہ)

داٹ = گجراتی ۷ داٹ دَن = گڑھے کی مٹّی سے بھرنا' گاڑنا' دفناتا۔

مثالیں:- جو سورات آکے اُس کے دل داٹی (پھول بن)

۷ کنچون = گجراتی' دل دکھاتا۔ غیر مطمئن کرنا۔

اجل کنچوا بیٹھی جا پھرا موں (پھول بن)

(۳۶۶) ہندی سے متعلق بولیوں اور دیلی زبانوں میں مروجہ مادے ادبی دکھنی میں رائج ہیں۔ ادبی ہندی میں ان مادّوں کا استعمال اکثر نہیں ہوتا۔

چانٹ۔ لگے سٹنے گلے چنگل سیتی چانپ (پھول بن)

بھور۔ بھوراتا۔ نوازش سوں پریاں کوں پھر کو بھورائے (پھول بن)

پیکھ۔ یو بڑا ایک پیکھنا ہے (سب رس)

بلج۔ عشاق سوں بلجے ہیں تیرے لٹ کے سرک دام (کلیات۔م۔ق۔ق)

بیٹھ بیٹھانا۔ گرم ہو پیٹھائے اپس ہے پرنگ (کلیات شاہی)

نہہ۔ نہاتا۔ معشوق کے حسن کوں نما تیچ نمئیں (سب رس)

بھرک بھرکانا۔ پاتشاہ بیلدی ایک پڑی بھرکایا (= کہانی اندر پاتشازادی کی)

پچھیج۔ جاوے سدا جیا پچھیج .... (کلیات شاہی)

(۳۶۷)۔ دکھنی میں کچھ مادّے خاص طور پر استعمال ہوتے ہیں چند مثالیں:-

۷ تھاٹ = بھاگ یہودیاں کا لشکر منگیا نھاٹنے (کلیات شاہی)

پادشاہاں کوں نھاٹنے کا نیں پھبتا دل (سب رس)

سنپڑ۔ سنپڑانا سو بوں سنپڑالیا منج کوں پیارا (کلیات۔م۔ق۔ق)
لپڑ لپڑنا = لوٹنا لگی لڑنے کوں غم کی اگ چھری یوں (پھول بن)
ڈ ڈنا = ڈگنا ڈھلتا جدھر منڈی ڈُنی اُدھر سب کوئی (سب رس)
ڈھنپ، ڈھانپیا ڈھکنا بڑا سار کا دھڑ زمیں کوں لے ڈھانپ (قطب مشتری)
پلانا۔پکارنا۔چلانا اتم ڈمنیاں مل پلانے لگیاں (قطب مشتری)
بیٹیا دو کریلا کو آگائے (کہانی اشرفیوں کی مالا)
کچوڑ۔کچوانا بدنامی تے عشق میں کچوانا خامی ہے (سب رس)
(۳۶۸) صوتی مادوں کا استعمال دکھنی میں کثرت سے ہوتا ہے :۔
دھڑ دھڑ ۔ سُن حیدری نعرے کوں نج منگل کے مستک دھڑ دھڑے
(کلیات شاہی)
ہڑ بڑ کفار جگ کے ہڑ بڑے (کلیات شاہی)
ٹٹک سکی نال دے منج ٹٹکنی گھڑی (کلیات۔م۔ق۔ق)
چرمر۔چرمرانا یک نوی عارس سری کی چرمرا کہ شرم سے (خطیب)
(۳۶۹) دکھنی کے بعض مادے عربی / فارسی کے اسما یا مادوں سے تعلق رکھتے ہیں۔اس طرح کے مادوں کی تعداد کم ہے عربی / فارسی کے اسما اور مادوں کا استعمال دو طرح سے ہوتا ہے۔
(۱) عربی فارسی اسما یا مادوں کی شکلوں کے ساتھ راست ہندی کے زمانے اور ضمیر شخصی کے لاحقے جوڑے جاتے ہیں ۔
(۲) عربی فارسی کے اسموں یا مادوں کی شکلوں کو استعمال کرتے وقت

ہندی کے امدادی فعل جوڑتے ہیں۔ اصل فعل صفت کے مانند دکھائی دیتے ہیں۔ زمانے اور ضمیر شخصی کے لاحقے امدادی فعلوں کے ساتھ جوڑے جاتے ہیں۔ مثالیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) اصل فعل کی صورت میں :—

نواز - پیچھے کسی نوازنے پر آئے تو . . . . . (سب رس)

خم تجھے سو پھول ڈالیاں . . . . . (پھول بن)

ننگ بھوتاں کوں ننگایا ہے . . (سب رس)

قبول نا ایک کوں دوسرا قبولے (من لگن)

لرز یک جھوٹ موں دو جہاں لرزتا (من لگن)

(۲) امدادی فعل کے ساتھ

پیدا ہونا - نکتہ پیدا ادیک ہوا (ارشاد نامہ)

تاب لانا - ترے جلے کوں ڈونگر تاب کیوں لائے (کلیات - م - ق - ق)

آزار پانا - دیے کس تے نہ کوئی پاتا ہے آزار (پھول بن)

رضا لینا . . . رضا لے بھار آیا (پھول بن)

(۳۷۰) فعل کی معمولی شکل (مصدر)

مصدر بنانے کے لیے دکھنی میں کھڑی بولی کی طرح عموماً مادّے کے ساتھ (نا) جوڑتے ہیں اس (نا) کا تعلق سنسکرت (ان) سے ہے پنجابی میں (نا) کی جگہ (نان) کا استعمال ہوتا ہے۔ جو سنسکرت کے غیر جنس فاعلی اور مفعولی حالتوں کے واحد (انم) کی تغیری شکل ہے۔ دکھنی میں مخنون

(نا) کا استعمال نہیں پایا جاتا۔ قدیم ہندی اور پنجابی میں (نا) کی بجائے (ن)
کے میل سے بھی مصدر بنایا جاتا ہے۔ یہ صورت سنسکرت (ان) کے قریب تر
ہے۔ قدیم دکھنی میں بھی یہ شکل ملتی ہے۔ شبہ فعل حال کے لاحقہ ت ۔ تا کے
جوڑ سے بھی مصدر بنتا ہے۔ مصدر کا استعمال اسم مصدر کے لیے ہوتا ہے۔ کئی
موقعوں پر اسم مصدر علامتِ حالت کے بغیر ہی حالتِ مفعول ثانی میں
استعمال ہوتا ہے۔

نا ۔ جانا نہیں کدھر (ارشاد نامہ)

۔ سوتے شوق کوں پھر اُچھائے تھپک (گلشن عشق)

لگی پہنچنے کوں دین درد تھے دیس انگے (کلیات شاہی)

نَ ۔ چلن میں ڈگمگے چھن چھن (کلیات ۔ م ۔ ق ۔ ق)

دیکھن منے کے جب آئی (من لگن)

تَ ۔ کیوں کرا و کتاب پڑت آوے (من لگن)

فعلِ متعدی

(۳۷۱) کھڑی بولی میں عموماً پہلا فعل متعدی بناتے وقت مادے کے آخر میں
(آ) اور دوسرے فعلِ متعدی میں مادے کے ساتھ (وا) جوڑتے ہیں۔ بعض
فعلوں کی متعدی کی پہلی صورت نہیں ہوتی۔ ایک مصمتے والے مادے کے
ساتھ متعدی المتعدی بنانے کے لیے (لَ) لگاتے ہیں جن ایک سے زیادہ
مصمتے والے مادوں کے آخر میں ہائیہ مصمتہ رہتا ہے، اُن کے آخر میں (لَ)
جوڑ کر متعدی المتعدی بنایا جاتا ہے[1]۔ دکھنی میں کھڑی بولی کے مانند

[1]۔ کیلاگ ۔ گرامر آف ہندی لانگویج ۱۲۱۴ ص ۲۵۳

متعدی کی پہلی صورت میں (آ) متعدی المتعدی کی دوسری صورت میں (وا) لگاتے ہیں۔ فعل متعدی (وا) اور (لا) کے بارے میں کیلاگ کا خیال ہے کہ سنسکرت میں متعدی (آیَ) لاحقہ کے علاوہ کچھ مصوتے کے خاتمے والے مادوں کے ساتھ (پَ) کا بھی میل ہوتا ہے۔ پراکرت میں متعدی المتعدی (آ یَ) (اے) میں تبدیل ہوتا ہے۔ آخری (آ) کو طویل بنا کر (پَ) لاحقہ استعمال ہوا۔ آگے چل کر یہ (پَ) وا وسے بدل گیا۔ سنسکرت کا دیپے > پراکرت کا دے کراپے > ہندی کرادے، کرا گڑھوا ای کرو۔ بھگاتا کے پہلے متعدی کی شکل بھگونا ہیں (ا و) آو کا تغیر ہے۔ متعدی (لا) یا (لَ) کا تعلق سنسکرت لَ (= یا لن) سے ہے۔ متعدی بناتے وقت پہلے مصمتے کی طویل آواز کو قصیر اور (اے) کو (ای) اور (او) کو (اُ) بناتے ہیں۔

متعدی کی پہلی صورت۔ آ

مغروری کی شہوت کوں غیر جاگا نہ دوڑانا سو۔

(معراج العاشقین) (دوڑنا۔ دوڑانا)

اُن پانچاں خواص کوں یک جاگا ملاتا (معراج العاشقین) (ملنا۔ ملانا)

سرفراز کرکوں بھیجا دوں (معراج العاشقین) (بھیجنا۔ بھجانا)

متعدی کی دوسری صورت۔ وا

اس کا معنا ستر ہزار پردے سیر کر لوائے (معراج العاشقین) (لینا۔ لوانا)

اب کیا تو پھر ہیں آپ گنوائے (ارشاد نامہ) (گنا۔ گنانا، گنوانا)

خالی کیسے ناویں کھوا ے (ارشادنامہ)

(کھنا < کہنا = کھوانا < کہوانا)

متعدی کی پہلی صورت ل

جل کا کاڑا کر کو پیلانا (معراج العاشقین) پینا (پیلانا۔ پلوانا)

ہور عالم کو دیکھلا (معراج العاشقین) (دکھانا۔ دیکھلانا)

صباحی راگ گا کر منج صبا کے تحت بِسلا و (کلیات۔م۔ق۔ق)

(بیٹھنا، بِسلانا)

فعل کا قرینہ

(۳۷۲) فعل کے قرینے کے لحاظ سے دکھنی، کھڑی بولی سے الگ ہے۔ کھڑی بولی میں فاعل، مفعول اور کیفیت کے اعتبار سے فعل کی صورت میں تبدیلی ہوتی ہے۔ فعلِ معروف میں فعل، فاعل کی جنس اور تعداد کو قبول کرتا ہے اور فعل مجہول میں مفعول کے مطابق فعل کا استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی میں عام طور پر فاعل کے مطابق فعل کی صورت رہتی ہے۔ مفعول کی جنس اور تعداد کا اثر فعل پہ نہیں پڑتا۔ اس بارے میں دکھنی، مغربی ہندی کی بہ نسبت مشرقی بولیوں کے زیادہ قریب ہے۔ کھڑی بولی کے اثر سے دکھنی میں کچھ لوگ فعل متعدی کا بھی استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہ ایک استثنائی صورت ہے مثالیں نیچے کی طرح ہیں:-

(خدا) عالم ناسوت کوں معجزۂ افضل بتاے (معراج العاشقین)

حضرت دودھ پیے (معراج العاشقین)

تم نے دودھ پیے سو خوب پیے (معراج العاشقین)

سو برس کی گھونس پرانی جنم گنوائی کھود
کوڑا کس پٹ انبار کیتی مانک نا لیتی گود } (سکھ سہیلا)

سنی سخن جب وُ اٹھی تڑق کہی کروں گی اِتا پکارا (کلیات شاہی)

اسی تھے کوائی رین نے موہن (کلیات شاہی)

مجھ کوں وہی تھپک سُلائی (من لگن)

کُہک کوئیل بسنت کے راگ گائی (کلیات م-ق-ق)

رکھا اِس سطر میں کئی لاکھ معنے (پھول بن)

عاقلاں نے عقل دوڑاے (سب رس)

امدادی فعل

(۳۷۳) ہندی کے زمانے کی بناوٹ میں شبہ فعل کی شکلوں اور امدادی فعلوں سے مدد لی جاتی ہے۔ جدید ہند آریائی زبانوں میں خاص خاص امدادی فعلوں کی صورت میں سنسکرت √ اس، √ بھو، √ ستھا سے ماخوذ صورتوں کا استعمال ہوتا ہے۔ ان تینوں فعلوں کے علاوہ ایک چوتھا فعل √ اچھ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں تک کھڑی بولی کا تعلق ہے۔ اس میں √ اچھ کا استعمال نہیں ہوتا۔ حال میں √ اُس، سے ماخوذ (۵) کا استعمال ہوتا ہے۔ ماضی اور مستقبل میں استعمال ہونے والے √ ہو کی

مختلف صورتوں کا تعلق سنسکرت ✓ بھو سے اور (تھا) کا رشتہ سنسکرت ✓ ستھا سے ہے۔ دکھنی میں ان تینوں کا استعمال ملتا ہے، لیکن ساتھ ہی ✓ اچھ مادہ بھی استعمال ہوتا ہے ✓ اچھ کے بارے میں ہارن لی کا خیال ہے کہ یہ سنسکرت (اس) مادے کا بدلا ہوا روپ ہے[1] لیکن ڈاکٹر چیٹرجی اس سے متفق نہیں ہیں۔[2]

ہم اس بات سے بھی واقف ہیں کہ راجستھانی سے متعلق کچھ بولیوں میں ✓ س > ✓ سنسکرت اس رائج ہے۔ مرھٹی میں بھی (اس) کا استعمال ہوتا ہے (س) کا (چھ) میں تبدیل ہونا ممکن نہیں ہے۔ چیٹرجی (اچھ) کے مشتق کی نسبت قیاس کرتے ہیں کہ یہ مادہ۔ ہند آریائی زبانوں میں موجود تھا۔ ویدوں میں اچھ کا استعمال نہیں ملتا۔ یہ ممکن ہے کہ اُن دنوں بعض بولیوں میں اس مادے کا چلن رہا ہے۔ ✓ آچھ و ✓ اچھ ✓ چھ کا تعلق اسی (اچھ) سے ہے۔ وررُوچی نے (اس) کے (اچھ) میں تبدیل ہونے کا ذکر کیا ہے[3] چیٹرجی کا خیال ہے کہ وررُوچی کے اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پراکرت میں (اس) کے ساتھ ساتھ (اچھ) کا بھی استعمال ہوتا تھا۔ سنسکرت میں (اچھ) کا استعمال نہیں ملتا، مگر پراکرت میں اس مادے کا استعمال بہت ہوا ہے[4]

[1] ہارن لی۔ کمپریٹو گرامر آف گوڈین لنگویجس ۱۸۸۰ء ص ۳۶۶

[2] چیٹرجی۔ آریجن اینڈ ڈویلپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۷۰ ص ۱۳۶

[3] وررچی۔ پراکرت پرکاش ۱۲-۱۹

[4] چیٹرجی۔ آریجن اینڈ ڈویلپمنٹ آف بنگالی لنگویج ۷۰ ص ۱۳۶

جدید ہند آریائی زبانوں میں √ اچھ کے وقوع کے بارے میں ڈاکٹر چیٹرجی نے جو بیان کیا ہے وہ اس طرح ہے میتھلی اور بنگالی میں √ اچھ کا استعمال ملتا ہے۔ گنگا کے جنوب میں انگ (بھاگل پور) جن پد اور سنتھال پرگنے کی بولیوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ ماگدھی سے متعلق بھوج پوری اور مگھی میں √ اچھ آج کل مستعمل نہیں ہے' لیکن اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ قدیم زمانے میں ان دونوں زبانوں میں مادہ موجود تھا۔ کبیر کی شاعری میں اچھا کا استعمال ہوا ہے۔ آج کل مشرقی ہندی میں اس مادے کا چلن نہیں ہے' مگر قدیم اودھی میں یہ استعمال ہوتا تھا۔ بیرونی گروہ کی زبانوں میں سندھی میں یہ مادہ مروج نہیں گجراتی میں √ اچھ رائج ہے۔ راجستھانی' پہاڑی اور کشمیری میں اس کا چلن رہا ہے۔ مغربی ہندی میں √ اچھ کا استعمال نہیں ملتا۔ مشرق میں بہاری' بنگالی' اور اڑیا اور مغرب میں گجراتی نے اس مادّے کو قبول کیا ہے۔ ابتدائی زمانے سے دکھنی میں √ ہوتا اور √ رہنا کے معنوں میں اس مادّے کا استعمال ہوتا رہا ہے۔ جہاں تک بول چال کا سوال ہے۔ بھوج پوری کی طرح آج کل دکھنی میں بھی اس کا استعمال نہیں ملتا۔ پہلے بول چال کی زبان میں یہ رائج رہا ہوگا۔ دکھنی میں اس مادہ کا استعمال گجراتی یا پورب کی بولیوں کے اثرات سے آیا۔ √ اس اور √ اچھ کے استعمال کے بارے میں مختلف زبانوں کی حیثیت حسب ذیل ہے[۱]۔

[۱] ہارن لی۔ کمپریٹو گرامر آف گوڈین لنگویجس ۱۸۸۰ء ص ۳۶۵

واحد

	اڑیا	بنگالی	میتھلی	نیپالی	کمایون
متکلم	اچھئ، چھئ	آچھئ، چھئ	چھی	چھئن	چھون
حاضر	اچھُ، چھُ	اچھس، چھس	چھیں	چھس	چھئے
غائب	اچھا، چھا	آچھے، چھے	اچھئ	چھ	چھ

	مارواڑی	گجراتی	پنجابی	سندھی	مرھٹی
متکلم	چھئن	چھون	ساں	سئ	اسئیں
حاضر	چھئے	چھے	سو	x	اسش
غائب	چھئے	چھے	سو	x	اسے

جمع

	اڑیا	بنگالی	میتھلی	نیپالی	کمایون
متکلم	اچھن چھن	آچھی چھی	چھی	چھون	چھوں
حاضر	اچھ چھ	آچھ چھ	چھی	چھی	چھا
غائب	اچھنتی چھنتی	آچھین چھین	چھتھی	چھن	چھن

	مارواڑی	گجراتی	پنجابی	سندھی	مرھٹی
متکلم	چھاں	چھئے	ساں سیں	سئوں	اسوں
حاضر	چھو	چھو	سو	x	اساں
غائب	چھئے	چھئے	سن	x	است

دکھنی میں ✓ اچھ کا استعمال اکثر مستقل شکل میں ہوا ہے۔ حال اور مستقبل
میں اس کا استعمال ہوتا ہے، لیکن ماضی میں تھا ✓ ستھا کا استعمال کیا جاتا ہے
✓ اچھ سے متعلق کچھ مثالیں حسب ذیل ہیں:-

زمانۂ حال واحد مذکر متکلم۔ میں سب پر اچھوں نسنگ (ارشادنامہ)

عبادت پنے آنے تو کاہل اچھوں (گلشن عشق)

زمانۂ حال جمع متکلم۔ ناہم اچھیں سکھ سنسارا ناہم اچھیں چاو (خوش نامہ)

زمانۂ حال واحد حاضر۔ گپت تو نچ ہور تو نچ پرگھٹ اچھے (گلشن عشق)

زمانۂ حال واحد غائب۔ حق کی بانان نابولنا سوا چھے (معراج العاشقین

اچھے عشق جیسا بھی . . . . (گلشن عشق)

زمانۂ حال جمع ″ ۔ سارے خوش قد اچھیں تھاں باں (کلیات شاہی)

شبہ فعلی کے ساتھ جمع غائب۔ یوں اس میں اچھتیں جیو (ارشادنامہ)

کھڑے اچھتے ہیں جیوں ہر ایک کوئی آ (پھول بن)

ایسے اچھتے ہیں خدا کے پیارے (سب رس)

مستقبل۔ اچھے گا بڈھا ہووے گا ناتواں (نجات نامہ)

تا منارے اچھیں گے تا سات آسماں (نجات نامہ)

التجا۔ اچھو رحمت اتوں پنے صد ہزاراں (پھول بن)

دعا۔ عمر دراز اچھو (سب رس)

ماضی شرطیہ۔ کبھی ہور یک بار تو اگر اچھتا چلنے (پھول بن)

حال احتمالی۔ دیوا کوئی اچھو اصل میں نور تو نچ (گلشن عشق)

امر۔ ہر آن سُدھن کے سُدا پھر (من لگن)

اسم مصدر۔ مرید صادق اچھنا (معراج العاشقین)

(۴۲۷) زمانے کی بناوٹ کے اعتبار سے کامتا پرشاد گرو نے فعل کی صورتوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلی شق میں وہ زمانے آتے ہیں جو مادے میں لاحقوں کے لگانے سے بنتے ہیں۔ دوسری شق میں وہ زمانے ہیں جو زمانۂ حال کے مصدر کے ساتھ امدادی فعل (ہونا) کے الحاق سے بنتے ہیں اور تیسری شق میں وہ زمانے آتے ہیں جو زمانۂ ماضی کے مصدر میں اسی امدادی فعل کی شکل جوڑ کر بنائے جاتے ہیں۔ تقسیم حسب ذیل ہے:۔

شقِ اوّل:۔

(۱) مستقبل احتمالی (۲) مستقبل مطلق (۳) امر (۴) مضارع۔

شقِ دوم:۔

(۱) ماضی شرطیہ (۲) حالِ مطلق (۳) ماضی ناتمام (۴) حال امکانی (۵) حالِ احتمالی (۶) ماضی ناتمام امکانی

شقِ سوم:۔

(۱) ماضی مطلق (۲) ماضی قریب (۳) ماضی بعید (۴) ماضی شرطیہ امکانی (۵) ماضی شکیہ (۶) ماضی شرطیہ تمام

مستقبل امکانی، مستقبل مطلق، مضارع، امر شرطیہ مطلق اور ماضی مطلق ان چھ زمانوں کی بناوٹ میں مادے کے ساتھ لاحقے لگائے جاتے ہیں، لہذا بعض نحوی ہندی کے زمانے کی بناوٹ میں صرف انہی کا ذکر کرتے ہیں۔ باقی زبانوں کی بناوٹ امدادی فعلوں کے جوڑنے سے ہوتی ہے۔ ان امدادی

افعال کی صورت، جنس تعداد، زمانہ شخص (متکلم حاضر اور غائب) کے مطابق تبدیل ہوتی ہے۔ ان صورتوں کی شمولیت مذکورہ بالا چھ قسموں میں ہوتی ہے، اس لیے یہاں اُن کو تفصیل سے بتلایا جاتا ہے۔

مستقبلِ مطلق

(۴۷۵) دکھنی میں مستقبل مطلق کی دو صورتیں رائج ہیں۔ مستقبل مطلق کے لیے مادّے کے ساتھ (گا) اور (س) جوڑ کر شخص، تعداد اور بتلانے والی علامت لگائی جاتی ہے۔ (گا) کا ارتقا بیمز نے اس طرح بتلایا ہے۔ سنسکرت گتہ > پراکرت گدو > برج وغیرہ میں گیا، گو۔ مونث گئی > گو۔ واحد مذکر گیے > گے۔ واحد مذکر گا اور جمع مذکر گے۔ اصل مادّہ اور (گا) کے درمیان (اے) '(این) یا (اون) کی زیادت ہوتی ہے۔ یہ مصوتہ سنسکرت کے زمانہ، شخص، تعداد کو بتلانے والے تی، تَ وغیرہ کی شناخت کراتا ہے (آ) کے خاتمے والے مادّے کو (اے) کے خاتمے والے، (ائے) کے خاتمے والے (اولااوں) کے خاتمے والے بنا کر (گا) یا (گے) جوڑتے ہیں اور (آ) کے خاتمے والے وغیرہ مادّوں کے آخر میں ان مصوتوں کی زیادت ہوتی ہے۔ اے۔ این، اُن اور اون کے ساتھ بولیوں میں (ئی) لہریہ یا (وَ) لہریہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ پنجابی اور اُس سے اثر پذیر بولیوں میں (وَ) لہریہ پایا جاتا ہے دکھنی کے ادب یا بول چال کی دونوں صورتوں میں کہیں (وَ) اور کہیں (ئی) کا استعمال ملتا ہے (اے) خاتمے والے مادّے مابعد (اوں) کی ایزادی شکل

(اور ں) کے ساتھ مخلوط ہو جاتے ہیں۔ دکھنی کی مستعملہ شکل حسب ذیل ہیں

(آ) کے خاتمے والا ۷ چل مستقبل مطلق

		متکلم	حاضر	غائب
واحد	(مذکر)	چلوں گا	چلے گا، چلن گا	چلے گا، چلن گا
	(مونث)	چلوں گی۔		
متعدی		چلاوں گا۔		
جمع	(مذکر)	چلن گے	چلن گے	چلیں گے، چلن گے
	(مونث)	چلن گیں۔		

(اے) کے خاتمے والا ۷ دے

	متکلم	حاضر	غائب
واحد۔	دے اُں گا دیوں گا	دے گا	دے گا
جمع ۔	دیں گے، دے اِنگے	دیں گے، دے انگے	دے اِنگے

کچھ ایسے بھی استعمالات ملتے ہیں، جن میں (آ) کے خاتمے والے وغیرہ مادّوں میں اصل مادّہ اور (گا)، (گے) کے درمیان کوئی اعرابی حرف نہیں آتا۔ اس طرح کا استعمال مغربی ہندی سے یکسر مختلف ہے۔ واحد متکلم کو چھوڑ کر تمام شخصوں اور تعدادوں میں اس کا استعمال ملتا ہے۔

(آ) کے خاتمے والا ۷ جا

	متکلم	حاضر	غائب
واحد	جاآں گا	جا گا	جا گا

جمع - جاں گے   جاں گے   جاں گے

مستقبل مطلق کے مذکورہ بالا استعمالوں کی کچھ مثالیں یہاں دی جاتی ہیں۔

واحد متکلم :-

✓ چل - چلوں گا میں اس وقت راہِ نظارہ (نجات نامہ)

✓ چل - چلاوں گی میں مت تیرا ملک راج (گلشنِ عشق)

✓ لے - لے اوں گی من بھلا کر ..... (کلیات شاہی)

بس سول لیوں گی (کہانی جادو کا پتھر)

✓ پہن - پہن۔ ٹاٹ کے کپڑے پہنوں گی (کہانی صبر پاشاہ کی)

✓ لا - شادی کر کو لااوں گی (کہانی صبر پاشا کی)

دے - بس اپنی بیٹی اُسے دیوں گی (کہانی جادو کا پتھر)

(۱) واحد غائب۔

✓ رہ - کیوں کر ٹھیر رہے گا من (ارشاد نامہ)

✓ اچھ - اچھے گا بوڑھا ہووے گا ناتواں (نجات نامہ)

✓ مل - راستے میں ایک بڑا دیو ملیں گا (کہانی صبر پاشا کی)

✓ ہونا - یو بات پیر سوں معلوم ہوے گی (معراج العاشقین)

(۲) (و) لاحقے کے ساتھ۔

✓ پی، ✓ ہو شہد پی ویگا۔ خراب ہووے گا (معراج العاشقین)

✓ کھا - منگے تو لیا کھاوے گا (معراج العاشقین)

(۳) اسں مادہ: و: ز گا) در بیانی صورت کی زبان کے اسیر

واحد متکلم - میں حاضر ہونا گی اس ٹھار (سب رس)

جمع متکلم۔ اب گھر کوں جاں گے (کہانی نو سر ہار)

واحد حاضر۔ اگر توں پھول کا جو لاگا (پھول بن)

جمع حاضر۔ اجی چھوٹی۔ شہزادی تم کیا پین کو جیاں سے گے؟

(کہانی اندر پاشا زادی کی)

" پوچھے تو پیش تاں گے (کہانی صبر پاشا کی)

واحد غائب۔ صندوق میں سو رکیوں سما گا (من لگن) (سما گا = سمائے گا)

گر دل تجھے ڈھونڈنے پرآ گا (مناگن) (آگا = آئے گا)

جمع غائب۔ وندی یوں گھر ڈباں گی کر نہ جانی (پھول بن)

(۴) **مستقبل مطلق** کی بناوٹ میں (س) سے بھی مدد لی جاتی ہے۔ اس (س) کا تعلق سنسکرت کے زمانۂ مستقبل کے (س) سے ہے۔ مشرقی راجستھان میں مادّے کے ساتھ (س) لگا کر اس طرح کی شکل بناتے ہیں۔ مغربی راجستھانی میں زمانۂ مستقبل ظاہر کرنے کے لیئے لاحقوں سے مدد لی جاتی ہے۔

مشرقی راجستھانی مارنا

	متکلم	حاضر	غائب
واحد۔	ماریوں، مارسوں	مارسی	مارسی
جمع ۔	مارسیاں	سیو	مارسی

دکھنی کا مارنا

	متکلم	حاضر	غائب
واحد۔	مارسوں	مارسے، مارسی	مارسے، مارسی
جمع ۔	×	مارسوں	مارسی

مثالیں حسبِ ذیل ہیں:-

۱ آ - واحد متکلم - کے ہرگز نہ جاسوں نبیرے کہے منے (قطب مشتری)

۲ کر - واحد متکلم مذکر - جھگڑنے کوں نہ کرسوں تجھ سوں گسی (پھول بن)

۳ ہل - " " - دیکے باج اُسے یاں تے ہل سوں نہ ہیں (قطب مشتری)

۴ جی - " " - کسی بات نا جیوسوں مدد پرم کا (کلیات م-ق-ق)

۵ کر - واحد حاضر مذکر - جے توں کہہ سے رھیا نا کچ (ارشاد نامہ)

۶ جا - " " کیا جُ تے جاسے نہ یاں اس وقع (قطب مشتری)

۷ ہو - " " - ایسیاں کیرا قریب نہ رکھے جے توں ہوی سودا (خوش نامہ)

۸ لا - " " - آپ جس مارگ لاسی (خوش نامہ)

۹ آ - جمع متکلم مذکر - سبھی دوراں نہ آسی اچھے سم (کلیات م-ق-ق)

واحد غائب

۱۰ کر - کیا اُس کرسے کوئی تستان (ارشاد نامہ)

۱۱ سک - اپڑ سک سے نہ اُس کی گرد کون یاد

۱۲ آ - نہ آسے کسے یاد دشمن کا نام (ارشاد نامہ)

جاؤں خودی بے خودی نہ آسی (من لگن)

۱۳ پا - اس کی باسوں کت نہ پاسے (کلیات م-ق-ق)

۱۴ سمجھ - نا سمجھ سی کوی جو تیری قدر کاہے (کلیات شاہی)

۱۵ جا - گرلیوں بی کرسے خودی نہ جاسی (من لگن)

۱۶ ہل (متعدی، ہلا) - اس کتاب کوں جینے پڑتے ہلاسی نا بھلاسی نا (سب رس)

سا،سی کا استعمال پنجابی میں بھی مستقبل کی بناوٹ میں کیا جاتا ہے
یہ صورت سنسکرت کے زیادہ قریب ہے۔

(۳۷۶) **مستقبلِ امکانی**۔ میں فعل کی صورت کھڑی بولی کے مماثل ہے۔
کھڑی بولی میں مستقبل امکانی کے لیے ذیل کے لاحقے جوڑے جاتے ہیں:۔

	متکلم		حاضر	غائب
واحد	اوں		ایں	اے
جمع	ایں		او	ایں

ان لاحقوں کا تعلق سنسکرت کے (تِنّ) لاحقے سے ہے۔

مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

واحد متکلم ۔ √ سٹ ۔ سٹوں خبر کا طبع تے دھو غبار (گلشنِ عشق)
" " ۔ √ چیتر ۔ ایسا چیتر چیتروں ... .. (سب رس)
" " √ دیکھ ۔ نا کچھ جدائی دیکھوں (ارشاد نامہ)
واحد غائب ۔ √ گھڑ ۔ تج گھڑے کہاں آیا رُوپ (ارشاد نامہ)
" " ۔ √ ٹُٹ ۔ میں کرن ہار نا توٹے تب (ارشاد نامہ)
(آ) کے خاتمے والے فعلوں کے ساتھ (اے) (یَ) سے تبدیل ہوتا ہے۔
√ پا ۔ جے آپ کھوجے پیو کوں پاے (ارشاد نامہ)
واحد غائب ۔ √ دیکھ ۔ یا کے دیکھیں جیسا ڈھول (ارشاد نامہ)

(۳۷۷) **حکم، عرض اور التجا**۔ واحد حاضر کو چھوڑ کر مضارع اور مستقبل امکانی
کی صورتوں میں یکسانیت ہے حاضر کے واحد میں بغیر کسی لاحقے کے مادے

کا استعمال ہوتا ہے تعظیم کے لیے مادّے کے ساتھ (او) جوڑ دیتے ہیں کھڑی بولی کی طرح دکھنی میں (آپ) ضمیر کے ساتھ استعمال حکم اور التجا کے لیے (ائی یے) یا (ائی جیئے) کا جوڑ نہیں لگتا۔ اِن دونوں لاحقوں کا استعمال دکھنی میں استثنائی طور پر ہوا ہے اور وہ کھڑی بولی کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔

(او) کو (است) کا ماخوذ مانا جاتا ہے۔

(اے) کا ارتقا اس طرح ہے:۔

اہی > اہی > ائی > اے۔ کھڑی بولی کے اثر سے دکھنی میں جو (ای دَ) کا استعمال ہوا ہے اُس کا ارتقا کیلاگ نے اس طرح بتایا ہے۔

واحد حاضر پراکرت وچلیجہ' چلیجے۔ ہندی چلیئیے۔

حاضر کے واحد میں عموماً بلا لاحقے کا استعمال ہوتا ہے تعظیم کے لیے فعل متعدی میں 'او' جوڑا جاتا تھا جو آگے چل کر 'ی' میں تبدیل ہو گیا۔ کہیں 'او' کا بھی استعمال ہوتا ہے۔ بعض لفظوں میں 'او' سے پہلے 'و' (ہ) کا استعمال ہوتا ہے (اے) کے خاتمے والے مادّوں میں راجستھانی کے مانند 'او' سے پہلے (اے) (ی) سے تبدیل ہوتا ہے۔ بعض (آ) کے خاتمے والے فعلوں میں (ی) ہمیشہ پایا جاتا ہے۔ مثالیں حسب ذیل ہیں۔

سمجھ > دیکھ سمالا۔ سمجھ' دیکھ' اپنا اتال (سب رس)

> اچھ ۔ ہر ن شدھن کے شدھ جہ (من لگن)

۱۔ کیلاگ۔ گرامر آف ہندی لنگویج ۔ ۳۶۵، ۳۶۷

۷ دے — عالم کوں خبر دیوے (معراج العاشقین) (دیوے = دے او)

۷ کر — یک خاطا آپیں کراو (ارشاد نامہ)

۷ دیکھ — محمد ہمیں جیوں دکھلاے تیوں تمہیں دکھیو (معراج العاشقین)

۷ ٹ — نظر نا لگے نیوں ٹھو نک سیندر (کلیات۔م۔ق)

۷ کہہ — اس کا کیا منج کہو اضبار (ارشاد نامہ)

۷ بسلا (متعدی) — صبا کے تخت بس لاؤ (کلیات۔م۔ق)

۷ جا — کوہی جاؤ کہو مج سا جن سات (کلیات شاہی)

۷ جی — ہم جم جیو (کلیات۔م۔ق)

۷ دے — او جادو گر کو نکو دیو (کہانی جادو کا پتھر)

۷ بھیج (متعدی) — ...... بیٹے کوں ضرور بھجواو (کہانی چور شہزادی کی)

۷ کر — نا سمجھے کہیں بندھان (ارشاد نامہ)

۷ آ — بونز یک جوں مرکے آیے (قطب مشتری)

۷ دوڑا (متعدی) — اگے ایک حاجب کوں دیوڑیے (قطب مشتری)

اسم مصدر کا استعمال امر یا مضارع کی صورت میں کیا جاتا ہے۔

۷ کھا — منجی سکن کے ٹ برگن کے پانی میں پکا کر کھانا۔

(معراج العاشقین)

۷ بنس — اس پچھانت یں بنسنا (معراج العاشقین)

(۲۰۸) کیلاگ نے ہندی کے مستقبل امکانی، مستقبل مطلق اور امر کی صورتوں کی نسبت تفصیل سے ذکر کیا ہے[1]۔ اس کی بنا پر دکھنی کی شکلوں کے بارے میں

---

[1] کیلاگ۔ گرامر آف ہندی لنگویج ۱۹۰۳ء ص ۳۴۴

یہاں بیان کیا جاتا ہے ۔

زمانۂ مستقبل ۔ متعدی، واحد مذکر ۔ چال سوں > پراکرت چلس سامیؒ، چلس سم > سنسکرت چلِشں یامیؒ ۔

زمانۂ مستقبل ۔

واحد حاضر ۔ چال سی > پراکرت چلِس سیؒ > سنسکرت چلِشں یسیؒ ۔
جمع حاضر ۔ چالسو > پراکرت چلس ستھ > سنسکرت چلِشں یتھ ۔

زمانۂ مستقبل ۔

واحد غائب چال سی > پراکرت چلس سیؒ > سنسکرت چلِشں یتیؒ
جمع غائب ۔ چال سیں ـ پراکرت چلِس نتیؒ > سنسکرت چلِشں نیتیؒ

حاضر اور غائب میں چل سے "آتم نے پدی" کی شکل تنا خت کرائی ہے ۔

مضارع (عرض اور التجا)

واحد متکلم ۔ چلوں ـ پراکرت چلامُ > سنسکرت چلام ۔
جمع متکلم ۔ چلیں ـ پراکرت چلا > سنسکرت چلام ۔

مضارع (عرض اور التجا)

واحد حاضر ۔ چل پراکرت چل > سنسکرت چل ۔
جمع حاضر ۔ چلو ـ پراکرت چلہ چلا تھم > سنسکرت چلات ۔

مضارع (عرض اور التجا)

واحد غائب [illegible] ـ پراکرت [illegible] ـ
جمع غائب [illegible] پراکرت [illegible] ۔

(۳۷۹) کھڑی بولی میں ماضی شرطیہ اور ماضی مطلق کو چھوڑ کر حال اور ماضی کی شکلیں فعل کے مادّوں میں لاحقہ لگانے سے نہیں بنتیں۔ مادّوں کے ساتھ امدادی فعل (ہونا) کے صیغے اضافہ کرنے سے حال مطلق، ماضی ناتمام، حال امکانی، حال احتمالی، ناتمام شرطیہ، ماضی قریب، ماضی بعید، ماضی شکیہ، ماضی احتمالی اور ماضی تمنائی بنتی ہیں۔

زمانۂ حال اور ماضی کی صورتوں کی بناوٹ کے لیے مادہ کے ساتھ تعمیری لاحقے جوڑے جاتے ہیں۔ بعض نحوی اس طرح کے استعمال کو مرکب افعال تصوّر کرتے ہیں۔

حالِ مطلق

(۳۸۰) (۱) تعمیری لاحقے کی صورت میں مادہ کے ساتھ (تا) جوڑا جاتا ہے۔ سنسکرت کے زمانۂ حال کے تعمیری لاحقہ 'ات' سے اس کا تعلق ہے کیلاگ نے اس کا ارتقائی عمل اس طرح دیا ہے۔ سنسکرت کا واحد مذکر فاعل چلن۔ پراکرت چلنتو، برج چلنتو، کھڑی بولی چلتا۔[۱] شرطیہ حال مطلق کا استعمال صفت کے طور پر کیا جاتا ہے اور کہیں کہیں مستقل فعل کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔

اسم کی صورت میں۔ بچپنے میں باہر نیاہ (بادشاہ نامہ)

صفت کی صورت میں۔ کرتا جیتا جیتا رہے (بادشاہ نامہ)

---

(۱) کیلاگ گرامر آف ہندی لنگویج ۱۸۹۳ء ص ۳۳۹

شرطیہ حال مطلق۔ دکھنی میں امدادی فعل کے بغیر شرطیہ حال مطلق کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔

واحد۔ بیگانے کوں اُتے دیتا بے گانے کوں اُتے دیتا (معراج العاشقین)

دندی دشمن کے سر پہ پانو دھرتا (کلیات۔م۔ق۔ق)

دشمن نت سینڑتا (کلیات۔م۔ق۔ق)

گگن ہور دھرت کوں دیتا نوں ہستی (پھول بن)

مشرقی ہندی کے اثر سے بعض مصنفین نے "تا" کی جگہ "ات" کا استعمال شرطیہ حال مطلق کے لیے کیا ہے یہ استعمال استثنائی صورت ہے

کاغذ دیکھت نا ہوئے کام (ارشاد نامہ)

تن تھنڈٹ لرزت جوبن گرجت (کلیات۔م۔ق۔ق)

پیا مُکھ دیکھت .... کلیات۔م۔ق۔ق

(جمع)۔ اس بیچ کوں لوٹتے نرا کادر (من لگن)

ہوتے انند خوش حال سب نٹ کاتے ناٹک سال سب (کلیات۔م۔ق۔ق)

(مونث)۔ برن گیاں الستی اُس کی چھیا نوز (ارشاد نامہ)

جے سُد آوتی آدم کوں (ارشاد نامہ)

(۲۸۱) حالِ مطلق۔ زمانۂ حالِ مطلق میں شرطیہ حال مطلق کی شکل کے ساتھ "ہونا" فعل سے مدد لی جاتی ہے۔ جنس تعداد کا اثر امدادی فعل پہ پڑتا ہے۔ مونث میں استعمال کرتے وقت "نا" کو "تی" بنا دیتے ہیں۔ بعض مقاموں پر زمانۂ حال مطلق کے لیے بغیر امدادی فعل کے شرطیہ حال مطلق کی شکل

استعمال کرتے ہیں۔

واحد متکلم مذکر۔

✓ دے۔ میں تجھے دیتا ہوں (معراج العاشقین)

✓ منگ۔ (۔ چاہ) تحقیق منگتا ہوں (معراج العاشقین)

✓ چل۔ چلتا ہوں کدھر میں سو نیئں کچھ خبر (گلشنِ عشق)

✓ تل مل۔ تج یاد کر تل ملتی ہوں (کلیات شاہی)

✓ ٹنگا (متعدی)۔ ٹنگواتی ہوں میں یک جرس (گلشنِ عشق)

آواز سے متعلق تغیرات کے سبب، ہونا سے متعلقہ (ہ) حذف ہو جاتا ہے اور اس سے تعلق رکھنے والی آواز شرطیہ مطلق "تا" کے بعد آتی ہے اور مونث "تی" سے جڑ جاتی ہے۔ کہیں کہیں "تا" کے ساتھ بھی امدادی فعلوں کی باقی ماندہ آواز ملحق رہتی ہے :۔

واحد متکلم مذکر۔

پہلے میں منجھلی بیگم کوں پوچھتا اوں (پنچھی نامہ)

تمارا غلام سنتوں (کہانی نو سر بار کی) (سنتوں = سنتا ہوں)

واحد متکلم مونث

تمارے پانو پڑتیوں (کہانی نو سر بار) (پڑتیوں = پڑتی ہوں)

گلگلے نل کو کھلاتیوں (کہانی اشرفیوں کی مالا)

(کھلاتیوں = کھلاتی ہوں)

واحد غائب۔ چھپاتا ہے دن رین کے بھیس میں (گلشنِ عشق)

جمع میں اکثر اصل فعل کا (ہ) حذف ہو جاتا ہے :۔

پیوسات رہج رہنا لذت اسے کتے ہیں (کلیات شاہی)

(کتے ہیں = کہتے ہیں)

واحد میں بھی کہیں کہیں اصل فعل کا (ہ) حذف ہو جاتا ہے :۔

کتا ہے خواب کا اس دھات تعبیر (پھول بن) (کتا ہے = کہتا ہے)

حال نا تمام

(۴۸۲) زمانۂ حال نا تمام کی بناوٹ کے لیے مادہ کے ساتھ رہ جوڑتے ہیں اور پھر امدادی فعل استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک طرح سے یہ مرکب فعل کی صورت ہے اور قدیم دکھنی میں اس طرح کی شکل کا استعمال بہت کم ہوا ہے :۔

مثلاً :۔ (جمع غائب) بعضے شراب پیالے بے کیف ہو رہے ہیں (کلیات شاہی)

عام بول چال کی زبان میں امدادی فعل کا (ہ) محذوف ہو جاتا ہے اور مصوتہ رہ میں ضم ہو جاتا ہے۔ رہ کا (ہ) بھی محذوف ہوتا ہے بعض جگہ امدادی فعل کا (ہ) (ی) سے بدلتا ہے۔

واں کیا دیکھ رئیں (کہانی اندر پاشا زادی کی)

(دیکھ رئیں = دیکھ رہے ہیں)

لباس پہنے کو ہلّو ہلّو آ ری یے (کہانی اندر پاشا کی)

(آ ری یے = آ رہی ہے)

ماضی مطلق۔ تعمیری لاحقہ۔ آ۔

(۲۸۳) کھڑی بولی میں (آ) کے خاتمے والے مادّے کے آخر میں زمانۂ ماضی کا تعمیری لاحقہ (آ) لگایا جاتا ہے۔ قدیم آریائی زبانوں میں فعل ماضی کے الگ الگ روپ تھے، لیکن وسطی ہند آریائی اور جدید ہند آریائی میں ماضی مطلق، صفت کی شکل اختیار کرتا ہے۔ چٹرجی اس تبدیلی کو دراوڑی زبانوں کا نتیجہ بتاتے ہیں[1]۔

(آ) اور (او) کے خاتمے والے مادّوں کے آخر میں" یا "جوڑتے ہیں۔ (ای) کے خاتمے والے مادّے کی (ای) کو قصر کر کے (یا) جوڑا جاتا ہے۔ (اے) کے خاتمے والے مادّے (اے) کو (اِ) بنا کر (یا) جوڑا جاتا ہے برج میں اعرابی حرف کی تبدیلی کے سبب آخری (آ) کی جگہ (ی) ادا ہوتی ہے اور تعمیری لاحقہ (آ) (او) کی صورت اختیار کرتا ہے۔ کیلاگ کے بموجب ماضی مطلق کا تعمیری لاحقہ (آ) کا ارتقا اس طرح ہے۔۔

کھڑی بولی آ > پراکرت اِتَکۂ > سنسکرت اِتہ۔ سنسکرت چلیؔ تہ > پراکرت چلیؔ تکہ' چلمت' چلیؔ اَو > برج چل یو > کھڑی بولی چلا[2]۔

چٹرجی کی رائے ہے کہ اگر ماضی کا تعمیری لاحقہ (تَ) اور (اِت) مادّے میں شامل نہ ہوتا تو تَ > آ' اِت > ا آ میں تبدیل ہونا

---

[1] چٹرجی آریجن اینڈ ڈیویلپمنٹ آف بنگالی لنگویج م ۲۲ ص ۹۴۰۔

[2] کیلاگ۔ گرامر آف ہندی لنگویج ۵۹۶ ص ۲۴۴۔

پنجابی میں دِتا، دیتا، کیتا وغیرہ اشکال ملتے ہیں۔ پنجابی کے اثر سے دکھنی میں بعض مصنفین نے تعمیری لاحقہ نا < تہ، اِنۃ کا استعمال کیا ہے لیکن بول چال میں اس کا عمل نہیں ہوتا۔

بیمز نے ماضی مطلق کے لاحقے کی گہری تحقیق کی ہے۔ اُن کے قول کے مطابق سنسکرت کا تعمیری لاحقہ (ت، (تَ)، پراکرت میں (دَ) بنا سنسکرت ہاریتم > پراکرت ہاریدم۔ مہاراشٹری میں (دَ) محذوف ہو گیا۔ ہسیتم > ہسیدم > ہسیام۔

قدیم ہندی میں واحد مذکر میں اِتہ > اِیاَ > یو بنتا ہے۔ واحد مؤنث اِیاَ > ای اور جمع اِیا > اِی۔

زمانۂ وسطیٰ میں کچھ بولیوں کو چھوڑ کر تعمیری اعرابی حرف کا (ی) محذوف ہو گیا، مگر برج اور راجستھانی میں کچھ تبدیلیوں کے ساتھ اس کا رواج رہا ہے۔ برج، واحد (ماریو) جمع (مریا)۔ اس بارے میں پہاڑی زبانوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔ کمایوں کی زبان میں ماضی مطلق کے واحد میں ماریو۔ جمع ماریا۔ کھڑی بولی میں:۔

واحد مذکر اِتہ > آ۔ جمع اِتاہ > اے۔ واحد مؤنث اتاہ > ای۔ جمع ای۔ پنجابی میں اِتہ کا ای باقی رہتا ہے۔ واحد ماریا۔ جمع مارے > واحد مؤنث ماری۔ جمع ماریاں۔

پنجابی کے زمانۂ ماضی کے تعمیری لاحقے جدید ہند آریائی کے ابتدائی

۱۔ بیمز۔ کمپیریٹو گرامر آف آریں لنگوئجس حصہ سوم ص ۱۳۲

زمانے سے لیے گیے ہیں۔ کھڑی بولی کے مانند اُن کا ارتقا نہیں ہوا ہے۔

جہاں تک زمانۂ ماضی مطلق کے تعمیری لاحقے کا سوال ہے۔ دکھنی ایک طرف کھڑی بولی سے مماثلت رکھتی ہے اور دوسری طرف اس کا تعلق جدید ہند آریائی کی ابتدائی اشکال سے بھی ہے۔ دونوں قسم کی شکلوں کا بیان حسب ذیل ہے :۔

(۱) قدیم دکھنی میں بعض مقاموں پر پنجابی کے مانند سنسکرت اِت کا اِ کے خاتمے والے مادّوں میں باقی رہ گیا ہے اور (ت) یا میں تبدیل ہوا ہے

√ بُوج - بُوجیا تو پیر کا روح (معراج العاشقین)

√ ادھ - تب چپ دھیا کو نے لگ (ارشاد نامہ)

√ بول - جو کچھ بولیا سو جرم نا بھرے (ابراہیم نامہ)

(۲) قدیم ادبی دکھنی اور آج کل کی بول چال کی دکھنی دونوں میں برج کے مانند (آ) کے خاتمے والے مادے کے ساتھ آخری (آ) اور (اِتاہ) کے (اِی) کی تغیری شکل (یَ) ہوتی ہے، لیکن (تہ) کا تغیر برج کے مانند (ؤ) میں ہونے کی بجائے کھڑی بولی کی طرح (آ) میں ہوتا ہے۔

√ بور - تج نور یا اُس کا ہوے (ارشاد نامہ)

√ لوڑ - بزرگی یوں آدمی کی لوڑیا سو نوں چ (گلشن عشق)

√ لوپ - ناگہ لوپیا پوچھ پھر (ارشاد نامہ)

√ ظہر - متعن کر تج کھڑیا ہوے (ارشاد نامہ)

√ مانڈ - کھیل جو مانڈیا سدا کال (ارشاد نامہ)

سا اُسٹ۔ اُسٹا یا روح کا سب گھٹتا (ارشاد نامہ)

سا سرج ۔ دو عالم کوں سرجیا (گلشن عشق)

سا وس ۔ دسیا جو نور کا جھلکا (کلیات شاہی)

سا آکھ ۔ اس ہے ہیں تمن ہیں بھید آکھیا (من لگن)

(۳) کھڑی بولی کے مانند (آ) کے خاتمے والے مادے کے ساتھ تمیری لاحقہ آ ۔ اناہ کا استعمال بھی دکھنی میں بہت قدیم زمانے سے ہو رہا ہے لیکن (ایا) یا ای اعرابی حرف کی تبدیلی کے ساتھ (ائ آ) کا چلن آ ۔ اناہ کی بہ نسبت زیادہ رہا ہے۔

واحد مذکر:۔

سا چھوٹ ۔ جے ایسا گیان منج چھوٹا (ارشاد نامہ)

سا دیٹھ ۔ سنگ اس کے یوں کر دیٹھا (ارشاد نامہ)

سا دیکھ ۔ دیکھا روپ اپنا ...... (ابراہیم نامہ)

واحد مونث:۔

سا گھڑ ۔ کھیی سوں مل گھڑی وصال (ارشاد نامہ)

سا سٹ ۔ نصیحت کا تختہ سٹی بدھ وچار (گلشن عشق)

سا ئے ۔ کبھی من پنے میں کی لت تجے (گلشن عشق)

سا منگ (مانگ) میرے سر پے دولت جب آتے منگی (گلشن عشق)

سا ہو ۔ عقل کسوٹی ہوئی (کلیات شاہی)

سا کر کے دونوں استعمال (کرا) اور (کیا) دکھنی میں مروج ہیں (کرا) کا

چلن عام طور پر بات چیت میں زیادہ ہے۔

یوں کرا چاند نِرمل رتن (ابراہیم نامہ)

خلق کوں اظہار کیا (معراج العاشقین)

کیا رتن ناگن .... (ابراہیم نامہ)

جمع مذکر:-

۷ پہنچ - شہر کو پہنچے (معراج العاشقین)

۷ کوٹ ...... عقل نے کوٹے جیتے (کلیات شاہی)

جمع مونث - قدیم دکنی میں کہیں کہیں یہ صورت ملتی ہے:-

۷ ہو - تو تو ہزار باتاں اللہ کیاں ہور محمد کیا ہو یاں

(معراج العاشقین)

(۴) (آ) کے خاتمے والے مادّے کے ساتھ (ای یا) حرپراکرت اتکہ سے جوڑتے ہیں:-

۷ آ - عقل جو بھیتر سوں آئیا بھار (من لگن)

(۵) آ - کے خاتمے والے مادّے کے ساتھ (ای یا) حرپراکرت اِث کی ای کا حذف ہوتا ہے:-

واحد حاضر -

جا - توں سلطان محمد کا جایا علی (گلشن عشق)

کوا - (کھو ۷ کہہ کی متعدی شکل) تو احد نام کوایا (خوش نامہ)

پہنا - (پہنا ۷ پہن کی متعدی شکل) پون پہنایا گگن کا حباب (علی نامہ)

دلا - بر دے کی متعدی شکل) اتارا اور گلنار نے ہنستے
دلایا (کلیات م - ق - ق)

بول چال کی زبان میں مونث کے واحد میں طویل (آ) کو قصیر
کردیتے ہیں۔

سا بلا - شہزادی چڑیاں بیٹھنے کو بلبی (کہانی سات بھائیوں کی)
جمع سا بنا - رہائن (مرکی شکل) آرائش بنائے (معراج العاشقین)

(۶) ای کے خاتمے والے مادے کے آخر میں (ای) کو قصیر بنا کر (یا) جوڑتے ہیں۔
(واحد) سا بی - جو ام ت پیا - تجھی نہیں جیا (گلشن عشق)
(جمع) سا یا - حضرت دودھ پیئے (معراج العاشقین)
(٫٫) سا کر - تم نے دودھ پیئے سو خوب کیے (معراج العاشقین)

ماضی قریب

(۲۶۴) ماضی قریب کے لیے مادے کے زمانۂ ماضی مطلق کی شبہ فعلی شکل
کے ساتھ امدادی فعل کا ہو کے زمانۂ حال کی شکل جوڑتے ہیں۔ واحد متکلم
میں بول چال کے وقت ہوں کا ہو کا (ہ) حذف ہوتا ہے اور (اوں)
غیر تغیری یا آخری صورت میں خاص فعل کے ساتھ جڑتا ہے۔
ضمیر شخصی غائب میں بعض مقاموں پر ہیں کا ہوں جگہ (ئی)
کا استعمال ہوتا ہے جو تلفظ کے تعلق سے آخر کو نکلتا ہے۔ بعض وقت یہ
پڑھتے، (ئے) کی شکل اختیار کرتا ہے۔

(غائب) سا ... ... ہوا (گلشن عشق)

(غائب) ۷ سوس — سو سیا ہے سفر کے گرم ہو سرد (رمتا جوگن)

" ۷ بول — آپ کو دیوؤ بولیا ہے (کہانی جادو کا پتھر)

" ۷ نے — (= کہہ) شہزادی تم کوے کو اوکینے ہے۔

(کہانی پتھر کی شہزادی)

(متکلم) ۱ بھیجا (بھیج متعدی) سرزا نذر کو بھیجا یوں (مرات العاشقین)

(بھیجا یوں = بھیجا ہوں)

(") ۱ جان — غطاان گنت ہرد جانیا ہوں (گلشن عشق)

(") ۱ دکھا (دیکھ متعدی) دکھایا ہوں آرات البیا ہنر گلشن عشق)

(") ۱ ہونا — میں بہت خوش ہیوں (کہانی شہزادی ناگی)

(ہیوں = ہوا ہوں)

ماضی بعید۔

(۲۸۵) ماضی مطلق کی شبہ فعلی شکل کے ساتھ امدادی فعل ہونا کی ماضی کی صورت کو جوڑنے سے ماضی بعید بنتی ہے۔

(مذکر) ۷ چیر — کے صورت عجائب وہ چیریا اتھا (پھول بن)

(مونث) ۷ دھک — آگ عشق سے دھکی تھی (من لگن)

ماضی ناتمام۔

(۲۸۶) ماضی ناتمام کی بناوٹ اصل مادہ اور ۷ رہ کے ساتھ ۷ ہو کی ماضی کی شکل جوڑ کر بنائی جاتی ہے۔ تلفظ کے تعلق سے تبدیلیوں کے باعث ۷ رہ ۷ (ا) رے بنتے ہیں:—

√ دھڑک ــ دل دھڑک رہئے تھا۔ (کہانی نوسرہار کی)

√ ڈوب ــ سورج ڈوب رہئے تھا (کہانی جادو کا پتھر کی)

√ چھپتا ــ اپنے آپ چھپتا رہئے تھے (کہانی نوسرہار کی)

(۳۸۷) دکھنی میں √ کر، √ دے وغیرہ کچھ مادّوں کی ماضی کی شکل پنجابی سے متاثر ہے :ــ

√ دے ــ اُن اِس میں جواب دِتّا (ارشاد نامہ)

√ کر ــ اس بھول تھے تو کیتا ساک (ارشاد نامہ)

√ کر ــ سب کیتا اِس کے کاج (ارشاد نامہ)

ــ فہم کیتا اِیک دھر ہاتھ تول (ابراہیم نامہ)

ــ تمھیں دِل کے عالم لُوں کیتا وسیع (گلشن عشق)

(۳۸۸) ماضی مطلق کی شبہ فعلی کا استعمال صفت اور اسم کی طرح بھی کیا جاتا ہے:

صفت ــ حرص کے کان سُوں خبر نا سُنا سوز (معراج العاشقین)

اسم ــ چاہے تو کھنڈے کوں پھر منڈے کا (من لگن)

مرکّب افعال ــ

(۳۸۹) دکھنی میں خاص طور پر مندرجۂ ذیل مادّے دوسرے مادّوں سے مل کر مرکّب افعال بناتے ہیں :ــ

کر، جا، دے، پڑھ، لگ، لا، لے، سک۔

ابتدائی زمانے ہی سے مرکّب فعلوں کی مثالیں ملتی ہیں۔ یہاں کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں جنھیں تعداد، تشخص اور زمانے کے

لاحقے مرکب فعلوں کے دوسرے جز میں جڑتے ہیں۔

(۱) اسم مصدر کے میل سے

کیوں بیان کرنے سکے گا (کلیات م۔ ق۔ ق)

عشرت لگیا ات ناچنے (کلیات م۔ ق۔ ق)

نھان دیکھنے لاگا بالک (خوش نامہ)

کس ٹھور توں ہے کہن لاگا (ارشاد نامہ)

(۲) تمیزی لاحقے سے ملے ہوئے فعل کے جوڑ سے :۔

پیدا کیا ہے (معراج العاشقین)

روح کوں کمل کیا جتن (ارشاد نامہ)

کیا لڑتے لڑتے جا کھیا جاے (ارشاد نامہ)

لکھیا کیوں میٹا جاے (ارشاد نامہ)

صبحوں سنبڑا لیا منج کوں پیارا (کلیات۔م۔ ق۔ق)

(۳) اصل مادے کے میل سے :۔

گل آوے جوں پانی لون (ارشاد نامہ)

نس اندھارے جاوے ٹل (ارشاد نامہ)

کھٹ پٹ میں عبث یوں عمر گھٹ گئی (من لگن)

لکھیا کیوں میٹا جاے (ارشاد نامہ)

باریک کرتے گھس گیا (کلیات شاہی)

یہودی گیا ٹھاٹ یک بت چلا (کلیات شاہی)

لے جاوے او تج نقش بندیر خیال (گلشن عشق)

کھڑا جاں ہو رن کھانپ دے مجھ قلم (علی نامہ)

کیوں دوست سوں دوست بھید لیناں (من لگن)

رنگیلی اوڑھ لے جاوے (کلیات م-ق-ق)

کوی ناسکے بھی دم مار (ارشاد نامہ)

مقیا ہست ہیبت لے سوناسکے (گلشن عشق)

(۴) اسم کے میل سے :-

مودچہ کھاے وہاں سے کلا آیاں - (ارشاد نامہ)

جواب لیا وسے سمجھیں لیوں - (")

سخت من کر لاکھ قرار (")

فعل اور محاورہ -

(۳۹۰) دکھنی میں بعض اسموں کے ساتھ فعلوں کا استعمال ہوتا ہے جملے میں ایک ہی معنی والے فعل کو دوسرے فعل کے ساتھ استعمال کرنے سے اس کا مطلب بدل جاتا ہے۔ اس طرح کا رواج عرصہ دراز سے جاری ہے۔

کھڑی بولی (اردو اور ہندی) یا اس قسم کے استعمال کا مطالعہ بمنسا تبیت [illegible] سنسکرت [illegible] پراکرت اور اپ بھرنش میں [illegible] جملے [illegible] تھے۔ [illegible] نے ان کا ترجمہ [illegible] [illegible]

شکلوں کا تجزیہ کرنے سے ہمیں اُن کی اصل کا پتا چل سکتا ہے۔
کھڑی بولی کے اس طرح کے استعمال کو سمجھنے میں دکھنی کے فعلوں
کے بارے میں مروجہ شکلیں بہت معاون ثابت ہوں گی' لہذا یہاں
مثالوں کے طور پر اہم استعمال کو پیش کیا جاتا ہے۔

نماز کرنا یا پڑھنا ۔ معراج العاشقین میں نماز پڑھنا اور نماز کرنا دونوں استعمال
ملتے ہیں۔ آج کل ہندی (اردو) میں نماز پڑھنا مروج ہے۔ فارسی میں
نماز کردن رائج ہے۔ فارسی نماز = سنسکرت نمس کے لیئے (کرنا) موزوں
مادّہ ہے (پڑھنا) مذہبی کتاب کے پڑھنے کیلئے آناچاہیئے۔ یہ استعمال
ہند آریائی زبانوں کے سبب آیا ہے۔ اردو کے شعرا نے بھی (نماز کرنا)
کا استعمال کیا ہے۔

ایمان لانا۔ ناوں (نام) لینا (معراج العاشقین)
کنچولی چھوڑنا' ہاتھ آنا' جھل اٹھنا' دکھ سکھ ماننا' رانٹ
کھانا' کھیل مانڈنا' لنگر دینا (فارسی لنگر انداختن) فوت ہونا (فارسی
فوت شدن) اتیت ہونا۔ کیان چھوٹنا۔ دُکھ لگنا' گُن پکڑنا' کیوں کر
پانا' مان پکڑنا' یاد رہنا' پنت (پنتھ) پھیلنا' سوال دینا' جواب لانا'
قرار رکھنا (قرار گرفتن) نظر کھونا' ڈانوا ڈول کرنا' بھرم گزرنا' اپنا پکھان
کرنا' فدا کرنا' ٹھستا اُمٹنا' فکر کرنا' مرچھا کھانا' میر ہوکر بیٹھنا' اوتار دینا'
بھاو پکڑنا' بھاو لینا' آنکھ کھولنا۔ آگ سونا' دیا چڑھانا (نامن
ہس کر دیا چڑھاو (ارشاد نامہ) کام نہ کرنا' آشا بھرنا' نشان پکڑنا

لے جاوے اونچ نقش بند پر خیال (گلشن عشق)

کھڑا جاں ہو دن کھانپ دے مجھ قلم (علی نامہ)

کیوں دوست سوں دوست بھید لیتاں (من لگن)

رنگیلی اوڑھے چادر ... (کلیات ۔م۔ق۔ق)

کوئی نا سکے بھی دم مار (ارشاد نامہ)

مٹیا ہست ہیبت سے سونا سکے (گلشن عشق)

(۴) اسم کے میل سے :۔

مور چہ کھاسے وہاں سے کالا کیاں۔ (ارشاد نامہ)

جواب لیا وے سمجیں لوں۔ (")

سخت من کر لاکھ قرار (")

فعل اور محاورہ۔

(۳۹۰) دکھنی میں بعض اسموں کے ساتھ فعلوں کا استعمال ہوتا ہے۔ جملے میں ایک ہی معنی والے فعل کو دوسرے فعل کے ساتھ استعمال کرنے سے اس کا مطلب بدل جاتا ہے۔ اس طرح کا رواج عرصہ دراز سے جاری ہے۔

کھڑی بولی (اردو اور ہندی) میں اس قسم کے استعمال کا مطالعہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ سنسکرت، فارسی، عربی، پراکرت اور پنجابی میں [illegible] چل ستھے۔ کھڑی بولی نے ان کو [illegible] سوتی قبول کر لیں اور [illegible] عمل [illegible]

شکلوں کا تجزیہ کرنے سے ہمیں اُن کی اصل کا پتا چل سکتا ہے۔ کھڑی بولی کے اس طرح کے استعمال کو سمجھنے میں دکھنی کے فعلوں کے بارے میں مروجہ شکلیں بہت معاون ثابت ہوں گی، لہذا یہاں مثالوں کے طور پر اہم استعمال کو پیش کیا جاتا ہے۔

نماز کرنا یا پڑھنا۔ معراج العاشقین میں نماز پڑھنا اور نماز کرنا دونوں استعمال ملتے ہیں۔ آج کل ہندی (اردو) میں نماز پڑھنا مروج ہے۔ فارسی میں نماز کردن رائج ہے۔ فارسی نماز = سنسکرت نمس کے لیے (کرنا) موزوں مادہ ہے (پڑھنا) مذہبی کتاب کے پڑھنے کیلئے آنا چاہیے۔ یہ استعمال ہند آریائی زبانوں کے سبب آیا ہے۔ اردو کے شعرا نے بھی (نماز کرنا) کا استعمال کیا ہے۔

ایمان لانا۔ ناؤں (نام) لینا (معراج العاشقین)

کنچولی چھوڑنا، ہاتھ آنا، جل اٹھنا، دکھ سکھ ماننا، رانٹ کھانا، کھیل مانڈنا، لنگر دینا (فارسی لنگر انداختن) فوت ہونا (فارسی فوت شدن) اتیت ہونا۔ کماں چھوٹنا۔ دُکھ لگنا، گن پکڑنا، کیوں کر پانا، مان پکڑنا، یاد رہنا، پنت (پنتھ) پھیلنا، سوال دینا، جواب لانا، قرار دھنا (قرار گرفتن) نظر کھونا، ڈانوا ڈول کرنا، بھرم گزرنا، اپنا کھان کرنا، فدا کرنا، گھسنا، مٹنا، فکر کرنا، مرچھا کھانا، میر ہوکر بیٹھنا، اوتار دینا، بھاو پکڑنا، چھاو لینا، آنکھ کھولنا۔ آگ سہنا، دیا چڑھانا (نامن مبس کر دیا چڑھاو (ارشاد نامہ) کام نہ کرنا، آشا بھرنا، کھان پکڑنا

بھید پانا، رُوپ کی کھان ہونا۔ دم مار سکنا، ہاتھ آنا، گمان دھرنا
سر بلا پڑنا، زیر زبر پوچھنا (ارشاد نامہ)

آسن مارنا، میل ٹوٹنا، ہاتھ چڑھنا لوڈی باندھنا (سکھ سہیلا)
پگ لاگنا، دھول میں ملانا، انجھوڈھالنا، حکم چلانا، لاڈ چلانا،
بھرم ٹوٹنا، میٹھا لگنا (خوش نامہ)

کھیل رچنا۔ چپ کرنا۔ کلا جاگنا۔ داد دینا (ابراہیم نامہ)

راکھ ہونا، آگ لگنا، بھید دینا، اتاول ہونا، دُور پڑنا، کام نہ
آنا، بات آنا۔ ہاتھ لیارنا، پرمارنا، پاٹ باندھنا، دامن چاک کرنا
انت پانا، ہٹ بندنا، کام چلنا، سچ پوچھنا، تیا پیے نیو پڑنا، سانپ
لڑنا (ہندی سانپ کاٹنا، پنجابی سانپ لڑنا)، بس چڑھنا (گلشن عشق)

گھٹ ہونا، بھاری ہونا (علی نامہ)

ہوڑ باندھنا (نجات نامہ)

کیواڑ لگانا، حوالے ہونا، گمن کرنا، کسرن کرنا، محفوظ دھرنا، گلے ڈالنا، نام
پانا، سر چڑھانا، بھرم گنوانا، دُہائی پھرانا، لڑ پڑنا، کھڑگ کھینچنا،
چت چڑھنا، پانی پھرانا، من لگانا، دھنڈورا مارنا (کلیات شاہی)

سوں کھانا، کہا نہ جانا، ڈیرا دینا، دوس دینا، مول لینا،
دل باندنا، وچار کرنا، دنگ ہونا، بات بننا، سر دھرنا، گانٹ کھولنا،
ہات جوڑنا، بات دھونا، دن گنگنا، انجھو ڈھلنا، ناذکی جگنا (من لگن)
تاب لانا، گلہ نہ باندھنا، پالر پڑنا، مجلس بھرانا، بر لانا (...)

ڈھال کر دارنا، بل بل ربلی بلی، جانا جھولے کھانا، محل باندھنا، مستی چڑھنا، سوگند کھانا، لاے لانا (آگ لگانا) بہتوں میں گانٹھ پانا، سمے کٹنا (کلیات - م - ق - ف)

سان دینا، آزاد پانا، حد باندھنا، ڈھنڈھورا مارنا، جوش مارنا، تالی بجانا، جیو توڑنا، شیشہ پھوڑنا، رضا لینا، حل ہونا، کمر بیٹھنا، دکھ سننا، پھول چننا، پھندے میں پڑنا، کھلاوے باندنا، ایمان بدلنا، آہ کھینچنا، سوار (سوار) ہونا، لائی اڑانا، ماندا پڑنا، مکھ موڑنا، سوں کھانا، لشکر چلانا، ہوا بہنا، گھات کرنا، بھبوتی لگانا، کام کرنا (پھول بن)

راس کرنا، شک لانا، جی دینا، جنم کھونا، سر پچھاڑنا، زمین چکانا، یاری جوڑنا، دھاڑ مارنا، اچاٹ پکڑنا، باٹ پانا، ناؤں دھرنا، بھانڈا پھوڑنا، پاپ جھڑنا، ہوڑ کھیلنا، دن چڑھنا، صبح پڑنا (سب رس)

تیر مارنا، سواد چھوڑنا (کہانی اندر پاشا زادی کی)

جان پڑنا، انگلی پکڑنا (کہانی اندر پاشا زادی کی)

منتر پڑنا (پڑھنا) دھنڈوری پیٹنا، بات دینا (کہانی نوسر ہار کی)

بات بنانا (کہانی جادو کا پتھر)

دروندا مارنا، دروندے لگانا، پیٹ ہونا (کہانی سات بھائیوں کی)

پیٹ ہونا (کہانی بھائی بہن کی)

دن پھرنا (کہانی صبر پاشا کی)

چوٹی ڈالنا (گیت)

فعلِ معطوف

(۱۹۳) کامتا پرشاد گرو نے فعل معطوف کو حروف مانا ہے اُن کے خیال سے فعلِ معطوف کا شبہ فعلی لاحقہ مادّے کی صورت میں رہتا ہے یا مادّے کے آخر میں (کے) (کر) یا (کرکے) جوڑنے سے بنتا ہے[1]۔

ہندی سے متعلق بولیوں میں فعل معطوف' فعلوں کے اعتبار سے دکھنی کچھ خصوصیت رکھتی ہے' اس لیے یہاں جداگانہ طور پر غور کیا جارہا ہے۔ بول چال کی دکھنی میں اکثر اصل فعل کے پہلے اُس کے فعلِ معطوف کی صورت بھی استعمال کی جاتی ہے۔ مندرجۂ ذیل مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔

(۱) اُنوں کھانا بول کو کھالیا۔

(۲) میں پڑھنا بول کو نیچ پڑھا۔

(۳) تم کیا گالی دینا بوں کو گالی دیے کیا؟

افعال معطوف کے بارے میں بنگالی اور آسامی جدید ہند آریائی میں اپنا خاص مقام رکھتے ہیں۔ ان دونوں زبانوں میں فعل معطوف یا ادھورے فعل کا زیادہ استعمال تبتی برمی اثرات کے باعث آیا ہے۔

---

[1] کامتا پرشاد گرو۔ ہندی ویاکرن ۴۹۴۔

ڈاکٹر سنیتی کمار چیٹرجی نے اس کی نسبت لکھا ہے "بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ بنگلہ مصمتوں کی صوتیت کے باب میں مشرقی بنگلہ کی بعض خصوصیات ترکوں سے پہلے وقت کے بنگلے کے ارتقائی زمانے میں اس پر پڑے ہوئے تبتی برمی اثرات کے تحت ہی آئی ہیں خصوصاً چ ج کا تس دز کی صورت میں تلفظ اور صورت شکل نیز نحو سے متعلق کچھ باتیں یا بنگلہ آسامی وغیرہ زبانوں میں سنسکرت (تتوا) اور (ئی) لاحقوں سے ترکیب پائے ہوئے ادھورے فعل کا کثرتِ استعمال[1]۔ کچھ پہاڑی بولیوں میں افعالِ معطوف کا استعمال ہوتا ہے۔

بنگلہ آسامی اور پہاڑی بولیوں کے فعلِ معطوف کی زیادتی اور دکھنی کے فعل معطوف کی کثرت میں فرق یہ ہے کہ مادّے کو اسم مصدر کی صورت میں (بول کے) یا (بول کر) جوڑا جاتا ہے۔ اصل فعل سے پہلے اس طرح کے استعمال سے فعل کا مقصد ظاہر کیا جاتا ہے اس تعلق سے تلگو اور دکھنی میں بہت مماثلت ہے۔ تلگو میں مستعملہ افعال معطوف بھی اصل فعل کی غرض ظاہر کرنے کے لیے آتے ہیں۔ تلگو کے بعض جملے یہاں بطور مثال دیے جاتے ہیں:۔

زمانۂ حال۔

تِنَ ولے نیّ تن ُچنّانُ۔

میں کھانا بول کر کھا رہا ہوں۔

---

[1] چیٹرجی۔ بھارتیہ آریہ بھاشا اور ہندی ص ۱۲۳

وین ٹھنٹھ ولے نبی وین ٹھنٹھ چینانی۔

میں جانا بول کر جارہا ہوں۔

چد وچلے نبی چد وچناں۔

پڑھنا بول کر پڑھ رہا ہوں۔

زمانۂ ماضی۔

تن ولے نبی تن ٹی نبی

میں نے کھانا بول کر کھایا۔

وین ٹھنٹھ ولے نبی وین ٹھنٹھ تبی نبی۔

میں جانا بول کر گیا۔

چد ولے نبی چدی وی تبی تی۔

میں نے پڑھنا بول کر پڑھا۔

(۳۹۲) دکھنی میں فعلِ معطوف کی بناوٹ نیچے کی طرح ہوتی ہے: —

(۱) کھڑی بولی کے مانند دکھنی میں بھی بعض مقاموں پر مادّے کا استعمال فعل معطوف کے طور پر کیا جاتا ہے۔

یوں جان پوچھنا (معراج العاشقین)

اُس کوں راکھے لے تو ہور (ارشاد نامہ)

ہیچ نین کر کرے اُثمان (ارشاد نامہ)

بی بیوں کوں بھی وہی کر جانے (خوش نامہ)

اُس بھول بے جے کوی تھاکے (خوش نامہ)

تیرے دیک عدل کوں ..... (پھول بن)

نہ کیوں بیٹھے یکس تے ایک لگ (پھول بن)

.... لہیا خوش کر نام (خوش نامہ)

موجود کر اس کر اس کوں کیوں دکھانا (من لگن)

عشق کی صورت کیسی ہے کر کیوں کہا جاتا (سب رس)

فعل متعدی۔

بولے اُس کوں سب سِکلا (ارشاد نامہ)

دِکھلانول تماشے (کلیات شاہی)

لگیا احوال پوچھن بس لا (پھول بن)

(۲) ہندی سے متعلق کچھ بولیوں کے مانند قدیم دکھنی میں مادّے کے ساتھ (آیبے) لاحقہ جوڑ کر فعل معطوف کی صورت بنائی جاتی تھی آگے چل کر (آیبے) کا استعمال چھوٹ گیا۔ جن مادّوں کے ساتھ (آیبے) جوڑا جاتا تھا انھیں بھی (کر تُوا) سے متعلق لاحقہ جوڑ کر فعلِ معطوف کی صورت میں استعمال کیا گیا (آیبے) کا تعلق سنسکرت کے (ی) سے ہے مثالیں حسبِ ذیل ہیں :۔

جے کوئی دیکھے خاک نجھاے (ارشاد نامہ)

کوی لیا گن نرنتر دھلے (ارشاد نامہ)

بھریا گنج قدرت پٹارا بھراے (ابراہیم نامہ)

(۳) کر۔ مادّے کے ساتھ "کر" کے جوڑ سے فعلِ معطوف بنتا ہے

اس کا تعلق سنسکرت (کرِ) سے ہے۔

خدا کوں بسر کر۔۔۔۔۔۔ ۔۔ (معراج العاشقین)

دُسرا ملکوُت کی منزل سوں سیر کر کر۔۔ (معراج العاشقین)

سو جاے کر اسمان پر (کلیات م۔ق۔ق)

بھیتر گیے ہیں دیدے دُکھوں پیٹں کر (قطب مشتری)

(۴) کے اور کو۔ مادّے میں (کے) اور (کر) کے میل سے کبھی فعل معطوف بنایا جاتا ہے۔ (کر) کا ماخذ ۔√ کرِ+ توا (سنسکرت فعل معطوف کا لاحقہ) سے ہے اور (کے) کی اصل √ کرِ+ یَ (سنسکرت فعل معطوف کا لاحقہ) ہے

مثالیں:۔ کے۔

آ گے ہو کے (معراج العاشقین)

چلو کر کے عرض کیے (معراج العاشقین)

پھریا ہو کے مجنوں (گلشن عشق)

کے دھرے غیر کوں اچھے کے تیری نظر (گلشن عشق)

مٹھائی پا کے من میرا یو مضمون چن کے لیّایا ہے (کلیات شاہی)

یو نینن اوّل دھس کے دیکھے نَیں نمارے (کلیات شاہی)

دریا گرمی سوں سُک کے گد گڑے تھے (پھول بن)

پوچھ کے بول تا دوں بول کے آیا اوں (پنچھی نامہ)

سات تیراں دے کے بولا (کہانی صبر یا شاکی)

واں کے بیٹیاں چھوں شہزادوں کوں کر کے لائے (کہانی صبر یا شاکی)

کو - ناکرسک کو عالم کوں ...... (معراج العاشقین)

دسیں یک بڑ بڑے نہ ہوکو کمتر (معراج العاشقین)

طمع داری سوں کھانے جاکو چارا (پھول بن)

ہُوا جیوں سلطنت کوں کھوکو پامال (پھول بن)

شادی کرکو لائں گا (کہانی صبر پاشا کی)

اماں باوا مرکو چلے جاتیں (کہانی سات بھائیاں کی)

بول چال میں (کر) کے بعد (کو) کے آنے پر اکثر (ر) گر جاتی ہے۔

بچارا ہراساں ہے ککو جریں بولے (کہانی نوسرہار کی)

اچھا ککو پانچاں قاضی کے سامنے کھڑے رہیے (کہانی نوسرہار کی)

حروف

(۲۹۳) دکھنی میں مستعملہ حرفوں کا بڑا حصہ کھڑی بولی میں بھی استعمال ہوتا ہے بعض حروف ایسے ہیں جو دوسری زبانوں سے آئے ہیں یا جن پر ہندی کے علاوہ دوسری زبانوں کا اثر پڑا ہے۔ عربی و فارسی سے حاصل شدہ حروف ہندی میں بھی قبول کر لیے گئے ہیں۔ کچھ حروف ایسے ہیں جو ادبی کھڑی بولی میں استعمال نہیں ہوتے، لیکن ہندی سے متعلق ذیلی زبانوں اور بولیوں میں ان کا استعمال ہوتا ہے۔ اس قسم کے حرفوں کا استعمال ان ذیلی زبانوں کے ادب میں ہوتا رہا ہے۔ ہندی اور اس سے متعلق بولیوں کے علاوہ گجراتی مرہٹی اور پنجابی نے دکھنی کو کچھ حروف عطا کیے

اور کچھ اُن سے اثر پذیر ہوئے ہیں۔ یہاں اُن حرفوں کی تفصیل دی
جاتی ہے جو کھڑی بولی کے علاوہ اور بولیوں سے حاصل ہوئے ہیں۔

(۱) عربی / فارسی سے حاصل شدہ حرفوں میں سے کئی ایک کو کھڑی بولی
نے بھی قبول کیا ہے۔ دکھنی میں اس طرح کے حرفوں کی تعداد زیادہ ہے۔
عربی / فارسی کے حروف خالص الفاظ ہی کی صورت میں استعمال ہوتے
رہے ہیں۔ ان بولیوں سے حاصل شدہ حرفوں میں تلفظ کے تعلق سے تغیرات
ہوئے ہیں۔ عربی / فارسی سے حاصل شدہ حرفوں کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

متعلق فعل زماں۔

بعد از — بعد از ہوے اُس تن ناس (ارشاد نامہ)

گاہے — اہے گاہے مِٹھ گاہے کسالے (پھول بن)

ہمیشہ — ہمیشہ تازہ اُس سوں سب جہاں تھا (پھول بن)

دایم — مچھی دایم جل میں بستی ہے (سکھ سہیلا)

روز — .... روز کریں تج دھن (کلیات شاہی)

متعلق فعل مکاں

طرف — بچھایا طرف وُ .... (ابراہیم نامہ)

نزدیک — توں نزدیک ین ہم پڑے تج تے دور (گلشن عشق)

نزیک ، نزدیک — نماز کے نزیک ۔ (معراج العاشقین)

نزیک جا کہیا سُدھن سوں (کلیات شاہی)

قریب — ابشیا کیرا قریب راکھیں۔ ۔ (خوش نامہ)

دنبال ــ دُک ٹک اُس کے کیا دنبال (ارشاد نامہ)

دنبال یا دنبالہ ۔ پیچھے پیچھا ۔ ان کا استعمال شیواجی کے وقت کی مرہٹی میں ہوا ہے۔

بغیر بغیر ۔ ساتواں شہزادہ بغیر شادی کیچ تھا (کہانی صبر یا شاکی)

متعلق فعل مقدار

خوب ــ میں تو دیکھیا خوب ڈھنڈ دل (ارشاد نامہ)

کم ــ محیط پنے میں دِستا کم (ارشاد نامہ)

حروف استدراک

وَلے ــ ولے اب کے نظروں یوں (ارشاد نامہ)

ولے، لیکن ۔ ولے لیکن پرس ال کنچن مول ہوے (ابراہیم نامہ)

گرچہ ــ اسمان گرچہ گرا گرا ہے (کلیات شاہی)

اگرچہ ــ اگرچہ تیرا شاہ لائق نہ ہوئے (ابراہیم نامہ)

حروف شرط و جزا

گر ــ نہ ہوے باٹ گر بھن کرے عقل لاکھ (گلشن عشق)

سب تجھ میں اگر کہے تو سچ ہے (من لگن)

حروف علّت

بہرحال ــ بہرحال مجلس میں رکھیا پروے (ابراہیم نامہ)

تاکہ ــ تاکہ کرم تج پلنے ہوے۔ (کلیات شاہی)

تا ــ تا مست ہوکے دیکھوں (کلیات شاہی)

حرف تفسیر

یعنی — یعنی پڑبھتر دھسے جو باہر آسے (من لگن)

حرف تشبیہ و مثال

گویا — گویا جیوں نال کے اوپر کھلیا ہے جل میں کنول (کلیات شاہی)

حروف جمع

و — آدم و حوّا (معراج العاشقین)

و — خاکی دکھیا وبیسا موس (ارشاد نامہ)

حرف تمنّا

کاش — کاش کہ دنیا میں ہوتا ہت گدا (پنچھی نامہ)

(۲) پنجابی سے آسے ہوسے۔

متعلق فعل زماں

اجنوں (= آج، اَج تک) — نہ جتا ہے گگن پہ مہ اجنوں (پھول بن)

متعلق فعل مکاں

پچھّے (ہندی پیچھے) — تیراں چھوڑے پچھے ... (کہانی صہ پاشاکی)

حرف جمع

ہور (= اور) — ہور نہاں پڑ کہاں جاسے تجھ کوں (من لگن)

تم ہور ہم اور سکتے (کلیات شاہی)

(۳) [illegible] — ہوسے۔

[illegible] دکھنی میں ... سے آیا ہے اور

ادبی اور بول چال کی زبان میں اس کا استعمال بہت ملتا ہے۔
مرہٹی میں یہ حرف تخصیص کے لیے استعمال ہوا۔ دکھنی میں تخصیص یا تاکید
کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بعض مقاموں پر "چ" (ہی) کا
استعمال مرہٹی کے مانند لفظوں میں بغیر کسی تغیر کے ہوتا ہے۔

گر پیو سوں مل پیوچ ہونے منگتا ہے (سب رس)

بعض مقاموں پر علامتِ حالت کے بعد (چ) کا استعمال ہوتا ہے۔

یہ عشق جدھر لگیا ادھر کاچ (من لگن)

ہے یو مہرا میرےچ پاس (ارشاد نامہ)

جس لفظ کے ساتھ دو طرح کی علامتیں آتی ہیں (؟) دو حالتوں
کی علامتوں کے درمیان کبھی کبھی (چ) کا استعمال کیا جاتا ہے۔

بچپن ہیچ دے بھاداتے اہیں (قطب مشتری)

کچھ لفظوں میں (چ) سے پہلے حرف تخصیص ای ۔ ہی کا استعمال
کیا جاتا ہے (ا) کے خاتمے والے اسم میں (ای) لفظ کا جز بن جاتی
ہے اور دوسرے الفاظ میں آزاد رہتی ہے۔

سورج کا آنچ بھوتیچ تیز ہوگا (پھول بن)

بھوتیچ = بھوت = بہت + ای = ہی + چ

اوّل دودیچ تھا (سب رس)

(دودیچ = دود = دودھ + ای = ہی + چ)

[illegible]

... ییک خلے (قلعے) کے اندر ہیچ پالے پاسے (کہانی جادو کا پتھر)

(اندر ہیچ' اندر + ای > ہی + چ)

. بسیر سپاٹے کا بھوتیچ شوق تھا (کہانی جادو کا پتھر)

چُپ کیچ کیوں گھبراتے ہیں (پنچھی نامہ)

یہی ہے گوے ہیچ میدان (پھول بن)

(جایسی کے اس مصرع سے یہ شعر کس طرح مماثل ہے)

اب یہ گوے' یہی میدان (پدماوت)

متعلق فعل کیفیت وحالت - ہلوں' ہلو' ہلو'

کھڑی بولی سے متعلق بولیوں میں ہولے ہولے (= آہستہ آہستہ)

کا استعمال ہوتا ہے۔ مرہٹی میں ہلُھے پراکرت ہلُ اَ > سنسکرت

لگھُ[۱] کا استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی کا ہلو' ہلو' اس شکل سے زیادہ شباہت

رکھتا ہے۔

یا توں بی بہت ہلوں چلی جاے (من لگن)

لباس پہنے کو ہلو' ہلو' آدمی ہے (کہانی صبر پاشا کی)

متعلق فعل 'نکو' نکوں (نفی کے معنی میں)

نکو - دیکھو پاشا زادے نکو پوچھو (کہانی صبر پاشا کی)

نکّو - کلکل نکورے مو ہیے جاناں کا گھو نکو (خطیب)

۱۔ جوُل بلاک - ص ۴۸۹' ۴۹۰

متعلق فعل مکاں اور حرف جار۔ اگل گجراتی آگل۔

اگل ۔ جس کے اگل سب ہیں کار (ارشاد نامہ)

دھریاہے چاندنے جیوں ٹیک اپس مُکھ کے اگل (کلیات شاہی)

(۴) ہندی سے متعلق بولیوں سے متاثر اور آیا ہوا حرف۔

باج ۔ متعلق فعل انکار (باج)، (=بغیر) پراکرت وجّ سنسکرت ورج کا استعمال اودھی میں ہوا ہے۔

گگن انت رکھ راکھا باج کھمب بِنُو ٹیک۔[۲]

دکھنی کی مثالیں:۔

منج باج تو دوسرا نہیں (ارشاد نامہ)

پیا باج پیالا پیا جائے نا (کلیات۔م۔ق۔ق)

سجن مکھ شمع باج اُجالا نا بھاوے (کلیات۔م۔ق۔ق)

کی اُس باج بھی کوئی دوجا نہ تھا (نجات نامہ)

سو گند ھ تیرا جو باج تیرے ۔ (من لگن)

"   "   تج شفا ہوئے باج (گلشن عشق)

اُسے لاڑ، پیلاڑ ۔ راجستھانی سے متعلق کچھ بولیوں میں اُبلاڑی (۔ اس طرف)، پیلاڑی (= اُس طرف) کا رواج ہے۔ دکھنی میں اَبلاڑ اور پیلاڑ متعلق فعل مکان کی مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

چوری اَبلاڑ ہے (سب رس)

---

[۲] جائسی ۔ پدماوت ۲ ۔ ۹ ۔

یو کام چوری تے بھی پیلاڑ ہے (سب رس)

نہیں دِستا یو عقل ستے پیلاڑ ہے (سب رس)

(۴) (۳۹۴) دکھنی میں مستعملہ حرفوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ (۱) مفرد (۲) مرکب۔ یہاں دکھنی کے ایسے حرفوں کی تفصیل خاص طور پر پیش کی جا رہی ہے جن کی صورت کھڑی بولی کے حرفوں سے مختلف ہے۔ موضوع کے اعتبار سے ایسے کچھ حرفوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے' جو کھڑی بولی اور دکھنی میں یکساں طور پر مستعمل ہیں۔

(۳۹۵) متعلقِ فعل (حروف)

(۱) متعلق فعل مکان۔ متعلق فعل مکان' آگے' کی مندرجہ ذیل صورتیں دکھنی میں رائج ہیں:۔

انگے' انگھے' اگل' آگے۔ ان کا تعلق سنسکرت "اگر" پراکرت اگے' ہندی آگے سے ہے۔ اگل < گجراتی آگل کا تعارف پہلے ہی کرایا جا چکا ہے۔

جب صف تے انگے ہو چلیا (کلیاتِ شاہی)

جو اُس نور انگے کر کے نمود (گلشنِ عشق)

اُس کی قلمکاری انگے ۔ ۔ ۔ (کلیاتِ شاہی)

انگھے ہونا ہے افعال (ارشاد نامہ)

نج تیغ تیز آگے ۔ ۔ ۔ (کلیاتِ شاہی)

پچھے سنسکرت پشچ ، راجستھانی پاچھے ، دکھنی پچھے۔

پچھے میں لے جاوں جو ہونے مج سے ٹاک (گلشنِ عشق)

اُوپر۔ اُپرال۔ اُوپر، سنسکرت اُپری۔ اُپرال اپری + آلیہ یا کھڑی بولی

اوپر + آل < آلیہ سے ماخوذ ہوتی ہے۔ ان دونوں کا استعمال خاص طور پر حرفِ ربط کی صورت میں ہوتا ہے۔

کتے پلنگ نہالی اوپر کتے پڑیں تلہار (خوش نامہ)

جچھیں کام اُپرال ناظر ہے دہ - - (نجات نامہ)

اس نس میں بیاہ سنگ اُپرال (من لگن)

تلہار۔ دکھنی میں 'تل' کے معنی میں (تلہار) کا بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس حرف کا استعمال بھی خاص طور پر حرف ربط کی صورت میں کیا جاتا ہے۔

کتے پلنگ نہالی اوپر کتے پڑیں تلہار (خوش نامہ)

نیڑے۔ دکھنی نیڑے راجستھانی نیڑے پنجابی نیڑے۔

اس جھوٹ کے جن پڑے نیڑے (من لگن)

پاس۔ دکھنی کھڑی بولی پاس < سنسکرت پاشرو

تکر پاس نیر بیچ (گلشنِ عشق)

نہ کال اندھارے پاسا (ارشاد نامہ)

سامنے < سنسکرت سُم مکھ۔ چلیا سامنے اس کے وہیں لے کے تھال (گلشن عشق)

کنے < ہندی کنے، راجستھانی کانی، گجراتی، کانے < سنسکرت کرنٹ)۔

گُل آدم کا لیا نج کنے مانگ (پھول بن)

کدھر، جیدھر، ادھر، اُدھر، تدھر، چوُدھر، چوندھر

ہمارے خیال سے ان حرفوں میں 'دھر' کا تعلق غالباً 'گھر' سے ہے، لیکن ڈاکٹر دھریندر ورما نے اس ماخذ کو درست نہیں مانا ہے[1]۔ 'دھر' کا تعلق اگر

---

[1] دھریندر ورما۔ ہندی بھاشا کا اتہاس ۳۳۲ ص ۳۱۰

سنسکرت لفظ "دھرا" سے مان لیا جائے تو ماخذ میں دشواری نہیں ہو سکتی۔ دکھنی، ہریانی اور کھڑی بولی کے علاقے کے قرب و جوار میں دھر، دھرا، دھرے، وغیرہ کا استعمال سمت اور جگہ کے معنوں میں ہوتا ہے۔ دکھنی میں مستعمل دھر اور چو دھر حروف اس ماخذ کو مستند قرار دیتے ہیں۔ کی۔ جی۔ ای۔ اُ اور تی کا تعلق استفہام اور اشارے کی ضمیروں سے ہے۔ چو دھر میں چو تعداد کو بتلاتا ہے۔

کاں، کہاں، کہیں، کیں، جاں، جہاں، یاں، یہاں، یہیں، واں، وہاں، واں، تہاں، کہاں، جہاں، یہاں اور وہاں کا استعمال کھڑی بولی میں ہوتا ہے۔ حرف تخصیص ای ح ہی کے جوڑ سے کہیں، یہیں اور وہیں شکلیں بنتی ہیں۔ (ہ) کی ادا کی نسبت دکھنی کا جو میلان رہتا ہے۔ اس کے سبب ان حرفوں سے (ہ) گر جاتی ہے، جس سے کاں، جاں، یاں اور واں کی صورتیں استعمال میں آتی ہیں۔ اسی رجحان کی وجہ سے کیں اور ویں جیسے استعمال بھی موجود ہیں۔ ان حرفوں میں ہاں" کی اصل سنسکرت لفظ ستھان سے مانی جاتی ہے۔ ان حرفوں کے استعمال مندرجہ ذیل مثالوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

میں اس کارن بہوت ڈروں ڈر کر جاؤں کہاں
جہاں میں چھن لوڑوں تو نہیں نہاں نہاں (خوش نامہ)

ڈروں تو کہاں لگ ڈروں (خوش نامہ)

نا کیجیں کہیں بن دھان (ارشاد نامہ)

ولے کاں ہوا سو معلوم نہیں (معراج العاشقین)

ہمیں کاں اتھے کاں سے لایا ہے دیک (نجات نامہ)

کھڑے رہ تو کاں قافیے جوڑ پاے (ابراہیم نامہ)

نہیں بزم اس سار کا ہور کیں (کلیات - م - ق - ق)

کسے ییے جہاں کا نہاں سماوے (ارشاد نامہ)

ولے دُر کھت پتھر کہاں جاں (ابراہیم نامہ)

یو کچھ ہے یہاں نہ ہر کہاں ہے (من لگن)

یوں شاید تخم پہیں (ارشاد نامہ)

سب وہاں کا جو کچھ آرایش ... ... (معراج العاشقین)

وہاں اُس کوں وے جیوں کے چمٹی کوں پہ (گلشن عشق)

... نہ کرسک جو واں (ابراہیم نامہ)

وئیں دھڑام سے گر پڑا (بول چال)

دوُر - سنسکرت دوُر۔

توں نزدیک پن ہم پڑے تجُ تے دوُر (گلشنِ عشق)

باہر - سنسکرت بہر۔

دکھنی میں (باہر) کے علاوہ ادا کے اعتبار سے اثرات کے سبب

حرف کی ایک دوسری صورت بھی رائج ہے "بھار"

ابہس دِل تھے دیس بھار (ارشاد نامہ) (بھار > باہر)

(۲) متعلق فعل زماں۔

آج > ادیے۔ کوئی دیکھا یا یوں کہہ آج (ارشاد نامہ)

اجوں > اج + یوں - جے آج سو کال تھا نہ کچھ اور (من لگن)

اجھوں، اج+ہوں - اجھوں صندل شفق کاں تے (کلیات شاہی)

اجھوں بن میں تس بلبلاں کا ہے شور (گلشنِ عشق)

اتال (= اب) ماخذاجات۔

بحری کہ اتال یس یوں مذکور (من لگن)

(د) کد، کدی، کدھی، کدھیں، جکد، جد، جداں، تھیں، تد۔

'اد' (اب) "کد" کی تقلید میں بنا ہے۔ (کد) اور (جد) علی الترتیب سنسکرت کدا اور یدا کی متبدل صورتیں ہیں۔

کد (=کب) اور جد= (جب) کا استعمال کھڑی بولی کے علاقے میں ہوتا ہے ہریانی میں ان کا استعمال رائج ہے۔ کدی - کدا + ای > ہی اور کدھی > کدا + ہی (کبھی) کدھیں میں انسوار کی زیادت ہوئی ہے۔ جکد، جد، تد، تداں۔ آج کل بول چال کی دکھنی میں ان کا استعمال نہیں ہوتا۔

اد ہوا سب ہونہار (ارشاد نامہ)

نکلی نہ تجی کو ٹھری کے کدھار (من لگن)

کدیں خوب چہرا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (گلشن عشق)

کدھیں نور یوسف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (گلشن عشق)

تا مُتج کوں کدھی بھنگ (ارشاد نامہ)

جکد آوجیں کاج تس داد دے (ابراہیم نامہ)

نہ ٹک دھیر دھر جد ہوئے بے قرار (ابراہیم نامہ)

جداں جیو تن سوں کرے گا نہ داغ (نجات نامہ)

نند کا یو حقیقت محمدؐ (من لگن)

فرشتیاں کا نہ تھا پھیرا نداں تھا نور سو تیرا (کلیات شاہی)

اب، ابکے، اب لگ، ابھی، ابیّ، کب، کبھی، کبھو، کبیّ، جب، جبھی، تب، تبھی،

یہیں نے اشارہ بتلانے والے آ، اِ، اور ے کے ساتھ سنسکرت لفظ "ویلا"

کے جوڑ سے اِن حرفوں کا ماخذ مانا ہے (ابھی) اور (جبھی) میں اب اور جب کے ساتھ

ہی کا جوڑ ہے۔ (ابیّ) اور (کبیّ) دکھنی کے میلان کو بتلاتا ہے۔ کب میں (ک)،

سوال کو ظاہر کرتا ہے۔

اب تج کہہ سوں تیرا متھن (ارشاد نامہ)

دسے اب کے نظروں یوں (ارشاد نامہ)

اب لگ تو کسے نہ دسے پوچھیا (من لگن)

کی کچ ایس تے ابیّ نیت ہوا (نجات نامہ)

کریں جبھی وہ تیرت۔ پٹن (خوش نامہ)

کبھو نہ پیر گٹ شوق (خوش نامہ) (کبھو > کب + ہو)

میں کبھی میرے لاڈ ہلایا کنھوں نہ ہوا داس (خوش نامہ)

جو امرت پلاسے تبھی نیّن جیا (گلشن عشق)

ترتیں > سنسکرت تورت، توریتم۔ یہ شکل قدیم دکھنی میں ملتی ہے۔

کوئی یک جیں ترتیں جاے (ارشاد نامہ)

(۳) متعلق فعلِ زماں (تعین وقت کے لیے)

اب، جب وغیرہ کے ساتھ (لگ) کے جوڑ سے وقت کا تعین کرنے والے حروف بنتے ہیں:-

اب لگ ۔ کوئی اب لگ حد تلک پونچیا سو نہیں ہے (پھول بن)

جو لگوں (جو لگ)

جو لگوں نور سوں دِن کرا چھے .. (کلیات شاہی)

تو لگ ۔ دستا تو لگ دیکھتا مان (ارشاد نامہ)

اب لگ ۔ تب لگ تن تھے نا ہوے فوت (ارشاد نامہ)

جم جم ۔ (مستقل صورت)

جو کچھ مطلب سو تیرا ہے خدا کے پاس جم جم (پھول بن)

نِت ۔ رنت بسے ۔ کرے خورشید کوں نِت دستگیری (پھول بن)

یتّے میں (= اِتنے میں)

ینّے میں برڑ کے تھر کوں . . (کہانی نوسرہار)

لگا لگ ۔ لگا لگ تین دِن کیتا سو ماتم (پھول بن)

سدا ۔ سدا صحت کی راحت سوں جلاؤں (پھول بن)

(۳۹۶) حروفِ ربط ۔

جملے میں کسی لفظ کا دوسرے لفظوں سے تعلق ظاہر کرنے کے لیے حروف جار کا استعمال حالت کی علامت کی طرح ہوتا ہے ۔

کن ۔ سنسکرت کرنؔ، کن (پاس) کا استعمال کھڑی بولی کے علاقے میں کیا جاتا ہے ۔

وہ مقیم شاہد کن (ارشاد نامہ)

ایس کن بلا بھیج . . (انجات نامہ)

سو اس شاہ کن پھول کیوں آن کر (ابراہیم نامہ)

بچن عقل کن بیچ پوچھے تو غلام (گلشن عشق)

تل، تلیں، تلار (سنسکرت تل۔ اس کل (تلے) صورت بھی استعمال ہوتی ہے جو حالتِ ظرفی کی شکل ہے (تلار) یا (تل) لفظ کے ساتھ (آر) حرفِ جار کی علامت ہے۔

پکاریا چھپے تل ...... (گلشن عشق)

چرن تل سیں لا اپنا (کلیاتِ شاہی)

ٹوٹے گردن اس کی تلے سر پڑے (قطب مشتری)

کنگوئی اریں تلے جو سر نہ دیتی (پھول بن)

.. اُس سر دایم تلار (سب رس)

تک، تلک، تلگ — ہارن لی نے تک اور تلک کی اصل سنسکرت (ترت) سے مانی ہے[1]۔ مشرقی ہندی میں (تک) اور مغربی ہندی میں (تک) اور (تلک) کا استعمال ہوتا ہے۔ کھڑی بولی کے ادب میں (تک) کا استعمال ہوتا ہے۔ دکھنی میں (تک) اور (تلک) کے علاوہ صوتی اعتبار سے تبدیلی کے باعث (تلک) کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

جھاڑ تلک (معراج العاشقین)

قیامت تلک نا ڈھلے بعد سوں (گلشن عشق)

دِھر، دھیر (نزدیک)

پڑیا شہ یک دِھر ہو لشکر یک دِھر (پھول بن)

رحمت کر چاک میرے دھیر (ارشاد نامہ)

پاس ← سنسکرت پاشرو۔

کئی پاس تیر بیج (گلشن عشق)

نہ کاج اندھارے پاسا (ارشاد نامہ)

پچھے، پچھے ← سنسکرت پشچ۔ پچھے یا پیچھے حالتِ ظرفی کے استعمال کے طور پر —

پچھے میں رلجاؤں جو ہوئے تج سے ٹاک (گلشن عشق)

نیراں چھوٹے پچھے … (کہانی صبر پاشاکی)

منجھار، مجھ ← سنسکرت مدھیے (آر) حالتِ اضافی کی علامت۔

وہی نقش کرشاہِ دل کے منجھار (گلشن عشق)

بیچ — ہارن لی نے بیچ کے ماخذ کے بارے میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہا۔ ان کا قیاس ہے کہ سنسکرت "ورتیے" سے اس کا آغاز ہوا۔[1] اپ بھرنش میں وچے (سنسکرت حالِ مطلق) کا استعمال ہوا ہے۔

مثلاً: پردا جو بیچ تھا گیا چھٹ (من لگن)

اُپراں، بھتراں۔ بھیتر ← سنسکرت ابھینتر۔ آں ← آیے۔ دکھنی میں اس طرح کا دوسرا لفظ (اُپراں) بھی استعمال ہوتا ہے۔

اُپراں سنسکرت اُپری + آیے۔

رنگار رنگ جدول اس اُپراں کیتا (پھول بن)

---

[1] ہارن لی۔ کمپیریٹو گرامر آف گوڈین لنگویجس ۲۷۸ ص ۱۴۲

جنزیرے کے بھتراں ڈلتا گھسیا (قطب مشتری)

سنگ ۔ سنگاں ← سنسکرت سنگ

لاؤ لشکر کے سنگات تیاتا (کہانی چور شہزادی کی)

پھنر کے سنگ سوں .... .. (پھول بن)

بنا ۔ سنسکرت بنا ۔

اِن دو بنا نا ہیں کچ (ارشاد نامہ)

لک، لکا، لگن ۔ (= تک) ۔ لک، اور لکا، لگن

جبرئیل تک اُسے انپڑنا (معراج العاشقین)

جورو کے طرف پلٹ کو دیکھتے لکا نیں نھے (کہانی صبر یا شاکی)

اس حد لگن لیائے (سب رس)

(۳۹۷) حروف تشبیہہ و مثال ۔

یوں، جوں، جیوں، تیوں، جوں کے ۔ کیلاگ نے ان کا ارتقا اس طرح

مانا ہے :۔

یوں ← سنسکرت اِت تھم ۔ جوں، جیوں ← یتھا ۔ تیوں ← سنسکرت تتھا ۔ چیٹرجی کے خیال سے (کم)، کی تقلید میں جم اور کم سے ماخوذ ہوئی ۔ مشرقی ہندی میں جمیٔ، تمیٔ کا استعمال ہوتا ہے ۔ گجراتی جیم، تیم، مغربی اپ بھرنش میں جیمب، تیمب، کیمب کا استعمال ملتا ہے، جو جے دم نے دم کے دم میں تبدیل ہوئے انھیں شکلوں سے ہندی میں جیوں، تیوں یا جیوں، تیوں اور جوں، توں کا آغاز ہوا ۔ یہ ماخذ کیلاگ کے ماخذ سے زیادہ موزوں ہے ۔

کیا جوں میرے من کے مس کوں کیچن (گلشنِ عشق)

یک بھانت سوں یوں بی یگ جیوں ہے (من لگن)

جوں تم آکھیں یوں اُٹھان (ارشاد نامہ)

جوں اس کا ٹھسا تیوں (ارشاد نامہ)

جوں کے مُرشد کھیا جان (ارشاد نامہ)

جھٹ دنا (جھٹ سے) شہزادی جھٹ دنا دے ڈالتی (کہانی جادو کا پتھر)

پٹا پٹ - پٹا پٹ پھولاں مست پڑتے اتھے (قطب مشتری)

راسک راس (ٹھیک ٹھیک، درست) ماخذ نامعلوم۔

صدقے نبی کا داس ہوں میں داس راسک راس ہوں (کلیات م - ق - ق)

سچیں مچیں - سچ مچ۔

سچیں مچیں یو قرشتاج ہے (سب رس)

(۳۹۸) حروفِ تخصیص۔

تو، تو، ــ سنسکرت تد ہی

نرگن ہوا تو . . . (معراج العاشقین)

بھی، بی ــ سنسکرت اپی۔

اُنئے بھی طبیب ہووے گا (معراج العاشقین)

میں بھی میرے لاڈ چلایا (خوش نامہ)

اچھے عشق جیسا بھی . . (گلشن عشق)

یوں بی یوں ج .... (ارشاد نامہ)

وَ دھنک ہی کیا دھنک جی ۔ (خطیب)

چ (= ہی) پارہ ۲۹۳ - ضمن ۳ میں (چ) کا تجزیہ کیا جاچکا ہے۔

(۳۹۹) (۱) متعلق فعل مقدار۔

ٹک ہندی سے متعلق بولیوں میں اس کا استعمال ہوتا رہا ہے۔

مثلاً:- تو ٹک ہنس بولتی نہیں تھی (کلیات م-ق-ق)

(۲) حرفِ شرط۔ جے ' جد سنسکرت یدیٔ - جوُل بلاک نے اس کی اصل سنسکرت یت سے مانی ہے۔ مرہٹی اور گجراتی میں بھی جے > یدیٔ کا استعمال ہوتا ہے۔

جے من دھاوے چاروں دھیر (ارشاد نامہ)

جے ایسا گیان منج چھوٹا (ارشاد نامہ)

(۳) حروفِ علت۔ کیوں کر، کیونکہ۔ کے دم > اپ بھرنش کیمب > سنسکرت کِم (دکمیؔ و)

بھوُ نیا بیج کیونکر آگوے (سکھ سہیلا)

(۴) اضافت کے معنی میں۔ بھوتیج ' بھوت۔

سیر سپاٹے کا جو تیج شوق تھا (معراج العاشقین)

(۵) جمع کے معنی میں۔ اور > سنسکرت اپر اور دو جا پڑے (ارشاد نامہ)

ہور (پارہ ۲۹۳ ضمن (۲) میں تجزیہ دیکھیے)

(۶) ایجاب کے معنی میں ہو (= ہاں)

ہو میاں میرے سے غلطی ہوئی (کہانی صبر پاتشاہ کی)

ارے ہو میاں! سچی بی ہم دونوں بیو تو نیچ ہیں (کہانی صبر یا شاہ کی)

(۷) انکاری کے معنوں میں۔

نا ۔ آنک سوں غیر نہ دیکھنا سو (معراج العاشقین)

نہیں۔ نہیں تو یہے تن دکھاتا جیب (ارشاد نامہ)

نیںؔ۔ اُتنے نیںؔ دیتا (معراج العاشقین)

نیںؔ، نئیں ۔ پن کی ساتویں کی تیر نیںؔ ملی (کہانی صبر یا شاکی)

کئیں بی اس کا پتا لگیا نیں (کہانی صبر یا شاکی)

نکو، نکّو (پارہ ۳۹۳ ضمن (۳) میں تجزیہ دیکھیے)

(۸) حرفِ بیانیہ کہ (کؔی)

بوُ آیا توں ہوے پھر سادے مرسل۔

کہ پھول آگے، پیچھے آتے ہیں پھل (پھول بن)

(۹) علت کے معنی میں:۔

سو ۔ سو سمجھ کر کَن پانچاتن سنوارکر ..... (معراج العاشقین)

سو تِس کندُوری لون سے ..... (کلیات م۔ ق۔ ق)

(۱۰) تردید کے معنی میں۔

پہ ۔ ملنا ہوئے پہ .. .. (ارشاد نامہ)

پنا ۔ نہ کاج اندھارے پاسا (ارشاد نامہ)

پن جیو سے سکے پرکاسا (ارشاد نامہ)

پن کی ۔ چھے بیٹوں کے تیر ملے، پن کی ساتویں کی نیر (کہانی صبر یا شاکی)

(۴۰۰) حروفِ فجائیہ

اثے یو۔ (ذلگو) اثے یو سایہ ہوا تو بلا آج پیدا ہو جاے (کہانی چور شہزادی کی)

اثے یوا ماں۔ اثے یوا ماں تیرے سے بڑ کو ہیں کیا؟ (کہانی صبر یا شا کی)

بارے۔ منج دک شک ناہیں بارے (ارشاد نامہ)

بارے کہتا ہوں اِتا۔ ۔ ۔ ۔ (کلیاتِ شاہی)

بارے رہے کچھ یادگاری (من لگن)

ماں۔ کِتا ہوشار ہے ماں (کہانی نوسرہار کی)

وہی۔ (چوروں نے کہا) وہی تمارے آماں بابھین رہتے میں مل سکو (کہانی صبر یا شا کی)

وہی۔ وہی میں تو بندری ہوئی (کہانی صبر یا شا کی)

وہی ہے انسان کو ہلا (کہانی چور شہزادہ کی)

وارے وا (واہ رے واہ) ارے وارے وا (کہانی نوسرہار)

نحو

قدیم زمانے میں دکھنی کے نحو کے متعلق یہ جاننے کے لیے ہمارے پاس نثر کی کافی کتابیں نہیں ہیں۔ ہمارے ملک کی دوسری زبانوں کے مانند دکھنی کا قدیم ادب منظوم ہے، جس سے جملوں کی بناوٹ کا علم حاصل نہیں ہوتا ابتدائی زمانے کے مصنفین میں خواجہ بندہ نواز ایسے مصنف ہیں جو کئی چھوٹے چھوٹے نثری رسالے چھوڑ گئے ہیں۔ شاہ برہان الدین جانم نے بھی کچھ مذہبی کتابیں لکھی ہیں۔

زمانہ وسطیٰ کے نحو کی معلومات وجہی کی دو نثری کتابوں "سب رس"

اور تاج الحقائق سے بھی زیادہ مدد نہیں ملتی۔ جہاں تک سب رس کا تعلق ہے وہ اگرچہ نظم میں نہیں لکھی گئی ہے، تاہم اُس میں جملوں کے اجزا اور جملوں کو مقفیٰ بنانے کا رجحان ہے۔ تاج الحقائق اس بارے میں زیادہ ذخیرہ پیش کرتی ہے۔ اُس زمانے کی بول چال کی دکھنی اور کھڑی بولی کے نحو میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ اسی سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ قدیم زمانے میں بھی کھڑی بولی اور دکھنی کے ترتیب کلام میں کچھ تفاوت نہیں رہا ہوگا۔ جہاں تک قدیم مثالوں کا سوال ہے کھڑی بولی کی بہ نسبت دکھنی کی مثالیں زیادہ پرانی اور مستند ہیں۔

ابتدائی زمانے میں دکھنی کا نحو (جملوں کی ترتیب و ساخت) آج کل کی کھڑی بولی کے نثر کے برابر منظم تھا، لیکن کہیں کہیں عربی اور فارسی کے نحو کا اثر دکھائی دیتا ہے۔ فعل کا کلمہ جملے کے شروع میں اور درمیان میں استعمال ہوا ہے۔

کہنے انسان کے بوجھنے کوں ۔۔ (معراج العاشقین)

تِسرا شہید غافل کوں دیو، دنیا کی لذت میں (معراج العاشقین)

خدا کہیا نماز کے نزدیک نکو ہو مستی کے حال میں (معراج العاشقین)

ذوق ہوا وصل کا ۔۔ (معراج العاشقین)

اُنوں بی نماز کرتے اپنے اپے (معراج العاشقین)

شفا پاسے توں .... (معراج العاشقین)

حضرت خواجہ بندہ نواز کی تصانیف میں اس قسم کے مستند جملے بھی ملتے ہیں۔

نو باپاں کے۔ سات ماداں کے۔ چار فرزند تھے۔ تین نسنگے، ایک کوں

کپڑا ج نہ تھا۔ اُس کے آستین میں پیسے (پیسے) تھے۔ چاروں مل کر بازار
کوں گئے، او بازار چوبیس جنوں کا تھا۔ اس بازار میں چار کما ناں تھیاں
(شکار نامہ)

جملے کے نصفِ اوّل میں صفت کی صورت میں جملے کے جز کو استعمال
کرنے کا میلان نظر آتا ہے۔ یہ رجحان ۱۹ ویں صدی تک برج بھاشا
میں اور کھڑی بولی کے ابتدائی زمانے تک "جو ہے سو" والے اسلوب میں
دکھائی دیتا ہے۔ مرہٹی میں اِس وقت بھی صفت نما جملے کے جز کا استعمال
رائج ہے۔ خواجہ بندہ نواز کی تصانیف میں یہ رجحان دکھائی دیتا ہے:—

پیو منا کیا سو پرہیز .. (معراج العاشقین)
جسے کپڑے سو اُس کی آستین میں پیسے تھے (شکار نامہ)

شاہ میراں جی اور شاہ برہان الدین جانم کی نثر میں بھی ہم اسی قسم کے جملے
پاتے ہیں:—

ہور درود اپنے رسول پر بھیجا اور اُن کے فرزندوں پر، ہور سب
اُمت کے خاصاں پر، سو یے معنی ہیں کہ ایس کوں دیکھ کر بندگی کرو کھیا پیغمبر کوں
اور پیغمبر کے فرزندوں کوں، ہور سب اُمت کھیا۔ ہور محمد پر درود بھیجیا، سو یے معنی ہور
انوں کے فرزنداں پر........" (شرح مرغوب القلوب)

زمانۂ وسطیٰ میں جملے کی بناوٹ زیادہ باقاعدہ ہونے لگی، فعل کے کلموں
کا استعمال آج کی طرح ہونے لگا اور "جو ہے سو" کا طرز و اسلوب تقریباً
ختم ہو گیا آج کل کی کھڑی بولی کی نثر میں ہم جیسی جملوں کی ترتیب دیکھتے ہیں،

اُس کا بہت کچھ صاف ستھرا روپ وجہی کی تصانیف میں ملتا ہے :—

..... ہر کوئی بھی اپنے خدا سوں ایک راز رکھتا ہے۔

ارے طالب، کہتے ہیں اوّل خدا ج تھا۔ جبّی کچھ نہ تھا تو اپنا کچ یوں کاں تے پیدا ہوا ہے، کاں تھے آیا ہے؟ اُس ٹھارو کچ لازم آتا ہے۔ یا آپ ری تھے یو پیدا کیا ہے۔ یا آپ میں ظہور ہوا ہے (تاج الحقائق)

آج کل بول چال کی دکھنی میں جملوں کی ترتیب اس طرح ہے :—

اُس کے یا دچھوٹی شہزادی رور جنگلی پھلاں کھاتی، نماز اور قرآن پڑھتی ہوئی دن گزارنے لگی۔ ایک دن چھوٹی شہزادی پھلاں توڑ رہی تھی۔ کیا دیکھتی ہے کہ سامنے سے ایک بڈھی آرہی ہے۔ جنگل بیابان میں بڈھی کو دیکھ کو شہزادی کو ز راہمت ہوئی۔ جب بڈھی نزدیک آئی تو شہزادی سے پوچھنے لگی بیٹی! تو اِتّی خبصورت ہے۔ آخر تجھے کیا دکھ ہے، جو تو اتّا رو رہی ہے؟

شہزادی اُس کو اپنی پوری کتا سنائی اور اُسے بولی۔ اے نانی! دعا کرو کی، خدا میرے دن پھیر دے" (کہانی صبر یا شاکی)
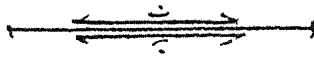
ضمیمہ (۱)

دکھنی کے مادوں کا مطالعہ

یہ فہرست دکھنی کے مادوں کی تقسیم مع اُن کے اصل کے تیار کی گئی ہے۔ دکھنی میں مادوں کا استعمال زیادہ ہوا ہے اور ان کا مطالعہ لسانیات کے اعتبار سے اہم ہے۔ یہاں بعض مادوں کو حروف تہجی کی ترتیب میں تعارف کی غرض سے مرتب کیا گیا ہے۔ عربی / فارسی کے مادوں کے ساتھ کرنا، ہونا وغیرہ لگا کر جو افعال بنائے جاتے ہیں اُن کا ذکر اس میں نہیں ہے۔ ادا کرنے کے نقطہ نظر سے جن مادوں کا ایک سے زیادہ روپ رائج ہے، اُن کا بھی ذکر حسب موقع کیا گیا ہے۔ یہ فہرست مکمل نہیں ہے۔ مؤلف کی اس امر میں سعی جاری ہے۔ جلد ہی دکھنی لغت میں اس فہرست کو مثالوں کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

(۱) اندیشنا

(۲) اپڑنا، اپڑنا (پہنچنا، پانا)
اُپاڑنا (متعدی)

(۳) اگھانا، اگھوانا (متعدی المتعدی)

(۴) اچنا، اچھنا (رہنا، ہونا)

(۵) اٹکانا

(۶) اڑنا

(۷) اڈڑانا

(۸) اب ریکنا (دیکھنا)

(۹) ابھاسنا (ابھاس دینا)

(۱۰) جانا

(۱۱) آکھنا (کہنا)

(۱۲) آزمانا

(۱۳) آنتّنا (لانا)

(۱۴) اُگنا۔

(۱۵) اُپنا اُجانا۔اُچھانا (متعدی)

(۱۶) اُچھلنا اُچھالنا (متعدّی)

(۱۷) اُٹھنا اُٹھانا (متعدی)

(۱۸) اُڑنا اُڑانا (متعدی)

(۱۹) اترنا

(۲۰) اُتپنا (پیدا ہونا)

(۲۱) اُبکنا

(۲۲) اُپسنا (روزہ رکھنا)

(۲۳) اُپانا (پیدا کرنا)

(۲۴) اُبرنا

(۲۵) ھتنا (ابھرنا)

(۲۶) اُلنگھنا (لانگھنا)

(۲۷) اُلجھنا

(۲۸) اُنڈیلنا (گرانا)

(۲۹) اوٹھنا۔ ٹھنا

(۳۰) اینٹھنا

(۳۱) اوڑنا۔اُڑانا

(۳۲) کچکچانا

(۳۳) کچوانا (گھبراتی بے چین ہونا)

(۳۴) کڑنا (کڑھنا) کاڑنا (کاڑھنا)

(۳۵) کڑکنا

(۳۶) کترنا

(۳۷) قبولنا

(۳۸) کرنا

(۳۹) کل کلانا

(۴۰) کلانا (کہلاتا)

(۴۱) کسنا

(۴۲) کسبی کسنا

(۴۳) کہنا کہانا کہوانا

(۴۴) کاٹنا

(۴۵) کُڑنا (کڑھنا)

(۴۶) کُملانا

(۴۷) کہکنا

(۴۸) کھوکنا

(۴۹) کوسنا

(۵۰) کوسنا

(۵۱) کھنڈنا (ٹوٹنا)

(۵۲) کھدیڑنا

(۵۳) کھپنا، کھپانا

(۵۴) خمنا (جھکنا)

(۵۵) کھانپنا (جھکنا)

(۵۶) کھسنا

(۵۷) کھانا، کھلانا

(۵۸) کھکرنا

(۵۹) کھِجنا، کھجانا

(۶۰) کھِلنا، کھلانا

(۶۱) کھِسنا

(۶۲) کھنچنا، کھینچنا

(۶۳) کھُجانا

(۶۴) کھُلنا، کھُلانا

(۶۵) کھونچنا

(۶۶) کھوجنا

(۶۷) کھورنا

(۶۸) گنڈانا

(۶۹) گڑگڑانا (گرجنا) گڑگڑانا

(۷۰) گمنا (کھونا)، گمانا (متعدی)

(۷۱) گھنا (پکڑنا)

(۷۲) گلنا، گالنا، گلانا

(۷۳) گاجنا (گرجنا)، گجانا

(۷۴) گاڑھنا

(۷۵) گانا، گوانا (متعدی المتعدی)

(۷۶) گِنانا، گنوانا (متعدی المتعدی)

(۷۷) گُندنا (گونتھنا) گوندنا
(گنتھنا - متعدی)

(۷۸) گزرنا، گزارنا

(۷۹) گُنتا (گونتھنا) گنانا
(متعدی المتعدی)

(۸۰) گمنا (کھونا)

(۸۱) گڑگرانا

(۸۲) گھٹنا

(۸۳) گھڑنا

(۸۴) گھالنا

(۸۵) گھولنا

(۸۶) گھیرنا

(۸۷) گھولنا

(۸۸) چکنا (چکھنا) چاکھنا، چکانا

(۸۹) چڑنا، چڑھنا، چڑھانا

(۹۰) چمکنا

(۹۱) چلنا

(۹۲) چھپانا

(۹۳) چاپنا (دبانا)

(۹۴) چاٹنا

(۹۵) چابنا

(۹۶) چنتنا، چینا

(۹۷) چٹکنا (کھِلنا)

[illegible] چِڑنا چِڑانا

(۹۹) چِلّانا (چِلّانا)

(۱۰۰) چِننا (پہچاننا)

(۱۰۱) چنکنا، چونکنا

(۱۰۲) چُننا

(۱۰۳) چُبنا (چُبھنا)

(۱۰۴) چمرانا

(۱۰۵) چرانا

(۱۰۶) چلبلانا

(۱۰۷) چھچنا

(۱۰۸) چھکنا

(۱۰۹) چھپنا (چھپانا)

(۱۱۰) چھڑنا، چھاڑنا (چھوڑنا)

(۱۱۱) چھلنا

(۱۱۲) چھاننا

(۱۱۳) چھانا

(۱۱۴) چھجنا

(۱۱۵) چھنکنا، چھنکانا

(۱۱۶) چھپانا، چھپنا، چھپانا

(۱۱۷) چھٹنا، چھوٹنا

(۱۱۸) چھیدنا

(۱۱۹) جکڑنا

(۱۲۰) جگمگانا

(۱۲۱) جڑنا

(۱۲۲) جننا

(۱۲۳) جتانا (ظاہر کرنا)

(۱۲۴) جپنا (خدمت کرنا)

(۱۲۵) جلنا، جلانا، جالنا

(۱۲۶) جاگنا، جگانا

(۱۲۷) جانا

(۱۲۸) جامنا

(۱۲۹) جینا، جلانا

(۱۳۰) جڑنا، جڑوانا

(۱۳۱) جرونا (جڑانا)

(۱۳۲) جوڑنا

(۱۳۳) جونا (دیکھنا)

(۱۳۴) جھگڑنا

(۱۳۵) جھڑنا

(۱۳۶) جھڑجھڑانا

(۱۳۷) جھمکنا

(۱۳۸) جھلکنا

(۱۳۹) جھلجھلانا

(۱۴۰) جھانکنا

(۱۴۱) جھانپنا (ڈھک دینا)

(۱۴۲) جھڑنا

(۱۴۳) جھٹلانا (جھوٹی بات بنانا)

(۱۴۴) جھٹالنا (مٹہ جھوٹا کرنا)

(۱۴۵) جھلنا، جھلانا

(۱۴۶) ٹلنا، ٹلانا

(۱۴۷) ٹانگنا، ٹنگانا

(۱۴۸) ٹکنا

(۱۴۹) ٹٹکنا

(۱۵۰) ٹٹنا، ٹوٹنا

(۱۵۱) ٹھاڑنا (کھڑے رہنا)

(۱۵۲) ٹھاننا

(۱۵۳) ٹھارنا (ٹھہرنا)

(۱۵۴) ٹھیلانا

(۱۵۵) ٹھوکنا

(۱۵۶) ٹھسنا

(۱۵۷) ڈنکارنا

(۱۵۸) ڈگمگانا

(۱۵۹) ڈاٹنا (بجھڑ کرنا)

(۱۶۰) ڈالنا

(۱۶۱) ڈونا (ڈھلکنا)

(۱۶۲) ڈوبنا، ڈُبنا
ڈُبانا (متعدی)
(۱۶۳) ڈھل مُلانا، ڈھلانا
(متعدی)
(۱۶۴) ڈھن ڈھولنا
(۱۶۵) ڈھلنا
(۱۶۶) ڈھلکنا
(۱۶۷) ڈھانپنا
(۱۶۸) ڈھالنا
(۱۶۹) ڈھنڈنا، ڈھونڈنا، ڈُھنڈنا
(۱۷۰) ڈھونا، ڈُھلانا
(۱۷۱) تکنا
(۱۷۲) تلنا
(۱۷۳) تڑکنا
(۱۷۴) تڑتڑانا
(۱۷۵) تڑپڑنا، تڑپھڑانا
(۱۷۶) تپنا، تاپنا
(۱۷۷) ترسنا
(۱۷۸) تلنا
(۱۷۹) تل ملنا
(۱۸۰) تاجنا (تاج پہنانا)
(۱۸۱) تاڑنا
(۱۸۲) تِل ملانا
(۱۸۳) تیرنا، تیرنا، تیرانا،
تیرانا (متعدی)
(۱۸۴) توڑنا
(۱۸۵) تولنا
(۱۸۶) تھڈنا (تھنڈا ہونا)
(۱۸۷) تھکنا، تھاکنا
(۱۸۸) تھپکنا
(۱۸۹) تھپنا
(۱۹۰) تھمنا، تھامنا
(۱۹۱) تھجنا (حیران ہونا)
(۱۹۲) تھرکنا
(۱۹۳) تھوکنا
(۱۹۴) تھوپنا
(۱۹۵) دپنا (پینا)
(۱۹۶) دینا

(۱۹۷) وڑنا (چھپنا)

(۱۹۸) ڈٹانا (ڈٹانا)

(۱۹۹) دھکنا

(۲۰۰) داغنا

(۲۰۱) داٹنا (ڈاٹنا، مارنا)

(۲۰۲) دالنا (ڈالنا)

(۲۰۳) دِکانا، دکھانا، دکھلانا

(۲۰۴) دِسنا (دکھائی دینا)

(۲۰۵) دیٹھنا، دِٹھانا

(۲۰۶) دیپنا، دِپانا

(۲۰۷) دُندلانا، دُھندلانا

(۲۰۸) دیکھنا

(۲۰۹) دینا، دلانا

(۲۱۰) دوڑنا، دوڑانا

(۲۱۱) دھک دھکانا، دھک دھگانا

(۲۱۲) دھڑ دھڑنا

(۲۱۳) دھرنا

(۲۱۴) دھسنا

(۲۱۵) دھانا (دوڑنا)

(۲۱۶) دھارنا

(۲۱۷) دُھجنا، دھوجنا

(۲۱۸) دُھنتا

(۲۱۹) دُھونڈنا

(۲۲۰) دھوجنا، دَھجنا

(۲۲۱) دُھونا، دَھلانا

(۲۲۲) ننگانا (شرمانا)

(۲۲۳) نوازنا

(۲۲۴) ناندنا (دھونی کرنا، گزارنا)

(۲۲۵) نانا (جھکانا)

نوانا (متعدی المتعدی)

(۲۲۶) ناچنا، ناچنا

نچانا (متعدی المتعدی)

(۲۲۷) نکالنا

(۲۲۸) نگلنا

(۲۲۹) نچھانا

(۲۳۰) نپجنا

(۲۳۱) نپانا (پیدا کرنا)

(۲۳۲) نواڑنا (نبیڑنا)

(۲۳۳) نبھانا

(۲۳۴) نوارنا

(۲۳۵) نثارنا

(۲۳۶) تھاٹنا (بھاگنا)

(۲۳۷) تھاسنا (برباد ہونا)

(۲۳۸) پینگانا (پینگ مارنا)

(۲۳۹) پکنا

(۲۴۰) پکڑنا

(۲۴۱) پچھاننا (پہچاننا)

(۲۴۲) پچھانا

(۲۴۳) پٹھانا

(۲۴۴) پڑنا

(۲۴۵) پڑنا، پڑھنا، پڑھانا

(۲۴۶) پینا

(۲۴۷) پنوانا (پلوانا)

(۲۴۸) پنھانا (پہنانا)

(۲۴۹) پرکھنا

(۲۵۰) پلٹنا، پلیٹھنا

(۲۵۱) پلانا (رونا، چلانا، گانا)

(۲۵۲) پسارنا

(۲۵۳) پشتانا (پچھتانا)

(۲۵۴) پاتا

(۲۵۵) پاگنا (ترکرنا، ڈبانا)

(۲۵۶) پاڑنا (برباد کرنا)

(۲۵۷) پالنا

(۲۵۸) پنجنا (پینا)

(۲۵۹) پگلنا (پگھلنا)

(۲۶۰) پیٹنا

(۲۶۱) پجتنا (پیدا ہونا)

(۲۶۲) پنانا، پنانا (پہنانا)

(۲۶۳) پینے

(۲۶۴) پیسنا، پسانا (متعدی المتعدی

(۲۶۵) پکارنا

(۲۶۶) پرانا (پورا کرنا، خواہش پوری کرنا)

(۲۶۷) پوجنا، پوچھنا، پچھانا (متعدی المتعدی)

(۲۶۸) پیکھنا (دیکھنا)

(۲۶۹) پیرنا (بونا)۔

(۲۷۰) پنہنا (پہننا)

(۲۷۱) پیٹھنا (داخل کرنا)

(۲۷۲) پونچنا' پانچنا (پہنچنا)
پونچانا (متعدی)

(۲۷۳) پھنسانا

(۲۷۴) پھڑکنا

(۲۷۵) پھڑپھڑانا

(۲۷۶) پھبنا

(۲۷۷) پھرمانا

(۲۷۸) پہنا

(۲۷۹) پھانکنا

(۲۸۰) پھاندنا (لانگھنا)

(۲۸۱) پھاٹنا (پھٹنا)

(۲۸۲) پھاڑنا

(۲۸۳) پھرنا

(۲۸۴) پھسلنا

(۲۸۵) پھلنا' پھلانا

(۲۸۶) پھسلانا

(۲۸۷) پھونکنا

(۲۸۸) پھوٹنا' پھٹنا

(۲۸۹) پھینکنا

(۲۹۰) پھیڑنا (قرض اتارنا' چکتا کرنا)

(۲۹۱) پھینٹنا' پینٹھنا

(۲۹۲) پھیرنا (پھرنا' داخل کرنا)

(۲۹۳) پھیلنا

(۲۹۴) بٹنا' بٹانا
(متعدی المتعدی)(بانٹنا)

(۲۹۵) بندنا' بندھنا
باندھنا' بندھانا

(۲۹۶) بکنا

(۲۹۷) بکھانا

(۲۹۸) بڑبڑانا

(۲۹۹) بننا' بنانا

(۳۰۰) بکھیرنا

(۳۰۱) بخشنا

(۳۰۲) بجاونا (بجانا)

(۳۰۳) بڑھنا' بڑھانا

(۳۰۴) بتانا
(۳۰۵) بنا (باندھنا)
(۳۰۶) برجنا
(۳۰۷) برتنا
(۳۰۸) برسنا، برسانا
(۳۰۹) بلنا (جلنا)
(۳۱۰) بسنا
(۳۱۱) بہکنا
(۳۱۲) بہلانا
(۳۱۳) باچنا (بچنا)
(۳۱۴) باجنا (بجانا)
(۳۱۵) بانا (ڈالنا)
(۳۱۶) بکنا، بکانا
(۳۱۷) بدھانا (بھگانا)
(۳۱۸) بچکنا
(۳۱۹) بچارنا
(۳۲۰) بچھلانا
(۳۲۱) بچھڑنا
(۳۲۲) برڑانا (برباد کرنا)

(۳۲۳) بنجنا، بنجانا (پیدا کرنا)
(۳۲۴) برکھانا (بکھیرنا)
(۳۲۵) بلکھنا
(۳۲۶) بلونا
(۳۲۷) بسرنا، بسرانا
(۳۲۸) بساتنا
(۳۲۹) بپہانا (بتانا)
(۳۳۰) بیراجنا
(۳۳۱) بجھانا، بجھانا
(۳۳۲) بوڑنا، بڑانا
(۳۳۳) بوجنا (بوجھنا)
(۳۳۴) بیچنا
(۳۳۵) بٹھنا، بٹھانا
(۳۳۶) بیٹھنا (بیٹھنا)
بسلانا (متعدی المتعدی)
(۳۳۷) بولنا
(۳۳۸) بورانا
(۳۳۹) دیاپتا
(۳۴۰) بھگانا، بھاگنا

(۳۴۱) بجھنا

(۳۴۲) بھڑکنا

(۳۴۳) بھرنا

(۳۴۴) بھرمنا

(۳۴۵) بھانا (اچھا لگنا)

(۳۴۶) بھاجنا (بھاگنا)

(۳۴۷) بھڑنا

(۳۴۸) بھگانا

(۳۴۹) بھنبھنانا

(۳۵۰) بِھرکنا (بُرکانا) بِھرکانا

(۳۵۱) بھونا

(۳۵۲) بھولنا

(۳۵۳) بھیجنا، بھجانا (متعدی المتعدی)

(۳۵۴) بھیدنا

(۳۵۵) بھوکنا (بھونکنا)

(۳۵۶) بھوگنا

(۳۵۷) بھڑانا (بھکانا، بہانا)

(۳۵۸) منگنا

(۳۵۹) مٹنا، [illegible]

(۳۶۰) مڑنا (مڑھنا) ماڑنا

(۳۶۱) مڑوڑنا، مروڑنا

(۳۶۲) متنا (خیال کرنا)

(۳۶۳) مترنا

(۳۶۴) مننا، منانا

(۳۶۵) مرغولنا (چھپانا)

(۳۶۶) مرنا، مارنا

(۳۶۷) مسلنا

(۳۶۸) مہکنا

(۳۶۹) مانا (سمانا)

(۳۷۰) ماننا

(۳۷۱) ملنا، ملانا

(۳۷۲) مچنا (بند ہونا)

موچنا (بند کرنا)

مونچنا (بند کرنا)

(۳۷۳) مونڈنا

(۳۷۴) موسنا

(۳۷۵) موڑنا

(۳۷۶) مولنا

(۳۷۷) موہنا

(۳۷۸) رنگنا، رنگانا (متعدی المتعدی)

(۳۷۹) رکھنا، راکھنا، راکنا

(۳۸۰) رگڑنا

(۳۸۱) رچنا، رچانا

(۳۸۲) رہنا

(۳۸۳) راجنا (حکومت کرنا)

(۳۸۴) رانا (حکومت کرنا)

(۳۸۵) ریجنا، ریجھنا، رجھانا

(۳۸۶) رُوسنا

(۳۸۷) رونا

(۳۸۸) رولنا

(۳۸۹) لکنا (ٹلنا)، لکھانا

(۳۹۰) لگنا

(۳۹۱) لجانا

(۳۹۲) لڑنا (لڑنا، ڈسنا)

(۳۹۳) لپٹنا

(۳۹۴) لرزنا (کانپنا)

(۳۹۵) لسنا

(۳۹۶) لہنا (حاصل کرنا)

(۳۹۷) لہلہانا

(۳۹۸) لاگنا (لگانا)

(۳۹۹) لادنا

(۴۰۰) لکھنا

(۴۰۱) لڑنا (پیڑوں میں لوٹنا)

(۴۰۲) لٹنا

(۴۰۳) لیپنا، لپانا

(۴۰۴) لبدانا، لبدھانا

(۴۰۵) لبھانا

(۴۰۶) لوچنا

(۴۰۷) لوٹنا

(۴۰۸) لیکھنا، لیکنا (دیکھنا)

(۴۰۹) لیٹنا، لٹانا (متعدی المتعدی)

(۴۱۰) لوچنا (نوچنا)

(۴۱۱) لوڑنا (خواہش کرنا)

(۴۱۲) لورنا (خواہش کرنا)

(۴۱۳) ونوٹانا (بڑبڑانا)

(۴۱۴) وارنا

(۴۱۵) سینچنا

(۴۱۶) سنپڑنا (سپڑنا)

(۴۱۷) سنورنا، سنوارنا

(۴۱۸) سٹنا (ڈالنا) رکھنا
پٹکنا، الگ کرنا۔

(۴۱۹) ستانا

(۴۲۰) سننا

(۴۲۱) سمجنا، سمجھنا

(۴۲۲) سمانا

(۴۲۳) سیٹنا

(۴۲۴) سرنا (پورا ہونا)

(۴۲۵) سرجنا

(۴۲۶) سلنا

(۴۲۷) سلکنا (سرکنا)

(۴۲۸) سہلانا

(۴۲۹) ساندنا

(۴۳۰) ساجنا

(۴۳۱) سادھنا

(۴۳۲) سارنا

(۴۳۳) سکنا (سیکھنا)، سکانا، سکھانا، سِکلانا

(۴۳۴) سارنا، سِدھارنا

(۴۳۵) سِرجنا

(۴۳۶) سُنگنا، سنگانا

(۴۳۷) سُکھنا، سکھانا

(۴۳۸) سَننا، سُنانا

(۴۳۹) سُمرنا

(۴۴۰) سُہنا، سہانا

(۴۴۱) سوتنا (پیٹنا)

(۴۴۲) سیکنا

(۴۴۳) سیونا، (خدمت کرنا)

(۴۴۴) سونا، سُلانا

(۴۴۵) سوچنا

(۴۴۶) سودھنا

(۴۴۷) سوسنا

(۴۴۸) سوہنا

(۴۴۹) سونپنا

(۴۵۰) شستالنا (گندہ کرنا)

(۴۵۱) ہنسنا

(۴۵۲) ہنکالنا

(۴۵۳) ہٹکنا

(۴۵۴) ہڑبڑانا

(۴۵۵) ہارنا

(۴۵۶) ہلنا، ہلانا

(۴۵۷) ہلکنا

(۴۵۸) ہلجنا

(۴۵۹) ہنکارنا

٭ ٭ ٭

ضمیمہ (۲) کتابیات

(۱) پانینی ــــ اشٹ ادھیائی

(۲) ــــ ورُوچی

پراکرت پرکاش، شارح رام پانی واد - مرتب ڈاکٹر سی - کن ہن راجا، کے - رام چندر شرما -

(۳) ــــ ہیم چندر

پراکرت ویاکرن، ناشر - شری ہیم چندر اچاریہ سبھا پاٹن - ۱۹۸۳ بکرمی

(۴) ــــ کامتا پرشاد گرو

ہندی ویاکرن ناشر ناگری پرچارنی سبھا ورناسی

(۵) مور وکیشو دامے

شاستریہ مراٹھی ویاکرن، ناشر کیشو بھکاجی ڈھولے کتب فروش بمبئی ۱۹۲۵ ء

۔۔۔ک بنو دام ے
مدھیے گجراتی ویاکرن نے ساہتیہ رچنا

(۷)۔ ڈاکٹر دھریندر ورما

ہندی بھاشا کا اتہاس (اشاعت سوم) ناشر ہندوستانی اکیڈمی پریاگ ۱۹۴۹ء
برج بھاشا، ناشر ہندوستانی اکیڈمی پریاگ ۱۹۵۴ء

(۸)۔ ڈاکٹر بابو رام سکسینہ

ریولیوشن آف اودھی، ناشر انڈین پریس الہ آباد ۱۹۳۷ء
دکھنی ہندی، ناشر ہندوستانی اکیڈمی، پریاگ ۱۹۵۲ء

(۹)۔ کشوری داس باج پیی

ہندی شبدان شاسن، ناشر ناگری پرچارنی سبھا کاشی ۲۰۱۴ بکرمی

(۱۰) تھامس۔ الیف کوگلس اور ٹی۔ گراہم بیلی

پنجابی مینویل اینڈ گرامر، ناشر بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۹۲۵ء

(۱۱) ڈاکٹر مسعود حسین خاں

مقدمہ تاریخ زبان اردو، ناشر آزاد کتاب گھر دلی ۱۹۵۴ء

(۱۲) ڈاکٹر محی الدین قادری زور

ہندوستانی فونے ٹکس ۱۹۳۰ء امپیریل لائبریری ٹائپوگرافک ولین لیونیٹ چارلس

(۱۳) جی۔ اے۔ گریرسن

لنگوسٹک سروے آف انڈیا

(۱۴) —— محمود شیرانی

پنجاب میں اردو، ناشر انجمن ترقی اردو لاہور، ۱۹۲۸ء

(۱۵) —— ڈی۔ سی فِلّٹ

ہایئر پرشین گرامر، ناشر۔ کلکتہ یونیورسٹی کلکتہ ۱۹۱۹ء

(۱۶) ڈبلیو۔ ایچ۔ ٹی گارڈنر

فونیٹکس آف عربک۔ ناشر، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ۱۹۲۵

(۱۷) —— کیٹ

گرامر آف کناڈا لنگویج۔

(۱۸) —— کے۔ پی۔ سُبتیا

دراوڈک سٹیڈیز (حصہ دوم) ناشر مدراس گورنمنٹ مدراس ۹۱۹

(۱۹) ڈاکٹر سنیتی کمار چیٹرجی

آریجن اینڈ ڈویلپمنٹ آف بنگالی لنگویج۔ ناشر کلکتہ یونیورسٹی کلکتہ ۱۹۲۶ء

بھارتیہ آریہ بھاشا اور ہندی، ناشر راج کمل پرکاشن بمبئی ۱۹۵۴ء

(۲۰) —— جان بیمز

اے کمپریٹو گرامر آف دی ماڈرن آرین لنگویجیس آف انڈیا

ناشر ٹربیز اینڈ کمپنی لندن۔ پہلا حصہ ۱۸۷۲ء،

دوسرا حصہ ۱۸۷۵ء تیسرا حصہ ۱۸۷۹ء،

(۲۱) ڈاکٹر اے۔ ایف۔ روڈولف ہارنلی

اے کمپریٹو گرامر آف دی گوڑیئن لنگویجز، ناشر ٹربیز اینڈ کمپنی لندن ۱۸۸۰ء

.... ڈاکٹر - ایف - رو دولف ہارنلی

ہندی دھات سنگرہ، ناشر آگرہ وشو ودیالیہ آگرہ ۱۹۵۶ء

(۲۳) ــــ جول بلاک

لا فارمیشن دے لا لینگو مراتھے کا مراٹھی ترجمہ مراٹھی بھاسے

چا وکاس مترجمہ واس دیو گوپال پرانجپے ۱۹۴۱ء ناشر واسدیو گوپال

پرانجپے فرگوسن کالج پونا (۴)

(۲۴) ــــ پشویل

جرمن زبان میں لکھی ہوئی کتاب کا انگریزی ترجمہ - کمپریٹو گرامر آف

پراکرت لنگویجس - مترجمہ سبھدر جھا - ناشر موتی لال بنارسی داس

واراناسی ۱۹۵۷ء

(۲۵) ــــ کر - پاں - کل کرنی

مراٹھی بھاشا: آغاز اور ارتقا ۱۹۳۳ء

(۲۶) کر - پاں - کل کرنی اور پارس نیس

ارواچین مراٹھی ناشر - کرناٹک پبلشنگ ہوس، بمبئی -

(۲۷) جی - اے - گرارسن

میتھلی لنگویج آف نارتھ بہار ایشیاٹک سوسائٹی ۵۷ پارس سٹریٹ کلکتہ

(۱۸۸۱ء)

(۲۸) رابرٹ کالڈویل

اے کمپریٹو گرامر آف دراویڈین لنگویجس - ناشر ٹرنر رانیڈ کمپنی لندن ۱۸۷۵ء

(۲۹) نکارے کیسانند واس دیو

ہسٹاریکل گرامر آف اپ بھرنش دکن کالج پونا ۱۹۴۸ء

(۳۰) ایم۔ شیش گری شاستری

نوٹس آن آرین اینڈ دراویڈین فلالوجی

(۳۱) ایس ۔ ایچ ۔ کیلاگ

گرامر آف دَ ہندی لنگویج' کے گن پال' ٹرینچ ۔ ناشر ٹرینر اینڈ کمپنی لمیٹیڈ ۔ براڈ ہوس' ۶۸' ۷۴ کارٹر لین ای ۔ سی ۔ ۴' ۱۹۳۸ء

(۳۲) پریمی ابھی نندن گرنتھ

پریمی ابھی نندن گرنتھ' سمیتی' ٹیکم گڑھ ۔ ۱۹۴۶ء

(۳۳)ـــــــــ چند بردائی

پرتھوی راج راسو' ناشر ۔ ساہتیہ سنستھان' راجستھان وشو ودیاپیٹھ اُدےپور ۔ اشاعت اوّل ۲۰۱۱ بکرمی

(۳۴)ـــــــــ کبیر

کبیر گرنتھاولی ۔ مرتبہ شیام سندر داس ۔ ناشر ۔ ناگری پرچارنی سبھا کاشی ۲۰۱۱ بکرمی

(۳۵)ـــــــــ ملک محمد جائسی

پدماوت ۔ مترجمہ ڈاکٹر واسدیو شرن اگروال ۔ ناشر ساہتیہ سدن چرگاؤں جھانسی ۲۰۱۱ بکرمی

(۳۶)ـــــــــ تلسی داس

[illegible]

(۳۷) پرتھوی راج راٹھوڑ

بیلی کرشن رکمنی، مرتبہ رام سنگھ اور سوریہ کرن پاریک ناشر ہندوستانی اکیڈیمی، پریاگ۔

(۳۸) انشاء اللہ خاں انشاء

رانی کیتکی کی کہانی

(۳۹)۔ خواجہ بندہ نوازؒ

معراج العاشقین (۱) مرتبہ عبدالحق۔ ناشر۔ تاج پریس چھتہ بازار حیدرآباد۔

(۲) مرتبہ خلیق انجم۔ ناشر مکتبہ شاہراہ اردو بازار، دلی

(۳) مرتبہ گوپی چند نارنگ۔ ناشر آزاد کتاب گھر کلاں محل دلی

شکار نامہ (مخطوطہ)

(۴۰) میراں جی شمس العشاق

خوش نامہ (مخطوطہ)

(۴۱) برہان الدین جانم

ارشاد نامہ (مخطوطہ) سکھ سہیلا (مخطوطہ)

(۴۲) محمد قلی قطب شاہ

کلیات محمد قلی قطب شاہ۔ مرتبہ ڈاکٹر محی الدین قادری زور ناشر سالار جنگ۔ دکھنی پبلکاشن سمیتی حیدرآباد

(۴۳) ——— وجہی

تاج الحقائق (مخطوطہ)

(۴۴) ـــــ وجہی

سب رس (ہندی) مرتبہ سری رام شرما۔ ناشر دکھنی پرکاشن سمیتی
حیدرآباد، ۱۹۵۵ء

قطب مشتری (ہندی)۔ مرتبہ وِ ملا واگرے و نصیرالدین ہاشمی
ناشر دکھنی پرکاشن سمیتی، حیدرآباد ۱۹۵۴ء

(۴۵) ـــــ مومن دکھنی

اسرارِ عشق (مخطوطہ)

(۴۶) ـــــ غواصی

سیف الملوک و بدیع الجمال (ہندی) مرتبہ راج کشور پانڈے
محمد اکبرالدین صدیقی۔ ناشر۔ دکھنی پرکاشن سمیتی حیدرآباد ۱۹۵۵ء

(۴۷) ـــــ ابن نشاطی

پھول بن (اردو) (۱) مرتبہ عبدالقادر سروری مطبوعہ سالار جنگ۔ دکھنی مخطوطات
حیدرآباد۔ (۲) مرتبہ شیخ چاند، ناشر انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی۔

(۴۸) ـــــ علی عادل شاہ (ثانی)

علی عادل شاہ کا کاویہ سنگرہ (ہندی) مرتبہ شری رام شرما و مبارزالدین رفعت
ناشر، آگرہ، وشو وِدیا پیٹھ آگرہ ۱۹۵۸ء

(۴۹) عبدل۔ ابراہیم نامہ (مخطوطہ)

(۵۰) نصرتی ـ علی نامہ (مخطوطہ)

گلشن عشق مرتبہ عبدالحق، ناشر۔ انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی۔

(۵۱) وجاہی — پنچھی نامہ

(۵۲) قاضی محمود بحری

من لگن۔ ناشر انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی۔

(۵۳) محمد ابن راباغی

نجات نامہ۔ مرتبہ مبارز الدین رفعت۔

(۵۴) شری رام شرما

دکھنی کا پدیہ اور گدیہ (ہندی) ناشر ہندی پرچار سبھا حیدرآباد ۱۹۵۴ء

(۵۵) — ویاس

مہابھارت مرتبہ بی۔اے سکھ ٹن کر۔ ناشر۔ بھنڈارکر اورنٹیل انسٹی ٹیوٹ پونا

۱۹۳۲ء و مابعد۔

(۵۶) — والمیکی

راماین پنڈت سبھا کاشی

(۵۷)۔ ہارون خاں شیروانی

ذ بہمنز آف دکن، ناشر، مسعود منزل، حمایت نگر حیدرآباد۔ ۱۹۵۳ء

(۵۸)۔ عبدالمجید صدیقی

ہسٹری آف گول کنڈہ ناشر۔ لٹریری پبلی کیشن، حمایت نگر حیدرآباد۔

(۵۹) — جادو ناتھ سرکار

ہسٹری آف اورنگ زیب۔ سرکار اینڈ سنز کلکتہ ۱۹۱۴ء

(۶۰)— جادو ناتھ سرکار

دی کیمبرج ہسٹری آف انڈیا (عہد مغلیہ) ۱۹۳۷ء

(۶۱)— ونسینٹ سمتھ

اکبر۔ ناشر آکسفورڈ یونیورسٹی ۱۹۱۷ء

(۶۲)— بنارسی داس سکسینہ

ہسٹری آف شاہجہاں آف دہلی۔ ناشر انڈین پریس الہ آباد ۱۹۳۲ء

(لغات)

(۶۳) مہاراشٹر . . . . . . گیان کوش

(۶۴) مہاراشٹر . . . . . شبد کوش

(۶۵) ہندی شبدھ ساگر

(۶۶) جوڈنی کوش (گجراتی)

(۶۷) ہندوستانی انگلش ڈکشنری (فالن)

(۶۸) فرہنگ آصفیہ

(۶۹) فرہنگ آنند راج

(۷۰) نیپالی انگلش ڈکشنری (ٹرنر)

ضمیمہ (۳)

قابلِ مطالعہ دکنی کتابیں

(۱) اُردوئے قدیم۔

از حکیم شمس اللہ قادری۔ تاج پریس، حیدرآباد دکن۔

(۲) اُردو شہ پارے۔

از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ۔ مکتبہ ابراہیمیہ، حیدرآباد دکن۔

(۳) دکنی ادب کی تاریخ۔

از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ۔ سندھ اکاڈیمی، کراچی۔

(۴) تذکرہ مخطوطات اردو حصہ اول

از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ۔ ادارہ ادبیات اردو، حیدرآباد۔ اے۔ پی۔

(۵) تذکرہ مخطوطات اُردو حصہ دوم

از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ۔ ادارہ ادبیات اردو، حیدرآباد۔ اے۔ پی۔

(۶) تذکرہ مخطوطات اُردو حصہ سوم

از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ۔ ادارہ ادبیات اردو، حیدرآباد، اے۔ پی۔

(۷) تذکرہ مخطوطات اُردو حصہ چہارم

از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ۔ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد، اے۔ پی۔

(۸) تذکرہ مخطوطات اردو حصّہ پنجم

از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد اے۔پی۔

(۹) دکن میں اردو

از نصیر الدین ہاشمی (چھٹا ایڈیشن) نسیم بک ڈپو لکھنو۔

(۱۰) مدراس میں اردو۔

از نصیر الدین ہاشمی۔ مکتبہ ابراہیمیہ، حیدرآباد دکن

(۱۱) یورپ میں دکھنی مخطوطات

از نصیر الدین ہاشمی۔ شمس المطابع حیدرآباد دکن۔

(۱۲) مقالات ہاشمی

از نصیر الدین ہاشمی۔ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور۔

(۱۳) دکنی کے چند تحقیقی مضامین

از نصیر الدین ہاشمی۔ آزاد کتاب گھر دھلی

(۱۴) دکنی کلچر۔

از نصیر الدین ہاشمی۔ مجلس ترقی ادب لاہور۔

(۱۵) اردو کی ترقی میں صوفیائے کرام کا کام

از مولوی عبدالحق۔ انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ

(۱۶) قدیم اردو۔

از مولوی عبدالحق۔ انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی۔

(۱۷) ریاست میسور میں اُردو۔
از آمنہ خاتون۔ برقی کوثر پریس۔ بنگلور۔

(۱۸) اُردو نثر کا آغاز و ارتقا۔
از ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ۔ مجلس تحقیقات اردو، حیدرآباد (اے۔پی)

(۱۹) دکنی ادب نمبر مجلہ عثمانیہ
جامعہ عثمانیہ حیدرآباد (اے پی)

(۲۰) قدیم اُردو نمبر (۱)
شعبہ اردو۔ جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد (اے۔پی)

کی مطبوعات

پتہ

کلابھون سیف آباد

(حیدرآباد)